الحمد للہ رب العالمین

مجموعہ

کتاب فیض عام و تنبیہ الضالین

دباران رحمت بتصحیح تمام و حسن اہتمام

بمطبع اسلامیہ بقالب طبع

درآمد

۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۲۶۲ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## اس کتاب کے تالیف کا سبب

مخفی نرہے کہ جب لال چندلال نے لالہ میان کو ہندوی رسم و عادت و عقیدے کے تابع ہونے پر قایل کیا تب انھون نے ان چالون کو چھوڑ چھاڑ کے مسلمان بنگئے اسواسطے اختصار سے اس قصے کو اس کتاب کے ابتدا مین لکھنے کا اتفاق پڑا۔ قضارا کسی مجلس مین اس کتاب کا پڑھنا شروع ہوا تھا ایک عزیز اس قصے پر غصے ہو کر کہنے لگا کہ ایک مشرک مومن پر بحث مین غالب ہو ایسا قصہ ذکر کرنا مناسب نتھا بندے نے معروض کیا کہ حضرت سلامت اس قصے مین مذکور یہہ ہی کہ ایک شخص مشرکونکی عادات اور عقیدہ رکھنے والا تھا سو ایک مشرک مطیع الاسلام سے ملزم ہو کر ٹھیک مسلمان ہوگیا لیکن اسمین آپنے یہہ کہان سے سمجھا کہ ایک مشرک حربی ایک مومن پاک سے بحث مین غالب آیا اسکے سوا کسی سے عبرت و نصیحت حاصل کرنے مین کچھہ قباحت نہین ہے خریدار کو خوب سودے سے کام ہی نہ دوکاندار دیکھنا شعر مرد باید کہ گیرد اندر گوش ٭ ور نبشتست پند بر دیوار ٭ مرد کو چاہیئے کہ مان ہی لے ٭ گرچہ دیوار پر لکھی ہو پند ٭ اُنْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ دیکھہ کہ کیا کہا ہی نہ دیکھہ کہ کسنے کہا اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ کَلِمَةُ الْحِکْمَةِ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ حَیْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا یعنے عقل اور دین کی بات ہی سو مومن کی کھوئی گئی چیز ہی پھر جہان کہین اسنے اسکو پایا تو وہ اسکے لینے کا حقدار ہی اور فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ کی آیت کا حکم عام ہی کچھہ خاص نہین یعنے اس سے یہہ نہین نکلتا کہ مسلمان ہی سے عبرت لیا چاہئے کافر وغیرہ سے نلیا چاہئے بعضے حق پوش باطل کوش طعن کرتے ہین کہ اس کتاب مین جن کامونکا رد ہی سو کوئی عالم سنی نہین کرتا بلکہ جاہل لوگ کیا کرتے ہین اور رد و قدح عوام نامعقولون پر کرنا صرف نامعقول ہی آپ جواب اسکا یہہ ہی کہ اس عاجز نے بہت عالم کہلانے والونکو بھی ویسے کامون مین مبتلا دیکھا ہی باوجود اسکے یہہ کتاب بیدارونکی آگاہی اور یادداشت کے واسطے بنی ہی تا مبادا جاہلونکی ہدایت اور ملاپ کے سبب کہین دانا سے بھی نادانی نہو جاے قرآن مجید مین آیا ہی اِنِّیْ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِیْنَ یعنے مین تجھکو نصیحت کرتا ہون جو تو کہین جاہلون مین کا نہو جائے اس آیت کی پیروی ہی مین یہہ کتاب بنی ہی اور اس مین تعلیم اور تنبیہ جاہلون کی بھی مقصود ہی امام اعظم رحمۃ اللہ کے قول مین حدیث کے موافق آیا ہی کہ تَعْلِیْمُ الْجَاهِلِ صَدَقَةٌ یعنے نادان کو دانائی سکھانا ان پڑھہ کو پڑھانا سمجھانا سکھانا بے تربیت کو تربیت کرنا خیراتون مین کی ایک خیرات ہی ع ورنیاید بگوش رغبت کس ٭ بر رسولان بلاغ باشد و بس ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدانا للایمان وابعدنا عن الشرک والطغیان والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین
سیدنا محمد ن المبعوث الی الخلائق والشافع للمذنبین وعلی آلہ الناصرین للشریعۃ السنیۃ وصحبہ
القامعین للضلالۃ والبدعۃ اما بعد کہتا ہی بندۂ حق جو بیت گو فقیر سراپا التقصیر خادم العلما محمد صالح عفی اللہ عنہ کہ سنہ بارہ سے
بچاس مین اس فقیر کا گذر ونگول طرف ہوا قضارا ببندرھوین کو شعبان المعظم کے ایک جا جہان ایک مسلمان جو لالہ میان کر کے مشہور تھا اور ایک ہندو جسکا
نام لالہ لال چند منشی تھا اور اسکو شرح ملا تک عربی مین طالب العلمی بھی تھی اس علم کے شوق کے سبب اکثر مسلمانون کی صحبت مین رہا کرتا اور ہمارے دین و
آئین کے کامان پر بھی واقف ہو گیا تھا اور وہ دونون آپسمین بحثتے تھے سو وقت وہان جا نکلا اور انکی گفتگو کو سننے لگا وہ عجب ماجرا قابل سننے اور
عبرت لینے کے نظر آیا اسواسطے قید قلم کیا تا ہر کوئی دیکھے اور نصیحت لیوے شروع بحث لالہ لال چند نے لالہ میان سے باتون بات پوچھنے لگا کہ تم
مسلمانان لنگ اس ڈھب سے کیون نہین باندھتے جیسا ہم باندھتے ہین کیونکہ اس مین ستر دسنے کا اندیشہ نہین برخلاف تمھارے ڈھب کے لالہ میان
جواب دیا کہ ہان یہہ بات تو سچ ہی لیکن اس مین ہندوؤن سے مشابہت ہوتی ہی ہمارے دین مین کفار کی مشابہت کرنا جایز نہین لالہ نے اس بات کو
سنتے ہی ہنس کر کہا کیا جواب نے فرمایا سو سچ ہی کہا ہان چنانچہ ہمارے معتبر کتابونمین مذکور ہی لالہ نے اور بھی بے اختیار ہنسنے لگا لالہ میان غصے ہو کر کہا
کیا تم میری مسخری کرتے ہو بے معنی ہنسنے کا کیا سبب لالہ نے کہا نہین صاحب میری طاقت نہین جو آپکی مسخری کرون مگر آپکے کتابی دعوٰی کو آپکے افعال
کے خلاف پاتا ہون سو اسلئے مجھے ہنسی آئی اگر حکم ہو تو کچھہ عرض کرون لالہ میان کہا کچھہ مضایقہ نہین کہو جو کہنا ہو۔ لالہ نے کہنے لگا کہ آپ لوگ سراسر
ہمسے مشابہت رکھتے ہو پھر دعوا کرتے ہو کہ ہندوؤن کی مشابہت کرنا جایز نہین پہلی مشابہت تم مین یہہ ہی کہ تمھارا نام میرے نام سے مشتق ہی مین
لالہ لال چند کہلاتا ہون تم لالہ میان۔ مین داڑھی منڈھواتا ہون اور تم بھی داڑھی منڈھواتے ہو۔ کہو تو یہہ مشابہت ہوئی یا نہین۔ تمھاری کونسی
کتاب مین لکھا ہی کہ داڑھی منڈھواوین اور ہندوؤن کے نام سا نام رکھین۔ دوسری یہہ ہی کہ تم مسلمانونکے شادیان اور ماتمان وغیرہ ہمارے
رسمون بن ہوتے ہی نہین کیونکہ تمھارے دین مین فقط نکاح کرنے سے شادی تمام ہوتی ہی پھر اور رسمان جو تمھارے شادیون مین ہوا کرتے ہین جیسے
ہلدی۔ مھیندی۔ بری۔ کنگن۔ سہرا۔ شب گشت۔ جلوہ۔ چوتھی۔ اور تورن باندھنا۔ اور متوز کے جھاڑ کھڑا کرنا وغیرہ یہہ سب تمھارے

دین مین نہین بلکہ ہمارے یہان کے ہین اگر تمھارے دین مین ہون تو بتلا دیجیے کہ کونسی کتاب مین ہی اور کون سے امام ان [illegible] کیے ہین اور
اسیطرح گیروی لباس کو جو تمھارے بعض جاہل عالمون اور مشایخون نے فخر کے واسطے لازم کر لئے ہین سو ہمارے پندارمون سے [illegible] تو پھر
کون سا امام مجتہد سے اور کون سے طریقت کے پیر سے لئے ہو سو بتلا دیجیے۔ بلکہ تمھارے کتابون مین تو شہرت کا لباس پہننے سے منع لکھے ہین کہ جسے
کوئی رنگ کا لباس اس حد تک نہ پہنا کہ پہننے والیکا نام اس رنگ سے مشہور ہووے جیسا فلانا سبز پوش اور فلانا شخص گیروا یعنے گیروکا لباس
پہننے والا اور ہم اپنے بزرگون کی منت پر اپنے بچون کے سرون کے جہان بال رکھہ چھوڑتے اور انکے مندرونمین لیجا کر اتارتے ہین ویسا ہی تم لوگ بھی
کیا کرتے ہو۔ اور اسیطرح ہم لوگ چوٹیان اور زلفان اور کاکلان اور قلمان اپنے بزرگون کے نام سے لڑکون کے سرونمین چھوڑتے ہین اور
اعتقاد کرتے ہین کہ جس بزرگ کے نام کی چوٹی وغیرہ لڑکے کے سر مین ہووے اس بزرگ کی تائید اور محافظت اس بچیکے ساتھ رہا کرتی ہی ویسا ہی تم
بھی عمل کیا کرتے ہو۔ اور جیسا ہم لڑکے یا لونڈے کے کان یا ناک بزرگونکے نام پر چھیدتے تھے اور انکی مدد اس مین سمجھتے ہین ویسا ہی تم بھی کیا کرتے ہو
اور جیسا ہم لوگ اپنے بچون کے نام فلانے اوتار یا فلانے رشی یا فلانے مہاپیر کے غلام کر کے رکھتے ہین چنانچہ کشن داس یعنے غلام کشن یا رام
داس اور تلسی داس اور شنکر داس ویسا ہی تمنے اپنے لڑکونکا نام بندہ حسین اور غلام محی الدین غلام ضامن غلام قاسم وغیرہ رکھنے لگے اور جیسا
ہم اپنے رشی گرو باپ دادون کے نام پر قسم کھاتے ہین ویسا ہی تم بھی اپنے پیر پیغمبر باپ دادون کی قسم کھایا کرتے ہو۔ اگر یہ سب بات ہمارے سے نہ لئے
ہون تو بھلا بتلاو تمھارے اگلے بزرگون مین سے کون سے صحابی کے بچیکا نام عبد النبی اور عبد الرسول یا غلام محمد یا غلام علی کر کے تھا۔ یا کسو
بچیکے سر پر تمھارے پیمبر کے نام کی چوٹی رکھے تھے یا کوئی انکے نام کی قسم کھایا تھا یا انکے نام پر کان یا ناک کسی بچیکے چھیدے تھے یا کوئی مجتہد یا امام ان
کامونکو اپنے بچونکے ساتھ کئے ہون۔ یا کسی کتاب مین لکھے ہون تو بتلا کر مجھے منفعل کر دیجیو۔ اور اسیطرح تمھارے کتاب کے رو سے میت کو ثواب
پہنچانا جایز ہی اپنے نیک عمل کا جو خدا کی خشنودی کے واسطے رسول کے فرمانے اور کئے موافق کیا کرے جسوقت ہو سکے۔ پھر جو تم اس کام کے واسطے دن
تاریخ مہینا مقرر کر کے کھانا پکاتے اور اسکا نام فاتیان رکھتے ہو۔ اور اس کھانیکا ادب معمول کے کھانے سے زیادہ کرتے۔ اور اس کھانے کے پاس لوبان
جلاتے۔ اور وہ کھانا پکانیکی جگہہ لیپتے۔ اور اس کھانیکو اچھوتا کہتے ہو۔ اور بعضونکو کھلانا روا اور بعضونکو کھلانا ناروا جانتے۔ اور مردیکا دسوان بیسوان
چالیسوان چھ ماہی برسی وغیرہ جو کرتے ہو۔ کہو تو یہ سب تمھاری شریعت مین کہان ہین۔ اور کونسا امام ان باتونکو لکھا ہی پھر ہمارے سے
نہین سیکھے ہو تو اور کونسی کتاب سے یا مجتہد سے لئے ہو سو بتلاو۔ اور تمھاری کونسی کتاب مین ہی کہ تمھارے پیغمبر کے فاتیان صحابہ کئے ہین یا صحابہ
کی فاتیان تابعین یا تابعین کے فاتیان تبع تابعین۔ یا تمھارے مذہب کے چار امامون کے فاتیان انکے شاگردان کئے ہین۔ یا تمھارا کوئی امام اس بات
کو لکھا ہی۔ یا کوئی اگلا عالم تمھارے مذہب کا کسی کتاب مین ذکر کیا ہی۔ یا غوث الاعظم کے فاتیان انکے صاحبزادے کئے ہین سو کسی کتاب سے نکال دیو غصے
مین مت آو۔ اور یہانتک تم ان رسمونمین غلو کرتے ہو کہ اگر کوئی بی بی تمھارے قوم کی تمھارے دین کے موافق نکاح کرے تو تم اسکو اپنے برابر نہین گنتے۔ اور
حقارت کرتے۔ پس اسسے صاف معلوم ہوا کہ تمھارے دین کے موافق کرنیمین تمھاری بے عزتی ہی اور ہمارے رسمون سے کرنیمین عزت۔ پھر ہمارے اطوار سے
عزت پانا اور ہماری حقارت کرنا بڑی ناشکری ہی۔ اور چال چلن کے سوا تم ہمارے عقیدے مین بھی شریک ہو گئے۔ جیسے ہم بت کو پوجا کیا کرتے ہین اور
اسکے منتان مانتے اور اسکے نام پر جانور چھوڑتے اور اسکے آگے ڈنڈوت کرتے اور انکو غیب کی بات جاننے والے اعتقاد کرتے اور مشکلونمین انکو پکارتے اور
انسے مدد مانگتے ویسا ہی تم بھی شدون جھنڈون اور قبرون سے کرنے لگے جیسا شدون وغیرہ کو سجدہ کرنا اور انسے مدد مانگنا اور انکی منتان ماننا اور
بزرگون کو عالم الغیب جاننا۔ سچ کہو کہ یہ سب کام تمھاری شریعت کے رو سے اللہ ہی کے واسطے خاص ہین یا دوسرونکے واسطے بھی۔ اگر دوسرون

[illegible] نے گنا ہی بتلا و شرک [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب [illegible] تو مسلمانون کی بعض مرید تک آپ کی تعریف کو سجدہ کرتے ہین تا
ایسے استان یا ضلال [illegible] کی بابت کا قصد [illegible] عاملین [illegible] کوئی بھید بات محبتان باتون
کے واسطے [illegible] یا موت یا اعظم کے مریدان [illegible] کامون کو کہتے ہین سو اگر کسی بت پرستی بھی نہ کرو ہی تو بتلا دیجئے اور ہم
[illegible] نہین مشکل ہی لیا کرتے ہین تم بھی ایسا ہی کرنے لگ گئے حالانکہ تمھارے دین مین یہ بات شرک ہی اور اسیطرح ہم سفر جانے اور گھر باندھنے اور شادی
وغیرہ کرنے کی نجومیون سے پوچھتے اور اسکے کہے کے موافق عمل کرتے اور مقصد آنے پر منّتین ستارون کا جپ کرواتے تم بھی ایسا ہی کرنے لگے اور یہ کام تو تمھاری
شریعت کے رو سے کفر ہی یہان یا تو نے معلوم ہوا کہ تمھارے چال چلن [illegible] ہوا اور کسی والون کے چال و عقیدے کے موافق ہی پھر تم محمدی کہلانا جھوٹ ہی قربان
شوم پر ہین مسلمان بلکہ [illegible] غضب تو یہ ہی کہ یہ سب کام ہمارے مشابہت کے کرنا اور ہمارے ڈھب پر لنگ باندھنے کو کفر جانا
جیسا اور گوشت کھانا جھٹکا کھانے سے پرہیز کرنا ہی دیکھو تو تم لوگ سیکڑون برس تمھارے رغبت سے ہر تمھارے دین کا کوئی کام ہمارے مین رواج نہین
پایا مگر وے کام جو تمھارے دین کے نہین ہین اور ہمارے کامون کے سریکے ہین سو تم مین کہین کہین رواج پا گئے ہین جیسے محرم مین ہر گھر سے بھنگ فقیر بننا اور
چلا وغیرہ بننا اور بزرگون سے مرادان مانگنا اور شہدون اور قبرون وغیرہ کے آگے جھکنا پھر ہم ان کامون مین تمھارے شریک ہوا کرتے ہین پر نماز جمعہ
جماعت عیدین اور قرآن پڑھنے مین جو تمھارے دین کے کام ہین ہمارا جاہل بھی شریک نہین ہوتا ہی برخلاف تم مسلمانون کے کہ ہماری چلن اور عیدون سے
کے کامون مین ہمارے شریک ہو گئے ہین اور تم انصاف سے دیکھو کہ تمھارے مشایخون اور عالمون کے رسمون کو اور چالون کو اور عادتون کو جو موت و شادی
مین کیا کرتے ہین سو ایک کتاب مین جمع کر کے تمھارے پیغمبر کے لائے ہوے دین کے احکام کے ساتھ مقابلہ دیکر دیکھو تو صاف کھل پڑیگا کہ وہ طریق اور ہی اور یہ
دین اور وہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گھر سے نکلا سو یہ رام کشن ہمارے سونکے گھر کا پھر تم سب تم محمدی کہلانا مسخری کی بات ہی جب لالہ میان پھر بڑے
عاجز ہوا کہنے لگا کہ لالہ تو نے جو کہا سو سب سن لیا پر اتنی بات ہی کہ باپ دادے ہمارے ان کامون کو کرتے ہین تو انکو تیاگنا ہی تیری بات کیا تب لالہ نے بے اختیار
ہنسا اور کہا لالہ میان صاحب جب تم دین مین محمدی کہلاتے اور مذہب مین حنفی پھر آج کے دن سے ابوی کہلاؤ نہ محمدی حنفی کیونکہ جسکے کہلاؤ اسکی چال چلو
چلنا ہی یہ نہین کہ کہلانا ایک کے اور چال چلن مین دوسرے کے یہ نہایت نامعقول بات ہی ہان جب تم محمدی حنفی کہلانا چھوڑ کر ابوی کہلاؤ گے تو اسوقت
پر باپ دادے کی سند لائیو اگر محمدی حنفی کہلاتے ہو تو دین محمدی سے اور مذہب حنفی سے بات کرو اور اسی سے سند لائیو یہ بات سنکر لالہ میان کھسیا اور کہنے لگا
کہ ہمکو ہمارے بزرگان شفاعت کر کے دوزخ مین جانے نہین دینگے بلکہ آپ ہی ہمارے سب گناہ بخش دینگے چنانچہ کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہی ع نہ دنیا کا
غم ہی نہ عقبیٰ کا ڈر ہی * میری حل مشکل کو مولا علی ہی ع حشر کی دہشت سے غم مت کھا عزیز * بخشنے کو حیدر کرار ہی * لیکن تم لوگ ہمیشہ جہنمی ہو گے
کیونکہ تم مشرک ہو لالہ نے کہا کہ جب سے حضرات علیہم السلام تمکو جو انکی طریقت چھوڑ کے ہماری پیروی کئے ہو حشر مین بخشینگے یا بخشائینگے تو یقین
ہی کہ ہمکو بھی بخش دینگے یا بخشا دینگے کیونکہ جب شرک بخشا جانے کے قابل ہو تو کیا تمھارا ہمارا بلکہ ہمارا شرک بطریق اولی بخشا جاوے کہ ہم تمھارے پیشوا پھر
مین پیرو بخشا جاوے تو پیشوا کیون نہ بخشا جاوے جب بات یہان تلک پہنچی لالہ میان سے کچھ نہ بن پڑی ذلت و ندامت کھینچی غیرت ایمانی اور حمیت اسلامی
جوش کی سو دل مین کہا کہ اپنے پیغمبر کے فرمودے پر چلون تو آخرت کے عذاب سے اور دنیا مین ہندون کے الزام سے بچون پھر جب اپنے گھر گیا الحمد للہ سے
سب رسمان موقوف کر ڈالا اور شریعت پر قایم ہوا اور برحق حکیم مطلق اس مسلمان کے ہدایت کا سبب اس لالہ کے الزام کو ٹھہرایا جیسا کہ حدیث مین
آیا جسکا معنی یہہ ہی اِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاسِقِ یعنے البتہ اللہ تعالی اس دین کی تائید کرتا ہی واسطے سے مرد فاسق کے
بھائی مسلمانو غیرونکو کام فرما کر ہندوونکی رسمان چھوڑ دو آخر اس بات سے انسے ملزم ہوتے ہی اللہ ہدایت نصیب کرے آمین تمام مین افسوس وہ

سے ثابت ہوئی پھر ایسے شخص کی اہانت کرنیوالا اور اسکو ستانے والا یا ہجرت کرنے والا یا خوار جاننے والا اللہ جلشانہ سے لڑائی کرنیوالا ہی اور
اسکی لڑائی کو حلال جاننے والا جیسا حدیث میں آیا ہی ان اللہ یقول من عادی لی ولیا او اذی او اذل او اھان لی ولیا فی روایت
ولی المومن فقد آذنتہ ای اعلمتہ بالحرب وفی روایت فقد استحل محاربتی وفی آخر فقد بارزنی بالمحاربۃ ذکر کیا اس
حدیث کو ابن حجر مکی نے خیرات الحسان کی کتاب میں حاصل معنی کا یہ ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ جسنے بیر کیا یا ستایا یا ہجرت کیا یا خوار جانا میرے
کسی ولی کو اور ایک روایت میں یون ہی بیر دوست مومن کو تو مقرر میں اسکو خبردار کر دیا لڑائی پر یعنے میں اسکو لڑائی کا پیغام بھیجا اور ایک روایت میں یون
ہی کہ مقرر اس شخص نے حلال ٹھہرایا میری لڑائی کو اور دوسری روایت میں یون ہی کہ پھر مقرر اس شخص نے مجھے بلایا لڑائی کو جب الغرض دونون حدیثون کو
تامل کی نظر سے دیکھے تو نتیجہ یہ نکلتا ہی کہ بدعتون کو دور کرنے پر جو شخص قایم ہوا سو ولی ہی اور ولی کی اہانت کرنیوالا اور اسکو ایذا دینے والا اللہ تعالی
سے لڑتا ہی جو قوی عزیز غالب علی امرہ ہی حسان بن ثابت کا شعر ہی ہجاء السخینۃ کی یغالب ربہا ولیغلبن مغالب الغلاب یعنی
حاصل یہ کہ قریش کے جاہل جھگڑنے آئے ہیں تا اپنے پروردگار پر غالب آوین اور بیشک مغلوب ہو جاویگا وہ شخص جو چاہے کہ سب سے بڑے غالب پر غالب آوے
اب شروع کیا جاتا ہی مقصود ہمیں اور عبادت کی معنی میں فصل پہلا خالق اور مخلوق کی تعظیم اور محبت کے تفرقہ میں فصل دوسرا بیچ میں شفاعت
کے فصل تیسرا بیچ بیان میں علم غیب کے فصل چوتھا بیان میں مدد چاہنے کے غیر اللہ سے فصل پانچوان بیان میں نذر مخلوق کے فصل چھٹا بیان میں چند
بدعتا اور اسکی معنی اور اقسام اور مذمتا اور کتنے جدے جدے فایدونکے اور اسی فصل میں ہی ذکر فاتحہ شرعی کا اور بدعیکا مقصد میرا خدمت میں ہر ایک دیندار مومن
کے یہ التماس ہی کہ خدا سے پاک جلشانہ کو دانا ہر چیز کا اور حاضر و ناظر جانکر اس رسالے کو مطالعہ کرین اور ہر ہر فقرہ کو سوچ کر دیکھیں جب تلک مضمون
اسکا ذہن نشین نہو لگے نہ بڑھین پھر جو بات آیات احادیث و آثار اور اقوال مجتہدون سے ظاہر ہو گئی سو اسی کو ہی مان لین اور انصاف و عدل کو
سے نکڈرین اگلے بزرگون نے فرمائے ہین الانصاف سمۃ الاشراف یعنے واجبی کے تابع ہونا علامت شرافت کی ہی یہ بات ایکطرف انصاف
کہنا اللہ پاک جلشانہ کی خشنودی کا سبب ہی اور ملکر حق بات سے درگذر نا بڑی بدبختی ہی پھر آخر اسکی قہار ذو البطش الشدید بدلہ اگلے کمتر سے رہنا
پڑیگا اس روز سے ڈرنا چاہئے اللہ تعالی نے فرمایا ہی ولمن خاف مقام ربہ جنتان یعنے جو کوئی ڈرا اپنے رب کے آگے قیامت کے روز کھڑے رہنے سے
اسکے لئے ہین دو باغ جنت میں واللہ یھدی من یشاء الی سواء السبیل اور یہ بھی جانا چاہئے کہ جو کوئی کسی نبی کے جناب میں بے
ادبی کریگا انکی اہانت کے ارادے سے کوئی بات انکے حقمین کہیگا یا انکے مرتبے کو جو اللہ پاک جلشانہ نے دیا ہی سو گھٹانیکا ارادہ کریگا وہ بیشک
مرتد ہو گا اگر بن توبہ کئے مریگا تو ہمیشہ دوزخ میں رہیگا اور یہ جو مشہور ہی کہ ایسے شخص کا توبہ حنفیہ کے پاس مقبول ہی نہیں ہی سو امام سبکی شافعی
کی بات ہی جو بزازیہ والے نے لیا ہی پر کچھ حنفی اماموں سے اسکی روایت نہیں کیا اور حنفیوں کو کچھ امام سبکی شافعی کی بات کو اختیار کر لینا ضرور
نہیں بلکہ ہمارے مذہب کے محققون نے صاف لکھدیا ہے میں سو وہی ہی جو میں آگے لکھتا ہوں جیسا طحطاوی نے در المختار کے حاشیہ میں سب النبی کے
حکم میں جو عبارت لکھی سو در المختار کی عبارت سمیت یہ ہی ان الکمال وغیرہ تبعوا البزازیۃ والبزازی تبع السبکی وعزاہ الیہ
ای عزی القول بعدم قبول توبتہ الی السبکی وھو لم یکن من اھل المذھب ولم یعزہ لاحد من علماء الحنفیۃ
وقد صرح فی النتف ومعین الحکام وشرح الطحاوی وحاوی الزاھدی وغیرھا بان حکمہ کالمرتد فتقبل توبتہ مطلقا
ویفعل بہ ما یفعل بالمرتد فان اصر قتل وان تاب لا والذی یجب المعول علیہ ما نص اھل المذھب فان اتباعنا للمذھب
واجب یعنے مقرر کمال وغیرہ نے پیروی کیا ہی فقہ بزازیہ کی اور بزازیہ والے نے پیروی کیا ہی سبکی کی اور نسبت کیا ہی اس قول کی اسکی طرف یعنے

کسی نبی کو بد کہنے والے کی توبہ قبول نہیں ہوتی کی قول کو منسوب کیا ہی سبکی طرف اور وہ تو ہمارے مذہب کا نہیں تھا اور اُسنے اس قول کو کسی حنفی عالم کی
طرف منسوب بھی نکیا ہی اور نتف کی کتاب میں اور معین الحکام کی کتاب میں اور طحاوی کی شرح میں اور حاوی کی کتاب میں اور زاہدی میں
اور انکے سوا اور دوسری کتابوں میں تصریح کیئی ہی کہ کسی نبی کو بد کہنے والیکا حکم مرتد کے حکم سا ہی سو قبول کیئے جاوے اسکے توبہ کو مطلقا اور کیا جاوے اسکے
ساتھ وہ کچھ جو کچھ مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہی پھر جب وہ بدگو اصرار کرے اپنی بدگوئی پر تو مار ڈالا جاوے اور اگر توبہ کرے تو نہ مارا جاوے اور وہ جو
کچھ اسپر اعتماد کیا جاتا ہی سو وہ ہی کہ جسکو نقل کیا ہو اپنے مذہب والوں نے کیونکہ مذہب سبکی پیروی کرنا ہم علما پر واجب ہی اور وہ جو بعضے حنفیہ نے
تبعیت سے بزازی کے اور بزازی نے تبعیت سے سبکی کے کہے سو بات بھی باوجود ہمارے مذہب کے رو سے ضعیف ہونے یا بے اصل ہونیکے مراد توبہ قبول نہ ہونے
سے یہہ ہو کہ یہہ بات مخصوص دنیا ہی میں ہی جیسا طحاوی نے حاشیہ درالمختار کے کہا والمراد انہ لاتقبل توبتہ فی اسقاط القتل کما فی
الفتح قال فی البحر وھو یفید ان توبتہ مقبولۃ عند اللہ تعالی یعنی مراد اس بات سے کہ توبہ اسکا مقبول نہیں سو فقط قتل اٹھ جانے میں ہی
اسیطرح ہی فتح القدیر میں اور بحر الرائق میں کہا کہ اس بات سے یہہ فائدہ ہوا کہ توبہ اسکا مقبول ہی اللہ جل شانہ کے نزدیک واللہ اعلم اور یہہ بھی جانا چاہیے
کہ جو علما ظاہر اور باطن میں تفسیر اور حدیث اور فقہ کے احکام کے موافق آپ چلتے ہیں اور دوسروں کو اس طریقے پر لایا کرتے ہیں سو وارث انبیا اور
نایب حضرت رسالت کے وہی ہیں پھر جو کوئی ان مقدمات میں انکی توہین یا تحقیر کرے یا انکے ان مقدمات کو چلنے نہ دیوے سو وہ بھی دین محمدی کی توہین
کرنیوالوں میں داخل ہوتا ہی ایسوں کی عاقبت خرابی کا بیان قرآن اور حدیث میں بہت آیا ہی اور جو ایسے بزرگوں سے ناحق دشمنی کرے یا تحقیر انکی یا
اُن پر طعن کرے یا انکا ٹھٹھا کیا کرے سو وہ شخص مردود ہی اور اسکا خاتمہ بد ہونیکا اندیشہ ہی نعوذ باللہ منہا اور یہہ بھی جانیئے کہ اس زمانے میں ہند
کے اکثر صاحبوں کی عادت ایسی ٹھہری ہی کہ جہاں انھوں نے کسی مرد خدا کو دیکھا جو وہ بزرگ عظمت الہی و صفت لاابالی اور استغنائی جناب
کبریائی کا بیان کیا کرتا ہی تو اسکو انبیا اولیا کا منکر اور ان حضرتوں کا اہانت کرنے والا ٹھہرا کے اس بچارے کو جا بجا بدنام کیا کرتے ہیں اور گالیاں دلواتے
علاوہ آپ اس نیک مرد کے برخلاف ایسی باتیں کہا کرتے ہیں کہ جس سے عظمت اور کبریا اور استغنا رب العزت کا گھٹ جاوے سو وہ لوگ بھی گناہ اور
شرک و کفر میں پڑتے ہیں اور ایسے ناحق بولنے والوں کے حق میں احادیث وارد ہوئے ہیں از انجملہ یہہ حدیث ہی جو خیرات الحسان میں ابن حجر مکی نے نقل
کیئے ہیں ایما رجل اشاع علی رجل کلمۃ وھو منہا بریء یشینہ بہا فی الدنیا کان حقا علی اللہ ان یحبسہ فی جہنم حتی یاتی بنفاذ
ما قال ولیس بمخارج یعنی کوئی آدمی کسی بات کو مشہور کیا ہو اور وہ آدمی اس بات سے پاک ہی تا دنیا میں اسکو برا ٹھہراوے تو اللہ تعالی اسکو
قید کر رکھیگا جہنم میں تب تک کہ اپنی بات کے عہدے سے باہر ہووے اور وہ اس بات کے عہدے سے باہر آنے والا نہیں ہی از انجملہ یہہ حدیث ہی جو اسی کتاب
میں مذکور ہی من قال مومن ما لیس فیہ اسکنہ اللہ ردغۃ الخبال حتی یخرج مما قال ولیس بمخارج یعنی جو کوئی کہے کسی مومن پر وہ
کچھ جو اسمیں نہو تو اللہ تعالی اسکو رکھ چھوڑیگا دوزخیوں کے زرداب میں جب تک کہ اپنے کہے کے عہدے سے باہر آوے اور وہ اس بات کے عہدے سے باہر
نکلنے والا نہیں ہی اور یہاں کسی بزرگ کے چند ابیات برمحل لکھے جاتے ہیں سو وہ یہہ ہیں ۵ سارے لوگو زبانکو اپنے روکو بزرگوں سے نہیں انکار رکھو خدا
لعنت کرے اسپر و سیہ پر جیسے کہ ولیوں میں ہو بغض ہمیشہ رکھے جو بغض آل المصطفی کا ٹھٹھا کرے اسکو خدا دوزخ کا کندا جیسے اصحاب حضرت سے ہو انکار ٹھٹھا کرتے
ہمیشہ اسپر پھٹکار جیسے کچھ بغض ہووے اولیا سے ہمیشہ اسپر لعنت اسپر ذرا یہاں اور بھی سن کہئے حضرت جو ناحق پر چلے اسپر بھی لعنت اور یہہ بھی جانا چاہیئے
کہ اکثر علما دینی علوم سے جہل رکھنے کے سبب سے نہیں جانتے ہیں کہ بندے کی کس قدر تعریف اور کیسی تعظیم سے شرک یا گناہ ہوا کرتا ہی اور عبادت کسکو کہتے ہیں آپ سنیئے
کہ عبادت سے مراد شریعت میں اپنے کو بہت ذلیل کرنا ہی غیر کے سامنے اسکو لائق ہی اسکے جاننا جیسا تفسیر مدارک میں ہی العبادۃ اقصی غایۃ الخضوع والتذلل

عظمت الہی بیان کرنے والونکو بزرگونکے منکر ٹھہرا کر انکی اہانت اور انکو بدنام کرنے والونکا حکم ۸

عبادت اور طاعت اور قربت اور حسن عبادت کے

یعنی عبادت فروتنی [illegible] العبادۃ

عبارۃ عن [illegible] تعظیم [illegible] جو کسی غرض سے کیا جاتا ہے [illegible]

جو کچھ [illegible] سے نقل کی ہے کہ العبادۃ عبارۃ عن الخضوع والتذلل وحدھا فعل لا یراد بہ الا تعظیم

اللہ تعالی بامرہ بخلاف القربۃ والطاعۃ فان القربۃ ما یتقرب بہ الی اللہ تعالی ویراد بہا تعظیم اللہ تعالی مع ارادۃ

ما یترتب علیہ الفعل کبناء الرباطات والمساجد ونحوہا فانہا قربۃ یراد بہا وجہ اللہ تعالی مع ارادۃ الاحسان الی الغیر

وحصول المنفعۃ لہ والطاعۃ ما یجوز لغیر اللہ تعالی [illegible] قال اللہ تعالی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم والعبادۃ

ما لا یجوز لغیر اللہ تعالی والطاعۃ [illegible] الامر وحسن العبادۃ عبارۃ عن کونہا خالصۃ عن شائبۃ الریا یعنی معنی عبادت

کا فروتنی اور خواری ہے یعنی نہایت تعظیم کرنا اور آپ کو ذلیل وخوار کرنا ہے اور حقیقت عبادت کی یہ ہے کہ وہ ایک کام ہے جس سے ارادہ نہیں کیا جاتا سوائے تعظیم

اللہ تعالی کے اسکے حکم کے ساتھ بخلاف قربت اور طاعت کے کیونکہ قربت وہ ہے کہ جس سے اللہ تعالی کی نزدیکی ڈھونڈھیں یا اسکی بزرگی کا ارادہ کریں

اس چیز کے ارادے کے ساتھ جسکے واسطے وہ کام کیا ہے جیسا بنانا مسافرخانوں اور مسجدوں وغیرہ کا کیونکہ یہہ قربت ہے ارادہ اس سے خدا کا اور واسطے

کا ہوتا ہے اس ارادے کے ساتھ کہ لوگوں کی بھلائی ہووے اور انکو فایدہ پہنچے اور طاعت وہ چیز ہے جو جایز ہوتی اللہ تعالی کے سوائے اوروں کے واسطے بھی

جیسا کہ اللہ تعالی فرمایا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یعنی اطاعت کرو تم اللہ تعالی کی اور اسکے رسول کی اور اپنے حاکموں کی اور

عبادت وہ ہے جو جایز نہیں ہوتی سوائے اللہ تعالی کے اور کسی کے واسطے اور طاعت کا معنی حکم کے موافق رہنا ہے اور حسن عبادت کا معنی عبادت ریا سے

خالص رہنا ہے اور جاننا چاہیے کہ شریعت میں اطلاق عبادت کا دو قسم کے کاموں پر ہوتا ہے ان دونو قسم سے مقصود یہی ہوا کرتا ہے کہ غیر کی تعظیم اور اپنا

تذلل اور خضوع اسکے آگے ظاہر ہووے لیکن اتنا ہے کہ ایک قسم کے کام پر جو ثواب مترتب ہوتا ہے سو اس کام کی صورت شارع کے فرمانے موافق ہے دوسرا

کام جس پر ثواب مترتب نہیں ہوتا ہے سو اسکی صورت شارع کے فرمانے موافق نہیں ہے اگرچہ وہ ظاہر میں عبادت کہلاوے ان دونو قسم کی عبادت

غیر اللہ کے لئے کرنے سے شرک ثابت ہوتا ہے جب معنی عبادت کی جیسے اہل شرع کے پاس ثابت ہے سو معلوم ہو چکی تو جانو کہ عبادت کے کام جو ہیں

سو خاص حق تعالی ہی کا ہے پھر جسنے کوئی عبادت کے کام کو غیر اللہ کے واسطے بجا لایا سو اسنے شرک فی العبادۃ کیا اور غیر اللہ کو عبادت کے قابل بنایا اور

اسکو معبود بنایا اللہ کا شریک ٹھہرایا شرک فقط یہہ نہیں کہ اللہ جل شانہ کے ذات کے سوائے دوسرا اور الہ مقرر کرے بلکہ لوازم الوہیت اور معبودیت

کے بھی سوائے معبود برحق کے کسی دوسرے کو ثابت کرے تو شرک لازم آتا ہے جیسا مولانا نسفی نے شرح عقاید میں کہا الاشراک ھو اثبات الشریک فی

الالوھیۃ بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس وبمعنی استحقاق العبادۃ کعبدۃ الاصنام یعنی شرک کرنا وہی ہے کہ ثابت کرنا شریک

کا الوہیت میں اس معنی سے کہ جیسا اللہ پاک جلشانہ آپ سے آپ موجود ہے ویسا ہی دوسرے کو موجود سمجھنا جیسا آتش پرست کہتے ہیں کہ نیکی کا پیدا کرنے والا

ایک ہے جسکو یزدان کہتے ہیں اور بدی کا پیدا کرنے والا ایک جسکو اہرمن نام رکھتے ہیں یہ دونو آپ سے آپ موجود ہیں یا شریک ٹھہرانا ہے عبادت

کے لایق ہونے میں (یعنے جیسا اللہ پاک جلشانہ کو لایق پوجنے کے جانتے ہیں ویسا ہی کسی اور کو بھی جاننا) جیسا بت پرست کیا کرتے ہیں اگر کوئی کہے

کہ یہاں شرح عقاید سے لائے ہیں سو سند اسبات پر دلالت کرتی ہے کہ بت پرستان جو غیر کو مستحق عبادت کا جانتے ہیں سو شرک ہے یہہ نہیں ظاہر

ہوا کہ مسلمان ایسا کرنے سے مشرک ہوتا ہے پھر اسبات کو مسلمانوں پر لانا غلط ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ شاید تمہارا عقیدہ یہہ ہے کہ مسلمان وہی ہے جو مسلم

پیدا ہووے پھر بعد کفر کے کام کیا تو بھی کافر نہیں ہوتا ہے سچ ہی اس قاعدے سے تمہارا اعتراض برابر ہے پر دین حق کے قانون سے مسلمان وہی ہے جو دونو

[illegible]

[illegible] ... بھی

[illegible] ... سلام ... لیکن ...

[illegible] ... توجد مخلوق ہو ماسند کی لینے کے لائق

حفظ اُنکو ہو ہر طرح کفر ہی ... عبارت اسکی ... بغیر خدا الرسل صفات

مختص بخدا اثبات تمام نبیئے اگر ... ہو اگر کسیکو

مخلوق جاننکر اللہ کی تعظیم کی سی اسکی تعظیم کیا تو اسکی عبادت کیا اور اسکو اللہ کا شریک ٹھہرایا کیونکہ عبادت فقط نماز اور روزہ ہی ... فقط

... اللہ بولنا ہی نہین بلکہ جو چیز اللہ کی تعظیم کے واسطے خاص ہی اسکو عبادت کہتے ہین پھر کسیکو ایسی چیز کے لائق اعتقاد کیا تو شرک ہوا اسیواسطے تو مخلوق

کو سجدہ لینے کے لائق سمجھکر سجدہ کرنا کفر ہی لیکن اگر تحیت کے ارادے سے یعنے سلام علیک کی جگہہ پر سجدہ تو کبیرہ گناہ ہی اور ایسی سجدہ کرنے کو بُرا لنہ جانا

تو بھی کافر ہوتا ہی اور اگر سجدہ کرنے سے کچھ ارادہ نہین کیا بلکہ کسیکو دیکھتے ہی سر زمین پر رکھدیا بغیر قصد کے کسی چیز کے تو اس صورت مین بھی

کافر ہوتا ہی نزدیک بہت عالمون کے جیسا فتاوی حمادیہ مین ہی قال الفقیہ ابو جعفر اذا سجد واراد به العبادة کفر وان اراد

به التحیة لم یکفر ویحرم علیه ذلك وان لم یکن له نیة کفر عند اکثر اهل العلم واما تقبیل الارض فهو قریب من

السجود انتہی یعنے جسوقت سجدہ کریگا ارادے سے عبادت کے یعنے اسکو لائق سجدے کے سمجھکر تو کافر ہوگا اور اگر تحیت یعنے سلام علیک کے ارادے سے ہو

تو کافر نہوگا پر اسپر یہہ حرام ہوگا اور اگر کچھ ارادہ نہ کیا تو اکثر عالمون کے نزدیک بھی کافر ہوگا ولیکن زمین بوسی ہی سو نزدیک ہی سجدے کے اب یہان

جاننا چاہئے کہ مراد سجدہ تحیت سے جو اگلے امتون مین تھا سو فقط سر جھکانا تھا کسیکے سلام اور اکرام کے واسطے کچھہ سر کو زمین پر رکھنا نتھا جیسا

تفسیر جلالین مین سورہ یوسف مین وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا کی تفسیر مین مذکور ہی سو عبارت اسکی یہہ ہی سجود انحناء لا وضع جبهة وکان تحیتهم

فی ذلك الزمان یعنے گرے ماں باپ اور بھائیان سجدہ کرتے ہوے مراد اس سجدے سے سجدہ جھکنے کا ہی نہ سجدہ پیشانی زمین پر رکھنیکا اور تھا انکا سلام ایسا

اس زمانے مین اور اگر یہان مراد سجدے سے سر کو زمین پر رکھنا بھی ہو تو ہماری شریعت مین منسوخ ہو گیا اور منسوخ حکمو نہین تقلید اگلے شریعتونکی ہم پر

نہین ہی کیونکہ ہم محمدی ہین اور شریعت محمدیہ مین تو ایسا سجدہ منسوخ ہو چکا احادیث اور اجماع سے ہان جب کوئی موسوی یا عیسوی ہو جاوے تو

اسوقت پر ان شریعتون کی سند پکڑا چاہئے دوسری بات یہہ ہی کہ اس منسوخ حکم پر چلنے والے کو چاہئے کہ بہن سے بھائی کو بھی نکاح کر دیوے کیونکہ یہہ

بھی حضرت آدم کی شریعت ہی جیسا سجدہ اور اونٹونکے سجدہ کرنے کو سند نہ کیا چاہئے کیونکہ جانور مکلف نہین ہین اور سجدہ کرنا انکا پیغمبر کا معجزہ

ہی اللہ تعالی کی طرف سے اور جو واسطے ہمین آیا ہی کہ اونٹون کے سجدہ کرنے کے قیاس پر صحابہ آنحضرت کو سجدہ کرنا چاہے تب آنحضرت نے منع فرمائے پھر یہہ

قیاس ممنوع ہو گیا اب ممنوع پر عمل کرنا حضرت مقدس نبوی کی بے فرمانی ہی سو خلاف پیغمبر کسی کو کرنے کہ ہرگز ہرگز نخواہد رسید اور بندے کو سجدہ کرنے کی

حرمت دین محمدی مین مشہور اور اجماع سے ثابت ہو گئی پھر اب اونٹونکے سجدہ کرنے کو سند پکڑنا گدھون کو پہنچتا ہی نہ آدمیون کو خاصے آدمیان تو سرور

انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ نہین کئے کوئی انسے حرمت سجدہ کی نجان کر آنحضرت کو سجدہ کرنا چاہا تو آنحضرت اسکو منع فرمائے پھر ہم عوام آدمیون

کو انکی پیروی کرنا ضرور ہو اور یہہ بھی جاننا چاہئے کہ اگلے کامل مرشدان جو مریدونکے آداب مین کتابان بنائے مین سوا نمین بھی یہہ بات نہین لکھے کہ مرید کو

چاہئے کہ اپنے پیر کو سجدہ کیا کرے پھر اپنے بے علمون نے سند ایسے سجدے کی کہان سے نکالے اور کس مقدس بزرگ کا قول اسکے جواز پر تواتر سے منقول پائے مین سو

معلوم نہین ہوا اگر کسی معتبر کتاب مین کسی معتبر بزرگ کا قول پائے گیا تو وہ مقرر ملحقات سے ہی جیسا مولانا روم کی مثنوی مین اور فتوحات مکیہ مین لگا دیئے

ہیں اگر کوئی کہے کہ یہ بات ممکن نہیں بالیقین آتی ہے تو ہم کہیں گے ہو گیا الغرض ہر صاحب کے خلاف کے سبب سے
انکا یہ قول بنا ہے مقبول نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ لیکن ایسا قول الحمد
علی ذلک یا انکی سرور انبیا کی شریعت اگلے شریعتوں کو منسوخ ہے سوا ان شریعتوں کے حکموں کو اپنے میں جاری کرنا چاہیے
میں ایسا سمجھنا بھی کفر ہے اللہ کی پناہ بعضے جاہل مشائخ نا مریدون کو سمجھاتے دیکھو ابلیس کو حکم ہوا تھا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرے نہ کیا کافر
ہو گیا تم بھی ہمکو سجدہ کرو انکار کرو گے تو کافر ہو جاؤ گے انکا جواب یہ ہے کہ ابلیس کو حکم تھا کہ آدم کو سجدہ کرے آدم کو حکم نہ تھا کہ غیر اللہ کو سجدہ کرے ہم
آدم کی اولاد ہیں ہمکو غیر کے سجدے کا حکم نہیں جیسا آدم کو بھی نہ تھا اور ابلیس کی اولاد ہوگا شاید اس آدم کی اولاد کو سجدہ کرنا واجب ہوگا اور نصاب
الاحتساب میں ہے ان ہذہ عبادۃ محضۃ للہ تعالیٰ فمن اتاہا لغیر اللہ یکفر لانہ اشرک بہ تعالیٰ یعنی سجدہ کرنا خالص عبادت
ہے اللہ ہی کے واسطے پھر جسنے سجدہ کریگا غیر اللہ کو کافر ہوگا کیونکہ اسنے شریک ٹھہرایا اسکو اللہ کے ساتھ اس فعل میں خاص اللہ کے واسطے تھا اور بھی
فتاوی حمادیہ میں ہے ما یفعل کثیر من الجہال من السجود بین یدی المشائخ فان ذلک حرام قطعا بکل حال سواء کانت الی
القبلۃ او الی غیرہا وسواء قصد السجود للہ تعالیٰ او غفل عنہ یعنی بہت جاہلان جو سجدہ کیا کرتے ہیں اپنے مرشدوں کو پس یہہ یقینی حرام
ہے ہر حال میں خواہ یہہ سجدہ قبلے طرف ہو یا غیر قبلے طرف یا قصد کیا ہو اس سجد لینے اللہ پاک جل شانہ کا یا غافل رہے اس بات سے یعنی ہر حال میں غیر
کو سجدہ کرنا قطعی حرام ہے اور کفر قطعی حرام سے باہر نہیں ہے اور روضۃ العلماء میں ہے ان السجدۃ لا تحل لغیر اللہ تعالیٰ یعنی سجدہ کرنا کسیکو سوائے
اللہ کے حلال نہیں ہے اور در المختار میں ہے ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی آثمان
وہل یکفران علی وجہ العبادۃ والتعظیم یکفر وان وجہ التحیۃ لا وصار آثما مرتکبا للکبیرۃ حاصل معنی کا یہہ ہے کہ زمین بوسی
کرنا عالموں اور بزرگوں کے واسطے حرام اور اسکو کرنے والا اور اس سے راضی رہنے ہارا دونو گناہ گار ہیں اگر سجدہ تحیت کے وجہ سے یعنی سلام علیک کے
عوض میں ہے اور اگر تعظیم اور عبادت کے واسطے ہو تو کفر ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے لا ینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الا للہ تعالیٰ یعنی سزاوار
نہیں ہے کسی مخلوق کو سجدہ کرنا کسی ایک کے واسطے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور دوسرے ایک حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو کنت
آمرا احدا ان یسجد لغیر اللہ لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا یعنی اگر میں حکم کرنیوالا ہوتا کسیکو غیر اللہ کے واسطے سجدہ کرنے کا تو ہر آینہ حکم کیا
ہوتا میں عورت کو کہ سجدہ کیا کرے اپنے مرد کو اور یہہ حدیث مشہور ہے صحابہ اسکو روایت کئے ہیں جیسا روایت کیا اس حدیث کو امام احمد اور ابن ماجہ اور
ابن حبان اور بیہقی نے عبد اللہ ابن ابی اوفی سے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے زید بن ارقم سے اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور پھر طبرانی اور حاکم اور
پھر بیہقی نے قیس ابن سعد سے اور ترمذی نے ابو ہریرہ سے اور دارمی اور پھر حاکم نے بریدہ سے اور پھر امام احمد نے معاذ سے اور پھر طبرانی نے سراقہ
بن مالک اور صہیب اور عصمہ بن مالک اور غیلان بن مسلم سے اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے عائشہ صدیقہ سے اور پھر بیہقی نے ابو ہریرہ سے
اسیطرح ہے جمع الجوامع میں جو سیوطی سے ہے اور مشکاۃ میں ہے قیس ابن سعد سے کہ کہا ایک بستی کو گیا میں اور وہاں کے لوگ کو دیکھا تو سجدہ کیا
کرتے میں اپنے سردار کو جو وہاں کا زمیندار تھا پس دل میں کہا میں نے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائق زیادہ ہیں سجدہ لینے کے واسطے پھر جب
آنحضرت کی خدمت میں آیا تب دیکھا سو ماجرا عرض کر کر کہا کہ یا رسول اللہ تم لائق ہو سجدہ لینے کے واسطے پس فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے ارایت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ فقلت لا فقال لا تفعل لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء
ان یسجدن لازواجہن رواہ ابو داؤد وروی احمد عن معاذ بن جبل یعنی خبر دے مجھے کہ اگر گذریگا تو میری قبر پر تو سجدہ کریگا

کیا ابن کہا راوی نے قبر کو نہ سجدہ کرو نگا پس فرمایا سرور عالم نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر سجدہ مت کر (یعنے انتقال کرنے والا سجدہ لینے کے لائق نہیں ہی) اگر حکم کیا ہوتا مین کسیکو کسیکے سجدہ کرنے کا تو البتہ حکم کیا ہوتا مین عورتون کو کہ سجدہ کیا کرین اپنے مردونکو اور حافظ سید نورالدین سیمہودی نے مشکاۃ کے حاشیہ مین اس حدیث کے سامنے لکھا ہی وفیہ ارشاد واشارۃ الی ان الممکن لیس مستحقا للسجود والعبادۃ لتغیرہ وتبدلہ بل المستحق للعبودیۃ والسجودیۃ ھو اللہ الواحد القدیم الذی لا یحول حول جنابہ التغیر والفناء والزوال یعنے اس حدیث مین ارشاد ہی اور اشارہ اس بات طرف کہ جو ممکن ہی سزاوار سجدہ اور عبادت لینے کے نہین ہی کیونکہ وہ قابل تغیر اور زوال کے ہے بلکہ سزاوار معبود ہونیکے اور سجدہ لینے کے وہی ایک اللہ قدیم ہی کہ جسکے جناب کے گرد پھر نہین سکتا تغیر اور فنا اور زوال اور ابن حجر مکی قواطع الاسلام مین لکھا ہی قد صرحوا بان سجود جھلۃ الصوفیۃ بین یدی مشایخھم حرام وفی بعض صورہ ما یقتضی الکفر الی ان قال فالکفر ان یقصد السجود للمخلوق والحرام ان یقصد اللہ معظما بہ ذلک المخلوق من غیر ان یقصدہ یعنے صاف لکھے عالمون نے اس بات کو کہ سجدہ کرنا نادان صوفیونکا مشایخون کو حرام ہی اور اسکے بعضے صورتون مین کفر ہوتا ہی پس کفر کی صورت یہہ ہی کہ قصد کرے سجدہ لیسے مخلوق کا اور حرام وہ ہی کہ قصد کرے سجدہ لیسے اللہ کا اس مخلوق کی تعظیم کرتے ہوئے بغیر قصد کرنے اس مخلوق کے اور مختصر وقایہ کی شرح جو ابو المکارم سے ہی سو اسمین لکھا ہی وما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء فحرام والفاعل والراضی بہ آثمان وقال الامام السرخسی السجود لغیر اللہ تعالی علی وجہ التعظیم کفر کذا فی الکافی وفی کفایۃ الشعبی ان سجد بنیۃ العبادۃ للسلطان او لم یحضرہ النیۃ فقد کفر یعنے زمین کو بوسہ دینا عالمونکے روبرو حرام ہی اور کرنیوالا اور اس سے راضی رہنے والا دونو گناہگار ہین اور امام سرخسی کہا کہ سجدہ کرنا غیر اللہ کو تعظیم کے قصد سے کفر ہی اسیطرح ہی کافی مین اور کفایہ شعبی مین ہی کہ اگر سجدہ کیا نیت سے عبادت کی بادشاہ کو یا سجدہ کرنے کے وقت اسکو کچھہ نیت حاضر ہی نہین تھی تو مقرر کافر ہوا وہ سجدہ کرنیوالا لیکن اگلے امتون مین جو سجدہ یعنے سر جھکانا تھا سو سجدہ تحیت کا تھا یعنے اسوقت سلام کی جگہہ مین سر نہوڑانا تھا پر ہماری شریعت مین وہ بھی منسوخ ہوگیا اسواسطے اگلے امت والے تحیت کا سجدہ غیر اللہ کو کیا کرتے انکو جناب شروع کر دیتے اسیواسطے تحیت کا سجدہ بھی حدیثون کے روسے ہماری شریعت مین منع ہوگیا اور مولوی اسلمی صاحب نے اپنے سفینہ کے تین سو چوتیسوین صفحے پر لکھا ہی سو عبارت اسکی یہہ ہی از جملہ اوست یعنی از امارات کفر سجدہ کردن غیر خدا تعالی را از مخلوقات اگرچہ پیغمبر باشد یا قبر شریف ایشان ہر چند کہ از جہتہ تعظیم وتحیت بود انتہی یعنے کفر کے نشانیون سے ہی سجدہ کرنا اللہ کے غیر کو مخلوقون سے اگرچہ وہ غیر اللہ پیغمبر ہووے یا قبر شریف انکی اور ہر چند وہ سجدہ تعظیم اور تحیت کے جہت سے ہووے دیکھو تو مولوی اسلمی صاحب کے لکھے سے برخلاف اور علماکے فقط تحیت کا سجدہ بھی کفر ٹھہرا نہ عبادتکا سجدہ کیا تو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کو سجدہ کرنا منع ٹھہرا تو پھر ماباپ کی قبر کو سجدہ کرنا یا بوسہ دینا کب درست ہوگا اگرچہ بعضے بے تحقیق فقہا از جملہ فی عقل ونقل کے ماباپ کی قبر کو بوسہ دینا جایز لکھے ہین پر لکھنا انکا باطل ہی اور بے دلیل جیسا اشارہ کیا اس بات پر عبدالحق دہلوی نے مدارج النبوۃ کی کتاب مین لکھا سو عبارت اسکی بدعتون کے فصل مین آتی ہی پھر ان سب حدیثون سے اور قول سے معلوم ہوا کہ اسوقت مین جو گمراہ پیران جاہل مریدان اپنے سجدہ لیا کرتے ہین اور اپنے کو سجدہ لینے کے لائق جانتے ہین سو بلاشبہ کفر مین پڑجاتے ہین وہ بیچارے جاہل مریدان جو مرید ہونے کے آگے ضعیف ایمان رکھتے تھے سو مرید ہوتے ہی اسکو پیر برنثار کر دیتے ہین آفرین ایسے پیر ومرید پر اگر اسی اعتقاد پر مرین تو مقرر [illegible] ہمیشہ رہینگے اور جتنے عمر کے نیکیان انکے سب برباد ہو جاتے ہین اور انکی جورو انکی طلاق پڑجاتی ہی اللہ تو نیک توبہ نصیب ہوا اور انکو آوے سمجھہ [illegible] کہ سلام علیکم کی جگہہ پر سجدہ کرنا گویا سلام علیکم کہنا ہے جو [illegible] تم سے [illegible]

تک چلے آئی ہی اور تواتر اور اجماع سے ثابت ہوئی ہی سو ایسی سنت کو منسوخ کرنا ہی یہہ تو تازی شریعت ٹھہرانیکی ایک نشان ہی اور تازی شریعت ٹھہرانا تو
کفر ہی بس سلام کی جگہہ پر سجدہ کرنا بھی کفر ہوا اور دوسری بات یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی الیوم اکملت لکم دینکم یعنے آج پورا کیا مین
تمہارے دین کو اور اس دین مین مخلوق کو سجدہ کرنا تو منع ہی پھر سلام کی جگہہ پر سجدہ کرنے کی بات اور کوئی دین مین ہووے تو ہماری بلا سے تم مسلمان
پر اس دین کی پیروی کے سوا اور دینون کی پیروی کرنا حرام ہی اور بعضے کہا کرتے ہین کہ اسرار ہی سینہ بسینہ ہمارے مرشدون سے پہنچا ہی ظاہر کے عالمون کو
کچھ خبر نہین کیونکہ انھون اوراق گردانی مین ہی رہ گئے ایسے اسرار انکو کیا خبر مرشدون کو سجدہ کئے ہوتے تھے تو ایسے تو رد اس بیہودہ تقریر کا ایسا چاہیے
شاباش کہ ملحدان کے واسطے یہہ دستاویز خوب نکالے ہو کہ جس سے محرمون کو نکاح مین لانا اور غیر کا مال چرانا اور ہر طرح کا بد کام کرنا مباح ہو سکتا ہی
پھر ہر بے دین ماں بہن کو نکاح کرنا کہہ سکتا ہی کہ یہہ بھید مرشدون سے ہمارے تک سینہ بسینہ پہنچا ہی بیچارے عالمون کو ایسے بھیدون سے کیا خبر اسی واسطے
حرام حرام کہہ رہے ہین اصل بھید یہہ ہی اسی واسطے بعضے پیر جوان جوان رنڈیون کو ارشاد کرنے کے بہانے سے خلوتون مین لے بیٹھتے ہین اور انمین
نور بھرتے ہین نہین تو ایسے کامون کاہی کو کرتے اللہ توفیق نیک دے اب یہان ایک بات کام کی لکھی جاتی ہی سو اسکو خوب یاد رکھنا عوام مسلمانون کو
پر ضرور ہی تا دام تزویر مین سجدہ لینے والے مشایخون کے نہ آجاوین وہ بات یہہ ہی کہ اگلے تحریرات سے صاف کھل پڑا کہ سجدہ تین طور پر ہوا کرتا ہی
ایک تو نیت سے عبادت کے وہ تو غیر اللہ کے واسطے کرنا اجماع سے کفر ہی دوسرا نیت سے تحیت کے وہ تو گناہ کبیرہ ہی اسکو حلال جاننا کفر ہی مولوی اسلمی صاحب کے
قول سے ایسا سجدہ بھی کفر ہی تیسرا بے قصد عبادت اور تحیت کے جیسا اب اکثر عوام اپنے پیرون کو کیا کرتے ہین وہ بھی اکثر علما کے قول سے کفر ہی پھر
جو پیران مریدون سے سجدہ لیا کرتے ہین بغیر انکار کے سو کافر ہوتے ہین یا فاسق گمراہ اور کافر ہونے کی صورتمین پیری مریدی خود بخود جاتی رہتی
اور فاسق گمراہ ہونے کی صورتمین بھی شریعت کے روسے بے اعتبار ہوا اور بات انکی قابل یقین کرنے کے نہ رہی اللہ تعالی فرمایا اذ جاءکم فاسق
بنباء فتبینوا یعنے اگر آوے تمہارے پاس ایک گناہگار خبر لیکر تو تحقیق کرو فقط اسکے خبر پر اعتماد نہ کرو اور اہل اصول کے اتفاق سے خبر فاسق کی دین کے
کامون مین راست نہ جاننا ہی جیسا بحر الرائق مین آخر مبحث مین آب جاری کے کہا ہی قالوا ھذا ای عدم جواز التوضی باخبار المسلم بنجاسة
الماء اذا کان ای المخبر عدلا فان فاسقا لا یصدق یعنے فقہا کہے ہین کہ وضو کرنا جایز نہین ہی اس پانی سے جسکے پلید ہونیکی مسلمان
خبر دیا ہو سو اس صورتمین ہی کہ خبر دینے والا عدل یعنے شریعت پر قایم ہووے پس اگر فاسق ہو تو خبر اسکی سایچ نہ جاننا چاہیے جب فاسق کی خبر کا حال دین
کے چھوٹے کامون مین ایسا ہو پھر حال اسکے ارشاد کا جو بڑے بڑے مسئلے تصوف کے کہتا ہی سو کیا ہوگا پھر ہرگز اسکے ارشاد کو باور نکیا چاہیے اگر کوئی
مرید سجدہ لینا حلال جاننے والے پیر کو مسلمان جانتا اور اسکا معتقد رہا تو وہ بھی گمراہ ہوتا ہی اگرچہ سجدہ پیر کو نکرتا رہے اور ویسے پیر کی تعظیم کرنا بھی کفر ہی
جیسا نصاب الاحتساب مین ہی تبجیل الکافر کفر یعنے عزت کرنا کافر کی کفر ہی اللہ کی پناہ اور سوائے سجدے کے بھی جو چیز اللہ ہی کی تعظیم کے واسطے مقرر
ہوئی ہی سو اسکو غیر اللہ کے ساتھہ قصد سے تعظیم کے کرنا گویا اسکی عبادت کرنا ہی اسلئے غیر کے واسطے رکوع کرنا مانند سجدے کے ممنوع ہوا جیسا ملا
علی قاری نے عین العلم کی شرح مین کہا سو عبارت اسکی یہہ ہی کما لا یجوز ان یسجد احد لاحد لا یجوز ان یرکع وکذا القیام علی
ہیئة الوقوف فی الصلوة لحدیث من سرہ ان یتمثل لہ الرجال قیاما فلیتبوء مقعدہ من النار رواہ ابو داود والترمذی
یعنے جیسا جایز نہین سجدہ کرنا کسی کا کسیکو ویسا ہی جایز نہین رکوع کرنا کسیکو اور اسیطرح جایز نہین کھڑے رہنا کسی کی تعظیم کے واسطے جیسا
نماز مین کھڑا رہتے ہین کیونکہ حدیث مین ابو داود اور ترمذی کے آیا ہی کہ جسکو خوش آوے کھڑے رہنا لوگون کا اپنی تعظیم کے واسطے پس چاہیے
کہ مقرر کرلے اپنے بیٹھنے کی جگہہ آگ سے دوزخ کے یہہ سب ایکطرف خود پروردگار جلشانہ نے فرمایا ہی قوموا للہ قانتین یعنے کھڑے رہو

اللہ کے آگے ادب سے پھر دوسری کی تعظیم کے واسطے اسطور سے کھڑے رہنا کب روا ہوگا عقل ضرور او راسیطرح طواف کرنا یعنے اسپاس پھرنا کعبۃ اللہ
ہی کو خاص ہے پھر دوسری چیز کے آسپاس اسکی تعظیم کے واسطے نہ پھرا جاہیے اللہ تعالی جلشانہ فرماتا ہی ولیطوفوا بالبیت العتیق یعنی چاہئے
کہ طواف کرین قدیم گھر کا یعنے کعبہ ہی کے آسپاس پھرنا اگر کوئی معتزلی یا سنی بے تحقیق چارسم کے سجدون کو غیر اللہ کے واسطے یا کعبے کے سواے
دوسری چیز کے طواف کو جایز لکھا ہو تو مردود ہی حدیثون اور آیتون اور مجتہدون اور محققونکے قولونسے پھر ایسے مردود قول کو سند کرنا جاہل گمراہ کا
کام ہی اور شیخ محمد بن اسمعیل یمنی نے رسالہ تطہیر الاعتقاد مین کہا العبادۃ البدنیۃ کالقیام والرکوع والسجود والصوم والطواف
والمالیۃ کاخراج جزء من المال امتثالا لامرہ مختصۃ بہ تعالی فافراد اللہ تعالی بتوحید العبادۃ لایتم الا ان تکون الدعا
کلہ للہ تعالی والنداء فی الشدایدلا یکون الا للہ وحدہ والاستغاثۃ باللہ وحدہ والنحرلہ وجمیع انواع العبادۃ من
القیام تذللا والرکوع والسجود والطواف کلہ لایکون الا للہ ومن فعل ذلک المخلوق من حی او میت سواء کان ملکا
اونبیا او ولیا او شجرا او قبرا او جنیا فقد اشرک فی العبادۃ وان اقر باللہ وحدہ یعنے عبادت بدنی جیسا قیام اور رکوع اور
سجدہ کرنا اور روزہ رکھنا اور طواف کرنا اور عبادۃ مالی جیسا مال مین سے کچھ نکالنا اللہ کے حکم کی فرمانبرداری کے واسطے یہ عبادتین مخصوص ہین بعنہم
کو پس واحد کرنا اللہ کو عبادت کی توحید مین بھی پورا ہوتا ہی کہ ہووے دعا مانگنا سب اسی سے اور پکارنا سختیو نمین نہ ہوا کرے مگر اللہ ہی کو اور فریاد کرنا اللہ
ہی سے ہو اور ذبح کرنا اسی کے تقرب کے واسطے اور سب طرح کی عبادت جیسے کھڑے رہنا ذلت سے اور رکوع اور سجود اور طواف ہی سو نہووے اور کسیکو
مگر اللہ ہی کو اور جو کوئی کیا ان کامونکو کسی مخلوق کی تعظیم کے واسطے خواہ وہ جیتا رہے یا موا فرشتہ ہو یا پیغمبر یا ولی یا جھاڑ یا قبر یا بھوت سو
وہ شرک کیا عبادتمین اگرچہ اقرار رکھتا ہو اللہ کے ایک ہونے کا اگر کوئی جاہل گمراہ کہے کہ سید محمد بن اسمعیل نے برا کام کیا جو نبی ولی اور فرشتے کو ایک
ہی لڑی مین شیطان اور درخت اور قبر کے ساتھ ذکر کیا یہہ تو بڑی بے ادبی ہی اُس جاہل سے کہا جائے آفرین تیرے استاد پر جو تونے ایسی بات کہا
بھلا تو قاضی عیاض کو کیا کہتا ہی جو اُسنے اپنی کتاب شفا مین کہا ہی سو عبارت اسکی یہہ ہی الذین اشرکو بعبادۃ الاوثان والملئکۃ و
الشیاطین والشمس والنجوم فذلک کفر بالاجماع یعنے وہ لوگ جو شرک کیا کرتے مین بتونکی عبادت کرکے یا فرشتونکی یا شیطانونکی یا دوسرے
ستارونکی یہہ کفر ہی اجماع سے دیکھو تو فرشتونکا احترام اور بزرگی کرنا فرض ہی مسلمانون پر جیسا نبیونکی اور ایمان لانا ان پر فرض ہی جیسا نبیون پر
اور وے معصوم ہین جیسا یہ باین قاضی عیاض نے فرشتونکو بتوں اور شیطانون کے ساتھ ایک ہی لڑی مین ذکر کیا اور بتون اور فرشتون
اور شیطانون کی عبادت کرنا کفر ہی کہا پھر تم قاضی عیاض کے حق مین کیا کہتے ہو اور اگر اسپر تمکو تسلی نہو تو پھر دیکھو امام زروق نے شرح مین عقیدہ
امام غزالی کے کہا سو عبارت اسکی یہہ ہی تخرق العادۃ للملک والنبی والرسول والولی والشیطان والساحر یعنے عادت خرق کی جاتی
ہی فرشتے کے واسطے اور پیغمبر کے واسطے اور ولی کے واسطے اور شیطان کے واسطے اور ساحر کے واسطے یعنے ان سب سے خرق عادت یعنے کرامت اور استدراج
ظاہر ہوتے ہین اب دیکھو تو امام زروق نے اس مقدمے مین فرشتے اور نبی اور ولی اور شیطان اور ساحر کو برابر کر دیا اور کہا کہ ان سب سے خرق عادت ظاہر
ہوتی ہی اور ان سب کو جو بعضے اُنسے واجب التعظیم ہین اور بعضے واجب التوہین ایک ہی لڑی مین جمع کر دیا اور امام زروق تو صوفیہ کے اماموں سے اور فقہا
کے معتمدون سے ہی پھر انکو کیا کہتے ہو جلدی کہدو تو سید محمد بن اسمعیل یمنی کو غریب سید دیکھ لئے سو اعتراض کرنے منہہ کھولے اب دُم دبا کر چلے اب
انکی خدمتون مین یہی عرض ہی کہ اتنی بات پر تکفیر کرنے کا شوق ہو تو پہلے قاضی عیاض اور امام زروق کی اسی بات واسطے تکفیر کر دیو پھر مولوی سید
محمد بن اسمعیل کی تکفیر کا کچھ غم نہین اب یہان سے پہلے کے مطلب طرف آتا ہون اور بحر الرایق مین جو بڑی معتبر شرح ہی کنز الدقایق کی زین ابن نجیم نے

تشہد کے بحث میں لکھا ہی ان التحیات العبادات القولیۃ والصلوات العبادات الفعلیۃ والطیبات العبادات المالیۃ فجمیع العبادات للہ تعالیٰ لا یستحقہ غیرہ ولا یتقرب بشیء منہ الی ما سواہ یعنے تحیات قولی عبادتان ہین اور صلوات بدنی عبادتان اور طیبات مالی عبادتان ہین سو یہ سب عبادتان اللہ ہی کے واسطے سزاوار ہین اسکے سوا اور کوئی ان عبادتونکا حقدار نہین ہی اور کوئی عبادت ان عبادتونمین سے کسی اور کے تقرب اور خوشنودی کے واسطے نکیا جائے اور امام علامہ حافظ فہامہ شمس الدین ابو عبد اللہ مشہور ابن القیم نے زاد المعاد فی ہدی خیر العباد کی کتاب مین لکہا حلق الراس ثلثۃ انواع احدہا نسک وقربۃ والثانی بدعۃ وشرک والثالث حاجۃ ودواء فالاول الحلق فی احدی النسکین الحج والعمرۃ والثانی حلق الراس لغیر اللہ کما یفعلہ المریدون لشیوخہم فان حلق الراس خضوع وعبودیۃ وذل ولہذا کان من تمام الحج وانہ عند الشافعی رکن من ارکانہ لا یتم الا بہ فان وضع النواصی بین یدی ربہا خضوعا لعظمتہ وتذللا لعزتہ فہو من ابلغ انواع العبودیۃ ولہذا کانت العرب اذا ارادت اذلال الاسیر منہم وعتقہ حلقوا راسہ واطلقوہ الی ان قال واشرف العبودیۃ الصلوۃ وقد تقاسمہا المتشیخون والمتشبہون بالعلماء والجبابرۃ فاخذ المتشیخون اشرف ما فیہا وہو السجود واخذ المتشبہون بالعلماء منہا الرکوع فاذا لقی بعضہم بعضا رکع لہ کما یرکع المصلی لربہ سواء واخذ الجبابرۃ منہا القیام فیقوم الاحرار والعبید علی رؤسہم عبودیۃ لہم وہم جلوس وقد نہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن ہذہ الامور الثلثۃ علی التفصیل فہی عن السجود لغیر اللہ تعالیٰ وقال لا ینبغی لاحد ان یسجد لاحد وتحریم ہذا معلوم من الدین بالضرورۃ وقد صح عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قیل لہ الرجل منا یلقی اخاہ او صدیقہ یلقی اینحنی لہ قال لا الحدیث وایضا الانحناء عند التحیۃ سجود وفیہ قولہ تعالیٰ فادخلوا الباب سجدا ای منحنین والا فلا یمکن الدخول علی الجباہ وصح عنہ صلی اللہ علیہ وسلم النہی عن القیام للرجل وہو جالس کما یفعل الاعاجم بعضہا لبعض والحاصل ان النفوس الجاہلیۃ الضالۃ اسقطت عبودیۃ اللہ تعالیٰ سبحانہ واشرکت فیہا من تعظمہ من الخلق فسجدت لغیر اللہ ورکعت لہ وقامت بین یدیہ قیام الصلوۃ وحلفت بغیرہ تعالیٰ ونذرت لغیرہ وذبحت لغیرہ وطافت بغیر بیتہ وہؤلاء ہم المضادون لدعوۃ الرسول وہم الذین قال تعالیٰ فیہم ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا۔ یعنے سر منڈھانا تین قسم پر ہوا کرتا ہی ایک ان تین قسم مین سے عبادت اور قربت ہی دوسرا بدعت اور شرک تیسرا حاجت اور دوا بس اول قسم جو سر منڈھانے کی ہی سو حج مین یا عمرے مین ہی دوسری قسم کا سر منڈھانا اللہ کے غیر کے واسطے جیسا مرید اپنے پیرون کے واسطے کیا کرتے ہین اور مقرر منڈھانا سر کا کسیکے واسطے اپنی عاجزی تلاتا ہی اور بندگی اور ذلت ظاہر کرنا اور اسیواسطے سر منڈھوانا حج کا تتمہ ہی اور وہ شافعی کے نزدیک حج کے رکنون سے ہی حج نہین تمام ہوتا ہی مگر اُس سے کیونکہ آگا رکھنا سر کے بالونکو انکے مالک ہی کے حضور مین لازم ہی فروتنی سے اسکی عظمت کے لئے اور اپنی خواری سے اسکی عزت کے لئے اور وہ بہت بڑی عبادت کے قسمونسے ہی اور اسی واسطے عرب جب ارادہ کرتے تھے اپنے قیدیکو ذلیل کر کے چھوڑ دینے کا تو اسکا سر منڈھا کے چھوڑ دیتے تھے اور بڑی عبادت نماز ہی سو اسکو بانٹ لئے ہین چھوٹے مشایخ اور عالمونکے بھیسوالے اور متکبر امیران سو لے لئے جھوٹے مشایخون نے اسمین سے بڑی بزرگ چیز کو جو سجدہ ہی اور لے لئے عالمون کے بھیسوالون نے اسمین سے رکوع کو پھر جب ملتا ہی ان مین کا ایک دوسرے سے تو رکوع کرتا ہی اسکو برابر جیسا مصلی اپنے رب کو رکوع کرتا ہی اور متکبر امیرون نے اسمین سے قیام کو لے لئے سو وے بیٹھے رہتے ہین غلامان و آزادان انکے روبرو کھڑے رہتے ہین انکی بندگی اور تعظیم کے واسطے اور منع کئے ہین رسول خدا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تینوں باتوں سے تفصیلوار منع کئے سجدہ کرنے سے اللہ کے غیر کو اور فرمائے کہ نہ چاہیئے کسیکو کہ سجدہ کرے کسیکو اور حرام ہونا سجدہ کا تو سب مسلمان جانتے ہیں کہ دین کے ضروری چیزوں میں سے ہی اور حدیث صحیح ہی کہ کسینے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کوئی مرد اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کرتا ہی تو کیا جھکے اسکے واسطے فرمائے کہ نہیں اور جھکنا سلام علیک کی جگہہ پر سجدہ کرنا ہی اور اسی بات میں ہی فرمودہ اللہ تعالی کا ہی وادخلوا الباب سجدا یعنے داخل ہو جو دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے یعنے جھکے ہوئے اور سجد سے یہہ مراد نہو تو پیشانی کے بھل داخل ہونا ممکن ہی نہیں اور صحیح حدیث آئی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منع کی کھڑے رہا کرنے کو آدمی کی تعظیم کے واسطے جو بیٹھا ہووے حاصل یہہ ہی کہ گمراہ ہوئے اللہ کی عبادت کو ہرباد کر بیٹھے اور شریک کر بیٹھے اسمیں جسکو خلق میں بزرگ سمجھتے ہیں پس سجدہ کرتے ہیں اللہ کے غیر کو اور رکوع کرتے ہیں اسی غیر کو اور کھڑے رہتے ہیں اسکے روبرو نماز کا سا کھڑے رہنا اور سر مندھاتے ہیں اللہ کے غیر کے واسطے اور نذر کرتے ہیں غیر اللہ کے واسطے اور ذبح کرتے ہیں اسکے غیر کے تقرب کیواسطے اور طواف کرتے ہیں اللہ کے گھر کے سوا اور جگہہ کا اور یے لوگ خلاف کرنیوالے ہیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کا اور ایسے ہی لوگونکے حقمیں فرمایا اللہ تعالی ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یعنے اور بعضے لوگوں میں سے وے ہیں جو پکڑتے ہیں سوا خدا کے شریک امام قرطبی نے اپنے تذکرے میں ایک بیت ابن المبارک کی ذکر کیا ہی جو اس مقام کے مناسب ہی سو وہ بیت یہہ ہی شعر وہل افسد الدین الا الملوک ٭ واحبار سوء ورہبانہا ٭ یعنے بگاڑے نہیں دین کو مگر بادشاہان اور بے عمل عالمان اور دغاباز مشایخ نے پس ابن القیم کے قول سے صاف کھل پڑا کہ جاہل لوگ جو بچوں کے سروں پر بزرگوں کے نام سے چوٹیاں رکھا کرتے ہیں جیسا کہتے ہیں کہ یہہ چوٹی فلانے پیر کے نام کی ہی اور یہہ چوٹی فلانے ولی کے نام کی اور جو سکے تو اس بزرگ کی قبر کنے جا کر وہ چوٹی منڈھاتے ہیں اور اعتقاد ایسا رکھتے ہیں کہ ایسا کرنے میں اس بزرگ کی خوشنودی ہی اور وہ بزرگ اس بچے کے حمایتی بنینگے اور اسکی تقدیر میں بدی ہو تو اسکو بدلا کر اچھی تقدیر کرینگے یہہ کام اور یہہ اعتقاد سب شرک ہی اللہ ہدایت دے اور اسی قسم سے جو بعض لوگ منڈھن بچیکا کسی بزرگ کے قبر کے پاس کرواتے ہیں اور اسمیں برکت اپنی اور خوشنودی اس بزرگ کی منظور رکھتے ہیں چنانچہ اب بہت سے لوگ اسمیں مبتلا ہیں عبادت کے واسطے سر منڈھانیکا رسم یہود کے دین میں جاری تھا اور یونان وغیرہ کے بت پرستوں میں بھی معمول تھا کہ بتوں کے پاس جا کر سر منڈھاتے اور ہندوؤں کے مذہب میں آج کل معمول ہی چنانچہ تریتی اور کاسی کو جا کر سر اور داڑھی اور موچھہ منڈھواتے ہیں اور انکا مثل مشہور ہی گھر رہے نہ تیرتھ گئے مونڈ منڈا فضیحت بہے ہیں اچھے معتقدان میں کہ پیروں کے قبروں کو بالاں چڑھاتے ہیں ایسونکو اگر بالکے کہے تو بجا ہی نعوذ باللہ منہا ان سب کام کرنے سے ظاہر ہوتا ہی بھید اس حدیث کا جسمیں آیا ہی کہ فرمائے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری دور میں میری امت میں سے جوق جوق مشرکوں میں مل جاوینگے چنانچہ ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو مشکاۃ کی کتاب الفتن کے دوسرے فصل میں ترمذی سے روایت ہی سو آیا ہی لا تقوم الساعۃ حتی تلحق قبایل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبایل من امتی الاوثان یعنے قیامت آتی نہیں یہاں تلک کہ مل جاویں کئی گروہ میری امت میں سے مشرکوں میں اور یہاں تلک کہ پوجیں کئی گروہ میری امت کے وثنوں کو نہایہ میں جزری نے لکھا ہی کہ کبھی اطلاق کرتے ہیں وثن کو بے صورت چیز پر بھی اس معنی سے وثن وہ چیز ٹھہری کہ جسکو پوجنے والے پوجا کیا کرتے سوا اللہ تعالی کے جمع الفواید کی ایک حدیث میں آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے اللہم لا تجعل قبری وثنا یعبد یعنے الہی وثن نہ بنا میری قبر کو جو پوجی جاوے اور عدی ابن حاتم کی حدیث میں آیا ہی کہ گلے میں انکے سونے کی صلیب تھی تو آنحضرت نے دیکھہ کے فرمائے کہ پھینک دے اس وثن کو اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ تمام کے مسلمان جنکی کہ تعظیم و تقرب کی سعی کریں تو وے اسکے وثنان ہوتے ہیں خواہ وہ چیز قبر ہو خواہ جھنڈا یا شدّہ اور اللہ تعالی نے فرمایا فاجتنبوا الرجس من الاوثان یعنے سو بچتے رہو بتوں کی

گندگی سے اعاذنا اللہ منہا اور یہہ بھی جاننا چاہئے کہ کسی صحابی نے سرور عالم کے نام سے اپنے کسی بچے کے سر پر چوٹی رکھا نہیں اور منت ہے اپنے بچے کا حضرت کی قبر شریف کے پاس کیا نہیں اور اسیطرح تابعین اور تبع تابعین اور چار امام اور کوئی مجتہد اور کوئی محدث اور کوئی سچا فقیہ عامل ایسا نہیں کیا جسکو علم والے کہتے ہوں کہ کوئی جانتا نہیں سو بات یہے جان لیتے اور کوئی نہیں کیا سو کام یہے کرنے لگے آفرین انکی دانش پر اور تمام سر منڈھا کر فقط چوٹی رکھنا اگرچہ کسی بزرگ کے نام سے نہو شریعت مین منع ہی جیسا حدیث میں آیا ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رای غلاما قد حلق بعض راسہ وترک بعضہ فنہاہم عن ذلک وقال احلقوا کلہ او ذروا کلہ رواہ الشیخان والنسائی وابوداود یعنے تحقیق سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چھوکرے کو دیکھے کہ کچھ سر منڈھا ہوا ہی اور کچھ چھوٹا ہوا تو منع فرمائے اسکے لوگون کو اس کام سے اور فرمائے منڈھاؤ تو پورا سر منڈھاؤ اور چھوڑو تو پورا چھوڑو روایت کیا اسکو مسلم بخاری نسائی ابوداود نے اور ابوداود کی حدیث میں ہی انس سے کہ پیغمبر خدا نے ایک چھوکرے کو دیکھے کہ جس کے سر پر دو زلف تھے سو فرمائے احلقوا ہذین یعنے منڈھوا دین دونو زلفون کو اور بزرگ کی خشنودی جانکر بال چھوڑنا اور منڈھانا دونو شرک ہی اللہ تعالی ہدایت دیوے اور اسیطرح شرک کی علامت ہی کسی پیر کی خشنودی اور تقرب کے ارادے سے اپنے کو اسکا بندہ کہلانا اسکو اشراک فی التسمیہ یعنے نام رکھنے مین شرک کرنا کہتے ہین کیونکہ اس کام مین ایک نوع کا شرک ہی اللہ پاک جلشانہ کے ساتھ اور ایک نوع کی ہمسری دنیا ہی بندے کو خالق کے ساتھ اسیواسطے کہا ملا علی قاری نے شرح الازہر مین اما التسمیۃ بعبد النبی فظاہرہ کفر الا ان یراد بہ معنی المملوک یعنے نام رکھنا عبدالنبی کر کے بظاہر اس کام سے کفر ہوتا ہی مگر یہہ کہ ارادہ کیا جاوے عبد سے معنی مملوک کی پس اسوقت مین کفر تو نہ ہوگا پر نام رکھنے لینے والا جھوٹھا ٹھہریگا کیونکہ آپ آزاد رہتے ہوئے اپنے کو مملوک سمجھا اور اگر معنا عبد کا خادم ٹھہرا کر نام رکھا تو کفر سے تو بچ رہا پر ایہام کفر کا باقی رہا اس صورتمین حرام ہوگا جیسا ابن حجر مکی مفتی بلد اللہ الحرام اپنی کتاب تحفہ مین کہا ویحرم ملک الملوک لان ذلک لیس لغیر اللہ تعالی وکذا عبد النبی او الکعبۃ او الدار او علی او الحسین لایہام التشریک یعنے حرام ہی کسیکو شہنشاہ کہنا کیونکہ یہہ صفت کسی غیر اللہ مین نہین ہی اور اسیطرح حرام ہی نام رکھنا عبدالنبی کر کے یا عبدالکعبہ یا عبدالدار یا عبدعلی یا عبدالحسین کیونکہ ایسے نام مین وہم شرک کا آتا ہی ہرچند نام رکھنے والا شرک کا ارادہ نکرے اور شیخ العلامہ عبدالعزیز بن زین الدین بھی فتح المعین مین ایسا ہی کہا سو عبارت اسکی یہہ ہی ویحرم التسمیۃ بملک الملوک وقاضی القضاۃ وکذا عبد النبی الخ۔ ہان قرآن وحدیث مین کسی جاے پر اطلاق عبد کا مول خریدے غلام پر مجاز کے روسے آیا ہی لیکن جو مول خریدہ نہین ہی اسپر اطلاق عبد کا مجاز کے روسے بھی آیا نہین اگر وارد ہوتا تو کہین نہ کہین وارد ہوا ہوتا۔ اور آپ آزاد ہوتے ہوئے کسیکا بندہ کہلانا تین حال سے باہر نہین یا تو اسکی تعظیم اور تقرب اور اپنی ذلت و عاجزی بتلانا مقصود ہی یہہ تو صاف شرک ہی یا فقط برونکی پیروی ہی اسمین بھی وہم شرک کا آتا ہی اور یہہ تو حرام ہی جیسا معلوم ہوچکا یا آپ سے خادم کی معنی ارادہ کیا ہی یہہ تو صاف جھوٹھہ ہی کیونکہ نہ انکی خدمت کرتا ہی نہ انکے فرمان بجالاتا ہی پھر اپنے تئین خادم کہلانا جھوٹھہ نہین تو پھر کیا ہی روایت ہی امام ابویوسف ایکبار ہارون رشید کے وزیر کی گواہی کو رد کئے تو بادشاہ سبب اسکا پوچھا تو کہے کہ ایکروز اس وزیر سے مین نے سنا ہون کہ تجھے کہا کہ مین تیرا بندہ ہون پھر اگر تیرا مول خریدہ غلام ہی تو ایسے بندے کی گواہی مقبول نہین اگر تیرا مول خریدہ نہین ہی جھوٹھہ موٹھہ کہا ہی جھوٹھے کی گواہی بھی رد ہی دیکھو تو ابویوسف نے آزاد کے حق مین نہ مجاز کو مانے نہ خادم کی معنی کو عذر جانے یہہ قصہ ترغیب الصلوۃ مین بھی موجود ہی پھر تم کس بابتکی مول ہو جو ایسے عذرون کو سند پکڑتے ہو اور تجھے معلوم نہین کیا کہ کوئی صحابی اور کوئی تابعین اور کسی تبع تابعین نے اور کوئی اہلبیت کے اماموں مین سے اور ایسے معتبر اور اولیاؤن کے نظر کرتے اپنے کسی فرزند کا نام عبدالنبی نہین رکھا اگرچہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی انپر غالب تھی پر بندوانے

بچہ آپ ایسے دوست بنے جو انکے بندے ہو گئے پر انکی فرمانبرداری سے کونے کونے چھپنے لگے اور اپنے غم و شادی مین انکے رسمون کو بند و نکے سمجھو انکو اختیار
کر لئے اور سرا پا ان حضرات کے مخالف بنگئے پھر لسپر دعوا غلامی کا چلا جاتا ہے اس محل مین شاعر اہل بیت کا خوب کہا ہے ۔ نام عبد النبی غلام حسین
کام دیکھو تو سارے شیطانی ۔ شاہ جیلان کے ادب سے بیزار ۔ نام کیا ہے غلام جیلانی ۔ بلبے غافل تمک حرام غلام ۔ ایسے چیلون کی بے
تناخوانی ۔ سچ ہے لا خیر فی العبید حدیث ۔ کہ غلامون مین خیر ہے فانی ۔ سچ ہے بے وفا غلام ایسے ہی ہوا کرتے مین خاوند فرمائے کچھ آپ
کرتے مین کچھ لا خیر فی العبید یہان ایک لطیفہ لکھا جاتا ہے کان دھر کر سنیو کہ ایک شخص عبد الحسین کہلاتا تھا کسی موحد نے اس سے پوچھا کہ
تم خدا کے بندے ہو پھر امام حسین رضی اللہ عنہ کے بندے کیسے بنے کہا کہ مین امام حسین کا غلام ہون تب وہ پوچھا کہ تمکو یا تمھارے جد اعلی کو امام
حسین مول لئے یا جہاد مین بندے پکڑتے تھے کہا نہین تب وہ موحد نے کہا پھر تم بے سبب عبد الحسین کہلانے مین جھوٹھے ہوا ایسا نام کیون رکھے
جسکے سبب تمھین جھوٹھے ٹھہرنا پڑتا ہے تب عبد الحسین نے جواب دیا مین عبد الحسین اسواسطے کہلایا ہون کہ امام کے عبدیت کے طفیل دنیا اور
آخرت مین بچ نکلون موحد نے کہا کہ خدا کے نافرمان بندے تو خدا کے ہاتھ سے بچ نہین سکتے امام تو خدا کے بندے مین پھر بندے کے جھوٹھے
نافرمان بندے خدا کے ہاتھ سے کیونکر بچ سکینگے مگر تم اللہ تعالی کو ٹھگاتے ہو اللہ تعالی ٹھگنے والا نہین اس آیت سے عبرت پکڑو و یخادعون
اللہ والذین آمنوا وما یخدعون الا انفسہم وما یشعرون ۔ طرفہ جگ ہنسائی یہہ ہے کہ بعضے بے شعورون نے نام اپنے بچےکا کلب
علی یعنے علی کا کتا رکھتے مین یہ لوگ اتنا نہین سمجھتے کہ جس مکان مین اللہ کا کتا رہتا ہے اس مکان مین رحمت پروردگار کی اترتی نہین پھر جس گھر
مین حضرت علی کا کتا رہیگا اس مکان کے گرد و پیش اللہ تعالی کی رحمت کا اسکو نزول فرمائینگی کیونکہ سچ ہے کتے کی جب وہ شامت ہو جھوٹھے کتے
کی کیسی شامت ہو گی اللہ کی پناہ اور دوسرے مسلمانون کو چاہئے کہ جیسا اللہ کے کتے کو گھر مین آنے اور رہنے نہین دیتے ویسا ہی اس جھوٹھے
کتے کو آنے اور رہنے نہ دیا ۔ لا یدخل الملئکۃ فی بیت فیہ کلب الحدیث یعنے نہ آئینگے فرشتے اس گھر مین جس گھر مین کتا رہتا ہے اور بعضے بیرون
کو پوجنے والے نام رکھنے مین یہان تلک نلو کئے مین کہ شرک کی دہلیز پر پہنچ گئے جیسا کسی بزرگ کا نام عبد القادر رہا تو معتقد انکا اپنے فرزند کا نام
غلام عبد القادر رکھتا ہے شاید بندہ اللہ کا کہلانے سے شرماتا ہے یا غلام اس بزرگ کا کہلانے سے آفات سر کے ٹل جاتے مین اور عمر اسکی زیادہ ہوتی
ہے اور وہ بزرگ اسکو اپنا جانکر ملک سی لیا کرینگے کر اعتقاد کیا ہے بخلاف عبد القادر کہلانے کے کہ اسپر تقدیر اللہ کی جاری ہوتی ہے کوئی اسکا سفارشی
نہین اسلئے اس بزرگ کا بندہ بنایا ۔ وہ بزرگ عبد القادر نام اس لئے جھوٹھے غلام کے اور اسکے تقدیر کے درمیانے آجا کر اسکے بلیات
کو ٹال دیوینگے ایسا عقیدہ شرک نہین تو پھر کیا ہے بلکہ اگر ایسے ارادے سے غلام حسین یا غلام حسن اپنے فرزند کا نام رکھا تو بھی شرک ہوتا ہے
معاذ اللہ یہہ مصرع اسپر ٹھیک پڑتا ہے ع سرکشی خیال کرفت غلام غلام شد ۔ سوا اسکے جب قیامت مین ہر ایک کو اسکے نام سے پکارینگے
تو جسکا نام خدا کا بندہ کرکے ہے سو اسکو تو نام کی بابت شرمندگی نہو گی پھر جسکا نام غیر اللہ کا بندہ کرکے ہے سو اسکی رسوائی مین کیا شک ہے ۔
زیرا کہ ندا کنند اندر عرصات ۔ کان بندۂ خالق ست و این بندۂ غیر ۔ اور ایک آیت سے منع ہونا ایسے نامونکا یعنے عبد النبی اور عبد الحسین کا اس عاجز
نے استنباط کیا ہے وہ آیت یہہ ہے ما کان لبشر ان یوتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون
اللہ یعنے کسی بشر کا کام نہین کہ اللہ اسکو دیوے کتاب اور حکم اور پیغمبر کرے پھر وہ کہے لوگون کو کہ تم میرے بندے ہو اللہ کو چھوڑ کر لیس اس سے
صاف معلوم ہوا کہ کسیکو اپنا بندہ ہو کہنا کسی پیغمبر کو جایز نہین نظر کرتے اسکے آنحضرت نے کسی کو اپنا بندہ کہلانے حکم نہین فرمائے ہونگے
پھر اگر کسینے آپ سے آپ پیغمبر کا بندہ کہلایا تو البتہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام اسپر بڑے غصہ ہوونگے اور اس بات سے سخت بیزار

رہینگے جب حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بندے کہلانا جائز نہوا اور حضرت کے حکم کے خلاف اور حضرت کے غصے اور سخت بیزاری کا سبب ٹھہرا تو دوسرے بزرگان دین کے بندے کہلانا کب روا ہوگا یہہ بدعت پہلے نصاری اور ہندوون نے نکالی ہین کہ عبد المسیح یعنے عیسی کا بندہ اور کشن داس یعنے کشن کا بندہ کہلانا شروع کئے پھر جاہل اور غافل مسلمانون نے اس کام مین بزرگونکی تعظیم اور اپنے کو برکت جانکر رواج دئے مین آور ایسے نام رکھنے مین نصاری اور ہندوون سے مشابہت بھی ہوتی ہی اس روسے بھی ایسے نام رکھنا منع ہوا اور یہہ بات بھی جاننا چاہئے کہ ہرچند کوئی کسیکا بندہ صاف نہ کہلاوے پر اسکو جب سجدہ کیا تب اسکا بندہ کہلانیوالا ہوا جیسا تفسیر بیضاوی مین جو شان نزول مین اس آیت کے لکھا ہی سو احدی الوجہین سے صاف بوجھا جاتا ہی اور عبارت اسکی یہہ ہی قیل قال رجل یا رسول اللہ نسلم علیک کما یسلم بعضنا علی بعض افلا نسجد لک قال لاینبغی ان یسجد لغیر اللہ ولکن اکرموا نبیکم یعنے کہ بعضون نے کسنے کہا یا رسول اللہ ہم آپ پر سلام کیا کرتے ہین جیسا سلام کیا کرتے ہین بعضون تے ہمارے مین سے بعضون پر کیا سجدہ نکرین ہم آپ کو تو فرمائے لائق نہین ہی سجدہ کرنا اللہ کے سوائے دوسرے کو ولیکن بزرگی کرو تمہارے پیغمبر کی بعد اسکے یہہ آیت یعنے ماکان لبشر ان یوتیہ اللہ آیۃ اتری دیکھو سوال سجدہ کرنے کا تھا کچھ بندہ ہونے سے نتھا اور آیت اتری سو غیر اللہ کا بندہ کہلانے کے منع مین اتری پھر اس سے صاف معلوم ہوا کہ کسیکو سجدہ کرنا اسکا بندہ کہلانیوالا ہی اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم فرمائے سو یہہ ہی کہ عبد اللہ اور عبد الرحمان اور عبد الرحیم اور محمد اور احمد اور محمود اور مانند انکے نام رکھو لیکن یہہ نفرمائے کہ غلام محمد یا غلام احمد یا عبد النبی یا محمد بی یا احمد بی اور مانند انکے نام رکھو پھر آنحضرت کی امت کو کب لائق ہی کہ خلاف فرمان محمدی کے رکھے اللہ توفیق دیوے ہمکو اور تمکو اور مکروہ ہی نام رکھنا دختر کا محی الدین بی اور غوث بی اور قاسم بی اور یعقوب بی یا محمد بی یا احمد خاتو کیونکہ عورتون کو پرہیزگار جورونکے نامونسے پکارنا بہتر کام ہی جیسا فاطمہ خدیجہ مریم آسیہ رقیہ یا امت اللہ وامت الرحمن وامت العزیز وامت المجید اور مانند اسکے دیکھو تو اگلے زمانو نمین صحابہ سے لیکر ہزار سال تلک ہجرت سے کوئی عالم محدث اور کوئی ولی خدا کا اپنے دختر کا نام محمد بی یا غوث بی یا محی الدین بی نہین رکھا اور غوث الصمدانی کے فرزندان اور مریدان بھی ایسے نام اپنے لڑکیون کے نہین رکھا اور نصاب الاحتساب مین لکھا ہی ویحتسب علی من فعل التسمیۃ باسم لم یذکرہ اللہ تعالی فی کتابہ ولا نبیہ فی سنتہ ولا سبقہ المسلمون بہ یعنے انکار کیا جائے اس شخص پر جو ایسا نام رکھا ہی کہ نہ کلام اللہ مین وارد ہی نہ حدیث مین اور نہ اگلے کے مسلمانون مین اس کام کا رواج تھا اور یہہ بھی جاننا چاہئے کہ مراد مسلمانون سے کامل مسلمان ہین جو تابعدار اللہ ورسول کے ہین نہ بدعتیان اور بزرگ پسندان کیونکہ انکے قول وفعل کو اعتبار نہین پھر دیکھو تو ایسے نام کیا کلام اللہ مین ہین یا حدیثون مین یا صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور مجتہدون مین ہیں کہو پھر اس سے معلوم ہوا کہ ہندوالے لوگ ایسے نام رکھنے کی بدعت دلونسے تراش کر نکالے ہین اور یہہ نہین جانتے کہ بزرگون کے نام پر عورتونکے نام کی علامت داخل کرنے سے بزرگون کی اہانت ہوتی ہی مثلا حسین بی حسن خاتو عباس بیگم محی الدین بی یا غوث بی اور بعضے احمق علامت عورتون کے نام کی اللہ تعالی کے نام پر بھی داخل کرکے کریم بی یا رحیم بی رحمان بی وغیرہ نام رکھتے ہین اور بعضے لوگ اپنے بیٹیونکا نام کاٹ بی وغیرہ رکھتے ہین جیسا عورتان مردون کے نام بگاڑ کر اپنے نام ٹھہرائے ہین تو چاہئے مردان بھی جو ایسے نامون سے راضی ہین عورتون کے نام پر علامت مرد ونکے نام کی داخل کر کے اپنے نام ٹھہرالین تا مقابلہ برابر ہووے مثلا عائشہ بیگ زینب خان سید فاطمہ شیخ رابعہ محمد مریم وغیرہم اور ایسے نام رکھنے سے بزرگان حمایت کرینگے سمجھے ہین حالانکہ تقدیر جاری ہونے کی ہوتی چلی جاتی ہی تس پر بھی کچھ سوچ کر دیکھتے نہین مثال انکون کی کیمیا کے شوقیونکی سی ہی کہ کئی بھٹیان بگڑ جاتے ہین اور سونا ہاتھ نہین لگتا تس پر وہی شوق دہی بھٹی چڑہاتا ہی کا ہاتھ جا بھی پھونکدیتے ہین پر بے فایدہ بھٹی چڑہانا چھوڑتے نہین اسیطرح یہ لوگ ایسے نام والے بچونکو کھوتے ہین تس پر بھی ایسے نام رکھنا چھوڑتے نہیں

خاک پڑے ایسی الٹی سمجھ پر سہ خلاف پیمبر کسی رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید سہ جو پیمبر کے برخلاف چلے ٭ کبھو منزل کو اپنے نا پہنچے ٭ اور بعضون
نے اپنے بچونکی عمر درازی اور آفتون سے محفوظ رہنے کے واسطے بزرگون کے بندے تو بنا دئیے پھر اسیر نام کے بندے پتے پر بس نکر کے بندہ پنا دلیل سے
ثابت کرنا کرکے کسی بچے کے کان مین کسی بزرگ کے نام کی بالی ڈالتے مین کیونکہ اگلے بادشاہ ان اپنے غلامونکے کانونمین بالیان ڈالا کرتے تھے اسلئے غلامونکی
یہہ علامت ٹھہر گئی چنانچہ فارسی مین غلامون کو اب تک حلقہ بگوش کہا کرتے مین سہ بندۂ حلقہ بگوش ار ننوازی برود ٭ لطف کن لطف کہ بیگانہ
شود حلقہ بگوش کسی بزرگ کے نام کی بالی کسیکے کانمین پائے گئی تو غلامی اسکی اس بزرگ کے واسطے دلیل سے ثابت ہوگئی اور اسی واسطے بیڑیان پاؤن
مین اور طوق گلے مین جو بھگوڑے غلامونکی علامت ہے سو یہے بے سمجھ بے گناہ بچونکے پاؤون اور گلے مین ڈالا کرتے مین تا غلامی انکی بزرگون کے
ساتھ دلیل سے ثابت رہے فقط زبان سے غلام مین بولنا دعوا بے دلیل ہے اور ملک الموت انکے قید سے چھڑا کر نہ لیجا سکے انکے ان کامون سے یہی غرض
معلوم ہوتا ہے کہ یہے سب بزرگان ملکر اس بچے کے نگہبان رہین اور اسکی قسمت کے آفتون کو ٹال دیوین شاید انکے دلونمین یہہ آتا ہوگا کہ کوئی بزرگان ایک
طرف ہو کیلا خدا کیا کرسکیگا اور یہی انکے دلونمین یہہ بات شاید کہ یقین ہو چکی ہے کہ رب العزت دنیا کے غافل عیاش بادشاہونکے مرکا اپنے کارخانجات
بزرگونکو بانٹ دیا اور انکوان کارخانجات پر اختیار پورا دیچکا جو وے چاہین سو کرتے مین مارنا جلانا رزق بڑھانا گھٹانا اور دنیا نہ دینا اور شفا
بخشنا بیمار کرنا انکے حوالے کرچکا اور آپ بیکار ہو آرام مین بیٹھا ہے جیسا عیاش بادشاہون نے کسی وزیر امیر کو یا دیوان بخشی کو اپنے کارخانونکے
مختار کرکے آپ عیش و آرام طرف مشغول ہو رہتے مین اسی واسطے ہر مطلب مراد کے واسطے بزرگون ہی سے التجا کرتے اور انھین کی منت مانتے
اور مقصود بر آئے پر انھین کی شکر گذاری کرتے مین خدا کو پوچھتے ہی نہین کہ کون ہے معاذ اللہ اور بات ایسی ہے کہ بزرگان سب کے سب ہر آن فرمان
بردار رب العزت کے مین اور ایک ذرے برابر اسکے ارادے کے برخلاف کر نہین سکتے اور جس بات پر اللہ کی مرضی ہے اسی پر سب راضی مین مشہور
مثل ہے جدھر رب ادھر سب خدا یار تو ہمہ مددگار اور بعضون نے اسپر بھی بس نا کرکے اپنے بچونکو کسی بزرگ کے گھرانے مین دو چار پیسون کو بیچ بھی
ڈالتے مین تا انکا مول خریدہ غلام ہووے پھر وے بزرگان اپنے مول خریدے غلام کی تائید مین البتہ رہینگے اور خواہ مخواہ اسکی موت کا وقت آئیگا پر بھی
اسکو مرنے نہ دینگے اور اللہ تعالی کے ارادے مین جو آفتان اسپر پڑنے کے مین سو انسے بچا رکھینگے یہہ رسم کرنا تک مین یہان تلک پھیل رہی ہے
کہ ایک بیوقوف بوڑھا نوے برس کا گردن جسکی ہل رہی تھی اور دانت سب گرکر منھہ میدان کا نمونہ بن گیا اور قوت بدن کا گھٹنے لگا اسپر بھی جینے
کی آرزو سے اپنے کو ایک مشایخ صاحب کے پانچ پیسونکو بیچا قضارا اسی روز موا انا للہ وانا الیہ راجعون انکی عقل پر کیا غفلت کا پردہ پڑا ہے
جو ایسی صاف بات نہین جانتے کہ اول تو آزاد کو بیچنا حرام ہے دوسرا یہہ ہے کہ ان خرید کرنے والے کے فرزندان مرتے مین اور اسنے انکے درد و غم سے
بیماریان مار رہا ہے سو اپنے ایک فرزند کو موت سے نہ بچا سکا اور حضرات عالیات اسکے فرزندونکی عمر کو بڑھا نہ سکے اور ان پر کے آفتون کو نہ ٹال
دئیے پھر دوسرے کے فرزند کی عمر کب بڑھاوینگے اور نادر تو یہہ ہے کہ ایک فرزند کو بیچے پر مرگیا ہے تو پھر دوسرا فرزند ہوتے ہی اسکو بھی اس بزرگ
کے بیچتے مین اور بعضے احمق باوجودیکہ ایسے نامون اور کامون سے اپنے بچونکو بزرگون کا غلام بناتے مین پھر ڈرتے مین کہ شیطان ان بچون
کو پکڑیگا واہ واہ جب انکو شیطان پکڑ سکیگا کہ سمجھتے مین تو بزرگون کی قوت سے بھی شیطان کا زور بڑا ہوا شاید شیطان ہی کے
غلام بنینگے کیونکہ تقدیر کو کم زور جانکر بزرگون کے غلام بنگئے اب اُنسے شیطان کو زبردست جانے مین پھر اُسکے غلام بنجاینگے چنانچہ بعضے
اپنا بچا بیمار پڑنے سے شیطان کا گمان کرکے پوجاریان سے التجا لاتے اور پریون کو مانتے مین اور اتنا بھی سمجھتے نہین کہ چارون خلیفونسے
چارون امامون تلک اور انکے درمیان کے اقطاب و اوتاد و اولیا علما صلحا بلکہ اُسوقت کے عوام بھی اپنے بچون کو نہ پیغمبر خدا کے بیچے نہ کسی صحابی

کینے نہ کسی امام کنے نہ کسی مجتہد کنے نہ کسی ولی کنے پھر اب کے صاحبون کے دلونمین شیطان ڈالا ہی سو یہہ کام کرنے لگے اللہ کی پناہ ایک عمدہ فایدہ شرک
کے اقسام مین لکھا جاتا ہی اسکو یاد رکھنا دینداروں کو لازم ہی جاننا چاہیے مسلمانوں کو کہ امام سنوسی نے اپنے رسالے مین کہا ہی انواع الشرک ستۃ
شرک استقلال وھو اثبات الٰہین مستقلین کشرک المجوس وشرک تبعیض وھو ترکیب الالہ من الہۃ کشرک
النصاری وشرک تقریب وھو عبادۃ غیر اللہ تعالیٰ لیتقرب الی اللہ تعالیٰ کمتقدمی الجاھلیۃ وشرک تقلید وھو
عبادۃ غیر اللہ تعالیٰ تبعا للغیر کشرک متاخری الجاھلیۃ وشرک الاسباب العادیۃ کشرک الفلاسفۃ والطبایعیین
ومن تبعھم علی ذلک وشرک الاغراض وھو العمل لغیر اللہ تعالیٰ وحکم الاربعۃ الاول الکفر باجماع وحکم السادس
المعصیۃ من غیر کفر باجماع وحکم الخامس التفصیل فمن قال فی الاسباب العادیۃ انھا توثر بالذات والطبع فقد
حکی الاجماع علی کفرہ ومن قال انھا توثر بقوۃ اودعھا اللہ تعالیٰ فیھا فھو فاسق مبتدع وفی کفرہ قولان حاصل اس عبارت
کی معنے کا یہہ ہی کہ شرک چھ طور پر ہی ایک شرک استقلال کا وہ ثابت کرنا ہی دو الٰہ کو کہ خود مختاری سے کرنے والے ہووین جیسا آتش پرستونکا
شرک ہی جو کہتے مین کہ ایک اللہ خود مختاری سے نیکی کو پیدا کرنے والا ہی دوسرا خود مختاری سے بدی کو پیدا کرنے ہارا اول کو یزدان کہتے ہین دوسرے
کو اہرمن دوسرا شرک تبعیض کا ہی سو وہ جوڑنا ہی اللہ کو کئنے خداؤن سے جوڑ کر ایک اللہ بنانا جیسا شرک نصارا کا ہی جو کہتے ہین اللہ اور عیسیٰ اور
روح القدس ملکر ایک اللہ بنے ہین جیسا تین لکیر ملکر ایک شکل مثلث یعنے تین کونی بنتی ہی تیسرا شرک تقریب کا ہی وہ کیا ہی کہ پوجنا ہی اللہ کے
غیر کو یعنے اللہ کی تعظیم واسطے مقرر ہوے ہین سو چیزون کو اللہ کے غیر کے ساتھ کرنا تا ان کو اللہ سے نزدیک کردیوین اور اللہ کو ان پر خوشنود رکھین یہہ شرک اگلے
جاہلیت کے کافرونکا ہی کہ وے علما اور درویشون کو اور نیک مردون کی صورتون اور پتلون کو پوجتے اور انکی ایسی تعظیم کرتے تھے جیسی تعظیم اللہ تعالیٰ
کی کیا چاہیے اگرچہ ان لوگون اور ان تصویرون اور پتلون کو خدا نہین سمجھتے تھے لیکن انکے پوجے اور تعظیم کو اللہ کی خوشی اور اس سے ملنیکا سبب جانتے تھے
جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا الذین اتخذوا من دونہ اولیاء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی یعنے جنھون نے پکڑے ہین اس سے
ورے حمایتی کہ ہم انکو پوجتے مین سو اسواسطے کہ ہمکو پہنچا دین اللہ کی طرف کے پاس کے درجے افسوس اس قسم کا شرک تو کلمہ گویون سے بدعتی گروہ مین
بھی پھیل رہا ہی سو بزرگونکی تعظیم اللہ کی تعظیم سریکی کرنے لگے یعنے اللہ کی تعظیم واسطے جو چیزان شریعت مین مقرر ہو گئے ہین سو بزرگونکی تعظیم واسطے
کرنے لگے اگرچہ بزرگونکو اللہ کے بندے مانتے ہین پر ایسے کام انکے ساتھ کرنے کے سبب سے شرک مین پڑ گئے اور بعضے ایسے تو بزرگونکی تصویرون کے
ساتھ ایسے عامل کرنے لگے جو اوپر مذکور ہوئے ہین اور ان تصویرون کو بے وضو چھوتے نہین اور بعضے اسکے گرداگرد پھرتے اللہ کی پناہ چوتھا
شرک پیرویکا ہی وہ پوجنا ہی اللہ کے غیر کو بسبب اگلے پوجتے تھے کرکے یہہ شرک ان لوگونکا ہی جو جاہلیت کے زمانے سے ورے ہو گئے ہین اور اس
قسم کا شرک بدعتی کلمہ گویونمین بھی رواج پایا ہی سو بزرگون کو اور شہدون اور جھنڈون کو اپنے بزرگان ماننے مین کرکے آپ بھی پوجنے لگے اور
کوئی کھرا محمدی شریعت طرف انکو بلایا تو مضمون اس آیت کا جواب مین اسکے بیان کرتے ہین وہ آیت یہہ ہی بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا
یعنے ہم چلینگے اس پر جسپر دیکھا اپنے باپ دادون کو پانچوان شرک اسباب کا ہی وہ منسوب کرنا ہی تاثیر کو عادت کے سببونکی طرف حقیقت کے رو سے
جیسا شرک فلاسفہ کا اور طبایعین کا اور پیروونکا ہی یعنے وے کہتے ہین کہ سبب اپنی ذات سے تاثیر کرتا ہی پھر آگ اپنی ذات سے آپ جلاتی ہی چھٹا شرک
اغراض کا ہی وہ کیا ہی نیک کام کرنا غیر اللہ کے واسطے اسکو ریا بھی کہتے ہین اور بدعتی گروہ اس شرک مین بھی مبتلا ہو گئے ہین اللہ کی پناہ اور پہلے کے
چار قسمونکا شرک اجماع سے کفر ہی اور حکم چھٹے قسم کا جو ریا ہی سو معصیت ہی اجماع سے بغیر کفر کے اور حکم مین پانچوین قسم کے تفصیل ہی پھر جو کوئی

کشرک او م

یا کتنے خداؤن کو م

قایل ہوا عادت کے سبب سے کہ یہ فقط اپنی ذات او طبیعت سے اثر کیا کرتے ہین تو نقل کیا اجماع اسکے کفر پر اور جو کوئی قایل ہوا اس بات کا کہ یہ
اسباب اثر کیا کرتے ہین اس قوت سے جو اللہ نے انمین رکھ دیا ہی پھر وہ شخص بدکار ہی اور بدعتی او اسکے کفر مین دو قول ہین کیونکہ ایسے اعتقاد
سے یہہ بات لازم آتی ہی کہ یہ عادت کے اسباب اثر کرنے مین اب پھر خدا کے محتاج نہ رہے معاذ اللہ او یہ بات ایسی نہین بلکہ ہر چیز ہر آن اللہ کے ساتھ
ایکسان پوری احتیاج رکھتی ہی تحقیق اس مقام مین یہہ ہی کہ جب کوئی چیز اثر کرتی ہی تو اسیوقت اللہ پاک نے اسمین وہ اثر پیدا کرتا ہی جس سے
وہ تاثیر کرتی ہی یہہ نہین کہ وہ چیز وجود مین آنے کے وقت ہی اللہ نے اسمین ایک قوت رکھ چھوڑا ہی سو اسی قوت سے ہمیشہ اثر کیا کرتی ہی
مثلاً آگ کو پیدا کرنیکے وقت قوت جلانے کی اسمین رکھ چھوڑا ہی جب وہ آگ جلایا کرتی ہی تو اسی وقت کی تاثیر سے ہی یہہ بات غلط ہی بلکہ
جب آگ کسیکو جلاتی ہی تو اسی وقت اللہ نے اسمین صفت جلانیکی پیدا کرتا ہی سو اسی قوت سے جلاتی ہی اگر اسوقت قوت او تاثیر جلانے کی نہ
دیوے تو ہرگز نہ جلاوے کیا تو نہین دیکھا کہ بعضونکے ہاتھ پر آگ پڑی پر ہاتھ کو نہ جلائی اگر آگ پیدا ہونیکے وقت سے صفت جلانے کی اسمین
دھری جاتی تو البتہ اس ہاتھ کو بھی جلاتی اور کسینے سم قاتل ایک وقت کھایا اور ہلاک نہوا اور دوسرے وقتمین کھاتے ہی موا اور مشہور ہی کہ جب
مدعی او مدعی علیہ حق ثابت کرنیکے واسطے گرم گرم کرائے گھی مین ہاتھ ڈالتے ہین تو جھوٹھے کا ہاتھ جل جاتا ہی سانچیکا ہاتھ نہین جلتا ہیچ ہی تاثیر
ہر چیز کی اللہ ہی کے ہاتھ ہی جب چاہے دیوے جب چاہے نہ دیوے اگر تاثیر جلانے کی گرم گھی مین ہر وقت موجود رہتی تو پھر جھوٹھے او سانچے کو ایکسان جلا ڈالتی
اسیطرح قدرت فعل کی جو بندہ مین ہی سو فعل کے وقت اللہ تعالی نے اس بندیکو دیتا ہی سو فعل اس سے صادر ہوتا ہی یہہ نہین کہ قدرت فعل کی آگے
ہی سے بندہ مین رکھ چھوڑا ہی سو بندہ اسی قدرت سے ہمیشہ افعال کیا کرتا ہی پھر بار بار فعل پر قادر ہونے واسطے احتیاج رب العزت سے نہین رکھتا
معاذ اللہ اس مسئلے کو معتبر عقاید کے عربی کتابون مین تفصیلوار لکھے ہین چنانچہ ملا علی قاری نے فقہ اکبر کی شرح مین لکھا ہی ثم اعلم ان ارادۃ
العبد التی تقارن فعلہ وقدرتہ علیہ حال صنعہ مخلوقتان مع الفعل لا قبلہ ولا بعدہ یعنے پھر جانو کہ ارادہ بندیکا جو
نزدیک فعل کے رہتا ہی اور قدرت اسکی جو فعل پر رکھتا ہی فعل کرنے کے وقت یہ دونو اللہ تعالی کے مخلوق ہین فعل کے ساتھ نہ آگے فعل کے اور
نہ بعد اسکے ان سب تقریرون سے معلوم ہوا کہ بدعتیان جو کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے پیر پہلوان کو مثلاً قدرت تصرف کی دیچکا ہی سو اسی قدرت سے
ہمیشہ وہ تصرف عالم مین کرتے ہین سو باطل ہی و لیے اسکا او ایسے اعتقاد رکھنے والا حکم آگے ہی ظاہر ہوچکا کہ اتفاقی معصیت ہی اور اختلافی
کفر اللہ کی پناہ او رتجدد امثال کا مسئلہ جو بڑے بڑے صوفیہ نے لکھے ہین سو اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہی کہ ہر بندہ ہر آن فنا او بقا مین مبتلا
ہی پھر تصرف کیا کریگا او کسی کام پر قادر کسطرح ہوگا سمجھہ ضرور ہیان یہہ بھی جاننا چاہیئے کہ جاہل لوگ ان کامون کو جو مذکور ہوچکے مقدس متقی
بزرگونکی محبت کی علامت جانتے ہین یہہ بات تو ایسی نہین کیونکہ بڑی علامت او پہلی نشانی انکی محبت کی انکی پیروی او فرمانبرداری کرنا ہی او انکے حکمون
کو رواج دینے مین بڑی کوشش کرنا بعد اسکے انکی اولاد کی تعظیم او تکریم کرنا او انکے کام نکالنے مین کوشش کرنا تم تو انکے حکمون کو پیچھے ڈالدیے
اور انکی اولاد کے گلے کاٹنے تیار ہو گئے او تعظیم مالدارونکی جو مال کی خاطر سے کیا کرتے ہین اسکا دسوان حصہ بھی بزرگون کی خاطر سے انکی اولاد کی تعظیم نہین
کرتے بزرگونکی محبت کا دعوا جتلایا چاہتے خاک پڑے ایسی محبت پر او بزرگونکی تصویرین دیکھے تو انکھون پر دھر لیتے او بے وضو انکو چھونے سے ڈرتے
اور انکے نام کے جھنڈے او نشان دیکھ کر ساتھنے سر جھکا دیتے او انکا نام سنتے تو کان پکڑ لیکر گردن جھکا دیتے غرض انکی محبت مین ایسے کفریات او
ممنوعات کے مرتکب ہوتے پر انکے احکام کو پس پشت ڈالدیتے او انکی اولاد کو خوار و ذلیل کرتے سچ ہی ایسی جھوٹی محبت کا نتیجہ ایمان جاتا ہی نعوذ باللہ

۲ اور آفتاب سے دن ہوتا ۴ لہ منہا فایدہ ہر کام اس عالم اسباب مین سبب سے ہوا کرتا ہی جیسا بچہ باپ سے پیدا ہوتا ہی اور آفتاب غروب ہونے سے رات ہوتی اور بھاری چیز

پانی مین ڈوبتی اور ہلکی چیز تیرتی ہی اور جلنے کے قابل ہی سو چیز آگ مین جلتی ہی اسیطرح سے سارے کامان کو سمجھہ لیجیو کیونکہ اللہ تعالی کی عادت مقدر کہ
اس عالم اسباب مین یون جاری ہوئی ہی کہ ہر چیز ایک سبب سے پیدا ہوا کرے لیکن جو چیز کسی سبب سے پیدا کرتی ہی وہ اللہ ہی کے پیدا کرنے سے ہوا کرتی
ہی اس سبب مین کسی شی کو پیدا کرنیکی قوت نہین نہ اسکی ذات مین ایسی قوت ہی نہ اسمین اللہ تعالی نے رکھہ چھوڑا ہی لیکن جسکو سبب سے کسی
چیز کو پیدا کیا چاہتا ہی تو اس سبب سے اس چیز کے پیدا ہونیکو ظاہر کرتا ہی اور سبب بیان تین قسم پر مین ایک سبب وہ ہی کہ جسمین مسبب بغیر سبب
کے ظہور مین آتا ہی نہین جیسا دن ہونا بغیر طلوع کرنے آفتاب کے ہوتا ہی نہین اور بچہ بغیر جماع کے ہوتا ہی نہین اور اصلی بھوکھ اور پیاس بغیر کچھہ
کھائے پئے کے جاتی ہی نہین اور اس سبب کو سبب قطعی کہتے مین کیونکہ مسبب بدون سبب کے ہرگز ہوتا ہی نہین مگر خرق عادت سے ہو تو ہو اور دوسرا
سبب وہ ہی کہ جسمین مسبب کبھو بغیر سبب کے بھی پایا جاتا ہی اور کبھو سبب سے جیسا زوال بیماری کا کبھو بغیر دوا کے ہی اور کبھو دوا کے سبب سے اور اس سبب کو سبب
ظنی نام رکھے مین کیونکہ کبھو مسبب بغیر سبب کے بھی پایا جاتا ہی اور کبھو سبب ہوتے ہوتے بھی سبب کے نہین آتا تیسرا سبب وہ ہی کہ جو چیز شریعت کے رو سے
اور طب کے رو سے ثابت ہووے سو اسیان فقط اپنے وہم سے ایک چیز کو ایک چیز کا سبب ٹھہرائے ہون جیسا مثلا کالا کپڑا پہننے کو راس نہین اور فلانیکو
بھوریگا گھوڑا نحس فلانا کام نامبارک ہی اور فلانا رسم یا فلانا کام چھوڑنے سے یا کرنے سے ضرر پہنچتا ہی سمجھنا یا فاتحہ کے کھانیکو قید کئے مین ہو اب
اس قید کو اٹھا دئے تو جانین یا مال مین خلل آتا ہی جاننا اس سبب کا نام سبب وہمی ہی کیونکہ کچھہ حقیقت نہین سو دائیان محض اپنے وہم سے
ٹھہرالئے مین اور حکم پہلے سبب کا یہہ ہی کہ اسکو کام مین لانا حاجت کے وقت فرض ہی جیسا مخمصہ مین یعنے بھوکھ سے ہلاک ہوتا ہی تو کھانا
کھانا اور پیاس سے جان جانے کا ڈر ہو تو پانی پینا پھر اگر کسینے ایسے وقت مین کھانا نہ کھا کر توکل کیا اور مر گیا تو مرتکب حرام کا ہوا اور حکم دوسرے
سبب کا یہہ ہی کہ اسکو ترک کرنا خدا پر توکل کرکے اولی ہی اور اسکو کام مین لانا بھی روا لیکن دونون صورتون مین موثر خدا ہی کو جاننا ہی جیسا کسی بیمار
نے خدا پر بھروسا کیا اور دوا نہ کھایا تو اولی کام کیا لیکن اگر دوا کھایا تو بھی روا ہی پر اس دوا کھانے والے پر واجب ہی کہ تاثیر اللہ ہی سے جانے اور حکم
تیسرے سبب کا یہہ ہی کہ اسکو کام مین نہ لانا فرض ہی اور اسپر عمل کرنا شرک جیسا ابھی آ رہا ہی کرکے کام کو جانے سے باز رہنا اللہ توفیق نیک دینے والا ہی
اس کتاب کے دیکھنے والے کو لازم ہی کہ ان بیانکو اور عبادت کی معنی کو خوب اپنے ذہن مین رکھے اللہ پاک جلشانہ چاہئے تو فایدہ دیوےگا اب یہان سے

اصل مقصود کا بیان شروع کیا جاتا ہی پہلا فصل خالق اور مخلوق کی تعظیم اور محبت کے تفرقے مین اور پیروی مین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے جانیو مسلمانو کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوستی رکھنا فرض عینی ہی اور عین ایمان کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ پاک جلشانہ
کے برے محبوب مین ایسا کوئی محبوب نہین اور سارے محبوبونکے سردار ہین اور اللہ پاک جلشانہ کے برابر تا بعدار ملا علی قاری عین العلم کی شرح مین لکھا ہی

ان المستحق للمحبة انما هو الله وحده وان من احب غير الله لا من حيث نسبته الى الله فذلك بجهله وقصوره في
معرفة ربه وانما يحب غيره من الانبياء والاصفياء لكونهم احباء له سبحانه تعالى یعنے سزاوار محبت ذاتی کا سوائے اللہ کے کوئی
نہین ہی پھر اگر کسینے اللہ کے غیر کو دوست رکھا نہ اسواسطے کہ وہ دوست ہی اللہ تعالی کا سو یہہ بات اسکی بے سمجھی سے ہی اور اسکو اپنے رب
کی پہچانت کم رہنے کے سبب سے ہی اور دوستی پیغمبرون اور اولیا سے فقط اسی واسطے رکھنا چاہئے کہ یہ بزرگان اللہ تعالی کے دوست ہین اور
یہہ بھی جاننا چاہئے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ پاک جلشانہ نے جو خواص شریعت مین خاص کئے ہین سو سرور انبیا
کے حق مین نہ بولنا کیونکہ یہ چیزان کسیکو ثابت کرنے سوا اللہ ماننے سرکا ہی پھر سوائے اسکے جسقدر ساری تعریف مین آنحضرت نے قلم چلے
اور زبان کھلے عین سعادت ہی اور اللہ کی عبادت اور یہہ بھی یقین جانئے کہ اللہ پاک جلشانہ کی خوشنودیکا سیدھا راستہ سرور عالم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنا ہی جو حضرت نے فرمائے اسکو بجالانا اور جس چیز سے منع کئے اُس سے باز رہنا فرمایا اللہ پاک جل شانہ نے ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا یعنے جو چیز کہ دئیے تمکو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو لیجئے اور جس چیز سے منع کئے اُس سے باز رہئے اور پیرون کی اور اماموں اور مجتہدون کی جو پیروی کرنا ہی سو اسواسطے ہی کہ وے سب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے سو حکمون کو بیان کرتے ہین نہ اس سبب سے کہ وے خود بالذات واجب الاقتدا ہین اور انکا ہر حکم اگر بالفرض سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے ۴ خلاف بھی پڑے مان بھی لینا ضرور ہی ایسا نہین کیونکہ اماما ن خود آپ ہی کہہ چکے ہین کہ اگر ہماری کوئی بات حدیث شریف کے خلاف پڑے تو ہماری بات کو چھوڑ دیکر اس حدیث پر عمل کیا چاہئے جیسا ابن عبد البر ابو شحمہ حنفی نے نہایۃ النہایہ مین کہا کہ صحیح ہوی ہی یہہ روایت امام حنیفہ سے کہ اُسنے فرمایا اذا صح الحدیث فہو مذہبی فاذا وجد احد حدیثا صحیحا مخالفا لقولی فلیترک قولی بخبر الرسول و هکذا فی الخزانۃ والمتانۃ یعنے کسی مقدمے مین صحیح حدیث ثابت ہو تو میرا مذہب وہی ہی پھر اگر کسینے میرے قول کے برخلاف صحیح حدیث کو پایا تو چاہئے کہ میرے قول کو چھوڑ دیوے اُس حدیث کے سبب سے اور اسیطرح ہی خزانہ اور متانہ مین جو بیچ حنفیہ کے معتبر کتابون سے ہی اور ملا علی قاری نے اپنے ایک رسالے مین جو الحاد والے وجودیہ کے رد مین لکھا ہی سو کہا لا یتوقف بتنفیذ امرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتصدیق خبرہ علی عرضہ علی قول امام مذہبہ وشیخ مشربہ واہل زمانہ ومکانہ بل اذا بلغہ الحدیث الصحیح بعد نفسہ کانہ سمعہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلا یرضی بعد تحقیق امرہ الی تقلید غیرہ یعنے رسول اللہ کے حکم کو جاری کرنے اور انکی حدیث کو سچ جاننے تو قف نکرے اپنے مذہب کے امام کے اور اپنے پیر کے اور اپنے زمانے والون کے اور اپنے شہر والون کے قول پر جو خلاف ہووے حدیث اور رسول اللہ کے حکم کا بلکہ جب اسکو حدیث صحیح پہنچے تو اپنے کو سمجھے کہ گویا اس حدیث کو رسول اللہ سے سنا ہی پھر راضی نہووے بعد تحقیق ہونے رسول اللہ کے حکم کے دوسرے کی پیروی کرنے پر اور مرآت الجنان مین امام یافعی نے ابو یوسف کے ذکر مین یحیی ابن یحیی سے نقل کیا کہ اُسنے کہا سمعت ابا یوسف یقول عند وفاتہ کل ما افتیت بہ فقد رجعت عنہ الا ما وافق الکتاب والسنۃ یعنے کہا یحیی ابن یحیی نے کہ سنا مین نے ابو یوسف سے کہ کہتا تھا اپنے وفات کے وقت پھر این اور با آیا ہر فتوے سے جو دیا مین لوگ کو مگر اس فتوے سے نہین باز آتا ہون جو برابر ہی قرآن و حدیث کے دیکھو تو انصاف سے کہ امام ابو یوسف نے کہان تک رعایت کیا قرآن و حدیث کی اور امام شافعی بھی ایسا ہی فرماتے ہین اسواسطے انکے شاگردون نے امام کے فتوے کو جو کسینے پہنے کے جواز پر دلالت کرتا ہی صحیح حدیث اسکے پہننے کی منع پر ثابت ہونیکے سبب سے چھوڑ دئے اور حدیث پر عمل کئے اور کہے کہ امام شافعی کو یہہ حدیث پہنچتی تو اُسی کے موافق فتوے دیتے لیکن یہہ حدیث انکو نہ پہنچنے کے سبب سے منسوخ حدیث پر فتوا دئے اللہ کی رحمت ان پر جو اپنے امام کی وصیت پر عمل کئے اور شیخ محی الدین ابن عربی جنکا لقب شیخ اکبر ہی فتوحات مکیہ مین لکھا لا یجوز ترک آیۃ وخبر صحیح بقول صاحب وامام ومن یفعل ذلک ضل ضلالا مبینا یعنے جایز نہین ہی چھوڑ دینا کسی آیت یا حدیث صحیح پر عمل کرنے کو کسی امام یا کسی صاحب کے قول کے واسطے اور ایسا کرنے والا ظاہر گمراہ ہی مین پڑا اور عبد الحق دہلوی نے شرح سفر السعادت مین کہا کہ در مواہب لدنیہ از امام نووی نقل میکند کہ گفت مالک در موطا کہ نشنیدیم ہیچ یکی از اہل علم و فقہ را و کسی را کہ اقتدا کردہ شود بوے کہ نہی میکرد از صیام یوم جمعہ و صیام وی احسن ست و بہ تحقیق دیدم بعضے از اہل علم را کہ روزہ میداشت روز جمعہ و گفت نووی این سخن کہ مالک گفت موافق رای خود گفت و غیر وے خلاف رای اوست و سنت مقدم ست بر رای وی و رای غیر وی و بہ تحقیق ثابت شدہ ست در سنت نہی از روزہ جمعہ پس متعین و متحتم باشد قایل شدن بآن و مالک معذور ست چون نرسید بوے حدیث و داودی کہ از اصحاب مالک ست گفتہ نرسید

۴ اماموں اور مجتہدوں کی بات اگر بالفرض حدیث شریف کے خلاف پڑے تو اسکو چھوڑ دینا اور حدیث پر عمل کرنا واجب ہے ط

مالک را بحدیث و اگر مر سید مخالفت نمیکرد آنرا انتہی یعنے مواہب اللدنیہ مین امام نووی سے نقل کرتا ہی کہ کہا امام مالک نے موطا کی کتاب مین کہ
نہین سنا مین کسی ایک عالم اور فقہ جاننے والے سے اور کسی ایک سے جو اسکی اقتدا کیا جاسے کہ منع کیا ہو روزہ رکھنے سے جمعہ کے روز اور اس روز
روزہ رکھنا نیک ہی اور مقرر مین نے دیکھا ہون بعضے عالمون کو جمعہ کے روز روزہ رکھتے ہوئے اور کہا امام نووی نے کہ یہہ بات جو امام مالک نے کہا
اپنے اجتہاد سے کہا اور دوسرونکا اجتہاد اسکے برخلاف ہی اور سنت مقدم ہی امام مالک کے اجتہاد پر اور دوسرونکے اجتہاد پر اور مقرر ثابت ہو چکا
ہی سنت مین منع فقط جمعہ کے روزہ سے پہر واجب ہوا اسکے قایل ہونا جو سنت مین ثابت ہوا اور امام مالک معذور ہی کیونکہ حدیث منع کی اسکو
نہ پہنچی ہی اور کہا داودی جو یاروں سے امام مالک کے ہی کہ امام مالک کو حدیث منع کی پہنچی نہین اگر پہنچی ہوتی تو خلاف اسکے نہ بولتا انتہی اور ایہان
یہہ بہی جانا چاہئے کہ اس زمانے مین جاننا حدیثونکا اور انکے اقسام اور معانی کا سہل ہو گیا ہی کیونکہ سب احادیث کتابونمین جمع ہو گئے اور عربی فارسی
شرح انکے متعدد بن گئے اور ناسخ منسوخ اور صحیح ضعیف قید قلم مین آچکے برخلاف اگلے زمانونکے کہ یہ کام اسوقت تو رہوئے ہی نہتھے پہر اسوقت مین
جاننا ان کامونکا دشوار تہا اللہ تعالی اگلے لوگ کو جزا بہی دیوے کہ اپنے پر محنت لیکر ہم پر ان کامونکو سہل کر دئے پہر تہوڑے التفات سے نکالنا
مطلب کا حدیثون سے ایسا دشوار نہین جو لوگ اب دشوار سمجہتے ہین بلکہ اسوقت کے جاہلان عالم نما تفسیر و حدیث سے بیگانے علم منطق کے
دیوانے جب کوئی مسلمان قرآن و حدیث سے سند لاوے تو کہتے ہین کہ حدیث و قرآن کو رہنے دو کون انکو سمجہہ سکتا ہی علما کا قول اس مقدمے مین
ہمکو سند ہی اللہ پاک ایسے لوگ کو کیا عذاب کریگا سو وہی جانتا ہی کہ اسکے اور اسکے رسول مقبول کے کلام کو پیچہے ڈال دئے ہین ہان جو مقدمہ کہ قرآن
و حدیث سے صاف سمجہہ مین نہ آوے تو اسوقت پر اس مقدمے مین پیروی اماموں کی لازم جانا چاہئے کیونکہ وے لوگ دین نبی کے محافظ ہین اور سرور
عالم کے تابعدار جزاہم اللہ خیر اسواسطے کہ اطاعت سرور عالم کی سب پر فرض ہی اللہ پاک جلشانہ فرمایا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول یعنے اللہ
پاک جلشانہ کی اطاعت کرو اور اسکے رسول کی اور شریعت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اٹہا دی ہی اگلے شریعتون کو اور دین اسکا مٹا دیا ہی
سب دینون کو لیکن اب کے ہندو والونکے اباپی طریقے کا پایہ عجب پختہ پتہر سے اور شیشہ سے بنا ہی کہ سرور عالم کی شریعت کی ٹکر سے تو ٹوٹتا نہین اور زور سے طریقہ
محمدیہ کے پیچہے ہٹتا نہین بلکہ اس دین حقکو پس پا کر دیا ہی اور شریعت محمدیہ کو ہٹا دیا اور اس اباپی طریقے کے قوت پہنچانے والے ہندو دکہن مین جا بجا پیدا
اور اس باطل روش کے تائید دینے ہارے ابلیس سمیت ہر جگہہ ہویدا یہان تلک دین محمدی غریب ہو گیا نہ کوئی اسکا غمخوار نہ کہین اسکا مددگار بلکہ اگر
کوئی ایمان والا محمدی شریعت پر غیرت کر کر اسکے حکمونکو ظاہر کرنے پر کمر باندہے تو ہر طرف سے ترک پسند بدعت سے خورسند لوگ اسکو مار مار کیا کرتے ہین
پہر کہین اسکو امن کی جگہہ نہین سوائے قبر کے یا اس کام سے باز آنے کے برخلاف بدعت کے ہر کہین اسکے مددگار موجود ہین اور بدعتیونکے طرفدار جا بجا نمودار
بہلا امتحان کے واسطے بدعتونکی مذمت کر کے دیکہو کہ کسطرح سے لوگ قصد کرنے تیار ہو جاتے ہین اور جو طرف سے اسپر طعن کر کے اسکو دباتے اور اسکے پیچہے
نماز پڑہنے سے انکار رکہتے اور اگر کوئی دین کی بات نکالے تو کان پکڑ سنتے نہین مدد تو کیا کرینگے بلکہ یون کہتے ہین اجی رہنے دو اسپر کون چلتا ہی
تم کیون لوگونکو نصیحت کرتے ہو چلتے سو چال چلنے دو ہیہات ہیہات کیا کہون کوئی سننے والا ہی نہین یا انصاف کرنے والا نہین کہ اللہ پاک جلشانہ
اور اسکے رسول مقبول کے حکمون پر عمل کرنا اسوقتمین بدعتیونکے نزدیک عیب ٹہہرا اور ہندوونکے روش اور اباپی طریقے پر چلنا موجب عزت کا ہوا اور
اللہ پاک جلشانہ کے لئے خاص ہی سو چیزومین بندونکو شریک کرنا ان لوگونکا آئین ٹہہرا اور ایسا نہین کرنے والا انکے پاس بے دین بنا انا للہ وانا الیہ
راجعون اور ادب اور ایمان کی بات یہہ ہی کہ جب کسینے کہا کہ یہہ جو تونے کیا سو حدیث کے برخلاف ہی تو اسکو نہ کہنا چاہئے کہ عمل میرا حدیث پر
نہین ہی اور مانند اسکے جیسا امام نووی نے کتاب اذکار مین کہا ہی وینبغی اذا قال لہ صاحبہ ہذا الذی فعلتہ خلاف حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او نحو ذلک ان لا نقول لا التزم الحدیث او لا اعمل بالحدیث او نحو ذلک وان کان الحدیث متروک الظاہر تخصیص او تاویل او نحو ذلک بل یقول عند ذلک ہذا الحدیث مخصوص او متاول او متروک الظاہر بالاجماع و شبہ ذلک یعنے جب کسی نے اپنے یار سے کہا یہہ جو تو نے کیا برخلاف ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے یا مانند اسکے تو سزاوار یہہ ہے کہ اسکو ایسا نکہے کہ مین حدیث پر عمل کرنیکو لازم نہین کرلیا ہون یا مین حدیث پر عمل نہین کرتا ہون یا مانند اسکے کوئی بات نکہے اگرچہ ظاہر اس حدیث کے عمل نہ ہے بسبب تخصیص کیے یا تاویل کیے یا اور کسی وجہ سے بلکہ عذر مین ایسا کہے کہ یہہ حدیث مخصوص ہے یا مؤول یا عمل کرنا اس حدیث کے ظاہر پر متروک ہے اور مانند اسکے کیا اب کہان تلک ان بدعتیونکا اقوال لکھون کہ اصل مطلب باقی رہگیا ہے سنیو مسلمانو کہ تعظیم کرنا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرض ہے ہر مسلمان پر اور اسمین سعادتی ہے دونوجہان کی پر چاہیے کہ اللہ پاک جلشانہ کی تعظیم کے سرحد تک نپہنچے اور اللہ پاک جلشانہ نے جو تعظیم مین آنحضرت کے ہمکو بتلایا اور آداب حضرت کے سکھلایا ہے اُس سے نہ بڑھے اور اُس سے تجاوز نکرے اللہ پاک جلشانہ نے فرمایا ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ یعنے جو کوئی بڑھگیا اللہ تعالی نے مقرر کیا سو حدون سے تو بیشک مقرر اسنے ظلم کیا اپنے پر اسلیئے شیخ ابن حجر مکی جوہر المنظم مین کہا تعین علی کل احد ان لا تعظمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا بما اذن اللہ تعالی لامتہ فی جنسہ مما یلیق بالبشر فان مجاوزۃ ذلک یفضی الی الکفر والعیاذ باللہ تعالی بل یجاوزہ الوارد من حیث ہو ربما یودی الی بعد فلیقتصر علی الوارد ما امکنہ یعنے ہر ایک پر لازم ہے کہ اللہ پاک جلشانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم جس طور سے کرنے کا اذن آنحضرت کی امت کو دیا ہے اُس قسم سے جو آدمی کے لائق ہے ویسی ہی تعظیم کیا چاہیے کیونکہ اس حد سے تجاوز کرنا کفر تلک پہنچتا ہے اللہ تعالی کفر سے پناہ مین رکھے بلکہ جتنی تعظیم سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت مین آئی ہے سو اسپر بڑھا دینا کبھو ناروا بھی ہوتا ہے اسیواسطے چاہیے کہ جتنی تعظیم شریعت مین آئی ہے اسیقدر پر بقدر بھر بس کرنا اور دل اپنے سے کچھ اسپر نا بڑھانا اگر کوئی بے سمجھ ابن حجر مکی پر اعتراض کرے کہ دیکھو تو اُسنے کیا بے ادبانہ کلام کیا جو سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بشر کی سی کیا چاہیے کہا معظم بشر کی سی بھی نہ کہا بلکہ فقط بشر کی سی تعظیم آنحضرت کی کیا چاہیے کہنا بڑی بے ادبی ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ غرض ابن حجر مکی کا بشر کے لفظ سے اہانت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہین ہے بلکہ غرض انکی یہہ ہے کہ تعظیم مین خدائے پاک جلشانہ کے اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ جو اسکے مقرب بندے تھے فرق کیا چاہیئے نہ یہہ کہ اللہ تعالی کی تعظیم کو جو خالق اور مالک ہے اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کو جو مخلوق اول ہین اور کامل بندے ایکسان کردے تو جیسا گمراہ عوام کچھ صوفیان کیا کرتے مین ایسا عقیدہ تو شرک ہے اللہ کی پناہ اب یہان ایک فایدہ لکھا جاتا ہے کہ جو بات واقعی ہے سو سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقمین آپ کی اہانت کے ارادہ سے اطلاق کرنا کفر ہے اور بے قصد اہانت کے ذکر اور بیان کے طور پر مضایقہ نہین ہے جیسا حضرت علی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے بھائی کہے مین اور صدیق اکبر بھی حضرت عائشہ صدیقہ کے نکاح کے مقدمے مین آپکو اپنے بھائی مین کہے اگرچہ دور کی قرابت سے تھے جیسا فتح الباری مین ہے اور ہارون رشید خلیفہ آپ کی قبر پر جیسے السلام علیک یا عمی کرکے خطاب کیا لیکن اہانت کے قصد سے نہونیکے سبب سے یہ سب کفر نہوا اگر ہارون رشید اسی بات کو اہانت کے قصد سے کہا ہوتا تو البتہ کفر کا ڈر تھا اور اسیطرح ہے جو شمایل ترمذی مین آیا ہے کہ کان ثوبہ ثوب زیات یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیل کا استعمال زیادہ رکھنے کے سبب سے آنحضرت کے مبارک کپڑے تیلی کے کپڑے سے رکھا گیا دیکھو تو آنحضرت کے مبارک کپڑے کو تیلی کے کپڑے سے تشبیہ واقع ہوئی جب اہانت کے قصد سے نتھی کفر نہوا اگر اہانت سے ہوتا تو کفر تھا جب ایسے باتان بے قصد اہانت کے ہونے کے سبب سے کفر نہووے

حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی تعظیم کا بیان

بشرکی سی تعظیم کرو کہنے مین کیا کفر ہوا اللہ کی پناہ اور امام سبکی نے شفاء الاسقام مین لکھا ہی ومن بالغ فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بانواع التعظیم ولم یبلغ بہ ما یختص بالباری تعالی فقد اصاب الحق وحافظ علی جانب الربوبیۃ والرسالۃ جمیعا یعنے جو کوئی مبالغہ کیا تعظیم کرنے مین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر قسم سے تعظیم کے لیکن پہنچایا نہین اُس مبالغہ کو اس چیز تلک جو اللہ ہی کے لئے خاص ہی یعنے اللہ پاک جلشانہ کی تعظیم واسطے جو چیزین خاص ہین شریعت کے رو سے اُن چیزون کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم مین نہین استعمال کیا پھر مقرر اُسنے پایا حق بات کو اور نگاہ رکھا دونو جانب کو ربوبیت اور رسالت کے اور شیخ ابن حجر مکی نے جوہر المنتظم مین لکھا ہی سو عبارت اسکی یہہ ہی ان ھنا امرین لا بد منھما احدھما وجوب تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورفع رتبتہ عن سایر الخلق والثانی افراد الربوبیۃ واعتقاد ان الرب تبارک وتعالی منفرد بذاتہ وصفاتہ وافعالہ علی جمیع خلقہ فمن اعتقد فی مخلوق مشارکۃ الباری تعالی فی شئ من ذلک فقد اشرک ومن قصر بالرسول عن شئ من مرتبتہ فقد عصی او کفر ومن بالغ فی تعظیمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بانواع التعظیم ولم یبلغ بہ ما یختص بالباری تعالی فقد اصاب الحق وحافظ علی جانب الربوبیۃ والرسالۃ جمیعا وذلک ھو القول الذی لا افراط فیہ ولا تفریط یعنے اس جگہہ دو ضروری بات ہین ایک تو ہمسر ورعالم کی تعظیم اور بلند جاننا انکے مرتبے کو سارے مخلوقات پر دوسرا تنہا جاننا پروردگار کو ذات اور صفات اور افعال مین پھر جو کوئی ان چیزون مین مخلوق کو ساجھا ٹھہرایا تو مقرر وہ شخص شرک کیا جیسا اللہ کے علم کے برابر کسیکو علم ہی کہا یا اللہ کی قدرت برابر کسیکو قدرت ہی کہا پھر اسکو اللہ پاک جلشانہ کا شریک کیا اور جسنے قصور کیا مرتبے مین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھر مقرر وہ شخص گناہ گار ہوا یا کافر اور جسنے مبالغہ کیا تعظیم کرنے مین اس حضرت کے جمیع انواع سے تعظیم کے پہنچایا نہین اس مبالغے کو اس چیز تلک جو خاص اللہ ہی سے ہی یعنے جو چیز کہ اللہ پاک جلشانہ کی تعظیم واسطے شریعت مین مقرر ہو چکی ہی سو اسکو سرور عالم کی تعظیم مین نہین استعمال کیا جیسا سجدہ کرنا اور منت ماننا اللہ ہی سے خاص ہی پھر سرور عالم کے ساتھ بے کام نہین کیا مقرر وہ شخص حق بات کو پایا اور نگاہ رکھا دونو جانب کو ربوبیت اور رسالت کے اور امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین تحت مین آیت قل لا اقول لکم عندی خزاین اللہ ولا اعلم الغیب کی ایک کلام کیا جو حاصل اسکا یہہ ہوا غیب کلی یعنے ہر غیب کو جان لینا اور کامل قدرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واسطے ثابت کرنا گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اللہ ہونے کے قایل ہونا ہی اور معنے اس آیت کی یہہ ہی کہہ دے ای اللہ کے رسول لوگ سے کہ مین تمسے یہہ بات نہین کہتا ہون کہ میرے پاس خزانے ہین اللہ پاک جلشانہ کے اور یہہ بھی کہدے کہ مین غیب کو جانتا نہین ہون ان سب تحریرات سے معلوم ہوا کہ جو لوگ اپنی نادانی سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم واسطے سجدے تلک واجانتے ہین یا تعریف مین آنحضرت کے الوہیت کے خصیصون تلک پہنچاتے ہین جیسا جاننا ہر غیب کا اور خود مختار ہو کے مراد دینا اور بلا ٹالنا ایسے تمسک وے لوگ آنحضرت کے اللہ ہونے کے قایل ہین اگرچہ صاف سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نہین کہتے ہین جیسا کسینے اُن چیزون کو جو بادشاہ نے اپنے ہی واسطے خاص کر دیا ہی سو دوسرے کے ساتھہ کیا جیسا بادشاہ نے تاج وتخت وسکے کو اپنے واسطے خاص کر لیا ہی سو پھر کسی احمق نے وزیر اعظم کا سکہ چلانا اور اسکو تخت پر بٹھلانا اور تاج پہنانا مقرر کیا ہو وہ وزیر نمک حلالی کے سبب سے اس باغی پر کمال غضب کریگا خصوصا وہ سب کام بادشاہ کے آنکھون کے سامھنے وزیر کے واسطے ٹھہرایا ہو تو وہ وزیر بہت شدت سے غضب کریگا سلطان غیور کا غضب جو اس باغی پر ہوگا سو اسکا بیان پھر کیا کیجئے دیکھو جب نصاری نے عیسی علیہ السلام کے اور انکے والدہ کے حق مین الوہیت کا اعتقاد کئے ہین تو قرآن سے اور حدیث شفاعت سے معلوم ہوتا ہی کہ قیامت کے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم مین جو وارد ومنقول ہی بجا لاوے

روز عیسی علیہ السلام کو اس بات سے گھبراہٹ رہیگی چنانچہ مولوی اسلمی صاحب نے اپنے سفینے کے رسالے کی تحقیق میں صفحے میں لکھا ہی سو عبارت اسکی یہ ہی و دران روز خدا تعالی از عیسی بن مریم علیہما السلام از بہر رد دعوی شنیعہ نصاری می پرسد کہ تو ای عیسی گفتہ بودی بقوم خود کہ مرا و مادر مرا دو الہ غیر از خدا تعالی گردانند عیسی علیہ السلام چون این خطاب را بشنود بلرزد مفاصل اندام او و جاری شود و روان گردد از غایت ترس و ہراس از ہر بن موئیکہ بر بدن او باشد چشمہ خون و بالحاح تمام بگوید سبحانک تنزیہ ثابت است تراجمیع پاکی و نمیرسد مرا کہ بگویم چیزیرا کہ سزاوار نیم یعنی بندہ را نمیرسد کہ دعوی خواجگی کند و کرنہ سزاوار عذاب شدید گردد اگر گفتہ باشم تو دانستہ باشی میدانی تو ہر چہ در دل من است و نمیدانم من آنچہ در علم تست یعنی تو غیب سر را میدانی و من نمیدانم مرا آنچہ در آخرت از تو صدور یابد زیراکہ توئی بسیار دان غیب دان نگفتم با ایشان مگر آنچہ تو فرمودہ بودی مرا بان از توحید و اخلاص و احتراز از شرک و کفر و اطاعت امر تو انتہی یعنے قیامت کے روز خدا تعالی عیسی علیہ السلام سے پوچھیگا کہ کیا تو ہی کہا تھا اپنی قوم سے کہ مجھکو اور تیری ماں کو اللہ ٹھہراؤ کر کے سوا معبود بجو کے جب عیسی نے اس خطاب کو سنیگا اسکا بند بند کانپنے لگیگا اور چشمہ لہو کا ہر بن مو سے اسکے جاری ہوگا اللہ پاک کے ڈر سے اور بڑی عاجزی سے عرض کریگا تجھی کو پاکی ثابت ہی اور بزرگی اور مجھے نہیں پہنچتا کہ ایسی بات کہوں جس بات کا کہ میں لایق نہیں ہوں یعنے غلام کو نہیں پہنچتا کہ دعوی صاحبی کا کرے نہیں تو وہ غلام بڑے عذاب کے لایق ہوگا اگر میں کہا ہوں تو تو خوب جانتا ہی کیونکہ تجھسے مخفی نہیں میرے دل کی بات پر میں جانتا نہیں کہ تیرے علم میں کیا ہی یعنے تو غیب کو جانتا ہی میں کچھ غیب کو جانتا نہیں ہوں کہ جو کچھ تجھسے آخرت میں صادر ہو جان لیوں کیونکہ تو ہی غیب دان ہی اور میں انسے نہیں کہا ہوں مگر جو تو نے فرمایا تھا پھر یہاں جانیے کہ جب عیسی روح اللہ اپنی امت کی ایسی تعریفوں سے جس سے خدائی عیسی کی نکلتی تہی شرمندے اور ترسان اور لرزان ہینگے پھر پیر ولی جنکا پوجا عوام کیا کرتے ہیں یعنے خدا سے حاضر میں سو جیران انکے حق میں کہا کرتے ہیں خدا کے ڈر سے او کمال انفعال سے ترسان و لرزان رہیں تو کیا عجب ہی اور جنکے سبب سے بزرگونکو ڈر اور انفعال حاصل ہوگا انکے حق میں وے بزرگان نفرین کریں تو عجب نہیں پس انکو نہ یہاں ٹھکانا نہ وہاں جگہ دھوبی کے کتے سر لکھے نہ گھر کے ہوئے نہ گھاٹ کے کیونکہ وے لوگ وزیر کو بادشاہ بنادیں اگرچہ صاف لقب شاہی کا اسپر جاری نہیں کئے ہوں لوگونکی تمثیل ایسی ہی کہ گویا وزیر امیر کو بادشاہ بنادے پھر وے لوگ جو امیر و وزیر کے ساتھ ایسے کام کئے ہوں نمک حرام ٹھہرے پھر انکو نہ بادشاہ کے یہاں ٹھکانا نہ وزیر امیر کے یہاں اگرچہ پیر ولی کو خدا نکہے لیکن خدا کے خصیصے انکے ساتھ کرنے سے انکو خدا کہے بیٹھا ہوا جیسا نبوت کے خصیصے کسی ولی کے واسطے ثابت کرنا اس ولی کو نبی کہے بیٹھا ہوتا ہی اگرچہ لفظ نبی کا اسپر جاری نکرے جیسا وحی کا اترنا اور کلام اللہ کا نازل ہونا او مقام محمود میں کھڑے رہکر شفاعت عامہ کرنا اگر یہ چیزان کسی ولی کے حق میں کہا تو گویا اسکے نبوت کا قایل ہوا بلکہ سرور عالم کے ختم نبوت کا قایل نہ ہوا جو دوسرونکے لئے ایسے چیزان ثابت کیا اگرچہ صاف اسکو نبی کہا بلکہ لفظ سید الناس و سید الکل کا سوائے سرور عالم کے دوسرونکے حق میں کہنے سے منع لکھے ہیں جیسا اس بات کو عبد الحق دہلوی نے شرح سفر السعادت کے خاتمہ میں لکھا ہی جب نبوت کے خصیصونمیں شریک کرنا منع ہو تو اللہ کے خصیصونمیں شریک کرنا کب منع نہوگا خصوصا خدا کو حاضر ناظر اعتقاد رکھنے والے لوگ سے ایسا کام بڑا کفر ہے کیونکہ خدا تعالی کے حضور میں غیر کو اسکے خصیصونمیں شریک کیا کرتے ہیں معاذ اللہ اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدح میں بڑھنے والے کی مدح کو قبول نہیں فرماتے تھے جیسا مواہب اللدنیہ میں معجزونکے فصل میں ابن ابی ہالہ کی حدیث ذکر کیا ہی و لا یقبل ثناء الا من مکافی یقارب فی مدحہ غیر مفرط فیہ یعنے قبول نفرماتے تھے آنحضرت مگر اس تعریف کو جو حد سے نہ بڑھے ہو اسیواسطے سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے یارونکو جو ارادہ سجدہ کرنیکا کئے تھے منع فرماکر کہے لا ینبغی لاحد ان یسجد المخلوق یعنے لایق نہیں کسیکو کہ سجدہ کرے مخلوق کو اور ایک شخص نے آنحضرت کی تعریف میں کہا ما شاء اللہ و شاء محمد یعنے ہوتا ہی جو اللہ نے چاہا اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے چاہا پھر سرور عالم اسکو منع کرکے فرمائے اجعلتنی

للہ ندا یعنے تو کیا شریک ٹھہراتا ہی مجھکو اللہ کا جو ایسی بات کہی اور اسیطرح منع کئے اسکو جو آنحضرت کی تعریف مین کہا تھا یعلم ما فی الغد یعنے جو
مین سرور عالم کل ہونے والی چیز کو اور فرمائے لا یعلم ما فی الغد الا اللہ یعنے نہین جانتا ہی کل ہونیوالی چیز کو سوا پروردگار پاک کے اور لوگ ایسی تعریفات
اور تعظیمات مکر نا کر کے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مطلقا بھی فرمائے کہ لا ترفعوا الی منزلتہ فوق منزلتی اعطانی اللہ تعالی انی عبد اللہ
و رسولہ یعنے نہ بڑھاؤ میرے مرتبے کو اس حد سے جو اللہ پاک جلشانہ نے مجھے عطا کیا تحقیق مین بندہ اللہ تعالی کا ہون اور رسول اسکا اور ظاہر ہی کہ
رسول کیا برا مرتبہ ہی کیونکہ وہ احکام خدا کے پہنچاتا ہی اور رسالت مین شرط ہی کہ رسول بہترین خلایق رہے اور اوصاف جلیلہ اور اخلاق جمیلہ مین
اوسپر وحی اترا کرے اور وہ کامل تر رہے زہد و تقوی اور معرفت حقیقی او پاک رہے اس عیب سے جو لوگ کو نفرت دلاتا ہی جیسا جذام اور کوڑھ اور مانند
اسکے اور آدمیون سے رہنا بھی شرط ہی پھر کچھ صوفی پکے ملحد جو کہتے ہین کہ آنحضرت حقیقت مین بشر ہی نہین تھے بلکہ خود آپ خدا ہی تھے صورت بشر کی پکڑ کے
آئے تھے پھر وے لوگ کافر ہو جاتے ہین دو وجہ سے ایک تو یہہ ہی کہ حقیقت مین آنحضرت کی رسالت کے قایل نہین ٹھہرے دوسرا یہہ کہ آنحضرت کے الوہیت
کا اقرار کئے پھر مسلمان کب رہے لیکن کسی نے یہہ شرط نہین کیا کہ رسول ہونیکی شرطون سے ہی کہ خود مختار رہے مراد دینے اور بلا ٹالنے پر قدرت رکھے اور اپنی ذات
سے غیب کے باتان جانا کرے اور یہہ بھی جاننا چاہئے کہ اللہ پاک جلشانہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف مین رحمۃ للعالمین فرمایا اور وبالمؤمنین
رؤف الرحیم کہا اور آیت لقد جاءکم رسول من انفسکم کی اور آیت ولکن رسول اللہ خاتم النبیین کی اور ایسی کئی آیتین آنحضرت کے شان مین
نازل فرمایا لیکن کسی جگہہ قرآن مجید مین نہین کہا کہ پیغمبر ہمارا عالم الغیب ہی یا مراد لوگونکی دینے ہارا یا جو چاہتا سو کرنیوالا یا مشکلونکو ٹالنے والا اور مانند اسکے
کوئی بات کہا اور خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنی تعریف مین مین سبکا سردار ہون فرمائے اور سب پیغمبران میرے جھنڈے تلے رہینگے قیامت کے
روز کہے اور مین اول شافع ہون فرمائے لیکن کبھو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تعریف مین نفرمائے کہ مین غیب جاننے والا ہون یا مراد اہل عالم کے
دینے ہارا اور صحابہ جو بہترین امت تھے اور سرور عالم کی دوستی مین جانسے اتھے مال سے گذرے خویش و قبایل کو چھوڑے وطن سے منہ موڑے اگر باپ بھائی کافر
تھے تو انکو لڑکر مارے عورت بچون سے ہاتھ اٹھائے اور جنگونمین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بچاؤ واسطے اپنے سینونکو سپر بنائے اور محنت و سختی
مین رفاقت دئے اور حکم سے آنحضرت کے سر مو تجاوز نکئے اور بعد انکے تابعین محبت اور پیروی مین داد دئے اور بعد انکے تبع تابعین اور دوسرے
بڑے مجتہدان تبعیت اور محبت مین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہرۂ آفاق ہوئے باوجود اسکے کوئی ایک انسے نہ آنحضرت کے جنابمین ہاتھ باندھکر
روبرو آنحضرت کے کھڑا رہا اور نہ پاس قبر شریف کے بعد از وفات آنحضرت کے اور نہ کوئی سجدہ کیا آنحضرت کو اور نہ حضرت کے قبر شریف کو اور نہ کوئی تعریف
مین آنحضرت کے کہا کہ آنحضرت غیب جاننے والے یا مراد دینے والے یا بلا کو ٹالنے والے ہین اور قضا و قدر کو تابع فرمان آنحضرت کے ہی کہا اور نہ حضرت کے واسطے
نذر قبول کیا اور نہ حضرت کی کچھہ منت مانا اور نہ حضرت کے نام سے اونٹ چھوڑا اور نہ بکرا پالا اور نہ اٹھتے بیٹھتے آنحضرت کو پکارتا رہا پھر ہم مسلمان جو بندے
اللہ تعالی کے ہین اور امت سرور انبیا کے اور تابعدار مجتہدونکے اور مریدان بڑے بڑے اولیاؤنکے سو کسطرح سے خلاف انسبکا کرین اللہ تعالی توفیق نیک
دے اور اللہ تعالی تو پاک مسلمانونکی تعریف مین فرمایا ہی الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبہم و یتفکرون فی خلق السموات
والارض یعنے وے جو یاد کرتے ہین اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور دھیان کرتے ہین آسمان اور زمین کی پیدایش مین اور امام فخر الدین
رازی تفسیر کبیر مین اس آیت کے تحت مین لکھا ہی سو عبارت اسکی یہہ ہی ان المراد منہ ای من ہذہ الایۃ کون الانسان دایم الذکر لربہ
تعالی فان الاحوال لیست الا ہذہ الثلثۃ مراد اس آیت سے یہہ ہی کہ آدمی ہمیشہ اللہ پاک جلشانہ کے یاد مین رہا کرے کیونکہ آدمی کے حالات
یہی تین ہی ہین یعنے اٹھنا بیٹھنا اور لیٹنا اور کہین نہین فرمایا کہ پاک روحون کو اپنے مدد کے واسطے پکارنے والے مومن کامل ہین یا کہ تم مومن کامل ہون

تو پکارو حون کو اٹھتے بیٹھتے لیتے مدد کے واسطے پکارا کرو بلکہ فرمایا اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی یعنے پہنچتا ہون پکارنے والے کی پکار کو جسوقت مجھکو پکارتا ہی تو چاہیئے حکم مانین میرا اور یقین لاوین مجھ پر اور یہہ بھی فرمایا الیس اللہ بکاف عبدہ یعنے کیا اللہ بس نہین ہی اپنے بندے کو پھر لوک جو التجا اور مدد واسطے بزرگونکو پکارا کرتے ہین سو صاف ان آیتونکا خلاف کیا کرتے ہین اور اسیطرح جنید بغدادی اور معروف کرخی اور محبوب سبحانی غوث الصمدانی نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی کام ان کامون سے نہین کئے اور نہ اٹھتے بیٹھتے آنحضرت کو پکارتے رہے بلکہ صبح و شام آنحضرت کی پیروی کرنیمین کوشش کرتے تھے اور نہ فرزندان اور نہ مریدان محبوب سبحانی کے محبوب سبحانی کے ساتھ نہ انکی قبر مبارک کے ساتھ کوئی انکامون سے بجالائے نہ اٹھتے بیٹھتے محبوب سبحانی کا نام ورد کئے اور نہ تعریف مین انکے ایسے الفاظ کہے پھر بعد ان سب کے ہندو الگ اہون نے باپ کے طریقے پر چلنے مارے اگر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ یا غوث الصمدانی کے ساتھ یا امام حسین کے ساتھ ایسے کام کیا کرین یا انکی تعریف مین ایسے لفظ بکین تو کیا سند اور حجت ایسے کاملان ایسی تعظیمات اور تعریفون کو علامت محبت اور تعظیم کی نہین جانتے ہون پھر دوسرا کسی ناقص مولی ہی جو ایسے بیہودے چالونکو علامت محبت کی اور مکملات تعظیم کی ٹھہراوے اور ایسونکے ٹھہرانے کو کوئی بے وقوف مان گیا تو کیا اعتبار ہی اور یقین جان لیا چاہیئے کہ جو شخص کسیکو دوست رکھتا ہو تو البتہ اسکی خشنودی کے کام بجالانیمین کوشش کیا کرتا ہی اس زمانے مین اسلام کے مدعی مسلمان کہلاتے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی کا دم فقط زبان سے مارتے اور نام سنتے ہی کان پکڑتے گردن جھکا دیتے تسپر غم و شادی مین ہندوونکی رسمون کو اختیار کر لئے مین اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکمون کو پیچھے ٹال دئیے بلکہ جو شخص انکو شریعت حقہ طرف بلاوے سو اسکو برا آدمی ٹھہراتے ہین نعوذ باللہ منہا اور ان نام کے مسلمانون کے پاس شریعت محمدی یہانتک حقیر ہو گئی ہی کہ جب کوئی مسلمان فقط اتباع سنت پر نکاح کرے تو اسپر ٹھٹھا مارتے مین اور اس عورت کی اور اسکے بچونکی توہین کیا کرتے اور جو تیکے والون کے رسمون سے شادی کیا تو اس سے خوش ہوتے اور اس عورت کی اور اس کے بچونکی عزت کرتے اسیواسطے اس نکاح والی عورت کو اور اسکے بچون کو حضرت بی بی کے فاتحہ کا کھانا نہین کھلاتے اور جو عورت تیکے والون کے رسمون سے شادی کئے ہو سو اسکو اور اسکے بچون کو وہ کھانا کھلاتے پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ ایسا کرنے والے حقیقت مین رام کشن پر ایمان لائے مین جو انکی پیروی کر رہے ہین اور ظاہر مین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیا کرتے ہین انکے کام اسبات پر گواہ ہین پھر یہہ خود تو مین رسول مقبول کی نہین تو کیا ہی کیونکہ آنحضرت کے دین کے رسم کو پست و خوار کر دئیے اور رام کشن کے رسمونمین عزت اور اعتبار سمجھے قال تعالی ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا یعنے کیا ڈھونڈتے مین انکے پاس عزت سو عزت اللہ ہی کی ہی سب اور یہہ بھی فرمایا وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لا یعلمون یعنے زور اللہ کا ہی اور اسکے رسول کا اور مومنونکا لیکن منافق نہین سمجھتے پھر جو اسکی اطاعت کیا وہ جہانمین عزت پایا اور جو اس سے سر پھیرا ذلیل ہوا ۔ عزیزیکہ از درگہش سر بتافت * بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

امام نووی ایضاح مین لکھا ہی کہ بہبودی اور سعادت اور خشنودی خدا کی رسول کی تبعیت مین ہی اور بس اور عبد الحق دہلوی اپنے رسالے مین جو اللہ کے حکمون کی تعظیم کے بیانمین لکھا سو کہا کہ جو کام اللہ پاک کے فرمودے سے ہووے اور اسمین نیت اللہ کی خشنودی کی بھی رہے تو وہ عمل مقبول ہی اور جو عمل اللہ پاک کے فرمودے سے یا اسکے رسول کے فرمودے سے نہو ہر چند اسمین نیت اچھی رکھے وہ عمل سبب گمراہی کا ہی انتہی یہہ سب ایکطرف ہم فرض کئے کہ ویسی تعریف اور تعظیم کرنا اچھا کام ہی پر صحابہ اور تابعین اور مجتہدان اور امامان اور غوث الصمدانی اور معروف کرخی اور جنید بغدادی جو ایسی تعظیم اور تعریف سرور عالم کی نہین کئے مین سو سبب ان دو بات سے ایک ہوگا یا تو انکو ان کامونکی بہتری کا علم نہین تھا اسلئے یہ کامان نہین کئے دوسری بات یہہ ہی کہ ان کامونکی بہتری کا علم تو تھا پر اچھے اچھے کام کرنیمین انکو سستی ہوا کرتی تھی سو یہ کامان عمل مین نہین لائے اور تمسے گمراہون کو علم زیادہ ہوا جو بہتری انکامونکی جان لئے اور بجالانے مین ان کاموسے سستی نہین کئے نعوذ باللہ منہا اور یہہ بھی جانا چاہیئے کہ منع ہی قبر والے کی تعظیم واسطے قبر کے اطراف پھرنا اور اسکو بوسہ دینا اور قبر کئے اہل قبر

کی تعظیم واسطے چراغان لگانے والے پر حدیث مین لعنت بھی آئی ہی جیسا تفصیل ان کامونکی چھٹی فصل مین آتی ہی انشاء اللہ تعالی اور جب اللہ پاک جلشانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم مین ایسے چیزان سکھلایا نہین پھر دوسرے کی تعظیم ایسی کب کیا چاہیئے حاصل کلام یہہ ہی کہ جو تعظیم سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحابہ یا تابعین اور تبع تابعین اور امامان اور مجتہدان نہین کئے ہین سو وہ کام اللہ رسول کی مرضی کا نہین ہی ہم بھی نا کرنا اسیواسطے عبد الحق دہلوی نے جو حنفیونکا محقق ہی اداب زیارت قبر مبارک کے بیانمین جذب القلوب کی کتاب مین زیارت کئے پر الٹے پاؤن چلنے سے منع کیا اور اسکو صحابہ کا طریق نہین ہی لکھا اور عبارت اسکی یہہ ہی در زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس پای رفتن را در وقت وداع در آداب شمردہ اند بخلاف وداع بیت اللہ کہ سنت در انجا در وقت وداع پای پس رفتن است تا بیرون مسجد و ہیچ جا نقل نکردہ اند کہ در حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب در وقت وداع اینچنین میکردند انتہی پس اس سے صاف کھل پڑا کہ جو تعظیم کہ صحابہ نہین کئے ہین دوسرے کو نہ چاہیئے کہ ویسی کیا کرے اگرچہ الٹے پاؤن کسیکے روبرو سے جانا اسکی تعظیم پر دلیل ہی لیکن جب صحابہ نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم واسطے آنحضرت کے حیات مین اور قبر شریف کئے بعد وفات کے ایسا نکئے پھر بعد وفات انکے ہم بھی نا کرنا اسی قیاس پر ہی نماز باندھکر نماز مین کھڑے رہنے بر کا قبر شریف کے پاس کھڑے رہنا اور دوسری تعظیمات اور تو نفلیات جو صحابہ نہین کئے ہون سو نہین کرنا کیا تم نہین جانتے ہو کہ نماز اللہ پاک جلشانہ کی بڑی عبادت ہی اور اسکی تعظیم پر دلالت کرتی ہی با این وقت دوپہر کے اور وقت طلوع وغروب کے حرام ہی کیونکہ شریعت مین آئی نہین اور اسیطرح درود پڑھنا عبادت ہی اور اسمین تعظیم ہی سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لیکن پہلے قعدہ مین اور بعضے دوسرے جگہون مین مکروہ اور حرام ہی پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ جو تعظیم اللہ کی ہو یا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوانین شرعیہ اور افعال صحابہ سے ثابت نہو تو وہ تعظیم منع ہوتی ہی اور لکھا بعضے علما کا جواز کو ایسی کھڑے رہنے کے قبر شریف کنے بے دلیل بات ہی کیونکہ تو معلوم کر چکا کہ صحابہ سے لیکر چاروں امام اور انکے شاگردان تلک کسینے نہ حضور مین نہ قبر شریف کنے اسطرح سے کھڑا رہا اور نہ جواز اسکا لکھا اور بات تو ایسی ہی کہ اس زمانے والونے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم مین جو کام نہین کئے تھے سو کام داب کرنے مین بھلائی نہین جیسا عبد الحق دہلوی نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کئے پر الٹے پاؤن آنے سے منع کیا اور صحابہ حضور مین آنحضرت کے نہین کئے ہین کرکے اس منع پر دلیل لایا جیسا تو بہت معلوم ہو چکا پھر اس مقتدین میں بھی ایسا ہی سمجھا چاہیئے اور یہہ بھی جانا چاہیئے کہ اس ڈھب کی تعظیم بزرگونکی جو عوام ہند کے کیا کرتے ہین سو ایکطرف رہنے کا وقت آیا ہی کیونکہ ہندوالون نے ایسے چیزون کی تعظیمات کرنا شروع کئے ہین کہ ہندوون پر تحنہ مارے جیسا جھنڈون سے منتین مانتے اور مرادان مانگتے اور انکے آگے سجدہ اور تسلیمات کرتے پھر کسینے شدون پر سہرا باندھے اور گھوڑے چڑھانے لگا اور کسینے شدے بٹھلاتے سو جگہہ کی تعظیم مسجد کی تعظیم برابر بلکہ زیادہ کرنے لگا چنانچہ اس جگہہ جوتا پہنکر جانا نہین اور وہان حقہ پینے کو برا جانتا اور شدون اور جھنڈون کی طرف پاؤن دراز کرنا روا نہین جانتا پس یہہ سب تعظیمات بلاشک کفر مین مولوی اسمعیل صاحب نے اپنے سفینے کے بیالیسوین صفحے مین لکھا ہی انجملہ اہانت ماموریہ است تعظیمش کفر بود چون بزرگ داشتن کفار بتہا و طواغیت و جہلا مومنین پنجہا و نعول فرس و بغال را کہ در ہر محرم نصب میکنند و لوای مولا علی و قادر ولی و امثال آن کہ تعظیم ہمہ اش کفر است انتہی یعنے جس چیز کی اہانت کرنا شریعت کے روسے ہی اسکی تعظیم کرنا کفر ہی جیسا بزرگ رکھنا کافروں کا بتون کو اور طاغوتون کو یعنے ان چیزون کو جنکو اللہ کے سوا پوجتے ہین اور بزرگ رکھنا جاہل مسلمانونکا شدون کو اور گھوڑون کے اور خچرون کے نعلون کو جو ہر محرم مین انکو کھڑا کیا کرتے ہین اور نعل صاحب انکو کہا کرتے ہین اور اسیطرح ہی جھنڈا مولا علی اور قادر ولی کا اور مانند اسکے اور کسیکے نام کا جھنڈا ہو کہ تعظیم ان سب چیزون کی کرنا کفر ہی اور اس سے بھی طرفہ بات یہہ ہی کہ بعضے زندکش گبرو زند نکالنے کی جگہہ کی تعظیم ایسی کیا کرتے ہین گویا کہ اسکو اللہ کا گھر بنائے ہین چنانچہ وہان جنابت والیکو آنے نہین دیتے اور جوتا پہنے ہوئے وہان آنے سے منع کرتے اور ہر پنجشنبہ کو اسکے دیوارون پر صندل کے چھاپے لگاتے اور ہر مکدر پھیرے پر ملکر کو بوسہ دیتے شاید اسکو مصحف شریف کا سمجھے یا حجر اسود معاذ اللہ اور بعضے لوگ ہر مہینے کی خصوصا ربیع الثانی کی گیارھوین کو غوث الاعظم کے

نام سے گیارا چراغان سلگاکر ان چراغون کی تعظیم ایسی کیا کرتے ہین کہ غوث الاعظم کے زمانے کے زمانیکے لوگ خود غوث الاعظم کی تعظیم اس حد تک نہین کیے جیسا چراغونکے سامھنے سجدہ کرنا یا تسلیمات اور وہان مرادین مانگنا اور جنابت والی کی چھاؤن انپر پڑنے نہ دینا اور ایسے کام کرنے والے پکے آتش پرست ہین اگرچہ زبانسے خدا پرستیکا دعوا کیا کرین نعوذ باللہ منہا جب ان گمراہون نے ایسے چیزون کی تعظیمات کرنے لگے شامت سے اُس کام کے دل انکے ایسے سخت بن گئے کہ حق بات اصلا سنتے ہی نہین مانند سودائیون کے ہر چیز سے امید نفع کی اور گمان ضرر کا رکھنے لگے خدا جسکو خراب کیا اسکو کوئی کیا کرے اور وے لوگ کسکا کہا مانتے ہین ہان ایسونکی پیٹھ پر حضرت عمر کا درہ پھرتا رہتا یا حضرت علی کی ذوالفقار انکے سرون پر چمکتی رہتی تو وہ بات جلدی تھی کہ مارسے شیطان بھاگتا ہی کیا تم نہین سنے کہ جس جھاڑ کے نیچے سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صحابہ سے بیعت لئے اور اسی جگہہ آیت لقد رضی اللہ عن المومنین کی اتری تھی پھر جب عوام عرب نے اسکو متبرک جان کر اسکے نزدیک نمازان پڑھنے لگے تب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اتنی ہی بات پر جھاڑ کو جڑ سے نکال کر کہین پھینکدئے سو ابتلک اسکا پتا ہی نہ لگا باوجودیکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ کی پشت مبارک اس جھاڑ کو لگی اور وہان آیت بھی اتری تھی حضرت عمر نے کچھ پاس نکئے بلا تامل اُس جھاڑ کو کھود کر پھینکدئے اگر ان شدون اور جھنڈونکو دیکھتے تو تو خوب جانتا ہی کہ کیا کئے ہوتے یہہ قصہ مجالس الابرار اور قوت القلوب مین مفصل موجود ہی دیکھہ لیجئے اسپر حضرت عمر کو کوئی گور پرست پیغمبر کے منکر ٹھہراوے یا مقر تو مختار ہی اب یہان یہہ بھی جاننا چاہئے کہ بعضے کچے صوفی یکے ملحد متصوفین دو چار رسالے ہندی ایکدو فارسی پڑھے سو کہتے ہین کہ سرور عالم فرمائے ہین انا عرب بلا عین یعنے مین ظاہر مین عرب ہون حقیقت مین پروردگار ہون جب بات ایسی ہو پھر آنحضرت کی تعظیم خدا کی تعظیم برابر کی کرنا اور انسے مراد مانگنا اور آنحضرت کو سجدہ کرنا اور آنحضرت کی نذر قبول کرنا اور انکو عالم الغیب جاننا اور ہر جگہہ حاضر و ناظر سمجھنا کیا مضایقہ رکھتا ہی جواب اس بیہودہ بات کا کئی وجہونسے دیا جاتا ہی ایک وجہ یہہ کہ جس کسی نے اس مہمل عبارت کو سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم طرف جو افصح العرب والعجم ہین منسوب کیا سو جاہل ہی یا ملحدین حق مین فتنہ ڈالنے واسطے یہہ کام کیا ہی کیونکہ یہہ عبارت برخلاف محاورۂ عرب کے واقع ہوئی ہی افصح العرب سے کسطرح صادر ہوگی عرب کا بازاری بھی اس ڈھب کی عبارت سے بھی نکہیگا کیونکہ عرب ایک قوم خاص کو کہتے ہین بنی آدم سے اور انکی طرف نسبت رکھنے والیکو ہو عربی کہتے نہ ہو عرب پھر قانون اور محاورے کے رو سے انا عربی کہنا چاہئے نہ انا عرب چنانچہ حدیث صحیح مین وارد ہی کہ فرمائے سرور انبیا نے احبوا العرب لثلٰث لانی عربی والقران عربی ولسان اهل الجنة عربی یعنے دوست رکھو عرب کو تین چیز کے سبب سے ایک تو اسواسطے کہ مین عربی ہون دوسرا یہہ کہ قرآن عربی ہی تیسرا یہہ ہی کہ زبان جنت والونکی عربی ہی دیکھو تو نہین فرمائے انی عرب یا قرآن عرب یا لسان اهل الجنة عرب کیونکہ اسطور سے استعمال کرنا مہمل ہی پھر تم ذکر کئے سو عبارت مین انا عرب کیسا آیا کہ بیہودی بھی ایسے [illegible] سے عار رکھتا ہی پھر جس عبارت سے بازاری عربی ننگ رکھتا ہو اس عبارت کو افصح العرب والعجم طرف منسوب کرنا بے دینی نہین تو پھر کیا ہے اور دوسرا وجہ یہہ ہی کہ عبادت تو فقط نماز ہی نہین ہی بلکہ جو چیز کہ نہایت تعظیم پر دلالت کرتی ہی اسکو عبادت کہتے ہین جیسا تفصیلوار آگے معلوم ہو چکا پھر جب سجدہ کرنا آنحضرت کو اور مراد مانگنا آنحضرت سے نظر کرنے حقیقت کے روا ہو ذبح کرنا آنحضرت کے نام سے اور نماز پڑھنا حضرت ہی کے نام مبارک سے کسلئے نہین کرتے ہو سچ کہو اگر کہین حقیقت کی طرف دوڑتے ہین اور کہین مجاز طرف کچے صوفی یکے ملحد اسیکو کہتے ہین اور مختصر فتوحات مکیہ کے تیسرے باب مین ہی اذا كان المبدع الاول الذى هو الحقيقة المحمدية عندنا و العقل الاول عند غيرنا لا مناسبة بينه و بين ربه فكيف بما بينه و بينه وسائط یعنے جب درمیان اول مخلوقات کے جو حقیقت محمدیہ ہی ہمارے نزدیک اور عقل اول ہی ہمارے غیر کے نزدیک سو درمیان اسکے اور درمیان اسکے پروردگار کے کچھہ مناسبت نہین تو پھر کسطرح سے مناسبت ہوگی اسکا اور پروردگار کے بیچ مین جسکے درمیان واسطے در واسطے ثابت ہین اس سے صاف کھل پڑا کہ سرور عالم حقیقت مین رب نہین ہین پھر دوسرے مرشدان کب ہونگے پھر اللہ پاک کے خصیصے کسیکے ساتھ کرنا روا نہین ہی اور تصوف اور توحید

انا عرب بلا عین [illegible]

وجود بہی پہلے پہلے سو فتوحات مکی والے سے ہی اور سب عالم خان جو انکے بعد ہوئے ہین انہی کی کتابونسے خوشہ چینی کیئے ہین جب انہونے ایسا کہا ہو پہر دوسرے
کی بات آپکے قول کے برخلاف کیا اعتبار رکھتی ہی اور اگر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حقیقت مین پروردگار عالم ٹہرے تو سید فتکو بڑی خوشی ہیکہ
حقیقت کے روسے وہ سب خدا زادے بنے نعوذ باللہ منہا اور حقیقت مین آنحضرت کے ربوبیت کے قایل ہونیسے از روی حقیقت حضرت کی نبوت کا
انکار لازم آتا ہی اگر بظاہر نبوتکا اقرار ہو تو کیا فایدہ حقیقت کے روسے تو انکار ہو چکا نعوذ باللہ منہا اور تیسرا وجہ یہہ ہی کہ پروردگار جل شانہ نے فرمایا ہو کہ
یامرکم ان تتخذوا الملئکۃ والنبیین اربابا ایامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون یعنے اور نہ یہہ لایق ہی کہ حکم کرے تمکو کہ ٹہراؤ فرشتون
کو اور نبیون کو رب کیا سکہاویگا تمکو کفر بعد اسکے کہ تم مسلمان ہو چکو یہہ آیت تو سرور عالم پر اتری اور آنحضرت کو معنی اسکی خوب معلوم تہی اور
حاصل اسکے معنے کا یہہ ہی کہ فرشتون کو اور پیغمبرون کو رب جاننا کفر ہی پہر سرور عالم اس بات کو جانتے ہوئے مین رب ہون کرکے ہرگز نفرماینگے
اور چوتہی وجہ یہہ ہی کہ وہ مہمل عبارت محدثون کنے موضوع ہوئے ہے کسی معتبر کتابمین تصوف کے جیسا فتوحات مکیہ اور فصوص اور نقد النصوص
اور عوارف اور تعرف اور قوت القلوب مین بہی نہین پائے گئی اور کسیسے ان مقدسون مین سے یہہ بہی نہین لکہا کہ ہم کشف سے صحت اس حدیث کی
پاتے ہین اور کسطرح کشف مین صحت اسکی پائے جائیگی کہ سراپا مہمل اور خلاف محاورہ کے ہی پہر بے سمجہونکے لکہنے پر ہندی فارسی سالونمین فریب کہاکر کفر
صاف کفر ہی اللہ کی پناہ اور پانچوین وجہ یہہ ہی کہ رب جو معنی سے پروردگار کے ہی سوا اسکا بے تشدید والا ہی اور بے عرب مین کے رب کا بغیر
تشدید کے ہی یہہ رب تو پروردگار کی معنی سے نہین ہی پہر مہمل لفظ ہوا اور بعضے جاہل کے صوفی نما کہا کرتے ہین کہ پیغمبر خدا حقیقت مین رب ہین سو
بزرگان بہی پہلے ہی ایسا انکو لکہے ہین جیسا گلشن راز والے نے یہہ بیت کہا ہی سد احمد بظاہر عرب آمدہ * بمعنی نکر عین رب آمدہ * یعنے پیغمبر خدا اگرچہ ظاہر مین
عرب ہین پر حقیقت مین عین رب ہین ہم کہتے ہین کہ اول تو کس متواتر دلیل سے ثابت ہوا کہ یہہ بیت اس بزرگ کی زبان سے نکلی ہی ممکن ہی کہ ملحدان دین
مین فتنہ ڈالنے واسطے لگا دئیے ہونگے جیسا مولانا روم کی مثنوی مین بہت بیان لگادیے ہین بلکہ حدیثون اور تواریخ کی کتابونمین بہی لگا دیئے
ہین اور فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم مین بہی داخل کیئے ہین اگر گلشن راز وغیرہ مین داخل کئے ہون تو کیا عجب جب تواتر سے ثابت نہوی پہر قابل سند کے
نہی کلیہ قاعدہ ہی اذا وقع الاحتمال بطل الاستدلال یعنے جب کسی چیز مین احتمال پڑا وہ چیز قابل سند کرنے کے نہی اور اس بزرگ کی بیت نا ہونے پر
یہہ بہی دلیل ہی کہ عرب ایک جماعت کا نام ہی جو جزیرۂ عرب مین رہتے ہین پہر پہلے مصرع سے یہہ بات نکلتی ہیکہ محمد جزیرۂ عرب مین رہنے والی جماعت
ہیں یہہ بات تو غلط ہی آنحضرت تو ایک فرد ہین جماعت نہین ہین اگر عرب کی لفظ کی جگہہ پر عربی کہا ہوتا تو محاورہ درست تہا اگرچہ معنی استکا شرع
کے خلاف پڑنے سے تو مردود ہی پر لفظ کے روسے برابر تہا اب تو نہ لفظ کے روسے برابر ہی نہ اس معنی کے روسے جو تم سمجہے ہو اور اسیطرح بے اصل ہی وہ
عبارت جو گمراہون نے بکا کرتے ہین انا احمد بلا میم اگرچہ بعضے شاعرون نے بغیر تحقیق کے اسکے مضمون کو اپنی اشعار مین باندہتے ہین لیکن معتبر کتابونمین
تصوف کے اور حدیث کے کنے مطلق ثابت نہین اور اسکی معنی بہی کچہہ ایسی بد نہین کیونکہ معنی اس عبارت کی یہہ ہی کہ مین احد ہون یعنے اکیلا یعنے
اللہ پاک کے قرب و معرفت مین اکیلا ہون یعنے اکیلا کوئی ہو وہ اس کے ساتھہ اس قدر مین شریک نہین اس عبارت سے یہہ کہان نکلا کہ مین اللہ ہی ہون معاذ
اللہ اگر یہان احد سے مراد تمہارے خیال کے موافق اللہ ہی ہو تو پہر اللہ الصمد لم یلد ولم یولد بہی آنحضرت پر صادق آنا ضرور ہوا پہر حضرت خاتون جنت جو آنحضرت
کی دختر تہے اور حضرت عبد اللہ اور حضرت آمنہ جو آنحضرت کے والدین تہے سو کیا بات ہی وہ صحیح ہو تو یہہ خیال تمہارا بوچ ہوتا ہی اور بعضے کچے صوفیان الہید کہا
کرتے ہین کہ خدا ہونے مین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیا شک ہی کہ حدیث مین آیا ہی انا من نور اللہ وکل شئی من نوری یعنے مین اللہ کی نور سے ہون اور ہر چیز میری نور
سے پہر تو اللہ کا نور اللہ ہی یہہ نہین کہ آفتاب سے جو نکا وصلہ نور اور ہوتے ہے جو آپ مین یہہ بات نکلاسی حدیث سے نکلتی ہی لیکن غفلت کا پردہ عقل پر پڑنے کے

سب سے سمجھے نہیں جاتا وہ یہہ ہے کہ جیسا سرور عالم اللہ تعالی کے نور سے ہونیکے سبب سے اللہ ہوگئے ویسا ہی ہر چیز سرور عالم کے نور سے ہونیکے سبب سے ہر چیز سرور عالم
اور خاتم المرسلین ہو لازم آتا ہے اگر یہہ لزوم باطل ہو تو وہ لزوم بھی باطل ہوا اور اسکے سوا یہہ ہے کہ اس حدیث سے تمہارے تمہارے موافق جیسا
سرور عالم عین خدا ہوئے اسیطرح ہر چیز عین سرور عالم ہو سو عین خدا ہو گئے اس صورت میں سب کے سب خدا ہو حقیقت میں سرور عالم کو کسی پر فضیلت رہی
کیونکہ اللہ بڑا اور چھوٹا فاضل اور مفضول نہیں ہوتا ہے اگر الٰہوں میں بھی چھوٹا بڑا ہوتا ہے تو سرور عالم کو سید المرسلین کے جگہہ پر سید الالہین کہنا ضرور
ہوتا معاذ اللہ اور یہہ بھی جانا چاہئے کہ مراد اس حدیث سے یہہ ہے کہ ظہور سرور عالم کا اللہ کے نور سے ہے لیکن نہ بطریق تجزی و انتقال و استحالہ کے کیونکہ
یہ صفات اجسام کثیفہ کے ہیں نہ بیچون و بیچگونہ کے بلکہ بطریق فیض ہے جیسا ظہور شخص کا آئینہ میں دیکھو تو شخص اپنی ذات اور صفات پر جیسیکا تیسا
باقی ہے پھر ظہور اسکا جو آئینہ میں ہوا ہے سو محض بطریق فیض کے ہے نہ بطریق تجزی و استحالہ و انتقال کے پس نسبت اس شخص کی عکس کے ساتھ عینیت کی بھی ہے
غیریت کی بھی ویسا ہی سرور عالم کی نسبت کو اللہ کے ساتھ جانا چاہئے اور اسکے سوا یہہ بھی جانا چاہئے کہ یہہ عبارت نہ مصحف کی ہے نہ حدیث متواتر کی نہ حدیث
مشہور کی اور صحاح ستہ میں بھی نہیں بلکہ عمدہ ولی جیسا غوث الاعظم اور شیخ محی الدین ابن عربی اور شیخ شہاب الدین سہروردی و ماسوا انکے اپنے کتابوں
میں بھی ذکر کئے نہیں اور جس رسالہ غیر معتبر میں یہہ حدیث مذکور ہوئی ہے سو بے سند مذکور ہوئی ہے پھر ایسی حدیث کو سند کرکے اور اسکے حق
معنی لیکے برخلاف سرور عالم کے خدا ہونے کے قایل ہو جانا اور سیکڑوں آیات و احادیث جو بندہ ہونے آنحضرت کے دلالت کرتے ہیں پیچھے پیٹھ کے ڈال
دینا آلکفر ہے اللہ کی پناہ اور بعضوں نے انھیں صوفیوں میں سے کہا کرتے ہیں کہ حضرت جامی نے یوسف زلیخا میں حضرت یوسف کی خدائی طرف
اشارہ کیا ہے ؎ چو ذات مقدس نورے ازو قند چون ؛ بسر جلباب چون آورد بیرون ؛ چو آن بیچون درین چون کرد آرام ؛ نہ بیضے روش گشته
یوسفش نام ؛ جواب اسکا یہہ ہے کہ ہم قبول کئے کہ جامی کو حضرت یوسف کا اللہ بنانا بیان کرنا مقصود تھا سو اسطرح کے لیکن اس صورت میں پیغمبر ہمارے
تمہارے عقیدے ایسے ایک خدا ہوئے اور یوسف پیغمبر دوسرے خدا پھر ہمارے پیغمبر کے برابر ہو معاذ اللہ اور یہہ عقیدہ نصاری کے عقیدے کے برابر پڑتا ہے کہ وے بھی کہتے ہیں
کہ اللہ اور عیسی و روح القدس تینو ملکر ایک خدا ہیں بلکہ مقصود جامی کا اس سے یہہ ہے کہ فیضان الہی جمال یوسفی میں ظہور کیا ہے اور اسکا نام یوسف
رکھا کیونکہ اگر نام اسکا تجلی فیض الہی ہوا ہوتا تو لوگ یوسف کو خدا سمجھتے جیسا آفتاب ہے کہ اسقدر نور عظیم جو اسمیں ہے سو اللہ ہی کے فیضان
سے ہے اگر اسکا نام تجلی فیض الہی ہوا ہوتا تو گمراہان اسکو اللہ جانتے اسلئے اسکا نام آفتاب رکھا گیا اور نور کی معنی ظہور کی ہیں اور مرجع اسکا وہ
نور ہے نہ ذات حضرت بیچون پس معنی بیت کا یہہ ہوا کہ ظہور حق کا جو بے کیف ہے متعین ہوا اس تعین سے تو نام اسکا یوسف ہوا جیسا خوشخط لکھنے
والے کاتب کی صفت اسکے خوشخط میں ظاہر ہوتی ہے ویسا ہی اس صانع کے کمال صفت اس مصنوع میں ظاہر ہوتی اور بعضے وجودیہ ملحد کہا کرتے ہیں کہ
سوا خدا کے کوئی ہی نہیں جو موجود ہے سو اللہ ہی ہے پھر اس صورت میں خاتم المرسلین کہاں اور سید بنی آدم کدھر اور ایسا عقیدہ رکھنے والوں سے بد
گمانی رکھنا ضرور ہے کہ ان کنے جورو اور ماں بہن اور لڑکی سب ایک ... ہیں اگر یہاں فرق کریں تو انکو ... اگر یہہ کہیں یہ ... ہیں جورو
بیٹی وغیرہ اگرچہ حقیقت میں ایک ... عالم التعینات میں ان سے ... جورو بیٹی لحاظ اسکا ... ہم کہیں ... تو نظر کرے عالم
تقیدات کے فرق اور لحاظ ضرور ہوا کہ جورو اور ماں بہن میں تمیز کریا خدا اور بندہ ... فرق اور لحاظ نا کرکے سب ہی اللہ ہیں یا پیغمبر علیہ الصلوة والسلام ہوا
ہی کہنا اور ہمیں فرق نا کرنا محض بیدینی ہے اللہ کی پناہ اور ایسے ... کلام ... اپنے جاہلو ... انکو بندہ ... آپ ہی ... بندہ ہونیکا
کا شوق لیا اسواسطے ایسی عربیات بکا کرتے ہیں ... آپ ابتدا اور پیغمبر کو خدا بنا ... اسی لئے آپ بھی پیروں کو سجدہ کرتا اور مریدوں سے آپ
سجدہ لیتے حالانکہ اللہ پاک جل شانہ کے بندہ ہونے میں سے عارف اور اولیا اپنا فخر جانتے ہیں جیسا امام شعرانی طبقات میں حضرت ابو الاولیا علی مرتضی سے

روایت کیا کہ فرمائے حضرت علی علیہ السلام نے ایک مناجات مین کفی بی فخرا ان اکون لک عبدا یعنے اتنی بڑائی مجھے بس ہے کہ مین تیرا بندہ ہوں اور
انبیا بھی نبوت کے ساتھ بندہ بننا اختیار کیے ہین بادشاہی قبول نکئے اور اللہ پاک نے خاص جگھون مین سرور عالم کو بندہ ہی سے یاد کیا اور کہا معراج کے مقدمہ مین اسری
بعبدہ لیلا اور اس مقام کی ترقی مین کہا فاوحی الی عبدہ ما اوحی اور سبب ان لوگونکی گمراہی کا جہل ہی فقط اور عقاید سے اور بیعت کرنا نادان پیرون سے اور جہل
انکا ان علمون سے اس حد تلک پہنچا ہے کہ اگر انسے شرایط اسلام کے اور ارکان اور شرایط نماز کے اور منافیات نماز کے اور بطلان و فساد خرید و فروخت کا اور
الفاظ پڑھنے کے پوچھو تو سوا ریش جنبانی کے کچھ نہ بن آئیگی سو دین کے حکم انسے پوچھو تو یہی جواب انکا یعنی ریش جنبانی موجود ہے یون پالنے سے ڈر
بالکے پوچھین معرفت دانی ثبات باوجود اس جہل کے دعوی خدا دانیکا چلا جاتا ہے سچ ہے امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ نے جو فرمایا کہ تصوف جاننا بدون جاننے
فقہ کے زندیقی ہے جیسا حضرت آگاہ نے ارشاد الطالبین کی کتاب مین ذکر کیا کہ فرمایا امام مالک رضی اللہ عنہ من تفقہ بلا تصوف فقد تفسق ومن
تصوف بلا تفقہ فقد تزندق ومن جمع بینہما فقد تحقق یعنے جو کوئی فقیہ ہوا بغیر جاننے تصوف کے سو فاسق ہوا اسنے اوامر بلند کیا یعنے خدا کو جیسا
پہچاننا ہے ویسا نہ پہچانا فقط علم ظاہر پڑھکر حیران ہوا اور جو کوئی صوفی بنا بے جانے فقہ کے پس مقرر وہ شخص زندیق بنا اور جو کوئی جمع کیا ان دو نو صفت
کو پس مقرر وہی محقق ہوا اور خود غوث الاعظم فرمائے ہین تفقہ ثم اعتزل یعنے پہلے فقیہ ہو بعد اسکے گوشہ اختیار کرلے یعنے پہلے دین و شریعت کے علم مین
کمال پیدا کیے پر گوشہ اختیار کرنا اور صوفی بننا آگے اسکے صوفی بننا اور تصوف پڑھنا ایمان کھونا ہے معاذ اللہ اور انکے فقیران خرقہ عقاید چھوڑکر صوفی بننا
چاہے سو آپ بھی زندیق بے دین بنے دوسرے جاہلون کو بھی بے دین کیے اسیواسطے بندونکو خدا بننیکا شوق انکے دلونمین آگیا اعاذنا اللہ منہا ہان جو مشایخ
قرآن و حدیث پر عامل ہین اور دوسرونکو بھی ادھر بلاتے اور شرک و بدعت لوگون سے چھڑاتے اور اگلے مشایخون کی طریق پر اور انکی اخلاق و کمالات
پر قایم رہتے اور دوسرون کو بھی قایم کرتے سو وے سچے نایبان ہین رسول اللہ کے انکے ہاتھ مین ہاتھ دینا گویا رسول اللہ کے ہاتھ مین ہاتھ دینا ہے اور
وہی لوگ اس زمان مین پیغمبرون کے اور انہین کے حق مین وارد ہے حدیث الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ یعنے پیر مرشد اسکے قوم مین یعنے اسکے مریدون
مین جیسا پیغمبر ہے اپنے امت مین یہہ حدیث جامع صغیر مین ہے اور مناوی اسکی شرح مین لکھا ہے ای یجب لہ التوقیر مثل ما للنبی فی امتہ یعنے
واجب ہے مریدون پر بزرگی کرنا مرشد کی جیسا پیغمبر کی بزرگی رکھتے ہین اسکے امت کے لوگ بعد اسکے لکھا کہا ابن عربی نے الشیوخ نواب الحق کا
لرسل فی زمانہم انتہی فالشیخ طبیب الدین فمہما نقص ما یحتاجہ المریض فی تربیتہ فلا یحل لہ القعود علی منصب
المشیخۃ فانہ یفسد اکثر مما یصلح یعنے مرشدان نایبان ہین حق تعالی کے جیسے پیغمبران ہین اسکے اپنے زمانونمین پھر مرشد طبیب دین کا ہے
پس وہ طبیب جسوقت ناقص رہے اس چیز مین جو بیمار کو احتیاج ہے اسکے ساتھ اپنی تربیت واسطے سو حلال نہین ہے ایسے مرشد کو بیٹھنا منصب پر شیخی کے
کیونکہ تباہ زیادہ کریگا درست کرنے سے انکے پیرون کو ہم دیکھتے ہین کہ انکے اکثر مریدان بلکہ سب کے سب جیسے تیسے رہتے ہین ایک بھی نماز پر قایم نہین ہوتا
پھر دوسرے کام معلوم بلکہ مرید ہونے کے آگے خوف و رجا مین رہتے تھے مرید ہوئے پر تو یقین کر لیئے ہین کہ ہم ایسے بڑے سلسلہ مین مرید ہوے ہین بخشایش ہماری
ہو چکی پھر نہ گوشت گدھے کا ہی پوچھتے نہ اونٹ کا جو گوشت ملے سو کھایا کرتے ہین مدار کی جو بر نہ چھوڑین لیدہ نہ چھوڑین گو برادر پیر انکا کچھ زجر و توبیخ
کرتا نہین اور انکو سیدھی راہ پر لاتا نہین بلکہ انکی خفگی کے اندیشہ سے چشم نمائی بھی نہین کرتا بلکہ بدعتون مین خود آپ انکا شریک ہوا کرتا جب پیر جی
کا حوصلہ ایسا ہوا کہ ایک مرید کو ایک بد کام سے باز نہین رکھہ سکتا پھر اسکو مشیخت کے سجادہ پر قدم رکھنا اور لوگونکا مقتدا بننا کب روا ہوگا جیسا
طبیب جب بیماری کو نہ سمجھتا اور اسکو دور نہین کرسکتا ہو پھر اسکو طبابت مین قدم رکھنا حرام ہے اللہ توفیق نیک دیوے حاصل ان سب تحریرات کا
یہہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے واسطے خاص کیا سو چیز نہین دوسرونکو شریک کرنا اللہ تعالی کا ناپسند کام ہے تم دیکھو کہ مخلوق اپنا تھا ٹھہرایا سو چیز مین

دوسرے کو شریک ہونا نہیں چاہتا مثلا دربار آصفی میں زردبانات کی عماری کو تمغا ٹھہرا لئے ہیں کہ کسیکی مقدور نہیں کہ وہاں سوائے انکے زرد عماری پر چڑھے
اسیطرح کرناٹک کے نوابونکے یہاں سواری کے ساتھ لنگوٹے رکھنا تمغا انکا ہو گیا ہی پھر اور کوئی انکے نوکروں میں سے اپنی سواری کے ساتھ لنگوٹے رکھتا تو
معتوب عتاب میں پڑتا اور ایسے بہت جگہ ہیں کہ دوسرونکو شریک ہونے کو نہیں چاہتے ہیں جب بندونکی غیرت ایسی ہو تو رب العزت کی غیرت کیسی
ہوگی حدیث میں آیا ہی اللّٰہ اغیر منی یعنے اللہ تعالی میرے سے بھی غیرتمند زیادہ ہی اور زیادہ بات یہہ ہی کہ حالکے جاہل علم الّف مخون نے اپنے واسطے بھی دعوا
خدائی کا کر رہے ہیں سو مریدوں سے سجدہ لینے لگے اور گمراہ فقیروں نے انکو یا معبود اللہ یا مرشد اللہ کر کے خطاب کئے تو ہاں پادشاہاں ساکت ہیں کرکے جواب
دیتے ہیں اور انکو منع نہیں کرتے انا للہ وانا الیہ راجعون حکایت ہی کہ ایک شخص آشنائی رکھتا تھا ایک فقیر سے جو اپنے واسطے دعوا خدائیکا کرتا تھا او
وہ ہمیشہ اس بات پر اسکو الزام دیا کرتا تھا پر سیدھے راستے پر نہیں آتا تھا قضارا ایکروز فقیر صاحب کا گوز بند ہوگیا سو پیٹ پھولکر دمامہ بن گیا بیقراری
سے تڑپنے اور کیلنے لگے وہ شخص اس کیفیت پر خبردار ہوتے ہی اسکی بیماری پرسی واسطے اسکو تنبیہ کرنا مقصود رکھکر نزدیک اسکے گیا اور بلاتامل کہا ای فلانے
یہہ کیسی خدائی ہی جو محتاج ایک پادکی ہوگئی کہ ایک پاد کے نہ آنے سے آپکی یہہ حالت بنی ہی جو خدائی بھول گئے اور ایک گوز آپکا فرمان نہیں مانتا تب جواب
دیا ای شفیق میرے اسوقت طعن مت کرو جان پر آگئی ہی میں خدائی کے دعوے سے توبہ کیا اب براہ کرم کچھ علاج جانتے ہو تو بتلا دو تا نجات پاؤں
اسنے کہا سریع التاثیر علاج یہہ ہی کہ تھوڑا تمباکو آپکے مقعد میں رکھہ چھوڑنا آپ گوز کرو گے اور اس بلا سے نجات پاؤگے غرضمند دردمند کو تو
عقل نہیں ہی یہہ سنتے ہی اپنے بالکے کو بلوا کر یہہ کام اسکے ہاتھہ سے کرایا پھر اسکو ایک گوز ایسا ہوا کہ گھر سب بدبو سے مہک گیا اور اسکو کچھ راحت ہوئی
وہ شخص نے پھر کہا کہ ای فلانے جھوٹی خدائی کچھہ کام نا آئی پھر تمباکو کو شاباش کہ تمکو بلا سے نجات دیا وہ فقیر نے کہا میں اس دعوے سے توبہ کیا بار
بار شرمندہ مت کر تب اس شخص نے اتنا کہہ کر چلا گیا کہ اللہ قادر نے ایک گوز کے واسطے سے تجھے ہدایت دیا اور روایت ہی کہ ایک شخص کالستری والا خیر اللہ
صاحبکا فرزند قضاکے مارے ایک فقیر صاحب کا مرید ہوا اور ایکروز عرض کیا حضرتا لوگ ایسا کہا کرتے ہیں کہ کامل وہی ہی جو خدا کو بتلاوے اسلئے عرض کرتا ہوں
کہ اللہ تعالی کے فضل سے اس زمانے میں آپ سے کاملتر کوئی پیر نہیں ہی اور مجھکو خدا کو دیکھنے کی آرزو ہی اگر حضرت کرم فرماویں تو غلام کی سرفرازی ہی تب پیر نے
کہا ہاں کامل پیر وہی ہی جو خدا کو بتلاوے اگر تجھے آرزو ہی تو پہلے تین روز روزے رکھہ بعد اسکے نہا دھو کر پاک کپڑے پہن کر آ وہ مرید جو جاہل محض تھا سو
خوشی سے پھول گیا اور موافق ارشاد پیر کے روزے رکھا اور نہا دھو کر پاک کپڑے پہن کر حاضر ہوا تب پیر اسکو ایک حجرے میں لیگیا اور روبرو اپنے مرآت
کیا بعد ایک ساعت کے کہا ای فلانے آنکھہ کھولکر دیکھہ کہ خدا تیرے روبرو بیٹھا ہوا ہی جب آنکھہ کھولا تو کیا دیکھتا ہی کہ پیر اپنی ہی داڑھی پکڑے ہوئے بیٹھے ہوئے
ہیں اور مرید سے کہنے لگے کہ مجھ ہی کو خدا سمجھہ مرید کہتا ہی کہ پیر سے یہہ بات سنتے ہی دلمیں کہا کہ یہہ منحوس صورت کو تو ہر روز دیکھہ رہا تھا پھر اپنی محنت اور مشقت کرا کر
دی ہیہ کی منحوس صورت بتایا اور اسکو خدا جانوں کہا پھر دلمیں پیچ کھا کر کہا حضرتا فرمان حضرت کا یقین ہو چکا پر اتنا شک آتا ہی کہ حضرت کو تو خدا میں کرکے
عقیدہ کیا پر پیر حضرت کو آپکے والد ہیں سو کیا سمجھوں اور آپکے صاحبزادوں کو کیا عقیدہ رکھوں تب پیر نے غضب میں آکر اس مرید کو بہت سا زجر و توبیخ
کیا اور فرمایا ہماری خطا ہی جو تجھسے بے حوصلہ کو ایسی بڑی نعمت دینا چاہا یہ چل یہاں سے دور ہو الغرض ایسے دعوے کرنیہارے ملحدان اس زمانہ میں بہت ہیں
اللہ کی پناہ ایسے ہی لوگونکے حق میں فرمایا ہی عارف کامل ولی اکمل صاحب کرامات متصف بخرق عادات شیخ محمد ابن جبرہ نے جیسا انکی قول کو ذکر کیا
امام شعرانی نے اپنے طبقات میں وہ یہہ ہی لو قدرت ان اقتل من یقول لا موجود الا اللہ لفعلت کیف یقول من یبول ویتغوط
ویتالم من قرصة برغوث انا الحق هذا واللہ من اصل الضلال یعنے جان سے مارا ہوتا میں اگر قدرت رکھتا ہوتا میں قتل کرنیپر اس شخص
کے جو کہتا ہی کہ اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں جو موجود ہی وہ ہی ہی میں خدا ہوں کر کے کس طرح کہتا ہوگا وہ شخص جو بول و براز کرتا اور درد مند ہوتا کاٹنے

سے پہنچو کے سوگند ہی اللہ تعالی کی کہ ایسی بات کرنا اصل گمراہی ہی اللہ کی پناہ اور قطب المقربین شیخ محی الدین ابن عربی فتوحات کی اٹھاویسوین باب مین لکھا ہی

انہ لیس للعبد فی العبودیۃ نہایۃ حتی یصل الیہا ثم یرجع ربا کما انہ لیس للرب حد ینتہی الیہ ثم یعود عبدا فالرب رب غیر نہایۃ

والعبد عبد غیر نہایۃ یعنے بندیکو بندہ پنے مین نہایت نہین ہی تا اس نہایت کو پہنچکر رب ہوجاوے جیسا حد نہین ہی رب کو تا اس حد تک پہنچکر بندہ

ہوجاوے پہر اس صورت مین رب ہی سو رب ہی بلا انتہا اور بندہ ہی سو بندہ ہی بلا نہایت یعنے رب پنے کو اور بندے پنے کو انتہا نہین ہی بندہ ہر مقام مین

ہمیشہ بندہ ہی ہی اور رب ہر مرتبہ مین ہمیشہ رب ہی ہی پہر کسی بندے کے رب بننے کا اعتقاد کرنا کسی مقام مین ہو کفر ہی اگر کسی بزرگ کے کلام سے ایسی

بات سمجھے جاوے تو تیری سمجھ کی غلطی ہی اس بزرگ کی مراد وہ نہین ہی جو تو نے سمجھا ہی ملحدان صوفی شعار بعضے کلام سے بزرگونکے یہی مراد سمجھ لیکر آپ بھی کافر

ہوے اپنے مریدون کو بھی کفر مین ڈالے اللہ کی پناہ فصل دوسرا بیان مین شفاعت کے جانیو مسلمانو کہ معنی شفاعت کے کسیکی سفارش کرنا ہی کسیکے پاس

اسکے کام بنانے واسطے اور سفارش کرنا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور دوسرے بزرگونکا اللہ پاک کئے قیامت کے روز اللہ کے حکم سے ہوگا اور شفاعت

جو پروردگار پاک جلشانہ کئے قیامت کے روز ہوگی سو دو قسم ہی ایک تو شفاعت عام ہی جسکو شفاعت عظمی اور کبری بھی کہتے ہین اور وہ سارے بنی آدم

واسطے ہوگی یہہ تو خاص ہی ہمارے ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور کوئی پیغمبر آدم سے روح اللہ تلک اسمین آنحضرت کا شریک نہین دوسری قسم شفاعت

خاصہ ہی اور اس قسم مین دوسرے پیغمبران اور اولیا اور پرہیزگاران وغیرہ بھی شریک ہین یہہ بات حدیثون اور اماموں اور محدثون کے قولونسے ثابت ہوئی

ہی لیکن پہلے سب کے دروازہ شفاعت کا اللہ پاک جلشانہ کے اذن سے جو کھولینگے سو ہمارے پیغمبر سب انبیا کے سرور خلیفۂ اعظم خدا باعث وجود ہر دو سرا محمد

مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہین جسوقت ہین سارے انبیا اولیا ہیبت خداوندی سے نفسی نفسی کا غل مچا دیوینگے ویسے وقت مین ہمارے

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امتی امتی کہنے لگینگے اور اس وقت سرور عالم کی شفاعت کی ایسی دہوم پڑہیگی کہ ابلیس تک شفاعت کا امیدوار ہوجاویگا اور مالک

دوزخ کہنے لگیگا کہ محمد نے تو شفاعت کا ایسا دہوم مچا دیا ہی کہ اپنی امت مین سے کسیکو اللہ کی غضب واسطے چھوڑیگا نہین ہرگز معلوم ہوتا ہی یہہ بات قاضی

عیاض کی حدیث سے ثابت ہوئی ہی اور مین نے یہہ جو کہا کہ سرور عالم کی شفاعت اور دوسرونکی شفاعت اللہ پاک کئے قیامت کے روز اسکے اذن سے ہوگی

سو آیات اور احادیث اور اقوال مفسرون اور محدثون کے صاف صاف دلالت کرتے ہین یہہ عاجز تہوڑے دلایل ذکر کرتا ہی اللہ پاک جلشانہ

جسکو توفیق دیا اسکو اسقدر بس ہی اللہ پاک نے فرمایا من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعنے کون ایسا ہی کہ سفارش کرے اللہ پاک جلشانہ

کے پاس کسی شخص کے واسطے مگر حکم سے اللہ پاک کے اور شیخ علامہ حبر الفہامہ زین الدین بغدادی لباب التاویل فی المعانی التنزیل مین جو تفسیر خازن کرکے مشہور

ہی سو اسمین کہا قال تعالی من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ ای بامرہ وہذا استفہام انکار والمعنی لا یشفع عندہ احد الا

بامرہ وارادتہ وذلک ان المشرکین زعموا ان الاصنام تشفع لہم فاخبر انہ لا شفاعۃ لاحد عندہ الا ما استثناہ بقولہ

الا باذنہ ویرید بذلک شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وشفاعۃ الانبیاء والملئکۃ وشفاعۃ المومنین بعضہم

لبعض کہا اللہ تعالی نے کہ کون ہی وہ جو شفاعت کریگا بے حکم اللہ تعالی کے اور کہا خازن والے نے یہہ استفہام انکاری ہی اور معنی یہہ ہی کہ شفاعت نکریگا

کوئی نزدیک اللہ تعالی کے مگر حکم سے اسکے اور ارادے سے اسکے اور یہہ اسواسطے کہ مشرکون نے زعم کئے تھے کہ بتان شفاعت کرینگے یعنے اپنے پوجنے والونکے واسطے

سو خبر دیا اللہ پاک جل شانہ نے کہ شفاعت نہ چلیگی کسیکی اللہ پاک جلشانہ کئے مگر ان لوگون کی جو استثنا کیا انکو اپنے قول سے جو الا باذنہ ہی اور ارادہ کیا

ہی اللہ پاک نے اس اپنے قول سے شفاعت کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور شفاعت کو دوسرے پیغمبرون اور فرشتون کے اور شفاعت کو بعضے

مسلمانون کے جو بعضون کے لئے ہوگی کیونکہ ان لوگونکی شفاعت اللہ پاک جلشانہ کے امر سے ہوگی اب یہان جاننا چاہئے کہ اذن دو طور پر ہوا کرتا ہی

ایک تقدیر یعنے جو انسانکے ہاتھہ سے ہونے کی ہی سو خدا تعالی نے اسکو ہونیکے آگے لوح محفوظ مین لکھہ دیا ہی سو وہ امر تقدیری ہی
اور دوسرا اذن امری ہی یعنے تقدیر کے سواے امر بھی ہوتا ہی اور یہی مراد ہی الا باذن اللہ سے ای بتقدیر اللہ اور یہی مراد ہی لا تتحرک ذرة الا باذن اللہ
سے جو آیہ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ مین وارد ہی اور حدیث شفاعت مین جو ہی اشفع تشفع اسپر
دلیل ہی اور اسی بات کو اختیار کیا ہی تفسیر خازن مین اور کہا تفسیر مین الا باذنہ کے بارہ میں پہر اس سے صاف کھل پڑا کہ مراد الا باذنہ سرور عالم کی اور دوسرے شافعون
کی شفاعت ہی پہر جو بعضے جہال کہا کرتے مین کہ یہہ آیت بتون کے حق مین وارد ہوئی ہی پیغمبرون اور مسلمانونکی شفاعت مین کسطرح لیتے ہو سو فقط انکی
گمراہی اور بے سمجھی ہی اور یہہ بات سچ ہی کہ جب کافرون نے زعم کیا کہ بتان ہماری شفاعت کرینگے تب یہہ آیت انکے زعم کو باطل کرنے نازل ہوئی لیکن یہہ کہو کہ مراد
الا باذنہ سے کون لوگ مین کیا اس سے بھی مراد بتان ہی ہین یا اور کوئی اگر تم بتان کو مراد رکھین تو صاف معلوم ہوا کہ تمہارے عقیدے مین بتان بھی اللہ کے اذن
سے شفاعت کرینگے نعوذ باللہ منہا اگر تم نیک مردون کو مراد رکھین تو تمہارا ہمارا عقیدہ ایک ہی ہوا اور مفسرین بھی اسی بات پر ہین پہر ہمسے جھگڑا کرنا ناحق
ہی یا فقط حسد اور تعصب ہی اور خازن والا تو صاف لکھہ دیا ہی کہ مراد الا باذنہ سے سرور عالم کی اور دوسرون کی شفاعت ہی اگر یہہ تقریر جاہلون کی سمجھہ مین
نہ اوے تو اس سے بھی صاف کھلا بیان کرتا ہون سنیو کہ فرمایا اللہ پاک جلشانہ نے وانذر بہ الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم یعنے اور خبردار
کر دے اس قرآن سے جنکو ڈر ہی کہ جمع ہونگا اپنے رب کے پاس لیس لہم من دونہ ولی ولا شفیع یعنے انکا کوئی نہین اسکے سوا حمایتی نہ سفارش والا ابن
عباس نے کہا مراد آیت سے مسلمان ہین کیونکہ وہ ڈرنے والے ہین قیامت کے روز سے اور اسیر یقین رکہنے ہولکن اور بعضے کہے کہ مراد اس آیت سے مسلمان
لوگ بھی ہین اور کافر بھی ہین جو قایل ہین حشر کے اب یہان جانا چاہئے کہ جب اس آیت سے مسلمان مراد ہون تو ایک اشکال وارد ہوتا ہی وہ
یہہ کہ صحیح حدیث سے ثابت ہوا ہی کہ رسول اور دوسرے پیغمبر گنہگار مسلمانون کے واسطے شفاعت کرینگے پہر یہہ نفی شفاعت کی کیسی ہی جواب اس
اشکال کا یہہ ہی کہ شفاعت مقدور نہ ہوگی مگر حکم سے اللہ کے اور جب شفاعت اللہ کے حکم پر موقوف ہوی پہر صادق آیا قول اللہ تعالی کا جو فرمایا
کہ اللہ کے سوا کوئی کسیکا شفاعت کرنیوالا نہین جب تلک اللہ ایک حکم نہ دیگا شفاعت کرینگا پہر جب حکم دیوےگا شفاعت کرینگا تو تب مسلمانون
کو سفارشی بھی ہوگا اور حمایتی بھی یہی مضمون ہی زین الدین کا جو لباب التاویل مین ذکر کیا ہی پہر دیکھو تو اسمین صاف ہی
کہ مسلمانون کا کوئی سفارشی نہین مگر اللہ کے حکم سے ذرا انصاف سے دیکھو کہ یہہ مدعیان جو من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ کی آیت مین کلام کئے تھے کہ وہ
آیت کافرون کے حق مین اتری ہی سو اس آیت کو دیکھنا چاہئے کہ مسلمانون کے حق مین بھی ہی اور شفاعت بالاذن پر بھی شامل ہی اگر اس آیت مین اذن مراد نہ
لیوین تو کسیکی شفاعت نہین ہی پہر اذن کے قایل ہونا ضرور ہوا اور عبارت لباب التاویل کی اس آیت میں یہہ ہی قال تعالی وانذر بہ

یعنی وخوف بالقرآن الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم قال ابن عباس یرید المومنین لانہم یخافون یوم القیمة وقیل
معنی یخافون یعلمون وانما خصہم بالذکر لانہم المنتفعون بالبعث من مسلم وکتابی لیس لہم من دونہ یعنی من دون اللہ ولی ای قریب ینفعہم
ولا شفیع یشفع لہم وفی ہذا اشکال وہو ان فسرنا الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم ان المراد بہم الکفار فلا
اشکال فیہ لقولہ تعالی ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع وان فسرنا الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم ان المراد
بہم المومنین ففیہ الاشکال لانہ قد ثبت بصحیح النقل شفاعة نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم للمذنبین من امتہ و
کذا شفاعة الملائکة والانبیاء والمومنین بعضہم لبعض والجواب عن ہذا الاشکال ان الشفاعة لا تکون الا باذن اللہ
لقولہ تعالی من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ واذا کانت الشفاعة باذن اللہ صح قولہ لیس لہم من دون اللہ

ولی ولا شفیع یعنی حتی یاذن لہم فی الشفاعۃ فاذا اذن فیہا کان للمومنین ولی وشفیع انتہی اور تفسیر جلالین میں نص کیا
اس بات پر کہ مراد اس آیت سے مخصوص مسلمان ہی ہیں اور کہا قال تعالی وانذر خوف بہ بالقرآن الذی یخافون ان یحشروا الی ربہم
لیس لہم من دونہ ای غیرہ ولی ینصرہم ولا شفیع یشفع لہم والمراد بہم المومنین خطیب شربینی نے اسی آیت کی تفسیر
میں کہا ان الشفاعۃ لا تکون الا باذن اللہ کما قال تعالی من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ واذا کانت الشفاعۃ لا
تکون الا باذن اللہ صح قولہ تعالی لیس لہم من دونہ ولی ولا شفیع حتی یاذن لہم بالشفاعۃ یعنے مقرر کہ شفاعت نہوگی
مگر حکم سے اللہ پاک جلشانہ کے جیسا فرمایا من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ اور جب شفاعت موقوف ہے اللہ پاک کے حکم پر تو صحیح ہوا فرمانا اللہ
پاک جلشانہ کا کہ نہیں انکو سوائے اللہ کے کوئی شفاعت کرنیوالا اور مددگار جب تلک کہ حکم نہوا اللہ پاک کا اور فرمایا اللہ پاک جلشانہ نے یومئذ لا
تنفع الشفاعۃ الا من اذن لہ الرحمن یعنے اسدن کام نہ آویگی سفارش مگر جسکو حکم دیا رحمان نے اور فرمایا ما من شفیع الا من بعد اذنہ
یعنے کوئی شفاعت کرنیوالا نہیں مگر اللہ کا اذن ہوئے پیچھے اور تفسیر میں اس آیت کے لباب التاویل فی معانی التنزیل والا لکھتا ہے سو عبارت اسکی یہہ ہے ای
لا یشفع شافع یوم القیمۃ الا من بعد ان یاذن لہ فی الشفاعۃ الی ان قال فاذا اذن لہ فی الشفاعۃ کان لہ ان یشفع فیمن
باذن لہ فیہ یعنے کوئی شفاعت کرنیوالا شفاعت نکرےگا روز قیامت کے مگر بعد حکم ہونے اللہ کے پھر جسوقت حکم دیوےگا کسیکو شفاعت کرنے کا
تو شفاعت کرنا اسکو پہنچتا ہے پر مخصوص اس ہی کے لئے کہ جسکے واسطے حکم دیا ہے اور بیضاوی نے تفسیر میں اسی آیت کے کہا فیہ اثبات الشفاعۃ
لمن اذن اللہ تعالی یعنے اس آیت سے شفاعت کرنا اسکا ثابت ہوتا ہے کہ جسکو اذن ہوگا پروردگار تعالی کا اور فرمایا اللہ پاک نے ولا تنفع
الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ یعنے اور کام نہیں آتی سفارش اسکے پاس مگر اسکو جسکے واسطے حکم کردیا اور بیضاوی نے تفسیر میں اسی آیت کے
کہا لیس الملک ولا نبی ان یتکلم ذلک الیوم الا باذنہ یعنے نہیں کسی فرشتے اور کسی پیغمبر کو یہہ کہ کچھہ بات کرے قیامت کے روز اللہ کے
روبرو مگر حکم سے اسکے اور فرمایا اللہ پاک نے ما لکم من دونہ ولی ولا شفیع یعنے نہیں ہے تمہارے واسطے سوا اللہ پاک کے کوئی مددگار اور کوئی شفاعت
کرنیوالا خطیب شربینی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا قال تعالی ما لکم من دونہ لان کل ما سواہ تحت قہرہ من ولی ای یلی امورکم ویقوم
بمصالحکم وینصر اذا حل بکم شیء مما تنذرون بہ ولا شفیع یشفع عندہ فی تدبیرکم او فی احد منکم بغیر اذنہ یعنے اللہ پاک
جلشانہ نے فرمایا نہیں تم کو اللہ سے ورے کوئی والی جو تمہارے کاموں کو ذمہ میں لے اور تمہارے لائق ہو وہیں ہو ویں اوپر آپ کھڑا رہے اور جب تم پر آپڑے
کوئی بات ان باتوں میں سے جن باتوں کے آنے کا ڈر بتلایا گیا ہے سو مدد کرے اور نہیں تم کو کوئی سفارشی کہ جو اسکے بدون اذن کے سفارش کرے
تمہارے کام بنانے کے باب میں یا تم میں سے کسی ایک کے حق میں کیونکہ جو کچھہ اسکے سوای سو اس سے ورے نرس ہی اور اسکے قہر و غلبے کے نیچے آور فرمایا اللہ
پاک نے انفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ یعنے خرچ کرو کچھہ ہمارا دیا ہوا پہلے اسدن کے آنے سے جس
میں نہ بکنا ہی نہ آشنائی نہ سفارش جلالین میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا لا بیع فداء فیہ ولا خلۃ تنفع ولا شفاعۃ لغیر اذنہ یوم القیمۃ
یعنے اسکے بدلے ایکٹکا نلیوینگے قیامت کے روز اور نہ اسروز نفع دینگی دوستی کسیکی اور نہ شفاعت کسیکی بغیر حکم اللہ پاک کے اور امام فخر الدین
رازی نے تفسیر کبیر میں اسی آیت کے نیچے کہا ان شفاعۃ الملئکۃ والرسل للمومنین انما یکون باذن اللہ تعالی لقولہ اللہ تعالی
من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ فلما کانت تلک الشفاعۃ باذن اللہ تعالی کانت فی الحقیقۃ من اللہ تعالی یعنے مقرر
شفاعت فرشتوں اور پیغمبروں کی مومنوں کے واسطے نہوگی سوا حکم اللہ پاک کے کیونکہ اسنے فرمایا من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ

پھر جب شفاعت اللہ پاک کے حکم پر موقوف ہو تو حقیقت میں وہ شفاعت اللہ ہی سے ہی اور فرمایا اللہ صاحب نے قل للہ الشفاعۃ جمیعا بیضاوی نے اس آیت
کے نیچے لکھا ہی ھو مالک الشفاعۃ کلھا لا یستطیع احد شفاعۃ الا باذنہ فانہ مالک الملک کلہ لا یملک احد ان یتکلم فی
امرہ دون اذنہ ورضاہ یعنے مقرر وہ تعالی مالک ہی سب قسم کے شفاعتوں کا کسیکو قدرت نہین شفاعت پر سوائے حکم اللہ پاک کے کیونکہ وہی مالک
سب ملک کا اور کسیکو قدرت نہین کلام کرنے پر اسکے کاروبار مین بغیر حکم اور رضامندی اسکے اور اسی آیت کی تفسیر مین صاحب تفسیر جامع البیان نے لکھا
ہی سو اسکی عبارت یہہ ہی ای ھو مالکھا لا یستطیع احد ان یشفع الا باذنہ ولا تنفع الا لمن اذن لہ یعنے وہ پروردگار مالک ہی شفاعت
کا اور کوئی شخص قدرت نہین رکھتا ہی شفاعت کرنے پر بدون حکم پروردگار کے اور فایدہ بھی نکریگی کسیکی شفاعت مگر اسیکو کہ جسکے واسطے حکم شفاعت
کا دیا ہی اللہ پاک جلشانہ نے لکھنے والا کہتا ہی کہ صحیح حدیث مین مشکات شریف مین آیا ہی کہ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کرینگے ان
لوگ کے واسطے کہ لقب جنکا عتقاء الرحمن ہوگا تب پروردگار فرمائیگا کہ انکے واسطے شفاعت مت کیجئے کہ مین آپ انکو بخشونگا اور اسی قبیل سے
ابن حجر نے زواجر مین ایک حدیث ذکر کیا سو اسمین ہی کہ ماں باپکو ایذا دئے سو تھوڑے لوگ دوزخ مین رہجائینگے سو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
انکے حال پر خبردار ہوکر نظر کرتے اس اذن عام کے کہ آنحضرت کو آگے ہوچکا تھا جناب باریتعالی مین انکی نجات واسطے شفاعت کرینگے اللہ پاک
فرمائیگا انکے ماں باپ نے بخشیں تا الک مین انکو نجات نہ دونگا پھر جب سرور عالم انکے ماں باپ کو راضی کروائینگے تب رب العزت انکو نجات بخشیگا یہہ قبول
نکرنا اسیواسطے ہی کہ انکے باب مین اذن خاص نہوا تھا اور خطیب شربینی نے اسی آیت کی تفسیر مین کہا سو عبارت اسکی یہہ ہی ھو ای الشفاعۃ
مختص بہ تعالی فلا یشفع احد الا باذنہ فان مالک الملک کلہ لا یملک احد ان یتکلم دون اذنہ ورضائہ یعنے شفاعت
خاص اللہ ہی کو ہی پھر کوئی شفاعت نکریگا سوائے حکم اللہ پاک جلشانہ کے کیونکہ وہ تعالی مالک ہی تمام ملک کا پھر کوئی قدرت نرکھیگا بات کرنے
کی سوائے خشنودی اور حکم پروردگار تعالی کے اور وہی خطیب شربینی نے تحت مین آیہ یوم لا تملک نفس لنفس شیئا کے کہا لا یملک بوجہ من
الوجوہ فی وقت ما نفس ای نفس کانت لنفس شیئا قل وجل والامر ای کلہ یومئذ ای اذا کان البعث للجزاء للہ ای
مالک المبیث لا امر لغیرہ فیہ فلا یملک الا اللہ تعالی فی ذلک الیوم احد شیئا کما ملکھم فی الدنیا یعنے مالک نہوگا کوئی کسی وجہ
سے کسیوقت میں کوئی شخص بھی شخص کے واسطے کسی چیز کا چھوٹی ہو یا بڑی کیونکہ روز قیامت کے سب کام شاہنشاہ کے حکم سے ہوا کرینگے اور اس روز
کسی کا حکم نہوگا کیونکہ اللہ پاک نے اس روز مالک نکریگا کسیکو کسی چیز کا جیسا دنیا مین مالک کیا کرتا تھا اب یہان جاننا چاہئے کہ شفاعت کرنا
جب حکم سے اللہ پاک کے مطابق اسکے مرضی مقدس کے ہوا کریگا تو پھر کوئی مالک سکانہ ٹھہرا سوائے شاہنشاہ علی الاطلاق کے اور تفسیر کبیر مین نیچے
آیت ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء قل ولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون قل للہ الشفاعۃ جمیعا کے لکھا ہی ان
فی یوم القیمۃ لا یملک احد شیئا فلا یقدر احد علی الشفاعۃ الا باذن اللہ تعالی فیکون الشفیع فی الحقیقۃ ھو الذی
یاذن فی تلک الشفاعۃ فکان الاشتغال بعبادتہ اولی من الاشتغال بعبادۃ غیرہ وھذا ھو المراد من قولہ تعالی قل للہ
الشفاعۃ جمیعا یعنے مالک نہوگا کوئی شخص کسی چیز کا قیامت کے روز سو کوئی قدرت نرکھیگا شفاعت پر سوائے حکم اللہ پاک کے پس حقیقت مین شفاعت
کرنیوالا وہی ہی جو شفاعت کیواسطے حکم دیگا پھر مشغول رہنا اسکی بندگی مین اولی ہی غیر کی بندگی مین مشغول رہنے سے اور یہی مراد ہی قول سے باریتعالی
کے قل للہ الشفاعۃ جمیعا یعنے کہدے اللہ ہی کو ہی سب قسم کی شفاعت اور تفسیر خازن مین نیچے قل للہ الشفاعۃ جمیعا کے لکھا سو عبارت
اسکی یہہ ہی لا یشفع احد الا باذنہ فکان الاشتغال بعبادتہ اولی لانہ ھو الشفیع فی الحقیقۃ وھو یاذن فی الشفاعۃ لمن

یشاء من عبادہ یعنے کوئی شفاعت نکریگا سوائے حکم اللہ پاک کے پھر مشغول رہنا اسکی عبادت مین اولیٰ ہی کیونکہ حقیقت مین وہی آپ شفاعت کرنیوالا ہی اور وہی حکم دیویگا شفاعت واسطے جسکو چاہیگا اپنے بندگون سے اب یہان جاننا چاہیئے کہ تفسیر خازن والا جو بڑا مفسر اور محدث ہی سو لکھا کہ اللہ جسکو چاہے اپنے بندون مین سے اسکو حکم شفاعت کا دیویگا کیونکہ دوزخ سے چھڑانے واسطے پیغمبران اور فرشتے اور اولیا اور صالحین سب شفاعت کرینگے لیکن معلوم نہین کہ کس کے حق مین کون ایک اُن مین سے شفاعت کریگا پھر ایک کو پکڑ لیکر اسکی تعظیم اللہ کی سی تعظیم کرنا امید سے اسکے شفاعت کہنے و توقع ہی سو اسواسطے کہ اُس بندگی کرنیوالے کی شفاعت کون کریگا سو مقرر معلوم نہین کیونکہ اس قسم کی شفاعت واسطے ہزارون شفیع ہین جیسا حدیث مین جمع الفواید کے وارد ہی یدخل الجنۃ بشفاعۃ رجل من امتی اکثر من بنی تمیم قلنا سواک یا رسول اللہ قال نعم سواکی یعنے جنت مین جاوینگے شفاعت کرنے سے میری امت مین کے ایک شخص کے زیادہ تمیم کی اولاد سے پھر صحابہ کہتے مین کہ ہم نے پوچھے سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کیا آپکی شفاعت کے سوائے اسکی شفاعت ہوگی فرمایا ہان میری شفاعت کے سوائے ہی یہہ شفاعت اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ ہر ہر صحابی اور ہر ہر اہلبیت شفاعت کرینگے اور ارشاد العباد مین حدیث ابو الشیخ اور دیلمی کی ذکر کیا سو یہہ ہی اذا اجتمع العالم والعابد علی الصراط قیل للعابد ادخل الجنۃ وتنعم وقیل للعالم قف ھنا فاشفع لمن احببت فانک لاتشفع لاحد الا شفعت فیہ فقام مقام الانبیاء یعنے جب جمع ہونگے عالم اور عابد صراط پر کہینگے عابد کو کہ جنت مین داخل ہو اور چین مین رہ اور کہینگے عالم کو کہ تو یہان ٹھہر اور جسکو تو دوست رکھتا ہی اسکی شفاعت کر مقرر کہ تو نہین کریگا کسی کی شفاعت مگر تیری شفاعت اسکے حق مین قبول کیا جاویگی پھر وہ عالم گویا مقام مین نبیون کے کھڑا ہوگا اور زرین کی روایت مین آیا ہی کہ فرمائے سرور انبیا نے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان الرجل من اھل الجنۃ لیشرف علی اھل النار فیمر بہ رجل کان سقاہ شربۃ ماء علی ظماء فیعرفہ فیقول الا تشفع لی فیقول ومن انت فیقول انا الذی سقیتک الماء یوم کذا وکذا فیعرفہ فیشفع فیہ فیرد من النار الی الجنۃ حاصل اسکے مضمون کا یہہ ہی ایک شخص کو دوزخ کی طرف لیجانے کا حکم ہوویگا سو آتے اتنے راہ مین اور ایک شخص کو جسکو دنیا مین پیاسا ہونیکے سبب سے پانی پلایا تھا سو پاکر کہیگا ای فلانے کیا تو میری سفارش نہین کرتا تب وہ کہیگا تو کون ہی پھر وہ شخص کہیگا مین وہی ہون جو تجھے فلانے دن پانی پلایا تھا سو وہ اسکو پہچانیگا اور اسکی سفارش کریگا تو اسکو دوزخ طرف سے پھرا کر بہشت مین داخل کرینگے یہہ حدیث جمع الفواید مین مذکور ہی اور امام نووی نے شرح مسلم مین اور امام سیوطی نے اتمام الدرایہ مین اور امام سبکی نے شفاء الاسقام مین لکھے مین کہ بالاتفاق آنحضرت کے ساتھ خاص ہی سو شفاعت وہی ہی جو جلدی حساب لینے فیصلہ ہونیکے واسطے سب بنی آدم کے لیے ہوگی اور دوزخ سے گنہگارونکو چھڑانے واسطے جو شفاعت ہی سو سرور عالم ہی کے ساتھ خاص نہین بلکہ دوسرے انبیا اور صلحا بھی اس قسم کی شفاعت کرنے مین شریک ہین پھر جب بات ایسی ہو اس بات سے جو تفسیر خازن والا لکھا ہی کہ ھو یاذن فی الشفاعۃ لمن یشاء یعنے اللہ تعالی جسکو چاہیگا اپنے بندون مین سے شفاعت کا اذن دیگا سو اس مین انکار پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفاعت کا نہین نکلا ہان اگر مخصوص شفاعت کبریٰ مین جو سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی کے ساتھ خاص ہی سو ایسا لکھا ہوتا تو البتہ سرور عالم کی شفاعت کا انکار نکلتا پس جن صاحبون نے خازن والے کو منکر شفاعت کا ٹھہرائینگے سو محض حسد اور بغض اور عداوت ہی اللہ توفیق نیک دیوے اور تفسیر حسینی مین ہی قولہ تعالی من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ کیست آنکس کہ او درخواست کند از انبیا و ملائکہ و غیر ایشان نزدیک او تعالی روز قیامت مگر بدستوری او کہ اجازت شفاعت دہد یعنے کون ہی وہ شخص جو درخواست کرے پیغمبرون اور فرشتون وغیرہم مین سے اللہ پاک جل شانہ کے نزدیک قیامت کے روز سوائے حکم اللہ پاک کے جو پروانگی شفاعت کی دیویگا یہان تک ذکر آیتون اور مفسرین کے قولون کا تھا جو شفاعت کے بالاذن ہونے پر صاف دلالت کرتے ہین اب یہان سے حدیثون کو اور محدثون کے قولون کو ذکر کرتا ہون امام نووی کا

بدور السافرہ میں مجاہد سے جو بڑے تابعین میں سے ہیں ذکر کیا کہ کہا اُسنے تفسیر میں لا تملک نفس لنفس کے ان المراد بالملک الدفع بالقوۃ کما یکون
فی الدنیا ان یدفع الناس بعضہم عن بعض و عن انفسہم بالقوۃ ولا یکون ذلک یوم الدین والشفاعۃ لیست من ھذا
الباب لانہا تذلل من الشافع للمشفوع عندہ واقامۃ الشفیع تذلل من المشفوع اور مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی نے تحت میں آیہ
واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس کے ایک طویل عبارت لکھا ہے جسمین ہے خواص انبیا در رنگ عوام سراسیمہ و حیران و سرداران مقام مند
رہا یا گشتہ و ہرگز دان شفاعت دران روز بدون حکم مالک علی الاطلاق محال و تفرع و زاری در رنگ تقصیر و استقلال بے فایدہ و محض خیال
انتہی ز بلاغے آنہا کہ خواص درگہ تکریم اند و وحشت زدگان عالم تسلیم اند نومید مشو کہ رحمت حق عام است نہ مغرور شو کہ خاصگان مدہیم اند
مست مہتدید کر برگشت تیغ حکم ز بمانند کر رو بیان صم و بکم ؕ ان تمام دلیلوں سے روشن ہوا کہ شفاعت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیامت
کے روز حاکم علی الاطلاق کے حکم پر موقوف ہے اور اذن ہونے پر بھی جسکے واسطے اذن ہوگا اُسیکے واسطے شفاعت کرینگے پھر تو جو شفاعت پر بزرگوں کے
تکیہ کر کر فرمانبرداری اللہ کی چھوڑ دیا اور گناہوں پر مصر ہو گیا سو تیری بہتری نہیں تو کیا ہے کیونکہ پہلے تو تجھکو کہاں سے یقین ہوا کہ تو ایمان پر مریگا
اور جس تقدیر میں کہ ایمان پر موا پھر کہاں سے یقین ہوا کہ دنیا میں تیرے سے کوئی کام جو شفاعت سے بے نصیب کرنیوالا ہے جیسا عداوت اہلبیت
سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور مانند اسکے تجھسے صادر نہوگا اور جس تقدیر میں کہ اُسکو بھی فرض کر لئے تو یہہ کہاں سے یقین ہوا کہ آگے عذاب کے شفاعت
تیرے نصیب ہوگی کیونکہ شفاعت بہت گناہگار مسلمانوں کے نصیب بعد عذاب کے ہوگی جب اتنے احتمال ہوں پھر شفاعت پر اعتماد کر کر گناہ کے کام کیا
کرنا علامت بدبختی کی نہیں تو پھر کیا ہے مواہب اللدنیہ کی دوسری فصل میں لکھا ہے واما ما یغتر بہ الجہال من انہ لا یرضی و واحد من امتہ
فی النار او لا یرضی ان یدخل احد من امتہ النار فہو من غرور الشیطان لہم ولعبہ بہم فانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یرضی بما یرضی بہ ربہ تعالی وھو سبحانہ یدخل النار من یستحقہا من الکفار والعصاۃ ثم یحد لرسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم یشفع فیہم الی ان قال فیشفع فیمن شاء اللہ ان یشفع فیہ ولا یشفع فی غیر من اذن لہ ورضیہ
یعنے لیکن جاہلان جو بھول رہے ہیں اس بات پر کہ خوشنود نہ ہونگے آنحضرت اپنے کسی امتی کے جہنم میں رہنے سے یا راضی نہ ہونگے کسی امتی کے داخل ہونے
سے دوزخ میں سو یہہ خیال انکا فریب ہے شیطان کا کیونکہ آنحضرت راضی ہونگے اُس چیز سے جو خدا تعالی اُس سے خوشنود ہے اور اللہ تعالی تو دوزخ
میں ڈالیگا کافروں اور گناہگاروں کو جو دوزخ میں جانیکے لایق ہوویں بعد اسکے فرمایا کہ آنحضرت واسطے ایک حد تک شفاعت کرینگے گناہگاروں کے
واسطے جو شفاعت کرینگے اسکے واسطے جسکی شفاعت اللہ جل شانہ نے چاہا ہے اور شفاعت نہ کرینگے اسکے حق میں جسکی شفاعت واسطے اللہ تعالی نے
حکم نہ دیا اور راضی نہ ہوا پھر اس صورت میں ہر شخص کا بھول جانا شفاعت پر فریب شیطان کا ہے سیر علاوہ یہہ ہے کہ بعضے لوگ جو ماں باپ کو ایذا دیتے
ہیں سو انکے حق میں تو اللہ پاک نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش بھی قبول نکریگا جیسا ابن حجر مکی نے زواجر میں اسبات کو حدیث سے ذکر
کیا ہے پھر اگر تو ماں باپ کے نا فرمانوں میں ہو تو تیرا کیا حال ہوگا اسلئے مسلمانوں کو چاہئے کہ امیدوار شفاعت کا رہے اور نیک کام کرنے میں بقدر مقدور کوشش کیا کرے
اور خدا اور رسول کی نا فرمانی سے ڈرتا رہے اسواسطے جب زیاد ابن زیاد خادم سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جب سرور عالم سے شفاعت قیامت کے
روز اپنے واسطے ہونے عرض کیا تو فرمایا اعنی بکثرۃ السجود یعنے مجھکو مدد کر بہت نماز پڑھکر پھر میں تیری شفاعت کرونگا اس حدیث کو امام احمد
نے صحیح سند سے ذکر کیا سو حافظ سیوطی نے بدور السافرہ میں ذکر کیا ہے اور عبد الحق دہلوی نے باب میں استحباب مال و عمر کے مشکاۃ کے ترجمہ میں لکھا
ہے سو عبارت اسکی یہہ ہے معروف گردی گفتہ طلب بہشت بے عمل گناہیست از گناہان و امید شفاعت بے سبب نوعیست از غرور شیطان و امید احمقیت

رحمت از کسی کہ فرمان بردار ہی و نکبند حمق و جہالت است انتہی اور امام غزالی احیاء العلوم مین خود پسندی اور اسکے علاج کے بیان مین لکھا ہی سو عبارت اسکی

یہہ ہی فاعلم ان کل مسلم فہو منتظر شفاعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والنسیب ایضا جدیر بان یرجوھا و

لکن بشرط ان یتقی اللہ ویخاف ان یغضب علیہ فلا یاذن لاحد فی الشفاعۃ فان الذنوب منقسمۃ الی ما یوجب المقت

والابعاد فلا یوذن فی الشفاعۃ لصاحبہا والی ما یعفی عنہ بسبب الشفاعۃ کالذنوب عند ملوک الدنیا فان کل ذی

مکانۃ عند الملک لا یقدر علی الشفاعۃ فیمن اشتد علیہ غضب الملک فمن الذنوب ما لا تنجی عنہ الشفاعۃ ولا یشفع الشفعۃ

الا لمن اذن لہ واذا انقسمت الذنوب الی ما یشفع فیہا والی ما لا یشفع فیہا وجب الخوف والاشفاق لا محالۃ الی ان

قال والانہماک فی الذنوب وترک التقوی اعتمادا علی رجاء الشفاعۃ یضاہی انہماک المریض فی شہواتہ وترک الاحتما

اعتمادا علی طبیب حاذق قریب مشفق من اب واخ او غیرہ وذلک جہل لان سعی الطبیب وہمتہ وحذقہ ینفع فی ازالۃ بعض

الامراض لا فی کلہا فلا یجوز ترک الحمیۃ مطلقا اعتمادا علی الطبیب بل للطبیب اثر فی الجملۃ ولکن فی الامراض الخفیفۃ

وعند غلبۃ اعتدال المزاج فہکذا ینبغی ان یفہم شفاعۃ الشفعاء من الانبیاء والصلحاء والاقارب والاجانب فانہ

کذلک مجرد الطلب قطعا وذلک لا یزیل الخوف والحذر یعنے یہہ جانیئے کہ ہر مسلمان امیدوار ہی سرور عالم کی شفاعت کا اور آنحضرت کے

نسبت والے بھی لایق اس شفاعت کی امید رکھنے کے ہین پر شرط یہہ ہی کہ پرہیزگاری کرین اور ڈرین اللہ پاک جلشانہ کے غضب سے اپنے پر کیونکہ جب کسی پر غضب

ہین اویگا حکم نہ ہوئیگا کسیکو اسکی شفاعت واسطے کیونکہ گناہ دو قسم پر ہوا کرتے ہین ایک تو اللہ پاک جلشانہ کی غضب اور قہر کو لازم کرتا ہی اور دور

کرتا ہی اللہ پاک جلشانہ کی رحمت خاص سے سو حکم نہ دئیے جاویگا ایسے گنہگار کی شفاعت واسطے دوسری قسم وہ گناہ ہی جو شفاعت سے بخشا جاتا ہی

مثال اسکی جیسا دنیا کے بادشاہون کے کئی تقصیر کئی طرح کے ہوا کرتے ہین اور ہر شخص کو جو بادشاہ کے پاس ایک رتبہ رکھتا ہی قدرت نہین ہی کہ سفارش کرے

اس شخص کے واسطے جسپر بادشاہ کا غضب ہوا ہو پھر اس سے معلوم ہوا کہ بعضے گناہ ایسے سخت ہوا کرتے ہین کہ سفارش سے بھی چھٹکارا نہین ہوتا ہی

اور بات تو ایسی ہی کہ سفارش کچھ فایدہ نہ دیگی مگر اسی کو فایدہ کریگی کہ جسکے واسطے حکم ہوا اور جب گناہ دو قسم پر ٹھہرے ایک تو وہ کہ جسکے لئے شفاعت

ہو سکتی ہی دوسرا وہ کہ جسکے واسطے شفاعت ہی نہو گی پھر البتہ ڈرتے رہنا ضرور پڑا اور غلو کرنا گناہ کرنے مین اور نا پرہیزگاری مین پڑنا اعتماد کر کے شفاعت

پر ویسا ہی جیسا بیمار کا غلو کرنا دلکی رغبت کے چیزون مین اور چھوڑنا اس بیمار کا پرہیز کو بھروسے پر دانا طبیب کے جو اسکا قرابت دار ہووے اور مہربان باپ

ہو یا بھائی یا اور کوئی سوا اسکے یہہ کام جہالت کا ہی کیونکہ کوشش طبیب کی فایدہ دیتی ہی تھوڑے بیماریون کو دور کرنے مین نہ سب بیماریون کو پس جائز

نہین پرہیز چھوڑنا فقط طبیب کے بھروسے پر کیونکہ اثر طب کا ہلکے بیماریون مین ہوا کرتا ہی وہ بھی جب مزاج کے اعتدال کو غلبہ ہووے سو اسیطرح سمجھنا ہی سفارش کو شفیعون

کے جو شفیع پیغمبر ہون یا پرہیزگار یا قرابت دار یا بیگانے کیونکہ شفاعت فقط مانگنا ہی کچھ حکومت کرنا اور زور سے حکم چلانا نہین ہی پھر اسقدر سے ڈر ہونا

نہین پہنچا ہی اور وہی امام حجۃ الاسلام کیمیاے سعادت مین لکھا ہی سو ترجمہ اسکا یہہ ہی جو چاہے سو کرنا شفاعت کی امید پر ایسی بات ہی جو بیمار پرہیز

کرتا نہین جو جی چاہا سو کھایا کرتا ہی اس اعتماد پر کہ باپ اسکا طبیب ماہر ہی اور ہو سکتا ہی کہ بیماری ایسی رہے کہ علاج پذیر نہو پھر اس صورت مین مہارت

طبیب کی کیا کام آویگی بلکہ مزاج ایسی رہنا کہ طبیب اسکو مدد کر سکے مثال اسکی یہہ ہی کہ جو بادشاہ کے نزدیک رتبہ اور عزت رکھتا ہو سو ہر تقصیر مند کے واسطے سفارش

نہین کر سکتا ہی بلکہ جسکو بادشاہ نے اپنا دشمن ٹھہرایا اسکے واسطے شفاعت ہو سکتی ہی نہین اور اللہ پاک جلشانہ اپنے قہر اور دشمنی کو گناہون مین چھپا

رکھا ہی اور بہت لوگ بعضے گناہ کو نظر مین حقیر دیکھتے ہین لیکن حقیقت مین اللہ پاک جلشانہ دشمن رکھنے کا سبب پڑتے ہین جیسا خود اللہ پاک جلشانہ نے فرمایا

وتحسبونه هينا وهو عند الله عظيم یعنے تم اسکو سہل جانتے ہو حالانکہ وہ اللہ پاک جل شانہ کے نزدیک بڑی چیز ہے انتہی دیکھو تو امام حجۃ الاسلام غزالی نے
اپنے ان لوگوں کو بیان کیا جو بیان دو بات الکھے میں ایک تو سرور عالم کی شفاعت کو شخص معین کے نظر کرتے طبیب کے علاج کے ساتھ جو ظنی امر ہے تشبیہ دیتے ہیں دوسری
بات یہہ ہے کہ بعضے گناہوں واسطے شفاعت ہونے کی ہی نہیں کہے اور حضرت سعدی علیہ الرحمہ تو فرما چکا ہے سے حجت کسی را شفاعت گر ست ، کہ بر جادہ
شرع پیغمبر ست ، یعنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی کی شفاعت کرینگے جو سرور عالم کے طریق پر قایم ہی اور شمایل الاتقیا میں یہہ بیت ہی اور بعضے
اسکو سعدی کی طرف منسوب کئے ہیں سے اگر خدای نباشد ز بندہ خشنود ، شفاعت ہمہ پیغمبران ندارد سود ، یعنے اگر خدا تعالی کسی بندہ سے خشنود نہ ہے
تو سفارش تمام پیغمبران کی بھی اسکو فایدہ نہ دیگی اللہ توفیق دے اور یہہ بھی جاننا چاہئے کہ پروردگار بڑا حاکم بے پروا ہی جو چاہے سو کیا کرتا ہی مولوی اسمعیل نے
اپنے مطبوعی سفینے کے تین سو تیسویں صفحہ پر اس بات طرف اشارہ کیا اور کہا ما پیغمبران علیہم السلام از عقوبت خدا تعالی ایمن نہ اندبہ آمنیں بلکہ خایفیں
و ترسان بودند از ہمہ زیادہ تر انتہی یعنے لیکن پیغمبران اگرچہ خدا کے عذاب سے امن دیئے گئے ہیں لیکن اپنے طرف سے بے ڈر نہیں ہیں بلکہ سب سے زیادہ ڈرنے والے
ہیں انتہی ڈر انکا جو ہی سو نظر کرتے اسکی صفت لا ابالی اور علم کی وسعت اور اسکی مالکیت کے ہی کیونکہ مالک حقیقی کو پہنچتا ہی کہ اپنے ملک میں جیسا چاہے ویسا تصرف
کرے اور حق کسیکا اسپر واجب نہیں ہی جیسا سیح الازہر شرح فقہ اکبر میں لکھا ہی کہ حدیث میں امام احمد حنبل کے آیا ہی اور ابو داود کے اور ابن ماجہ کے کہ فرمائے

سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو ان الله عذب اهل سمواته واهل ارضه عذبهم وهو غير ظالم بهم ولو رحمهم كانت رحمته خيرا لهم
من اعمالهم یعنے اگر اللہ پاک جل شانہ عذاب کرے اپنے آسمان اور زمین والوں کو تو عذاب کیا انکو ظالم نہو کر یعنے اُن پر عذاب کرنے سے اللہ تعالی ظالم نہیں
ہوتا ہی کیونکہ سب کے سب اسکی ملک خاص میں اور مالک کو پہنچتا ہی کہ تصرف کرے اپنی ملک میں جیسا چاہے اور ظلم غیر کے ملک میں تصرف کرنیکو کہتے ہیں اور
کوئی چیز ایسی نہیں کہ اسکی ملک خاص نہ ہو اور اگر رحم کرے اُن پر تو ہی رحمت اسکی بہتر انکے لئے انکے عملوں سے اب یہاں جاننا چاہئے کہ پیغمبران اور فرشتے معصوم
ہیں ڈر رہا موں عذاب سے اور قطعی بخشے گئے ہو تو پھر حدیث میں جو ایسا آیا ہی سو فقط اسکی مالکیت اور بے پروائی کے طرف اشارہ ہی یعنے مختار ہی پروردگار
جل شانہ جو چاہے سو کیا کرتا ہی نہ نیکو نکا حق اسپر لازم ہی نہ بدو نسے انتقام لینا اور وعدہ وفا کرنا اسکا فضل و احسان ہی فقط اور جیسا امام الوقت عبد
الوہاب شعراوی نے کتاب میں طبقات کے امام ابو حنیفہ سے انہوں نے عطا سے سنے سو روایت کو ذکر کیا سو یہہ ہی ما من ملك مقرب ولا نبي مرسل
الا ولله الحجة عليه ان شاء غفر له وان شاء عذبه یعنے کوئی مقرب فرشتہ اور پیغمبر مرسل ایسا نہیں ہی کہ جسپر اللہ پاک جل شانہ کی حجت نہو پھر
اگر چاہئے تو اسکو بخشے اور اگر چاہے تو عذاب کرے اور امام رازی تفسیر میں آیات ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفر لهم فانك انت العزيز
الحكيم کے لکھا ہی سو عبارت اسکی یہہ ہی انه يجوز على مذهبنا الله تعالى ان يدخل الكفار في الجنة وان يدخل الزهاد والعباد
في النار لان الملك ملكه لا اعتراض لاحد عليه یعنے جایز ہی اللہ پاک کو اہل سنت کے مذہب کے رو سے کہ داخل کرے کافروں کو جنت میں
اور داخل کرے زاہدوں عابدوں کو دوزخ میں کیونکہ تمام ملک ملک خاص ہی اللہ پاک جل شانہ کا اسپر اعتراض کرنا کسیکو پہنچتا نہیں اور اللہ پاک جل شانہ کے علم کا
منتہا بھی کسیکے احاطہ میں لانے والا نہیں پھر اسکے علم میں کیا کیا باتیں اور کیا کیا شرطیں ہیں سو کب کسیکے علم میں آونگے اسیواسطے جنت کی بشارت دیئے گئے
سو لوگ اللہ پاک سے ڈرتے ڈرتے عمر کاٹتے ہیں جیسا روایت ہی سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمائے حضرت نے لیت رب محمد لم يخلق محمدا
یعنے کاشکے پروردگار محمد کا نہ پیدا کرتا محمد کو اور فرمائے صدیق اکبر نے کاشکے آپ گھانس ہوتا کوئی جانور کھا جاتا اور عمر فاروق نے فرماے ليتني لم اخلق
کاشکے میں پیدا نکیا جاتا کان علي كرم الله وجهه يقبض على لحيته ويتململ تململ السقيم ويبكي بكاء الحزين حتى يصبح یعنے اپنی داڑھی کو حضرت علی نے ہاتھہ میں
لیکر بیمار کی بیقراری کی سی بیقراری کرتے تھے اور غمگین کے رونے کے موافق روتے تھے صبح ہوتے تک یہہ دونوں قول امام شعرانی کی طبقات میں ہیں اور دوسرہ

اللہ کا حق ہی خواہ مخواہ ہو نہوالا ہر وجوب کی راہ سے نہیں یعنے وعدہ کرنے سے وفا کرنا اسپر واجب نہیں ہو گیا بلکہ اپنی عنایت سے وفا کریگا اسکے شرط
جو اسکے علم میں ہیں سو پورے پائیجاویں تو کیونکہ اسپر کسیکا حق نہیں آور عبد الحق دہلوی شرح میں فتوح الغیب کی ایک حدیث کے ترجمہ میں جو حضرت عایشہ
سے مروی ہی سو کہا لازم نیست حق تعالی را بسر بردن عہد وعدہ از جہت غنای ذاتی ولا ابالی درگاہ وے اگرچہ بفضل و کرم خود چیزے چند برائے بندگان
ضامن شد و بر خود گرفتہ چنانچہ رزق رسانیدن در دنیا و ثواب دادن در آخرت اما بروے واجب و لازم نیست کہ اگر نکند بروے اعتراض لازم آید سے کردگار
آن کند کہ خود خواہد با حکم بر کردگار نتوان کرد انتہی آور فتوح الغیب میں ہی کہ فرمائے غوث الاعظم نے لا یجب علیہ لاحد حق و لا یلزمہ الوفاء بالعہد یعنے
واجب نہیں ہی اللہ تعالی پر حق کسیکے واسطے اور لازم نہیں اسکو وفا کرنا وعدہ کا اور عقاید کا اتفاقی مسئلہ ہی لا یجب علیہ تعالی شئ للخلق یعنے واجب
نہیں اللہ پر کوئی چیز مخلوق کے واسطے تسپر تعین معلوم نہیں کہ وعدہ اسکا بے شرط ہی یا کسی شرط کے ساتھ ہی اگر کوئی وعدہ کسی شرط کے ساتھ ہو تو وہ
شرط واقع نہوی تلک وفا کب کریگا اسی بات طرف اشارہ ہی کلام میں غوث الاعظم کے جو فتوح الغیب میں مذکور ہی وہ یہ ہی ولم یوف للعارف
بحکم ما وعدہ یعنے وفا نہیں کرتا ہی پروردگار اپنے ہر وعدے کو جو ولی سے کیا کرتا ہی اسکے عربی شرح میں لکھا ہی کہ سبب اللہ کے وعدہ خلاف ہونیکا دو
بات سے ایک ہی یا تو وہ وعدہ کسی شرط کے ساتھ تھا سو عارف کو اسپر اطلاع نہونیکے سبب سے اس شرط کو بجا نہیں لایا پھر وہ وعدہ بھی ظہور میں نہیں
آیا دوسری یہہ کہ وعدہ مجمل تھا سو مطلب سمجھنے میں عارف کو غلطی ہو گئی سو وہ اور کچھ مطلب سمجھا مقصود خدا کا اور تھا اسلئے عارف کے بیانمیں
غلطی پڑی پھر اسکے کہے پر کیا ظہور میں نہ آیا سو ظاہر میں وعدہ خلاف ہوا حقیقت میں وعدہ خلاف نہیں ہی الحاصل ایسے سببوں سے انبیا اولیا بھی
اللہ پاک کے قہر و جلال سے رات دن ڈرتے رہے حالانکہ سب کام انکے اللہ پاک کی مرضی موافق تھے آور عشرہ مبشرہ تو خوشخبری بہشت کی سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے سنے اور شفاعت کی امید انکو ہمیشے بھی تو تہی پر اپنے جیتے تلک خوف و ہراس میں اوقات کاٹے رضی اللہ عنہم آور تو ای مدعی کس
باغ کی مولی ہی جو شفاعت پر اتنا مغرور ہو گیا کہ فرضاں ادا کرنیمیں قصوری کرنے لگا اور شاعرونکے بیتوں اور قصہ گویونکے حکایتوں پر نذر ہو گیا آخر
سمجھا و بجھا اسوقت کیا حاصل اللہ توفیق نیک دے آور یہہ بھی جاننا چاہیے کہ اللہ پاک جلشانہ بے پروا اور مالک مطلق ہی اگر کسی پر مہربان ہو تو ایک
عمر کے گناہوں کو ایک بات پر بخشدیکر بہشت میں بھیجے اگر کسی پر غضب میں آوے تو سو سال کی طاعت ایکبارگی مردود کر دے اسکی درگاہ میں بعد ایمان کے
کوئی چیز عاجزی سے زیادہ پسند نہیں اور کبھو چاہتا تو ولی کامل کی دعا کو رد کر دیوے اور بدکار کی دعا کو قبول کر لیوے کیا تو نہیں جانتا کہ حضرت یونس نے عذاب
اپنی قوم پر اترنے کے لئے زاری اور استغفار کئے کہ جس سے عذاب الہی کا دفع ہو گیا اور حضرت یونس اسبات سے غضبناک ہو کر اس ملک سے جاتے رہے پھر کیسے
بلیات میں مبتلا ہو گئے سچ ہے کہ خداوند کے آگے کسی بندے کی یہ مرضی اسکے طاقت دم مارنیکی نہیں ہی ان اللہ یفعل ما یشاء وان اللہ یحکم ما یرید
محبوب سبحانی کے ملفوظ شریف میں ہی کہ فرمانے لگے کہ ایکبار مبتلا کیا مجھکو اللہ پاک نے کسی بلا میں سو میں دعا کیا اسکے دفع واسطے پھر اللہ پاک نے مبتلا کیا
مجھکو دوسری بلا میں پھر میں نے تسلیم اختیار کر لیا اور امام شعرانی انوار قدسیہ میں ابراہیم ادہم سے نقل کیا کہ اسنے کہا سالت اللہ ان یرزقنی قیام
اللیل فعوقبت بحرمان الفرایض ثلثۃ ایام یعنے مانگا میں نے اللہ پاک جلشانہ سے توفیق کو تہجد کی نماز واسطے پھر سزا دیا گیا میں تین روز کے فرضوں
چھٹ جانے سے آور امام غزالی نے منہاج العابدین کی تفویض کے فصل میں عارض کے بیان میں لکھا ہی کہ ایک نبی نبیاں میں سے بنی اسرائیل کے دعا کیا بلا دفع ہونے
واسطے اپنے پر سے پھر اسکو خطاب عتاب آیا کہ ای فلانے کیا تو مجھے خدائی سکھلاتا ہی جو میری قضا پر راضی نہیں رہتا کیا تو چاہتا ہی تیرے واسطے لوح محفوظ
کو بدل دیوں یا تو چاہتا ہے سو ہووے میرا چاہا نہووے دوسری بار ایسی حرکت کریگا تو خلعت پیغمبری کی تیرے سے نکال لونگا اور تجھکو دوزخ میں ڈالونگا آور امام شعرانی
[illegible] میں ابو الخیر سے نقل کیا ہی کہ فرمایا اسنے ان زکریا علیہ السلام لما نشر وبلغ المنشار الی راسہ ان من شدۃ الوجع فاوحی

اللہ تعالیٰ الیہ یا زکریا وعزتی وجلالی لئن صعدت منک الیّ انۃ ثانیۃ لامحون اسمک من دیوان النبوۃ فعض زکریا علی الصمّ
حتی قطع شطرین حاصل معنی کا یہہ ہی کہ جب حضرت زکریا کو آرے سے چیرنے لگے اور آرہ تک پہنچی تب درد کی سختی سے ایکبار کراہی نکلنے کیلئے تیار تہی تب اللہ
تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجا کراہی کرو گے تو سوگند میری بزرگی کی کہ اگر ایک بار تو کراہیگا تو البتہ مٹا دیونگا تیرے نام کو نبوت کے دفتر سے پھر زکریا علیہ السلام
نے صبر کیا یہانتک کہ دو ٹکڑے ہو گئے دیکھو کہ محض لیپنی محبت کے وقتمین ایکبار کراہنے سے زکریا سے پیغمبر کسقدر عتاب ہوا یہہ خدائی ہی ویسے روائی
نہین تو پھر کیا ہی تم صاحبو یہ سمجھا اللہ تعالیٰ کو بھیجے ہی اس مین اسلئے اسکی نافرمانی اور اسکے رسول کا خلاف کرنے لگے اور انکے دشمنونکی چال چلن چلنے لگے
اور کافرونکے روبہ کو رسول اللہ کے طریقہ اختیار کر لئے تس پر امید رحمت اور شفاعت کی رکھنا نازیبا کام ہی دیکھو تو ذات باریتعالیٰ کی کیسی بے پروائی
کہ لکھوانے پیارونکے ساتھ ایسے معاملے کیا کرتا ہی اور قیامت کا روز اللہ کا بڑا غضب ظاہر ہونیکا دن ہی اس روز مقربان اللہ تعالیٰ کے مارے دہشت
کے گونگے ہو جاینگے بلکہ مولوی اسلمی کے لکھنے سے تو اوندھے منھ گر جاوینگے جیسا اسکے سفینے کے دو سو چہترویں صفحے پر اس دن کی بزرگی کی طرف اشارہ
کیا اور کہا سو عبارت اسکی یہہ ہی حال مقربان از آن یعنی از آواز پر ہیبت دوزخ بلرزند و بروی خود خواہند افتاد از جہت التجا بتضرع و زاری و در حدیث
صحیح وارد است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در یک مجلس بتعداد بار اللہم اجرنی من النار میفرمود و حالانکہ امام مقربین و رئیس معصومین بود و نمراد ازان یا
تعلیم و تخویف امت است یا از مخافت نفس خود بنظر بعظمت وجلال باریسبحانہ کہ ہر چہ کند پرسیدہ نشود ازان لایسئل عما یفعل شان اوست پس معصوم
و غیر او بنظر باین شان یکسانند و از ینجاست کہ مقربان پناہ از دوزخ ہمیشہ بخدا تعالیٰ می برند و از و سلامت میخواستند اینست حال مقربان انتہی
یعنے حال مقربونکا قیامت کے روز ہیبت ناک آواز سے دوزخ کے کانپیگا اور وے مقربان اللہ کی جناب مین التجا کرنے واسطے اوندھے منھ کرینگے اور حدیث
صحیح مین ہی کہ سرور عالم ایک مجلس مین ستر بار اللہم اجرنی من النار کہتے تھے یعنے بار خدایا مجھے دوزخ سے اپنی پناہ مین رکھ حالانکہ سرور عالم امام مقربونکے
اور سردار معصومونکے تھے اور کہا مراد اس سے یا امت کو ڈرانا ہی نظر کرتے عظمت اور جلال خداوندی کے کہ جو چاہے سو کیا کرتا ہی کوئی اسکو پوچھنے
والا نہین لایسئل عما یفعل شان اسکی ہی یعنے اسکے کام کو کوئی پوچھنے والا نہین معصوم و غیر معصوم نظر کرتے اس شان کے برابر ہین اسیواسطے مقربان
ہمیشہ دوزخ سے پناہ مانگتے تھے یہہ ہی حال مقربونکا انتہی اور مشکوۃ شریف مین ایک حدیث اس مضمون کی طرف اشارہ کرتی ہی سو یہان لکھے جاتی ہی
اسکی شرح سمیت جو ملا علی قاری نے کیا ہی وہ یہہ ہی عن عائشۃ انہا ذکرت ای بقلبہا النار جہنم فبکت ای خوفا منہا فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما یبکیک ای ما سبب بکائک قالت ذکرت النار فبکیت فہل تذکرون اہلیکم
یوم القیمۃ فقال رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم اما فی ثلثۃ مواطن فلا یذکر احد احدا یعنے روایت ہی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے کہ انہون نے دل مین اپنے یاد کیئے دوزخ کی آگ کو اور اسکے عذاب کو سو روئے اسکے ڈر سے پس پوچھے سرور عالم نے کہ کیا چیز تجھے رلاتی ای عائشہ تو کہے عائشہ
صدیقہ نے کہ یاد کی مینے دوزخ کی آگ کو اسلئے روئی مین پھر عائشہ صدیقہ پوچھے کیا آپ یاد کرینگے اپنے لوگ کو قیامت کے روز تو فرمائے سرور عالم
نے لیکن تین جگہہ نہین کوئی کسیکو خاص کر کے یاد کریگا پھر ذکر کئے سرور عالم نے ان تین جگہون کو اور فرمائے عند المیزان و عند الکتاب و عند الصراط یعنے
اعمال تولنے کے وقت اور عملنامے دینے کے وقت اور پل پر سے گذرنے کے وقت اب یہان ملا علی قاری کہتا ہی اما الشفاعۃ العظمی عامۃ الخلائق
یعنے لیکن شفاعت عظمی جو ہوگی سو عموما تمامی بنی آدم کے واسطے ہوگی انسے حساب جلد لینے اور انمین فیصلہ جلد ہونے واسطے نہ معین شخص کے لئے اور
امام بیہقی نے اپنے تذکرے مین امام غزالی کی کتاب سے کہ جسکا نام کشف الآخرۃ ہی ایک عبارت طویل روز قیامت کے عظمت و شان مین نقل کیا ہے
ہی و یتعلق ابراہیم و موسی و عیسی بالعرش ہذا قد نسی الذبیح وہذا قد نسی ہارون وہذا قد نسی مریم علی نبینا

وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ویجعل کل واحد منہم یقول نفسی نفسی لا اسئلک الیوم غیرہا حاصل معنی کا یہہ ہی کہ قیامت کے روز حضرت ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ جو بڑے اولو العزم پیغمبران ہین عرش کو پکڑ رہینگے یہہ اسمٰعیل کو بھول جاوینگے اور وہ ہارون کو اور وہ مریم کو درود وسلام ہو ہمارے نبی پر اور انپر اللہ تعالیٰ سے اور ہر ایک انمین سے کہنے لگینگے کہ اے رب نجات دے میری ذات کو مین مانگتا نہین تجھسے سوا میری کی رستگاری کو تو جسدن ایسا روز ہوگا کہ ایسے پیغمبران مقرب پر ایسی دہشت پڑیگی کہ اپنے عزیزونکو بھول جاوینگے اور اپنی ہی نجات چاہنے لگینگے پھر ہم سیونکا کیا حال ہوگا الحق پروردگار تعالیٰ شانہٗ ایسا ہی قادر بے پرواہ ہے کہ اس سے ہر کوئی ڈرا کرے اور وہ زبردست بڑی قدرت والا ہے کہ چاہے تو ایک آن میں عرش سے فرش تلک الٹ پلٹ کر سکے اور ایک نئی خلقت موجود مین لاوے ذرا سی کام سے کچھ مثال نہین سکی کہتے نہ اس سے کچھ عظمت اسکی بڑہے ملا علی قاری نے عین العلم کی شرح مین کہا ہے سو عبارت اسکی یہہ ہی لو اجتمع اہل الارض والسماء ان یحیطوا العلمہ وحکمتہ فی تفصیل خلق نملۃ او بعوضۃ لم یطلعوا علی عشر عشیرۃ فالقدر الیسیر الذی علمہ الخلائق کلہم فبتعلیمہ علموہ وان العبد لا یملک لنفسہ نفعا ولا ضرا ولا موتا ولا حیوۃ ولو سلط بعوضۃ علی اعظم ملک واقوی ملک لاہلکتہ وان اہلک اللہ جمیع المخلوقات لم ینقص من سلطانہ وملکہ ذرۃ وان خلق امثالہم الف الف مرۃ لا یزید فی کمالہ سبحانہ ذرۃ ولیس کمال الغیر اللہ الا بقدر ما اعطاہ واما کمالہ فکمال معرفۃ العارفین الاعتراف بالعجز عن معرفتہ ومنتہی نبوۃ الانبیاء الاقرار بالقصور عن وصفہ ونعتہ یعنے اگر اکٹھے ہون آسمان اور زمین والے اس بات پر کہ گھیر لیوین اللہ پاک جلشانہ کے علم وحکمت کو جیونٹی یا مچھر کی پیدائش کی تفصیل کرنے مین تو خبردار نہونگے اسکے سو حصے پر بھی جو تھوڑا آجاتے ہین سو اسیکے سکھلانے سے جانتے ہین اور تحقیق کوئی بندہ قدرت رکھتا نہین ہی اپنی ذات کو نفع پہنچانے پر اور اپنی ذات سے ضرر دور کرنے پر اور نہ مرنے پر اور نہ جینے پر اور اگر اللہ تعالیٰ سونپ دیگا ایک مچھر کو کسی ایک بڑے بادشاہ بڑے زبردست قوت والے پر تو البتہ وہ مچھر اسکو ہلاک کر ڈالیگا اور ہلاک کریگا اللہ تعالیٰ سب مخلوقونکو تو برابر ذرہ کے نہ گھٹیگا اسکی سلطنت اور ملک سے کچھ اور اگر دس لاکھ اتنے بار ان مخلوقات کو پیدا کرے تو ذرہ برابر زیادہ نہ ہوگا اسکے کمال مین کچھ اور کچھ کمال ہی نہین اللہ کے غیر کو مگر اسی قدر جو اسنے دیا ہے لیکن کمال اللہ تعالیٰ کا یہہ ہی کہ کمال عارفونکے پہچانتکا اقرار کرنا ہے عاجز ہونیکا اسکی پہچانت سے اور نہایت پیغمبرونکے نبوتکا اقرار کرنا ہی اپنی قصور ہونیکا اسکی تعریف کرنے سے پھر ایسے زبردست قادر بے پرواسے نہ ڈرنا اور اسکی نافرمانی کرتے چلے جانا امید شفاعت سے کے بڑی جرأت اور جسارت ہی اور زیادہ یہہ ہی کہ اہل سنت وجماعت حضرت غوث الاعظم کے بہت معتقد ہین کہ کسی ولی کو انکے برابر نہین جانتے بلکہ بعضے گمراہ ہند کے اس جناب کو خلفائے راشدین اور حسنین شریفین پر بھی ترجیح دیا کرتے ہین سو انہینے فرمایا ہے جیسا فتوح الغیب مین ہی قد قنعت من طاعۃ الحق بقول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہذا لا ینفعک حتی تضیف الیہ شیئا آخر الایمان لا یقبل منک ولا ینفعک اذا اتیت بالمعاصی والزلات ومخالفۃ الحق عز وجل واصررت علی ذلک وترکت الصلوٰۃ والصوم والزکوٰۃ والحج والصدقۃ وافعال الخیر اذا قلت لا الہ الا اللہ فقد ادعیت یقال لک ایہا القائل البینۃ ما البینۃ امتثال الامر والانتہاء عن النہی والصبر علی الآفات والتسلیم الی القدر ہذا ہو بینۃ ہذہ الدعوی یعنے مقرر بس کر دیا تو نے اللہ تعالیٰ کی طاعت کرنے سے فقط کلمہ طیبہ پڑھکر اور اس قدر تو کچھ فایدہ نہ بخشیگا تجھکو جب تلک کہ اسکے ساتھ ضافہ نکرے تو دوسری چیز کو یعنے فرایض اور واجبات اور سنتون کو اور فقط ایمان لانا تیرا مقبول نہ ہوگا اور نفع بھی نہ دیگا تجھکو جب تو گناہ کریگا اور چوکیگا و نافرمانیان اور خلاف حق کا کریگا اور اصرار کریگا اسپر اور چھوڑ دیگا نماز روزہ حج زکاۃ اور خیرات اور دوسرے نیک کامونکو جسوقت تو کلمہ طیبہ پڑھا تو مقرر تو نے دعویٰ ایمان کا کیا لیکن تجھکو کہا جاویگا کہ اے پڑھنے والے تجھپر گواہ بھی ہی کیا اور گواہ ایمان کے دعویکا

فرمان برداری کرنا اللہ کی عبادت ہے اسنے منع کیا سو کاموں سے اور صبر کرنا آفتوں پر اور سونپ دینا اپنے کو تقدیر پر بھی ہے گواہ اس دعوی کا پھر جو لوگ
غوث الاعظم کے معتقد بھی ہیں اور فقط کلمہ پڑھکر بغیر عمل کے شفاعت کے بل سے بغیر عذاب کے بہشت میں چلے جائینگے کرکے عقیدہ بھی رکھتے ہیں سو
گویا غوث الاعظم کو جھٹلاتے ہیں نعوذ باللہ منہا اور پھر آنحضرت نے پانسو چالیس پانچویں سنہ کے وعظ میں فرماتے ہیں جیسا آپکے ملفوظ شریف
میں موجود ہے قولک انا من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من غیر متابعۃ لا ینفعک یعنے کہنا تیرا کہ میں سرور عالم کی امت سے ہوں بغیر متابعت
آنحضرت کے عقاید اور اعمال میں کچھ فایدہ نہ بخشیگا تیرے تئیں اور مشکاۃ شریف میں مطابق اسی قول کے وہب بن منبہ کی روایت سے لایا ہے سو یہ ہے
قیل لہ الیس لا الہ الا اللہ مفتاح الجنۃ قال بلی ولکن لیس مفتاح الا لہ اسنان فان جئت بمفتاح لہ اسنان فتح لک والا
لم یفتح لک رواہ البخاری یعنے پوچھے لوگوں نے وہب بن منبہ سے کہ کیا کلمہ طیبہ کنجی بہشت کی نہیں ہے تو کہا ہاں ہے پر ایسی کنجی کوئی نہیں ہے کہ جسکو
دانت نہوں پھر اگر تو دانت والی کنجی لائیگا تو دروازہ بہشت کا کھلیگا اگر بے دانت کنجی لائیگا تو دروازہ نہ کھلیگا روایت کیا اسکو بخاری نے اپنے
صحیح میں اور مراد دندانہ سے اعمال حسنہ ہیں دیکھو اس سے بھی صاف معلوم ہوا کہ فقط کلمہ طیبہ عذاب کے آگے کام نہ آئیگا لیکن جو حدیث میں آیا ہے من قال لا
الہ الا اللہ دخل الجنۃ سو سبب اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث اسوقت فرمائے کہ جسوقت میں سوائے توحید اور اقرار رسالت کے کوئی عمل فرض نہیں ہوا تھا پھر سوقت
کلمہ طیبہ نجات واسطے بس تھا جب ایک ایک چیز فرض ہونے لگی تب ایک ایک وعید اسکے ترک پر آنے لگی اسیطرح کہا ہے ملا علی قاری نے مسیح الازہر میں اور
دوسری بات یہ ہے کہ اس سے یہ کہاں معلوم ہوا کہ عذاب کے آگے بہشت میں جائیگا اللہ توفیق نیک دیوے تیسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث مطلق ہے اور اسکو دوسری
حدیث نے مقید کی ہے سو یہ ہے جو طبرانی نے اپنے معجم کبیر میں لایا ہے من قال لا الہ الا اللہ مخلصا دخل الجنۃ قیل وما اخلاصہا قال ان تحجزہ
عن محارم اللہ یعنے فرمائے آنحضرت نے کہ جسنے لا الہ الا اللہ کو خالص کرکے کہا سو جنت میں داخل ہوا لوگوں نے پوچھے کہ اسکا خالص کرنا ہے سو کیا
ہے تو آپنے فرمایا کہ اسکو بچا رکھنا ہے حراموں سے اللہ کے اس میں داخل ہے اصرار کرنا صغیرے پر یعنے صغیرہ پر اصرار کرنا بھی کبیرہ گناہ اور حرام ہے یہ سب انتباہ
بعضا لا الہ الا اللہ کی کتاب سے لکھا گیا آپ یہاں غور سے دیکھے تو ظاہر ہوتا ہے کہ وہ وقت بڑا کٹھن ہے کہ بڑے مقربان خدا کی دہشت سے بقول اصلی اسر
روز ناوند سے منہ کر لینگے اور بقول امام غزالی حضرت ابراہیم اسمعیل کو اور موسی ہارون کو اور عیسی روح اللہ مریم کو اس روز کی دہشت سے بھول جاوینگے
پھر سپاہیان اور بد وشمشیر کو کون پوچھتا ہے بلکہ خود سرور انبیا ایسا فرماچکے کہ تئیں چلو نہیں کوئی کسیکو یاد کریگا جیسا تو نے قریب میں چکا پھر دوسرا
کون ہے کہ اس وقت بے مرضی خدا کے کسیکا حمایتی بنے یا نتیجہ قہر خدا سے کسیکو چھڑاوے مگر جب حکم ہو پروردگار کا کسیکو کسیکی شفاعت واسطے تو اس ہی
کے لیے شفاعت کریگا پھر اس صورت میں ہوے اور جیتے اللہ ہی سے کام رکھنا اور سرور عالم کے تابعدار رہنا اللہ مہربان تو کل مہربان اللہ یار تو پیغمبر یار ہے
پروردگار خاتمہ دوسری فصل کا اس جگہ ایک طالب العلم جو فقہ اور حدیث کو چھوڑ کر علم منطق اختیار کرلیا ہے سو آیتوں اور حدیثوں اور اماموں اور مفسروں
اور محدثوں کے قولوں سے چشم پوشی کرکے تعصب جاہلیت سے کہتا ہے کہ اذن شفاعت کا سرور عالم کو دنیا ہی میں ہو چکا ہے اور قیامت کے روز حاجت
اذن کی نہیں رہی اور بڑی سند اسکی ایک حدیث ہے کہ جسمیں اعطیت الشفاعۃ یعنے شفاعت مجھے دئیے گئی کرکے مذکور ہے سو وہ طالب العلم کہتا ہے کہ مراد اس
حدیث سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا ہی میں اذن شفاعت کا ہو چکا اور مقصود اس بدبختی کا یہ کہ جو کوئی فقط لا الہ الا اللہ محمد رسول
اللہ کہکے مسلمانی کا دعوا کرنے لگا ہے اور نماز روزہ اور دوسرے فرضاں واجباں چھوڑ کر کبیرے گناہ کرنا شروع کردیا ہے سو اسکی شفاعت آنحضرت یہیں
کیا کرتے ہیں پھر امتی کہلانے والوں کو نہ برے خاتمہ کا ڈر نہ کسی فرض واجب کے چھوڑنیکی پروا نہ کسی کبیرے گناہ کرنے کا اندیشہ باقی رہا چنانچہ ایسے ایسے باتاں
عوام کو سکھا کر بیڈر کردئے اور بھگا دئے ہیں شریعت کے راستے پر آئے تھے سو لوگوں کو خلاف شرع پر لیجا کر چھوڑ دئے ہیں یا غیاث المستغیثین

ف: حدیث کا اذن دنیا میں ہو چکا کا دعوی باطل اور اسکا رد

ویا احکم الحاکمین تیرے جناب مین فریاد فریاد اب جواب اس بیہودہ بدعتی کا ذرا کان دھر کر سننا چاہئے کہ عبد الحق دہلوی مشکاۃ کے ترجمہ مین
اس حدیث کا ایسا لکھا ہی اعطیت الشفاعۃ یعنے دادہ شدم من مرتبہ شفاعت را یعنے مجھے شفاعت کا رتبہ دیا گیا ہی اور امام نووی شرح
مسلم مین نیچے اس حدیث کے لکھا ہی سو عبارت اسکی یہہ ہی کہ اعطیت الشفاعۃ ہی الشفاعۃ العامۃ التی تکون لفزع الخلائق الیہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لان الشفاعۃ فی الخاصۃ جعلت لغیرہ ایضا یعنے مراد اس سے شفاعت عامہ ہی کہ خلائق گھبرا کر سرور عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے رہونگی کیونکہ شفاعت مخصوص لوگونکے واسطے آنحضرت کے سوا اور دوسرے پیغمبران صالحان وغیرہم بھی کرینگے دیکھو تو
امام نووی نے مراد اس سے اذن دیا گیا کر کر لکھا اور نہ عبد الحق دہلوی نے اور کسینے بھی کہا کہ اس حدیث سے اذن شفاعت کا ہو چکنا مراد ہی بلکہ مراد آنحضرت
کی یہہ ہی کہ قیامت مین مرتبہ شفاعت عامہ کا اور حکم اسکا مجھہ ہی کو دیا جاویگا جو دوسری حدیثون مین اسکا وعدہ صاف آیا ہی جیسا آگے آتا ہی اور شفاعت
کا مرتبہ دیا جانے سے اذن شفاعت کا دیا جانا لازم نہین آتا جب کہ سرور عالم کو آدم علیہ السلام آب وگل مین تھے سو وقت مرتبہ نبوت کا ملا پھر حضرت نے
عالم جسمانی مین دس سالکی عمر یا بیس سالکی عمر مین لوگونکو فقط توحید طرف بھی نہین بلایا حالانکہ مرتبہ نبوت کا آگے ہی مل چکا تھا لیکن اذن دعوت کرنیکا
نہین ہوا تھا اسلئے انکو دلکو بھی دعوت نہین کئے اور جب چہل سالکی سن مین حکم دعوت کرنیکا ہوا تب لوگ کو احکام الہی طرف بلانے لگے غرض مرتبہ ملنے
سے اذن ہونا لازم نہین آتا پھر وہ طالب العلم جو لوگونکو گمراہ کرنے واسطے کہتا ہی کہ مراد اس حدیث سے یہہ ہی کہ سرور عالم کو دنیا ہی مین اذن شفاعت
کا ہو چکا سو اسکا عذر یہہ ہی کہ کوئی محدث کسی کتاب مین اس مراد کو نہین لکھا اسنے اپنا تکو اپنے دل ہی سے نکالا ہی کوئی مسلمان اسپر فریب نکھاوے کیونکہ
اکثر آیتون اور حدیثون سے ثابت ہوتا ہی کہ شفاعت سب شافعون کی اللہ کے اذن سے ہوگی اور اکثر حدیثون سے شفاعت کا حکم سرور عالم کو قیامت کے
دن ہونیکا وعدہ نہین ہو چکا سو معلوم ہوتا ہی نہ شفاعت کرنیکا حکم نہین ہوا سو جیسا اذان کے بعد کے دعا مین ہی وابعثہ مقاما محمودا
الذی وعدتہ یعنے خداوند الہٰ اٹھا اسکو یعنے سرور عالم کو مقام محمود مین کہ جسکا وعدہ تو نے اس سے کیا ہی اور وہ مقام آنحضرت کو ملنے واسطے امت
کو دعا مانگنے کا حکم بھی ہوا ہی اگر اذن ہو چکا ہوتو پھر اسکے حصول کے واسطے حکم دعا مانگنے کا تحصیل حاصل ہی اور آیت عسی ان یبعثک ربک
مقاما محمودا مین بھی وعدہ صاف ہی اسکے سوا اعطیت الشفاعۃ کے بھی فقرے مین اور بھی ایک احتمال ہو سکتا ہی سو وہ یہہ ہی کہ مراد
اس سے قیامت مین شفاعت کا اذن ملنا ہی لیکن جب اس روز یہہ مرتبہ ملنا یقینی تھا اسلئے اسکو ماضی کے صیغہ سے ذکر کئے اور اسیطرح شریعت
مین اور عرب کے محاورے مین بہت آیا ہی کہ یقینی واقع ہونہاری بات کو واقع ہوئی کرکے بیان کرتے مین جیسا فرمایا اللہ تعالی نے اتی امر اللہ فلا
تستعجلوہ یعنے تحقیق آیا دن قیامت کا یا عذاب اللہ کا پھر جلدی مت کرو اسکے آنے مین پھر دیکھو تم کہ جلدی کرنا آنے واسطے صاف دلیل ہی اس
بات پر کہ وہ چیز آئی نہین پھر آئی سو چیز کو ماضی کے صیغہ سے ذکر فرمایا کیونکہ وہ خبر یقینی آنیوالی تھی اور اسیطرح جو اس حدیث مین جو اہل بدر
کے شان مین وارد ہی اور اس حدیث مین ہی قد غفرت لکم اور یہہ اگرچہ صیغہ ماضی کا ہی پر معنی اسکے مستقبل کے ہین جیسا لکھا اس بات کو عبد الحق دہلوی نے
مدارج النبوۃ مین جہان تمہید فتح مکہ کی شروع کئے مین عبارت اسکی یہہ ہی ان اللہ قد اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت
لکم رواہ الطبرانی و مراد بقول وے فقد غفرت لکم اغفر لکم بطریق تعبیر از مستقبل بماضی است برائے تحقیق بوقوع آن انتہی پھر ان سب دلیلون سے
ثابت ہوا کہ یقین ہونیوالی چیز کو ہوئی کرکے یا آنے والی چیز کو آئی کرکے بیان کرنا جایز ہی اور اصطلاح مین نحویون کے اسکو مشارفۃ اور اہل معانی کے اصطلاح
مین مجاز مایؤل الیہ کہتے مین چنانچہ اس حدیث مین مذکور ہی من قتل قتیلا فلہ سلبہ یعنے جو کوئی مار ڈالیگا مارے ہوئے کو سو اسکو اسکا اسباب ہی اگرچہ مراد
سرور عالم کی مارے ہوئے کو مارنا نہین ہی بلکہ مراد یہہ ہی کہ جسنے مار ڈالا مارے جانے والیکو جب ان لوگونکا مارے جانا وحی سے یقین معلوم ہوا تھا اسلئے مارے

مارے گئے ہوئے گرگئے ذکر کئے اور ہوئے آسکی ایسے مثالان بہت ہین کہ یقین ہونیوالی چیز کو ماضی کے صیغہ سے ذکر کیا کرتے ہین پھر شفاعت عظمی جب بالیقین
سرور عالم کو دیئے جانیوالی چیز تھی اسلئے اسکو صیغۂ ماضی سے ذکر کئے اور اسیطرح ہی وہ حدیث جسمین ہی لقنوا موتاکم لا الہ الا اللہ یعنے تمھارے
مردونکو لا الہ الا اللہ پڑھاؤ یعنے جو قریب مرنیکے ہو اسکو کلمہ پڑھاؤ کر کے امر کئے یہہ مراد نہین کہ مرگیا ہو اسکو کلمہ پڑھاؤ اور یہ تمام تقریر فقط بیسے مگر او ورنہ
امین طالب العلم کا عقلمندون پر ظاہر ہوا ہوگا اسلئے زیادہ حاجت بیان کی نہین اتجا کہ کس سبب سے یہ فرق ہے بس ہمت تم جانتے نہین کیا کہ اگر بادشاہ کسی امیر سے
وعدہ کل دیوان بنانیکا کیا ہو ایسی مضبوطی سے کہ اس امیر کو آپ ہی دیوان ہونیکا یقین ہوگیا پھر اگر اسنے لوگ سے کہا کہ دیوانی مجھے دیگئی تو سچی
بات ہی کیونکہ بالیقین دیئے جانیکی خبر کو دئے گئی کہنا درست ہی پھر اس سے یہہ بات لازم نہین آتی کہ تم کل خود بخود وہ امیر دیوان کے مقام پر بیٹھ رہیگا او
اور احکام دیوانی کے جاری کرنے لگے کیونکہ اس سے اگرچہ مضبوط وعدہ دیوان بنانیکا ہوا پر دیوان بنا نہین دیا اسلئے دیوان کے مقام پر بیٹھ رہنا
حکم بادشاہ کے موقوف رہا ایسا ہی یہان سمجھنا ضرور ہے اور بعضے خام منطقیان کہ دینی علم سے بالکل بہرہ نہین رکھتے مین سوانپنے بعضے رسالو نمین آ
حدیث نفس کو جو سجدۂ شکر کے بیانمین سفر السعادت مین مذکور ہی سوا اذن شفاعت کا دنیا ہی مین ہوچکنے پر سند لاسے مین وہ حدیث یہہ ہی در
سنن ابو داؤد ہست کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دست بدعا برداشت بعد ازان سجدہ کرد و فرمود کہ امت خود را شفاعت کردم حق تعالی
ثلثے امت را بمن بخشید پس سجدۂ شکر کردم چون سر از سجدہ برداشتم دیگر بار امت را شفاعت کردم ثلثی دیگر بمن بخشید دوم بار سجدۂ شکر کردم چون
سر بر داشتم سیوم بار دعا کردم ثلثی دیگر بمن بخشید سیوم بار سجدہ شکر گذاردم انتہی یعنے ابو داؤد کی کتاب مین جسکا نام سنن ہی لکھا ہی کہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کے واسطے ہاتھ پھیلائے بعد اسکے سجدہ کئے اور فرمائے کہ مین نے اپنی امت کی سفارش کیا حق تعالی نے امت کی ایک
تہائی کو مجھے بخش دیا تب مین نے شکر کا سجدہ کیا جب سجدے سے مین نے سر اٹھایا تو دوسری بار امت کی شفاعت کیا اللہ تعالی نے امت کی دوسری تہائی کو مجھے
بخش دیا مین نے دوسری بار سجدہ شکر کا کیا جب سر سجدے سے اٹھایا تو تیسری بار مین نے دعا کیا خداوند تعالی نے امت کی تیسری تہائی کو مجھے بخش دیا مین نے تیسری
بار شکر کا سجدہ کیا انتہی پس اس حدیث سے صاف کھل پڑا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا ہی مین شفاعت کر کے اپنی سب امت کو بخشا لئے
مین پھر آخرت مین حاجت اذن کی نہی جواب پہلا یہہ ہی کہ تم تو حاجت اذن کی نہی فرمائے ہو بلکہ اس حدیث سے قیامت کے روز حاجت شفاعت
ہی کی گناہ گارونکے واسطے نہ رہی پھر نیکونکے درجے بلند ہونے واسطے ہو تو ہو کیونکہ سب گناہ گارون کو یہان شفاعت کر کے بخشا لئے معتزلہ جو
قیامت کے روز گناہگارونکے واسطے شفاعت ہونیکے منکر مین سو شاید اسیواسطے ہوگا اور اس حدیث مین تاویل نکرین تو پایا تو اس حدیث ہی کا
ثابت ہونا محال ہوجائیگا کیونکہ بہت حدیثین سرور عالم کی شفاعت کرنیمین قیامت کے روز اہل کبایر کے واسطے انکو دوزخ سے چھڑانیکے لئے ثابت ہوئے
ہین پھر جب ایک حدیث ان سب حدیثون کے مقابلے مین پڑے تو کیا صورت ٹھہرینگی وہ سب روے نکلنا ہی پڑیگا یا تو جتنے حدیثین امت کے گناہ گارونکے واسطے
قیامت کے روز شفاعت کرنیکے باب مین وارد ہوئے ہین جیسا اوخرت شفاعتی لاہل الکبایر من امتی یعنے رکھ چھوڑا مین نے میری شفاعت میری
امت کے گناہ گارونکے واسطے اور اسیطرح جتنے احادیث گناہگارونکو دوزخ سے چھڑانیکے باب مین آئے مین سو سب کے سب غلط ٹھہرانا پڑیگا
اور اسیطرح عذاب قبر کا جو گناہگاران امت کو ہوگا کر کے حدیثون مین اور عقاید کے کتابون مین آیا ہی سو سب غلط ہونا ہی کیونکہ مغفورونکو عذاب
کہان ہی اور وعدان جو ان آیتون اور حدیثون مین گناہ گارونکے حقمین وارد ہوئے ہین سو سب کے سب بے اصل ٹھہرتے ہین بلکہ ساری شریعت لغو ہوجاتی
ہی کیونکہ مغفورونکو اور بخشے گئے سو لوگون کو کس بات کا ڈر ہی جو رات دن شریعت کے تکلیفونکو اپنے پر گوارا کرین مگر تقوے پرہیزگاری تبیے
واسطے فرمانبرداری کو بندہ بنے کے لائق ہے جانکر شریعت پر چلین تو چلین ... اور نفس پرورون کو کیا ضرور کہ شریعت کے

تکلیفوں کو اپنے پر اٹھالیویں بلکہ اس حدیث سے یہہ الزام آتا ہی کہ جو کوئی فقط لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ کے مسلمانی کا دعوا کرنے لگا ہی اور نماز روزہ
اور دوسرے فرضان واجبان چھوڑ کر کبیرے گناہ کرنا شروع کر دیا سو اسکی شفاعت آنحضرت نے نہین کر چکے ہین پھر امتی کہلانے والے کو نہ برے خاتمہ کا
ڈر ہی نہ کسی فرض واجب چھوڑ دینے کی پروا نہ کسی کبیرہ گناہ کرنیکا ڈر باقی رہا حالانکہ الایمان بین الخوف والرجاء جو عقاید کا اتفاقی مسئلہ ہی سو اٹھہ گیا اور بعضے
صاحبون نے اس حدیث مین جو تاویلات ہین انکو چھپا کر ظاہری معنی حدیث کی عوام کو سکھا رکھا کہ بہکا دئیے ہین شریعت کے راستے پائے سو لوگون کو
خلاف شریعت پر لیجا کر چھوڑ دئیے ہین قہار ذو البطش الشدید کو جواب دینا پڑیگا اور سچے کام کی بات یہہ ہی کہ اس حدیث مین البتہ تاویل صحیح ہو گی
جب ہم اسکی شرح مین جو عبد الحق دہلوی سے ہی نظر کیئے تو معلوم ہوا کہ انہونے اس حدیث کے لئے تاویلات بیان کیئے ہین اور مراد اس شفاعت
سے کچھہ اور لیئے ہین چنانچہ عبارت اسکی یہہ ہی این شفاعت یا دعا در خواست شفاعت بود در روز قیامت وقبول آن در آن روز بخشیدن وعدہ
حق بود باجابت این دعا وقبول شفاعت در ان روز یا حقیقت شفاعت وبخشیدن بود بالفعل امروز در روز قیامت ظہور اثر نتیجہ آن خواہد بود
واین شفاعت وبخشیدن برای اعلام خلود در نارست وبعض گفتہ اند کہ مراد بان امن از خسف ومسخ وعذابہای دنیاست انتہی کلامہ یعنے مراد
اس شفاعت سے جو حدیث مذکور مین آئی ہی سو یہہ ہی کہ قیامت کے روز اپنے کو انکا شفیع گردانے اور شفاعت اپنی جو انکے واسطے ہوگی سو قبول پڑے
اور مراد بخشنے سے وعدہ اللہ تعالی کا ہی اس دعا کو قبول کرنیکا اور قیامت کے روز سفارش ماننے کا یا فی الحقیقت شفاعت اور بخشنا ہی بالفعل
آج اور اسکا اثر اور نتیجہ ظاہر ہونا قیامت کے دن کو یہہ سفارش اور بخشنا اللہ کا ہمیشہ ابد الآباد دوزخ مین نا رہنے واسطے ہی کہ دوزخ مین نا جانے
واسطے اور بعضے علما کہے ہین مراد اس شفاعت سے شفاعت ہی مسخ نا ہونے اور خسف نا ہونے اور دنیا کے عذاب نا ہونے واسطے پس جب اس حدیث مین اتنے
تاویلات بنتے ہو دین اس حاجت منطقی کی مراد پر نص نہین ہوی پھر جو بات ان باتون مین سے دوسرے آیتون اور حدیثون کے خلاف نہ پڑے وہی بات مراد
ہی اس حدیث سے بھی پھر اس کچھے منطقی کی بات نہ عبد الحق نے لکھا اور نہ کوئی دوسرا شارح کہا واللہ اعلم تیسرا فصل غیب مطلق کا علم سوائے اللہ
پاک جلشانہ کے اور کسیکو نہین ہی سو سن جانیو ایمان والو کہ غیب نام اس چیز کا ہی جو ستر رہے حواس ظاہری اور باطنی سے اور اسباب وعلامات
اسکے بھی عقل وفکر مین نہ آوین اور غیب دو قسم پر ہی ایک اضافی دوسرا مطلق کہ جسکو غیب خاص وبیتعالی بھی کہا کرتے ہین اضافی وہ ہی جو بعضون سے
چھپا رہے اور بعضون پر کھلا جیسا رنگ کہ غایب ہے اندھے کی نسبت کرتے غیب ہی اور بینائی والے کی نسبت کرتے ظاہر اور اسیطرح ہی جماع ولذت انزال
کی لذت نامرد کی نسبت کرتے غایب اور مردی رکھنے والے کے ظاہر لیکن غیب مطلق وہ چیز ہی جو نسبت کرتے ماسوا اللہ کے غیب ہے جیسا وقت
قیامت کے آنیکا اور ہر روز ہونے والے کاموں اور حقایق ذات وصفات باریتعالی کی تفصیلوار جب تعریف اور اقسام غیب کے معلوم ہو چکے اب بیان سے علم غیب
مطلق کا اللہ ہی کو خاص ہونیکے دلیلین سن لیجیئے جانیو مسلمانو کہ اپنی ذات سے غیب کو جان لینا سوائے اللہ پاک جلشانہ کے کسیکا کام نہین ہی جیسا
فرمایا اللہ پاک جلشانہ نے فلا یظہر علی غیبہ احدا سو نہین خبر دیتا اپنے بھید کی کسیکو الا من ارتضی من رسول مگر جو پسند کر لیا کسی رسول کو
سو اسکو علم بعضے غیب کے باتونکا دیا جاتا ہی اور اس بات پر بہت سے آیات اور احادیث واقوال مفسرین اور مجتہدون اور محدثون کے صاف صاف
دلالت کرتے ہین ایمان والون کو معلوم ہونیکے واسطے ہر قسم مین تھوڑے دلایل ذکر کیئے جاتے ہین پھر اللہ پاک جل شانہ نے جسکی ہدایت چاہا اسکو اسقدر
بس ہی اور اگر کسیکے دل پر مہر کر دیا ہو تو اسپر تمام قرآن اور سارے احادیث پڑھنا افسانہ ہی اور بے فایدہ لا تغنی الایات والنذر ایسے ہی
لوگون کے حق مین کہا جاتا ہے یعنے فایدہ نہین دیتے ہین ایسے نشانیان اور ڈرانیکے باتان پھر اقوال کو مجتہدون اور محدثون کے ان کنے کیا اعتبار
اور اس مقام کے مناسب ہی جو شیخ العلامہ شیخ محمد سندی نے فرایض الاسلام کی کتاب مین لکھا وہ یہہ ہی ان علم جمیع المخلوقات من

الانبیاء والاولیاء والعلماء وغیرہم بالنسبۃ الی علمہ تعالیٰ کالقطرۃ بالنسبۃ الی البحر بل اقل من ذلک یعنے علم سب کے سب مخلوقات کا یعنے پیغمبرون اور اولیاء اور عالمون کا اور سرور عالم کا اللہ تعالیٰ کے علم کے آگے ویسا ہی جیسا قطرہ سوا آگے دریا کے بلکہ اس سے بھی کم کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم کو ابتدا اور انتہا نہیں بخلاف دوسرے لوگوں کے علم کے کہ اسکو شروع آخر دونوں ہین اور آیات جو اس بات پر دلالت کرتی ہین ایک ان مین سے یہہ ہے ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء یعنے نہین گہیر سکتے اسکے علم مین سے کچھ مگر جو وہ چاہے اور دوسری آیت یہہ ہے لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ یعنے نہین جانتے غیب کو آسمانون اور زمین کے رہنے والے مگر ایک اللہ پاک جلشانہ جانتا ہے تیسری آیت یہہ ہے وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو یعنے اللہ کے پاس ہین کنجیان ہر غیب کے جو جانتا نہین اسکو کوئی سوا اللہ پاک جلشانہ کے چوتھی آیت یہہ ہے وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء یعنے اللہ یون نہین کہ تمکو خبر دے غیب کی لیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولون مین سے جسکو چاہے اور معنی اس آیت کا امام بغوی کی تفسیر سے لکھا جاتا ہے یعنے کوئی شخص غیب کو جانتا ہی نہین ہے سوا اللہ پاک جلشانہ کے ولیکن اختیار کرتا ہے اللہ پاک جلشانہ نے بعضے غیب کو جاننے واسطے پیغمبرون مین سے جسکو چاہتا ہے پھر اسکو خبردار کرتا ہے بعضے غیبون پر پانچوین آیت یہہ ہے کہ فرمایا اللہ پاک جلشانہ نے خطاب کر کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء یعنے کہہ مین مالک نہین اپنے واسطے برے بھلے کا مگر جو اللہ چاہے اور اگر مین جانتا غیب کی بات تو بہت خوبیان لیتا اور مجھکو برائی کبھی نہ پہنچتی یعنے مراد یہہ ہے کہ اگر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کو جانتے تو آغاز اور انجام ہر چیز کا آنحضرت پر کھلا رہتا پھر جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان اٹھا انسے آزردہ ہوتے اور جاسوس اور اخبار نویس آنحضرت کو ضرور نہ پڑتے چنانچہ بعضے مقدمون مین جاسوس تیر دینے سے فکر دل مبارک سے دور ہوگئی اور چہار اطراف سے عرضیان نہین کہیجتے بلکہ وہین سے عرض حال کر دیتے اور چھٹوین آیت جو اللہ تعالیٰ نے ہدہد کے قول کی حکایت کی سو یہہ ہے قال احطت بما لم تحط بہ حاصل معنا کا یہہ ہے ہدہد نے سلیمان علیہ السلام سے عرض کیا کہ مین نے ایک خبر ایسی پائی کہ تجھکو اسکی خبر نہتھی بیضاوی نے اس آیت کی تفسیر مین کہا فی مخاطبۃ ایاہ بذلک تنبیہ لہ علی ان فی ادنی خلق اللہ من احاط علما بما لم یحط بہ لیتحاقر الیہ نفسہ ویتصاغر لدیہ علمہ حاصل اسکے معنا کا یہہ ہے کہ ایسا کہنے مین ہدہد کے حضرت سلیمان سے اشارہ ہے حضرت سلیمان کو کہ اللہ تعالیٰ کے ادنے مخلوق مین کوئی ایسا بھی ہے کہ ایسی چیز کا علم رکھتا ہے جو حضرت سلیمان کو اسکی اطلاع نہین تا سلیمان علیہ السلام کے پاس انکا علم حقیر نظر آئے اور انکا نفس چھوٹا معلوم ہو انتہی اب لکھنے والا کہتا ہے کہ یہان عقلمند کو سمجھنے کی بات ہے اور مسلمان کو عبرت لینے کی جگہہ ہے کہ ہدہد بیچارہ جو ایک جانور دو چار پیسے کی قیمت رکھتا ہے اسکو بھی اتنی بات معلوم تھی کہ پیغمبرون کو علم غیب کا نہین ہے اسلئے حضرت سلیمان سے کہا کہ تم نہین جانتے سو مین جانکر آیا ہون اور اس بات پر انکے حضرت سلیمان انکار کیا نہ رب العزت نے اسکو رد کیا افسوس صد افسوس کہ اس زمانے کے نام کے مسلمان اتنی بات بھی نہین جانتے سو ولیون کو علم غیب کا ثابت کرتے ہین اور انکو غیبدان جانتے حقیقت مین یہے لوگ عقل اور سمجھ مین اس پرندے بے زبان سے بھی نرس ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون ایسا ہی سب حدیثون اور تفسیرون سے صاف لکھا ہے کہ علم ہر غیب کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نہین تھا اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد از خدا پاک جلشانہ کے تمام کلیات اور جزئیات سب افراد کائنات سے جمیع صفات کمال مین اور قرب و الجلال ہین فائق تر ہین کیا خوب کہا ہے بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر اور اللہ پاک جلشانہ کے معلوم کرانے سے ہزارون بات کو معلوم کر لئے ہین سب انبیاء و اولیاء پر چھا گئے یہہ نہین کہ ہر وقت مین ہر غیب کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موجود رہے یہہ اللہ ہی کا ہے جب سرور عالم کو ایسا علم غیب نہو پھر دوسرے کو ہر غیب کا علم کب ہوگا اور احادیث جو اس بات پر دلالت کرتی ہین بہت ہین ایک ان مین سے حدیث طرانی کی عائشہ صدیقہ کی روایت سے یہی ہے ... فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی انصاری کی شادی میں اور وہان چند

عورتان ابیات پڑھ رہی تھیں روبرو عائشہ صدیقہ کے کہ جسمین یہہ مصرع بھی تھا وزوجك فی النادی یعلم ما فی الغد یعنی شوہر ایکے مجلس مین بیٹھے ہوئے مین تسپر جانتے ہین کل ہونیوالی چیزونکو سو فرمائے سرورعالم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مت کہو ایسا کیونکہ لا یعلم ما فی الغد الا اللہ یعنی جانتا نہین کوئی سوائے اللہ پاک جلشانہ کے کل کیا ہوگا سو ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری مین بعد ذکر کرنے اس حدیث کے لکھا ہی ای العلم بالغیب صفۃ تختص باللہ تعالی کما قال تعالی قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وسایر ما کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یخبر بہ عن الغیوب باعلام اللہ تعالی ایاہ لا انہ مستقل بعلم ذلك یعنی علم غیب کا خاص ہی اللہ تعالی ہی کو جیسے فرمایا اللہ تعالی نے کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین جانتے مین آسمان والے اور زمین والے غیب کو سوائے اللہ تعالی کے وہ جانتا ہی اور غیب کے باتون کی جو خبر دیتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو اللہ ہی کے خبردار کرنے سے تھا آنحضرت کو یہہ نہین کہ اپنی ذات سے جان لیتے تھے دوسری حدیث بخاری کی ہی عائشہ صدیقہ سے کہ کہے من اخبرك ان محمدا یعلم الخمس التی قال اللہ تعالی عندہ علم الساعۃ الایہ یعنی جسنے خبر دیا تجھکو ای مخاطب مقرر کہ سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے ان پانچ چیزونکو جو اللہ پاک جلشانہ نے فرمایا ہی کہ اللہ پاک جلشانہ ہی کے ہی علم قیامت کا اور پوری آیت پڑھ ڈالے اور کہے فقد اعظم القریۃ یعنی مقرر وہ شخص جو ایسی خبر دیا ہی بڑا طوفان باندھا اور گیا چھاننا پس ای ایمان والو جو شخص ایسی بات کہا سوائے اللہ پاک جلشانہ کے کسیکے حق مین ہو پس وہ شخص حضرت عائشہ صدیقہ کے فتوے کی رو سے بہتان کرنیوالا ٹھہرا اور جو ایسے کی تصدیق کیا سو وہ شخص عائشہ صدیقہ کو جھٹلایا بلکہ اللہ پاک جلشانہ کی تکذیب کیا پھر ویسے بیدین سے گفتگو کرنا بیجا ہی تیسری حدیث وہ ہی جو ابن حجر مکی نے شرح ہمزیہ مین ذکر کیا بعضے کتابون سے ابن جوزی کے کہ فرمائے حضرت سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انی لا اعلم ما وراء جداری یعنی مقرر جانتا نہین ہون مین اس چیز کو جو میرے دیوار کے پیچھے ہی پھر بعد اسکے ذکر کیا ابن حجر مکی نے اونٹ کے گم ہونیکے قصے کو کہ جسمین یہ فرمائے سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واللہ انی لا اعلم الا ما علمنی ربی یعنی سوگند ہی اللہ پاک جلشانہ کی مین جانتا نہین ہون مگر اسی چیز کو جو معلوم کرایا ہی مجھے پروردگار میرا اور قصہ اونٹ کے گم ہونیکا جو اس حدیث مین آیا ہی سو یہہ ہی کہ ایکبار اونٹ آنحضرت کا گم ہوگیا اور اسکے معلوم نہین کیا کہ کہان ہی اور کدھر ہی پس زید ابن صلیت جو منافق تھا حضرت سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعن کی راہ سے کہنے لگا کہ دیکھو تو محمد آسمانون کی خبر دیا کرتا ہی پھر اپنا اونٹ کدھر گیا سو خبر نہین رکھتا بعد اسکے اللہ پاک جلشانہ نے جبرئیل علیہ السلام کی وساطت سے سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اونٹ تھا سو جگہہ سے خبردار کر دیا سو سرورعالم نے فرمائے کہ مجھے سوگند ہی اللہ پاک جلشانہ کی مین غیب کو جانتا نہین ہون مگر جب اللہ پاک جلشانہ خبردار کرتا ہی تب معلوم کر لیتا ہون اب مجھے معلوم کرایا ہی اللہ پاک جلشانہ نے کہ اونٹ فلانے غار کنے ایک جھاڑ سے مہار اٹک کر کھڑا ہی پھر لوگ اسی بیتے پر گئے اور اونٹ کو لے آئے انتہٰی مختصرہ فتح الباری شرح صحیح بخاری مین مذکور ہی چوتھی حدیث یہہ ہی جو جمیع الفوائد مین مسند اربعہ سے نقل کیا روایت سے ام سلمہ کے کہ کہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمع جلبۃ بباب حجرتہ فخرج الیہم فقال انما انا بشر وانہ یاتینی الخصم فلعل بعضہم ان یکون ابلغ من بعض فاحسب انہ صادق فاقضی لہ بحق مسلم فانما ہی قطعۃ من نار یعنی مقرر سرورعالم نے سنے غل اپنے حجرے کے دروازے پر پھر باہر تشریف لائے ان لوگون کنے اور فرمائے مین نہین ہون مگر آدمی اور حکم طلب کرنے آتے ہین میرے کنے مدعیان اور مدعا علیہم اور شاید بعض ایسے بڑا بلیغ و فصیح ہو دوسرے سے پھر دعوا اپنا بیان کریگا سو پھر مین گمان کرونگا کہ وہی سچا ہی پھر حکم کرونگا مین موافق اسکے دعوے کے اور دلوا دونگا اسکو ایک مسلمان کا حق پس مقرر یہہ حق ایک ٹکڑا ہی آگ کا انتہٰی پانچوین حدیث طبرانی کی ہی خولہ سے کہ کہا اسنے ان جروا دخل تحت سریر بلیتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فمات فمکث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایاما لم یاتہ الوحی فقال العلہ حدث فی البیت شیء فخرج الی المسجد فنزل علیہ الوحی قالت خولہ فقممت البیت فوجدت جروا میتا تحت السریر یعنی مقرر کتے کا بچہ گھس گیا نیچے پلنگ کے سرورعالم کے گھر مین اور وہین مر گیا سو وحی نہ آئی حضرت پر ایکمدت

سو فرشتے سرور عالم نے شاید گھر میں کچھ حادثہ ہوا سو مانع تھا آنے جبرئیل کے آنیکا پھر مسجد میں تشریف لیگئے سو وحی اتری حضرت پر خولہ کہتی ہے کہ میں گھر کو جھاڑو
دینے سو پائی میں ایک بلی کا بچہ کہ کھاٹ کے نیچے تھا اور حدیث میں مسلم کے آیا ہے کہ وعدہ کر گئے جبرئیل نے وعدہ کے سرور عالم سے پھر آنیکا ایک وقت معین میں سو نہیں
آئے اسوقت جب وقت گذر گیا تو آنحضرت نے سبب عدہ خلافی کا پوچھا کہنے لگے کا بچہ آپکے گھر میں تھا اسلئے وعدہ وفا نہ ہوا اور ایسے حدیثوں
سے صاف معلوم ہوا کہ بندوں کو اگرچہ پیغمبران ہووین ہر وقت ہر چیز کا علم غیب نہیں رہتا ہے اگر رہتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے ہی جان لیکر
سگ بچہ کو اپنے گھر سے دور کئے ہوتے واللہ الموفق اور عبد الحق دہلوی سفر السعادت کی شرح میں لکھا ہے سو عبارت اسکی یہہ ہے در جامع الاصول
از موطا حدیث ابی سعید خدری آوردہ اند کہ یکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با صحابہ نماز با نعلین میگزاردند پس هم در نماز نعلین را
برآورد و بجانب یسار خود بنہاد صحابہ نیز بموافقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برآوردند چون فارغ شد از نماز فرمود چرا برآوردید شما نعلین را از پاہای
خود گفتند یا رسول اللہ ترا دیدیم کہ برآوردی ما نیز بمتابعت تو برآوردیم فرمود من خود از انجہت برآوردم کہ جبرئیل مرا خبر داد کہ در انہا نجاستے بود یعنی بجہت مس اقذار
رسیدہ بود و اخرجہ ابوداود عن ابی ہریرہ یعنے ایکبار آنحضرت نعلین پہنے ہوئے نماز پڑھتے تھے سو بیچ نماز میں نعلین پانوں سے نکالکر بائین ہاتھ طرف رکھ دئیے
صحابہ بھی اپنے اپنے نعلین کو پانوں سے نکال دئیے موافقت سے آنحضرت کے اور جب آنحضرت نماز سے فراغت پائے یاروں سے پوچھے کہ تم کسلئے نعلینونکو دور کئے سب
کہے کہ ہم آپکی تبعیت کئے فرمائے میں نے اسواسطے نکالا کہ جبرئیل نے مجھے خبر دیا کہ نعلین کو پلیدی لگی ہے کرکے یعنے کم اس قدر سے جو مانع ہو نماز کو اس حدیث سے صاف
معلوم ہوا کہ اگر آگے ہی آنحضرت کو معلوم ہوتا کہ نعلین کو نجاست لگی ہے کرکے تو آگے ہی نکالکر نماز پڑھتے تحقیق حدیث جمع الفوائد کی جو ابوہریرہ کی
روایت سے ذکر کیا سو یہہ ہے یرد علی یوم القیمۃ رہط من اصحابی فیحلؤن عن الحوض فاقول یا رب اصحابی فیقول انک لا علم لک بما
احدثوا بعدک انہم ارتدوا علی ادبارہم القہقری رواہ الشیخان یعنے قیامت کے روز ایک گروہ میرے یاروں سے میرے پاس آینگے سو
ہانک دئیے جاینگے حوض پر سے سو میں کہونگا ای پروردگار یہے میرے یاران ہیں سو فرمایگا بعد تیرے وے جو کئے ہیں سو تو جانتا نہیں کہ پیچھے پھر گئے ہیں الٹے
پاؤں دیکھو اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ آنحضرت کو ان کے پھر جانے سے خبر ہی نہیں تھی یا انکے فرشتے عالم برزخ میں معروض کئے ہوں لیکن آنحضرت
کو یاد نہ رہا کیونکہ جزئیات کلیات جاننا اور انکو یاد رکھنا خدا ہی کی شان ہے اور جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج سے تشریف لائے اور کیفیت بیت
المقدس کو جانے اور معراج سے پھر آنیکی مشہور ہوگئی کافر انکار کرنے لگے اور آنحضرت سے نشانیاں بیت المقدس کی پوچھنے لگے اور آنحضرت کو نشانیاں
یاد نہ رہنے کے سبب سے تنگی ہوئی تب جبرئیل علیہ السلام نے بیت المقدس کو پیروں پر اٹھا لا کر روبرو آنحضرت کے رکھ دئیے تاکہ جانچ کرکے فرماوین جیسا اس قصہ
کو مولوی باقر آگاہ نے ہشت بہشت کے ایک رسالہ میں تفصیلوار ذکر کئے ہیں سو ابیات یہہ ہیں سو پھر معراج سے جب وہ پھرے ... کئے کفار تکذیب اسکی
بجد لگے آپوچھنے وہ سارے تب نشانیاں بیت اقدس کے سراسر ہوا اس شاہ کا خاطر مکدر کہ نہیں تھے وہ نشانیاں اسکو از بر تب اپنے پر پر جبریل
اقدس اٹھایا قصہ بیت المقدس ہو اسکو شاہ کے نزدیک لا کر رکھا تا خوب دیکھے اور نظر پھر لگا کہنے کو وہ سالار دین تب نشانیاں اسکے اہل ترک سے
سب پھر اگر آنحضرت کو علم غیب کا ہر وقت رہتا تو مکدر کاہیکو ہوتے اور جبرئیل اپنے پروں پر اٹھا کر لاتا اللہ توفیق دیوے اور ساتوین حدیث وہ ہے جو
حافظ جلال الدین سیوطی نے جامع الصغیر میں ذکر کیا اور مناوی نے اسکی شرح بھی لکھا سو وہ حدیث شرح سمیت یہہ ہے خمس لا یعلمہا الا اللہ قال
الزجاج فمن ادعی شیئا منہا کفر لا یعلم احد ما یکون فی غد من خیر او شر الا اللہ ولا یعلم احد ما یکون فی الارحام
اذکر ام انثی واحد او متعدد شقی او سعید الا اللہ ولا یعلم متی تقوم الساعۃ ان اللہ عندہ علم الساعۃ لا یعلم ذلک
نبی مرسل ولا ملک مقرب ولا تدری نفس بای ارض تموت ای این تموت کما لا تدری فی ای وقت تموت

الا اللہ ولا یدری احد متی یجی المطر لیلا او نہارا الا اللہ ثم اذا امر بہ علمتہ الملئکۃ الموکلون بہ ومن شاء اللہ من خلقہ

والمنجم الذی یخبر بشیء من ذلک یقولہ بالقیاس والنظر فی المطالع والقرانات وما یدرک بالدلیل لا یکون غیبا علی

انہ مجرد ظن ثم اعلم ان المراد بقولہ لا یعلمہا احد بذاتہ ومن ذاتہ الا ھو لکن قد یعلم غیرہ باعلام اللہ تعالی کما انبانا بہ

علمہ امتی یموتون وعلوا ما فی الارحام حال حمل المرء بل وقبلہ یعنی پانچ چیزیں نہیں جانتا ہے انکو سوا اللہ کے کوئی پر جاننے کہا کہ

جو کوئی دعوا کیا کرے انہیں سے بعضے چیزونکو جانتا ہوں کرکے سو کافر ہوا اللہ تعالی کے سوائے کوئی نہیں جانتا ہے کل کیا ہوگا نیکی یا بدی اور اللہ کے

سوائے کوئی نہیں جانتا کہ کون عورت کے پیٹ میں کیا ہے نر یا مادہ یا نیک یا بد اور نہیں جانتا ہے کوئی اللہ کے سوا کب قیامت کا دن ہوگا تحقیق

کہ اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کے دن کا علم اسے نہیں جانتا کوئی نبی مرسل کوئی مقرب فرشتہ اور سوا اللہ کے کوئی شخص نہیں جانتا ہے کہ کونسی زمین

پر مریگا یعنے کہاں مریگا سو جیسا نہیں جانتا ہے کب مریگا اور اللہ کے سوا نہیں جانتا ہے کوئی کب مینہہ برسیگا سو رات کو یا دن کو مگر جب اللہ تعالے

مینہہ برسانیکا حکم کرتا ہے تو اسپر موکل میں سو فرشتے جان لیتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں میں سے جسکو چاہا معلوم کراتا ہے اور منجم جو بعضے ان چیزوں

سے خبر دیتا ہے سو قیاس سے اور ستاروں کے مطلع اور قرانوں میں نظر کرکے دیتا ہے اور جو دلیل سے پایا جاوے سو وہ غیب نہیں ہے علاوہ یہہ ہے کہ وہ فقط

گمان ہی ہے پھر جانیو کہ مراد لا یعلمہا سے یہہ ہے کہ نہیں جانتا ہے کوئی اپنی ذات سے سوائے اللہ تعالی کے لیکن کبھو اللہ کے بتلانے سے اللہ کا غیر بھی جان لیتا ہے چنانچہ

ہم نے کئی شخصوں کو دیکھا ہے کہ وہ جان لئے تھے کب مرینگے سو اور جان لئے تھے مادہ کے پیٹ میں کیا ہے سو عورت کے پیٹ سے نکلنے سے قبل بلکہ آگے بھی اسکے انتہی

اور آٹھویں حدیث وہ ہے جو ذکر کیا امام علامہ ابو الفتح کمال الدین دمیری نے غرنیق کے ذکر میں کتاب حیواۃ الحیوان کے کہ روایت کیا امام محمد بن ربیع الجیزی نے

عتبہ ابن عامر صحابی سے کہ کہا اسنے کئی نفر اہل کتاب سے اذن چاہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنے انکا کتنے سوال کرنے کے واسطے تو فرمایا آنحضرت نے

مالی ولہم یسئلونی عما لا ادری انما انا عبد لا علم لی الا ما علمنی ربی عز وجل الحدیث یعنے مجھے کیا پروا کہ انسے جو پوچھتے ہیں مجھے

اس چیز کو جو میں نہیں جانتا ہوں نہیں ہوں مگر بندہ اور کچھ علم نہیں مجھکو کسی چیز کا مگر جو معلوم کراتا ہے مجھکو اللہ عز وجل نے اور مقدمے میں اسکے

بہت سے حدیثیں آئے ہیں طوالت کے اندیشے سے اسقدر پر اکتفا کیا اور اقوال صحابہ کے جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں سو ایک قول تمہیں سے عائشہ صدیقہ

کا ہے جو آگے ہی مذکور ہو چکا وہ یہہ ہے من اخبرک ان محمدا یعلم الخمس آخر حدیث تلک اور اسیطرح بہت قول صحابہ کے ہیں جو اس مقدمہ میں وارد ہوئے ہیں حاصل

اتنی بات ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ پاک جل شانہ کے برتے پیارے بندے اور پیغمبروں کے سردار ہیں بہت سے باتیں غیب کے اللہ پاک جل شانہ نے ان پر کھول

دیا ہے سو وہ معلوم کرلئے اور ان سب کو جان لئے ہیں اور اسیطرح ہی حال ہر نبی اور ولی کا کہ جسقدر اللہ پاک جل شانہ انکو معلوم کراتا ہے وتنا ہی جان لیتے ہیں

بلکہ کبھو اللہ پاک نے لوح محفوظ کو کسی پر انہیں سے کھول دیتا ہے تو دیکھ لئے ہیں الا کن یہہ حالت اور علم ہمیشہ ان انکو رہتا نہیں ہے بلکہ اللہ ہی کی شان ہے کہ ان

ہر چیز کا حال اسکے علم میں ہمیشہ موجود رہتا ہے ہاں اگر کوئی بزرگ ان بزرگوں میں سے کسی چیز کی دریافت طرف متوجہ ہوجاوے تو اللہ پاک جل شانہ اس چیز کے حال

کو اسپر کھول دیوے یا کبھو خود آپ اللہ پاک جل شانہ کسی مصلحت واسطے کسی ولی پر کسی چیز کا احوال بے خواہش اسکے کھول دیوے تو تعجب بھی نہیں پھر وہ جان لیتا ہے

یہہ نہیں کہ ہر کسی کا ہر کام اور ہر حالت ہر شخص کی ہر وقت کسی پر مکشوف رہتے ہو بلکہ کسیکے حق میں ایسا کہنا اسپر بہتان باندھنا ہے جیسا حضرت عائشہ صدیقہ

کے قول سے آگے ہی معلوم ہوچکا بلکہ ایسی بات کسیکے حق میں کہنا گویا اسکو اللہ پاک جل شانہ کا شریک ٹھہرانا ہے علم کی صفت میں اور اللہ پاک جل شانہ کا تو کوئی

شریک نہیں نہ ذات میں نہ کسی صفت میں یہہ مسئلہ اجماعی ہے اسواسطے فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو جو حضرت کو ما شاء اللہ وشئت یعنے

اللہ اور تم جو چاہے سو ہوگا کہا فرمائے اجعلتنی للہ ندا یعنے کیا مجھے تو شریک اللہ پاک کا ٹھہراتا ہے جب اتنی بات میں شریک ہوتا ہے کر فرمائے پھر کوئی

جاہل غیبی کسیلئے کہ واسطے اللہ پاک کے علم سرکا وسیع علم یا اسکی قدرت سرکا کامل قدرت ثابت کیا تو شرک میں یا اسکے کچھ شبہ نہیں ہے نعوذ باللہ منہا اور اقوال محدثون اور
فقہا اور اولیا کے اس بات میں بہت سے ہیں ایک قول انمیں سے یہہ ہے جو امام نووی نے جو حدیث و فقہ اور ولایت میں ہر اجلیل القدر ہے سو اپنے فتاوے میں لکھا ہے
لا یعلم ذلک ای الغیب استقلالا الا اللہ و اما المعجزات والکرامات فحصلت باعلام اللہ تعالی للانبیاء والاولیاء لا استقلالا
لہم وھذا کما نعلم ان الشمس اذا طلعت تبقی ست ساعات ونحوھا ثم تزول ثم تبقی نحو ذلک ثم تغرب ثم تبقی مثل ذلک ونحوہ
ثم تطلع ولیس ھو علم غیب علمناہ استقلالا وانما علمناہ باجراء اللہ تعالی العادۃ یعنے کوئی اپنی ذات سے آپ جان لیتا نہیں ہے کسی غیب
کو سوا اللہ پاک جلشانہ کے لیکن معجزات اور کرامات جو نبی ولی کو حاصل ہوا کرتے ہیں یعنے انہوں نے جو غیب کے خبریں دیا کرتے ہیں سو اللہ پاک جلشانہ کے خبردار کرنے
سے ہے کچھ اپنی ذات سے جان لیا کرتے ہیں سو نہیں جیسا ہم جان لیا کرتے ہیں کہ جب سورج طلوع کرتا ہے چھے ساعت رہتا ہے پھر زایل ہوتا ہے پھر وتنا ہی وقت
باقی رہتا ہے پھر غروب ہوتا ہے پھر وتنا ہی وقت غروب میں باقی رہتا ہے یا وتیب اسکے پھر طلوع کرتا ہے تو یہہ جان لینا ہمارا علم غیب نہیں جو ہم اسکو اپنے
ذات سے آپ جان لئے ہوں بلکہ اسبات کو بھی ہم نہیں جانتے ہیں مگر اللہ پاک جلشانہ اپنی عادت ایسی جاری کرنے سے ہم جان لئے ہیں پس اسیطرح ہے نبی ولی
کا جان لینا غیب کو کیونکہ وے اپنی ذات سے کسی غیب کو جان لئے سو نہیں بلکہ اللہ پاک جلشانہ کے خبر دینے سے جان لئے ہیں دوسرا قول یہہ ہے جو ملا سعد الدین
تفتازانی نے عقاید نسفی کے شرح میں لکھا ہے العلم بالغیب امر تفرد بہ سبحانہ تعالی لا سبیل الیہ للعباد الا باعلام او الالہام منہ بطریق
المعجزۃ والکرامۃ والارشاد الی الاستدلال بالامارات فیما یمکن ذلک یعنے غیب کی بات کو جاننے میں اللہ پاک جلشانہ یکتا ہے اور غیب جان
لینے طرف بندگونکو کچھ راہ نہیں ملتی ہے مگر خبر دینے سے اللہ پاک جلشانہ کے یا الہام کرنے سے اسکے معجزہ اور کرامت کی طریق سے یا نشانیوں سے دلیل لینے کو
معلوم کرو انکے طرح سو جہاں یہہ بات ہو سکے تہاں یعنے جہاں دلیل لیا ہو سکتا ہو جیسا طبیب مریض بیماری کی آنیکے آگے اور قیافہ یعنے قیافہ دیکھنے والا
علم قیافہ سے سمجھ لیتا ہے لیکن یہہ بات اس چیز میں ہو سکتی ہے کہ جسمیں دلیل پکڑتا ہو سکے اور تیسرا قول یہہ ہے جو شیخ العلامہ حافظ خطیب نے مواہب اللدنیہ
بالمنح المحمدیہ میں کہا ان الغیب مختص باللہ تعالی وما وقع منہ علی لسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وغیرہ فمن اللہ تعالی
اما الہام و فی حدیث انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال انی لا اعلم الا ما علمنی ربی فکل ما ورد منہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من
الانباء عن الغیوب لیس ھو الا من اعلام اللہ تعالی بہ یعنے غیب کو جان لینا خاص ہے اللہ جلشانہ کا اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگرون
نے جو غیب سے خبریں دئیں ہیں سو وہ بھی اللہ ہی کے خبر دینے سے ہے وحی کے طریق سے یا الہام سے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ فرمائے سرور عالم نے صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم میں نہیں جانتا ہوں مگر اسی قدر جو اللہ پاک جلشانہ نے مجھکو خبردار کیا ہے پس غیب کی خبریں جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دئیں ہیں اللہ ہی
کے خبردار کرنے سے ہے پانچواں قول یہہ ہے جو ولی کامل آگاہ دل محمد بن علی ترمذی نے کہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یاتیہ الوحی
صباحا ومساء من عند ذی العرش ثم یغمی علیہ رویۃ الہلال فی الصوم والفطر حتی شہد عندہ شاہد فی ہلال الصوم
وشہد عندہ اعرابیان فی ہلال الفطر فقبل شہادتہما یعنے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رات دن وحی آتی تھی اللہ پاک جلشانہ کی طرف
سے پھر یہ ان کبھو چھپتی تھی حضرت پر رویت ہلال کی روزے میں اور فطر میں یہاں تلک کہ گواہی دیتا تھا آنحضرت کے ایک گواہ رمضان کے چاند پر یا
دو بدوی فطر کے چاند پر پس قبول فرماتے تھے انکی گواہی کو چھٹواں قول یہہ ہے جو ولی کامل عارف آگاہ دل سید عبد اللطیف قادری ملیوری الملقب بمحی الدین
صاحب قدس سرہ اپنی تصوف کی کتاب لطائف لطیفی میں لکھے ہیں سو عبارت یہہ ہے ای عزیز علم در انسان مرتبہ ایست از مراتب خدا وہر قدر معبد
جہلش طاری ہست وہر قدر کہ تعبد را بیش شود جہل زایل گردد و مراتب او بے نہایت است و چون بحد فعلیت ہمہ مراتب برسد ہیچ چیزے از وے مستور نماند.

وچون انسان را فعلیت جمیع مراتب علم غیر ممکن است عالم الغیب نمیتواند شد قال الله تعالی لا یعلم الغیب الا الله وچون بمرتبہ حق سبحانه وتعالی را بالفعل حاصل نیست ازو ستودہ ماند
انتہی بلفظہ ساتواں قول یہہ ہے جو حضرت مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی نے سورہ مزمل کی تفسیر میں لکھا ہے سو عبارت اسکی یہہ ہے احاطہ علمی باذکار
قلبیہ و لسانیہ ذاکرین با وصف تخالف امکنہ و ازمنہ خاصہ صفات پاک وتعالی است مخلوق را حاصل نیست آرے بعضے پیر
پرستان از زمرۂ مسلمین در حق پیران خود این صفت ثابت میکنند و در وقت احتیاج بہمین اعتقاد ازیشان استعانت مینمایند و مخلوقات ہر چند وجاہت
باشند احاطہ علم محیط ندارند کہ بہ ذکر ہر ذاکر مطلع شوند و ہم استیلاء دائمی بر روح ذاکر نمی توانند کرد کہ از شغل ایشان غافل شوند یعنی ذکر کرنے والوں کی زبان
سے اور دل سے یاد کرنے کو علم سے احاطہ کرنا باوجود جدا جدا رہنے انکے مکانوں اور زمانوں کے اللہ میاں کا خصیصہ ہے یہہ بات کسی مخلوق کو حاصل نہیں
ہے ہاں تھوڑے سے پیر پوجنے والے مسلمان اپنے پیروں کے حق میں یہہ بات کو ثابت کرتے ہیں اور اسی اعتقاد کے سبب سے احتیاج کے وقت اُنسے مدد چاہا کرتے ہیں اور بات
تو یہہ ہے کہ مخلوقات ہر چند وجاہت ہوں پہلے تو احاطہ کرنیہار علم نہیں رکھتے ہیں تا یاد پر یاد کرنے والے کی خبردار ہوویں دوسرا یہہ ہے کہ یاد کرنیہارے
کی روح پر ہمیشہ مستولی نہیں رہتے ہیں کیونکہ ایک کام کی طرف متوجہ رہنا دوسرے کام کی طرف توجہ رکھنے سے انکو مانع ہوتا ہے انتہی آٹھواں قول یہہ ہے جو محمد بن اسمعیل
نے صحیح بخاری میں کہا ان الغیب لا یعلمہ غیر اللہ یعنے مقرر غیب کو کوئی جانتا نہیں سوا اللہ پاک جلشانہ کے نواں قول یہہ ہے کہ عارف آگاہ دل شاہ عبد اللہ کرمانی
فرماتے ہیں ع غیب را ہرگز نداند کس بجز پروردگار ؛ ہر کسی گوید کہ من دانم ازو باور مدار ؛ مصطفیٰ ہرگز نگفتے تا نگفتے جبرئیل ؛ جبرئیلش ہم نگفتے تا نگفتے
کردگار ؛ ان دونوں بیتوں کو مدعا ثابت کرنے پر دلیل نہیں کیا ہوں بلکہ آیات اور احادیث اور علما اور محدثوں کے قولوں سے دعوے کو ثابت کر چکا ہوں پر
ان بیتوں کو تفنن کی راہ سے اور آیات و احادیث کے مطابق پڑنے کے سبب سے یہاں ذکر کیا ہوں دسواں قول حضرت سعدی کا ہے جو حقیقت میں
ترجمہ حضرت یعقوب پیغمبر علیہ السلام کے قول کا ہے وہ یہہ ہے ع یکے پرسید ازاں گم کردہ فرزند ؛ کہ ای روشن گہر پیر خردمند ؛ ز مصرش بوی پیراہن شمیدی ؛
چرا در چاہ کنعانش ندیدی ؛ بگفتا حال ما برق جہان است ؛ دمی پیدا و دیگر دم نہان است ؛ گہی بر طارم اعلی نشینیم ؛ گہی بر پشت پای خود نہ بینیم ؛ اگر درویش
بر یکحال ماندے ؛ سر دست از دو عالم برفشاندے ؛ گیارہواں قول مولوی اسلمی صاحب کا ہے جو اپنے سفینے کے ایک سو ستاون صفحے میں لکھتے ہیں اور عبارت
اسکی یہہ ہے ارواح طیبات حضرات انبیا و اولیا را آگاہی باحوال بندگان خدا بدستور و بتعالی التفات میشود یعنے انبیا اور اولیا کی ارواح پاک کو کبھو اللہ
پاک کے بندوں کے احوال طرف وہ بھی حکم سے اللہ پاک جلشانہ کے التفات ہوا کرتا ہے اور وہی اسلمی نے اسی سفینے کے تین سو تیسویں صفحے میں لکھا ہے
اور عبارت اسکی یہہ ہے دانستن امر غیب مختص بخدا است و غیر او را جز بوحی و الہام او تعالی حصولش محال باشد یعنے غیب کو جان لینا خدا ہی کا کام ہے
اور غیر اسکا سوائے وحی اور الہام کے جاننا محال کام ہے اور یہہ بھی خوب سمجھا چاہیے کہ حضرت موسی کو حضرت خضر کے ان کام کی حکمت معلوم نتھی جو
روبرو حضرت موسی کے لئے تھے اسیواسطے انکے ہر کام پر اعتراض کرتے تھے باوجودیکہ اُنسے شرط کئے تھے کہ تمہارے کوئی کام پر اعتراض نکرونگا جیسا یہہ قصہ قرآن
مجید میں مفصل مذکور ہے اور اسی قسم سے ہے ڈر کر بھاگنا حضرت موسی کا جب عصا انکا سانپ بن گیا جیسا یہہ بات بھی قرآن میں مذکور ہے اور مولانا روم اسبات
طرف اپنی مثنوی میں اشارہ کئے ہیں ترجمہ اسکا یہہ ہے ع ہاتھ میں موسی سمجھتے تھے عصا ؛ تھا حقیقت میں عصا ایک اژدہا ؛ جب نبی جانے نہ یکسا لکڑی کا
راز ؛ کیوں تجھے اس مکر کا ہوا امتیاز ؛ ان تمام دلیلوں سے ایمان والوں پر صاف کھل گیا کہ علم غیب اللہ ہی کو خاص ہے کوئی اسکا شریک نہیں ہے اس
صفت میں گو کہ خدا کے دینے سے ہو کیونکہ اسکے علم کو نہ ابتدا ہے نہ انتہا پھر ایسا علم کسیکو دینا امکان نہیں ہاں اگر اللہ پاک جلشانہ غیب کے تھوڑے سے خبر دینا
کو کسی مقبول بندے پر کبھو کھول دیوے تو ہو سکتا ہے اسیواسطے انبیا اور اولیا غیب کے تھوڑے باتاں ہمیں بیان کئے ہیں اور کرامات کے طور پر اور شیخ عبد
الحق دہلوی نے سفر السعادت کی شرح میں اشارہ کیا اسبات طرف کہ مردہ کسیکو پہچانتے نہیں ہیں مگر جو نزدیک قبر کے ہو سو اسکو پہچانتے ہیں کلام اُنکا

متن بیت جنت بقیع وغیرہ سے آمدہ است که اگر در روز جمعه ارواح مومنان بقبور خویش نزدیک میشوند نزدیک نشدن معنوی فرا بیدار اگر نزدیک بقبور آیند حضورنا شناسند تمنا
زیاده و شناخت سایر ایام ازجهت نزدیک شدن بقبور و در بعضے روایات آمده که این شناخت در اول روز بیشتر است از آخر آن ولهذا زیارت قبور دیر
وقت مستحب است یعنی دیکھو ملا لوگ ان مردوں کو پہونچنے واسطے قبر کے نزدیک ہونا ارواح کا شرط کرتے ہیں جیسا عبد الحق دہلوی کے کلام سے صاف نکلتا
ہی پھر قبر سے دور ہی سوا آدمی کو پہچانتے ہی نہیں پھر انکے دوستوں کے احوال و عوارضات پر ہر وقت خبردار رہنا محال اور بعضے ملا اس مقام میں کہا کرتے
ہیں که بدور السافرہ میں جلال الدین سیوطی نے روایت کیا ہی کہ ان الارواح تجول فی الدنیا و تراها یعنی روحان پھرا کرتے ہیں دنیا میں اور دیکھتے
ہیں اسکو پھر حاضر ناظر رہنا روحوں کا ہر جا گہه برلازم آیا دیکھو اس ملا نے اس ایک بات میں کتنے وجہ سے فریب دیا ہی اول تو اس روایت کو مبہم ذکر کیا کہ کسی طور
کسی شخص سے روایت کیا ہی سو ذکر نہیں کیا تا لوگ یہه سمجھیں کہ شاید یہه حدیث ہی سرور عالم کی حالانکہ سیوطی نے اس بات کو بدور السافرہ میں حکیم ترمذی
سے روایت کیا ہی دیکھو تو وہ ملا نے کیا ابلہ فریبی کیا جو عوام کو وہم میں ڈالا پھر جانیو کہ یہه بات یعنے ارواح کا پھرنا امور غیبیہ سے ہی ایسے مقدموں میں
اجتہاد کو دخل نہیں بلکہ وحی والے کے قول کو اعتبار ہی اگر کسی ولی پر کوئی غیبی مقدمہ مکشوف بھی ہو تو احتمال غلطی و خطا کا باقی ہی اور سوا اسکے اس قول
سے ہر جا گہه ہر وقت حاضر ناظر رہنا ارواح کا اور ہر وقت انکو علم غیب ہر چیز کا رہنا نہیں نکلتا ہی بلکہ اس قول سے یہه بات نکلتی ہی کہ ارواح مطلق
نہیں ہیں اگر مطلق ہوتے تو دور و نزدیک برابر ہی اور ایک مکان سے دوسرے مکان کو جانا ممکن نہیں تھا کیونکہ پھرنا اور آنا جانا مقیدات کے صفتوں سے ہی اور اس قول سے
یہه بھی بات صاف معلوم ہوتی ہی کہ جب کسی کی روح دہلی کو تشریف لے گئی وہ روح اسوقت لکھنؤ میں نہیں اور جب لکھنؤ کو گئی تو دہلی اس سے خالی رہی پھر
ہر جا گہه حاضر ناظر ہر وقت رہنے کا اسی قول سے صاف انکار نکلتا ہی پھر سند لانا تمہارا اس قول کو فقط ابلہ فریبی ہی اور یہه بھی جاننا چاہئے کہ اگر حکیم ترمذی صاف
بھی لکھا ہوتا کہ ارواح ہر جا گہه حاضر ناظر رہتے ہیں تو کیا ہوا اور یہه قول تواتر سے بھی ثابت ہوتا تو آیات اور احادیث اور مجتہدوں کے اقوال کے خلاف پڑنے کے سبب سے
قول انکا مقبول نہوتا بلکہ درصورت امکان تاویل اسکی ضرور تھی اور یہه قول تو کچھ ایسا بھی نہیں نہ تواتر سے ثابت ہوا نہ ارواح کا ہر جا گہه حاضر ناظر ہر
وقت رہنا نکلتا اللہ تعالی ہمکو ایسے جھوٹھے ملاؤں کے فریب سے اپنے پناہ میں رکھے اب یہاں یہه بات بھی جاننا چاہئے کہ جب علم غیب کا اللہ ہی کو خاص ہوا
پھر اگر کسی نے دوسرے کے حق میں ہر غیب جاننے کا اعتقاد رکھا تو شرک ہوتا ہی جیسا محقق یگانہ محدث زمانہ ملا علی قاری نے منح الازہر شرح فقہ اکبر میں صاف
لکھ دیا ہی سو قول اسکا یہه ہی ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما علمهم الله تعالی احیانا و ذکر الحنفیة تصریحا با
لتکفیر باعتقاد ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم یعلم الغیب یعنے جانئے کہ مقرر پیغمبران نہیں جانتے ہیں چھپے چیزوں کو مگر ان چیزوں کو جان لئے ہیں
جو اللہ پاک جل شانہ انپر کھولدیا ہی کسی وقت میں اور صاف ذکر کئے حنفی عالموں نے حکم تکفیر کا اس شخص کے جو اعتقاد رکھتا اس بات کا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم غیب کو جانتے ہیں اور محقق عصر علامہ دہر زین ابن نجیم اپنی کتاب بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں کہا لو تزوج بشهادة الله ورسوله لم ینعقد ویکفر
لاعتقاد ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم یعلم الغیب یعنے اگر کسی نے اللہ پاک جل شانہ اور رسول مقبول کو گواہ رکھ کر نکاح کیا تو کافر ہوتا ہی کیونکہ
اس گواہ رکھنے سے معلوم ہوا کہ اس کے اعتقاد میں یہه ہی کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کو جانتے ہیں لیس اس اعتقاد سے کافر ہوا نعوذ باللہ منہا
اور بزازیہ میں جو بڑی معتبر کتاب ہی لکھا ہی من قال ارواح المشایخ حاضرة تعلم یکفر یعنے جو کہا کہ ارواح مشایخوں کے حاضر ہیں اور غیب
کو جانتے ہیں سو کافر ہوتا ہی اور تاتار خانیہ میں جو بڑی معتبر اور مشہور حنفی فقہ ہی لکھا ہی رجل تزوج امراة لم یحضر شهود فقال خدا و رسول
او را یا فرشتگان را گواہ کردم بطل النکاح وکفر الناکح لاعتقاد ان الرسول والملئکة یعلم الغیب ویسمع النداء یعنے اگر کسی نے نکاح کیا کسی
عورت کو اور اسوقت گواہ حاضر نہیں تھے پھر کہا خدا اور رسول کو یا فرشتوں کو میں گواہ کیا ہوں باطل ہوا نکاح اسکا اور کافر ہوتا ہی نکاح کرنے والا کیونکہ

اعتقاد کیا اس بات کا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرشتے غیب کو جانتے ہیں اور کلیمنکو سنتے ہیں اور جلد ثانی عینی فصول عمادی کے ہیکہ عورت شداد کی
یا خلف کی اپنے مرد کے واسطے سحور یعنی سحر کرنے کی چیز جیسا ہوتی اور وانشی لفظ باندی کے ہاتھ سے بھیجا دریا نہ بی ہی ریشے انکے سبب سے بدگمان ہوکر مرد کے
ساتھ جھگڑا کیا مرد نے پوچھا تو غیب جانتی ہی کہا تو عورت کہہان جانتی ہوں لہم مرد نے یہہ کیفیت امام محمد کو لکھہ بھیجا تو اسنے لکھا کہ نکاح ازسرنو باندھے
کیونکہ عورت تیری کافر ہوگئی اور عبارت اسکی یہہ ہے وحکی عن امرأة شداد او امرأة خلف بعثت الیہ السحور علی یدی الجاریة فتوهم الزوج شیئا
وطالت الخصومة بینهما الی ان قال لها اتعلمین الغیب فقالت نعم فکتب الی محمد بن الحسن رح فی ذلك فکتب الیه محمد رح
ان جدد النکاح فانها کفرت بالله انتهی اور یہہ بھی تحقیق ہے بضاعۃ الحسنات کے جو عمدہ کتاب مشہور ہے لکھا قال رجل تزوج امرأة بغیر
شہود بخدا و رسول و ملائکہ گواہ کردم قال خدا و پیغمبر و فرشتگان را گواہ کردم فانہ یکفر لانہ اعتقد ان الرسول والملائكة یعلمون الغیب یعنی
کسی نے نکاح کیا ایک عورت کو بغیر گواہوں کے اور کہا اللہ پاک جل شانہ کو اور اسکے رسول کو میں نے گواہ رکھا ہوں یا کہا خدا پاک جل شانہ کو اور رسول اور فرشتوں کو گواہ
رکھا ہوں پس وہ شخص کافر ہوتا ہے اسواسطے کہ اعتقاد رکھا اس بات کا کہ رسول مقبول اور فرشتے غیب جانتے ہیں پس ان قولوں سے صاف معلوم ہوا کہ سرور
عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیب جاننے میں کہا شریعت محمدیہ میں کفر لکھا ہے باوجود سننے ان دلیلوں کے کوئی جاہل کسیکو غیب دان کہا تو صاف کافر ہو ہیں
نکاح اسکا ٹوٹ گیا اور جو نیک کام کیا سو برباد ہو گئے اگر حج کیا ہو تو بعد توبہ کے دوبارہ حج کرنا فرض ہوا اگر کوئی بے سمجھ اپنے کو عارف و صوفی جاننے
والا کہے کہ یہہ بات جو تم لکھے ہو شریعت کے رو سے ہی پر ہم طریقت والوں کے نزدیک سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب دان ہیں تیس جواب یہہ ہی کہ ایسا کہنے والا
کیا صوفی ہے کہ ملحد ہو وہ کونسا تصوف ہے جو شریعت کو رد کرے اور دین محمدی کے برخلاف ہو وہ کیسی حقیقت ہے جو شریعت کے مخالف رہے سردار صوفیہ
کے غوث الاعظم فرمائے ہیں کل حقیقة ردتہ الشریعة فهو زندقة یعنی جس حقیقت کو شریعت رد کرے وہ حقیقت نہیں بلکہ زندقہ ہے اور ہم
کہتے ہیں کہ امیر المومنین امام المسلمین ابو الاولیاء علی مرتضی سے لیکر شہاب الدین سہروردی و شیخ محی الدین ابن العربی و بہاء الدین نقشبند کے زمانے تلک
کسی صوفی کا قول جو معتبر راویوں سے مروی ہو سو اپنے دعوے پر رکھتے ہوں تو میدان میں لائیے نہیں تو کچھ صوفیان جاہل کا قول کوئی جاہل گمراہ اسکو مانیگا
بفضلہ تعالی ہم محمدی لوگ ہیں زندیقوں اور کچے صوفیونکے دام تزویر میں نہ آوینگے اللهم انصر من نصر دین محمد واجعلنا منهم واخذل
من خذل دین محمد ولا تجعلنا منهم اور بھی ایک طریق سے کفر ثابت ہوتا ہے ان لوگوں کا جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر جگہ پر حاضر
ناظر جانتے ہیں پھر زنا یا کشف عورت کیا کرتے ہیں اگرچہ یہہ کام خلوت میں کیا کریں کیونکہ صدور ان فعلونکا ان لوگ سے انکے اعتقاد کے رو سے پیش
میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوا کرتا ہے و حضور میں سرور عالم کے ایسے افعال کرنے کو کفر لکھتے ہیں کیونکہ اسمیں اہانت آنحضرت کی نکلتی ہے
جیسا تصریح کیا اس بات کی شیخ ابن حجر مکی نے اعلام بقواطع الاسلام میں اور قاضی عیاض شفا میں اور امام نووی اپنے بعضے تالیفات میں پس ایسے اعتقاد رکھنے والے
جب زنا کریں یا کشف عورت اسوقت کافر ہو جاتے ہیں انہی کے اعتقاد سے کیونکہ یہہ کام سرور عالم کے حضور میں کئے نعوذ منہا اور دوسری قباحت اس
اعتقاد میں یہہ ہی کہ زانیوں کے زنا کے وقت اور لوطیوں کے لواطت کے وقت اور ہر بدکار کے بدکاری کے وقت حضرت سرور عالم حاضر و ناظر ہو کر اور
قدرت دفع پر اسکے رکھکر ایک جوتی بھی انکو نہیں لگاتے اور اسکام سے منع بھی نہیں فرماتے اور مسئلہ اتفاقی ہی کہ آنحضرت نے جس بات کو مسلم رکھے اور
عمل کرنے والے کو جس بات سے منع نہیں فرمائے باوجود حاضر رہنے اور مشاہدہ کرنے کے تو وہ کام مقرر نیک ہی پس اس قانون سے یہہ کام بھی نیک ہونا
لازم آتا ہی نعوذ باللہ منہا برخلاف رب العزت کے کہ وہ ہادی بھی ہی اور مضل بھی ہی پر سرور انبیاء فقط ہادی ہیں سو واسطے بدکاموں کو کرتے ہوئے دیکھکر
چپ رہنا آنحضرت کی شان نہیں ہی آپ بیان جانا چاہئے کہ جب علم غیب کا اللہ پاک جل شانہ کو خاص ہوا پھر دوسرے بزرگوں کو جاننا اس اعتقاد سے کہ

انکو ہر وقت علم غیب کا ہے جسے ہم پکارین وہ سن لیتے ہین [illegible] شوق سے پکارنا مباح ہو سکے جیسے مولانا جامی نے بہت سے شعر [illegible]
جہان عالم نے ترحم [illegible] الفراق [illegible] حاضر کی جگہہ پر سمجھکر اسکو خطاب کیا کرتے ہین جیسا
[illegible] صدیق [illegible] قصیدہ بردہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے غیب مین ندا و خطاب کیا ہی یا کسی حدیث مین یا محمد آئی ہی جسمین ندا ہی کسی غائب کو [illegible] دعا کو پڑھلو اسکے ضمنا
ندا بھی حاصل ہوا اور اسمین کچھہ مضائقہ نہین ہی اور یہہ ندا طریق التعبد سے ہی جیسا التحیات میں کہا السلام علیک ایہا النبی عبد الحق دہلوی جو محدث
تھے اور صوفی رسالہ تحصیل البرکات فی شرح التحیات مین لکھا ہی کہ وجہ ندا کرنے اور خطاب کرنیکا آنحضرت کو باوجود اسکے کہ [illegible] نہین
مین ہویہ ہی کہ معراج مین اسی لفظ سے وارد ہوا ہی اسواسطے یہہ ندا و خطاب اصل پر باقی رکھا گیا پھر بعد اسکے کہا سلام زیارت کرنے والے کا
بغیر واسطے سمع شریف مین پہنچا کرتا ہی اور قبر شریف سے دوری سو شخص کا سلام فرشتے کی معرفت سے پہنچتا ہی انتہی اب یہان جاننا چاہیئے کہ
عبد الحق نے خطاب کا سبب یہہ نہین کہا کہ آنحضرت ہر جگہہ حاضر ہین یا پکارنے کو اسکے دور سے سن لیتے بلکہ کہا دور کے سلام کو فرشتے پہنچاتے ہین
بلکہ صحیح بخاری کے باب الاستیذان مین ابن مسعود سے ذکر کیا اُسنے کہا کہ ہم حیات مین سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے التحیات مین السلام علیک یعنے
سلام تم پر ای نبی صیغہ خطاب سے کہا کرتے تھے اور بعد از وفات حضرت کے صیغہ خطاب کا چھوڑ کر السلام علی النبی صیغہ غائب سے کہنے لگے یعنے نبی پر سلام
ہووے اور روایت کیا اسبات کو ابو عوانہ نے بھی بیچ صحیح مین کتنے طریقون سے اور لفظ اسکا یہہ ہی فلما قبض قلنا السلام علی النبی بحذف
الخطاب یعنے جب وفات کئے سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہم کہنے لگے السلام علی النبی خطاب کو حذف کر کر یہہ تمام شرح موطائی مالک سے
ہی یا پکارے سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنے گناہ بخشانیکے واسطے اس ارادے سے کہ ہر ہفتے مین یا ہر روز دوبار سب اعمال امت کے حضور مین حضرت
کے فرشتے جو اس کام پر مقرر کئے گئے ہین سو عرض کیا کرتے ہین سو اس پکارنیکو ہمارے بھی عرض کرینگے سو ان سب صورتون مین ایسے ہیبونسے غائب کو پکارنا کفر
نہوا پر اس اعتقاد سے کہ جب ہم کسی بزرگ کو پکارین تب وہ بزرگ ہمارے اس پکارنے کو سن لیتا ہی اور ہمارا احوال ہمارا جان لیتا ہی سو یہہ بات شرک ہی اور
خود سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہین من صلی علی عند قبری سمعتہ و من صلی علی نائیا و کل اللہ بہ ملکا یبلغنی یعنے جس کسینے درود بھیجا میرے پر
میری قبر کے پاس سو مین اسکو سن لیتا ہون اور جس کسینے درود بھیجا میرے پر میری قبر سے دور رہکر تو مقرر کیا ہی اللہ پاک جلشانہ نے ایک فرشتے کو سو پہنچاتا اسکے
درود کو پہنچایا کرتا ہی میرے حضور مین اب یہان دیکھا چاہیئے کہ حضرت نے جیسا قبر شریف کے نزدیک درود بھیجے تو سن لیتا ہون فرمایا اسیطرح دور سے درود بھیجے
تو بھی سن لیتا ہون نہین فرمایا بلکہ فرشتہ پہنچاتا ہی ارشاد کئے پھر ہم جو آنحضرت پر ایمان لائے ہین سو اپنے دل سے حضرت کے ارشاد پر کیسا بھروسا
اسیواسطے مفتی بلد اللہ الحرام ابن حجر مکی نے اسبات کو شرح ہمزیہ مین صاف صاف لکھا ہی کہ اذا صلی و سلم علیہ عند قبرہ سمعہ سماعا حقیقا و یرد علیہ
من غیر واسطۃ و ان صلی و سلم علیہ من بعید لا یسمعہ الا بواسطۃ تدل علیہ احادیث کثیرۃ یعنے جس نے زیارت کیا قبر شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کی اور درود بھیجا اور سلام کیا آنحضرت پر قبر شریف کنے تو سن لیتے ہین اپنے کانون سے اور جواب اسکا فرماتے ہین بغیر واسطے کے اور اگر کسینے سلام کیا آنحضرت
حضرت پر اور درود بھیجا آنپر دور سے تو آنحضرت سنتے نہین مگر واسطے سے فرشتے کے حضرت کو معلوم ہوتا ہی اور کہا دلالت کرتے ہین اسبات
پر بہت حدیثین اُنسے ایک یہہ ہی جو قریب مذکور ہو چکی پس اس حدیث اور قول سے بھی صاف کھل پڑا کہ دور سے کوئی بزرگ کسیکے پکارنیکو ہر وقت
نہین سن لیتا ہی اور جمہور فقہا حنفیہ کے تو اپنے کتابون مین صاف صاف لکھدیئے ہین کہ میت اصلا سنتی ہی نہین ہی نہ دور سے نہ نزدیک سے
سوائے نبیون کے کہ نزدیک سے اپنے قبر کے سن لیتے ہین اور فقہا اسبات پر حدیثون اور آیتون کو سند پکڑتے ہین جیسا کافی اور مستخلص شرح کنز

[illegible]

اور عینی اور کفایہ شرح ہدایہ وغیرہ میں اسبات کو تفصیلوار ذکر کئے ہیں مگر طوالت کے اندیشے سے ایک ہی قول پر بس کیا ہوں یہیں جانئے کہ شیخ ابن الہمام محقق
حنفیوں کا فتح القدیر کے باب الیمین میں کہا اذا حلف لا یکلمہ اقتصر علی الحیوۃ فلو کلمہ بعد موتہ لا یحنث لان المقصود منہ الافہام
والموت ینافیہ لانہ لا یسمع فلا یفہم یعنی جب کسی نے قسم کھایا کہ فلانے سے بات نکروں گا اگر تو یہہ خاص ہے حالت حیات میں پہر اگر وہ مو اور اسسے
بات کیا تو قسم نہ ٹوٹیگی کیونکہ مقصود بات کرنے سے اسکو سمجھانا ہی اور موت تو اسکے منافی ہی کیونکہ وہ سنتا ہی نہیں پہر سمجھیگا کیا اور باب الجنائز
میں فتح القدیر کے ہی ہذا عند اکثر مشائخنا یعنی یہہ بات ہمارے اکثر عالموں کنے ہی لیکن باب لکھنے والا کہتا ہی کہ تمامی صوفیا اور بعضے فقہا کنے میت نزدیک
سے قبر کے سنتی ہی ورنہ نہیں اور یہی بات بوجھی جاتی ہی کلام سے مولانا خرم علی کے نصیحت المسلمین میں پس یہہ بات حق ہی واللہ اعلم اور یہہ بات
بھی جانا چاہئے کہ اگر بزرگوں کو ہر وقت ہر غیب کا علم ہوتا تو اجتہاد میں انکے خطا نہ پڑتی اور بعضے تصوف کے مسئلوں میں جیسا توحید شہودی اور
وجودی اور عینیت حقیقی اور غیریت حقیقی ہی یا اعتباری اور مانند اسکے دوسرے مسئلوں میں آپس میں اختلاف نکرتے اور منصور حلاج کے مقدمے میں لوگو
میں اختلاف نہ پڑتا اور حضرت یعقوب یوسف کو انکے بھائیوں کے ساتھ نہ بھیجتے ہوتے اور بھیجے پر کوئی میں گرنے سے واقف ہو جاکر لا لیتے اور سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے عائشہ صدیقہ پر بہتان اٹھنے سے ناخوش اور غمگین نہ ہوتے اور اس مقدمے میں عمر فاروق اعظم اور علی مرتضی سے مشورت نکرتے اور بدر
کے قیدیوں کے مقدمے میں اور ابن ام مکتوم کے مقدمے میں آیتیں عتاب کی نہ اترتے اور جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کو مکے کو بھیجے
وہاں کے کافروں سے کچھ بات چیت کرنے کے واسطے اور حضرت عثمان وہاں گئے کے بعد جھوٹی خبر مشہور ہوئی کہ حضرت عثمان کو مکے کے کافروں نے شہید
کر دیا سو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خبر کے سننے سے غمگین ہوئے اور ان کافروں سے لڑنے صحابہ سے بیعت لئے جان تک ثابت رہنے پر اور اس بیعت کو
بیعت الرضوان کہتے ہیں پھر بعد معلوم ہوا کہ وہ خبر جھوٹی تھی سو رکگئی دیکھو تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر غیب کی خبر ہوتی تو اس جھوٹی خبر سے کاہے کو
غمگین ہوتے اور صحابہ سے بیعت کاہیکو لیتے مکے والوں سے لڑنے پہر یہہ سب باتیں صحیح بخاری اور مسلم اور تفسیروں اور دوسرے کتابوں میں تفصیلوار مذکور ہیں
پھر کسی بزرگ کو ہر وقت غیب کا علم ہی کہنا بے دینی نہیں تو پھر کیا ہی ہاں اگر اللہ پاک نے کسی بزرگ پر کبھو ساری جہان کو بھی کھولدیوے تو عجب نہیں لیکن یہہ
حالت ہمیشہ کسی پر رہنا محال ہی وہ خصوصیت ہی ایک اللہ پاک جلشانہ کا جیسا حدیث میں آیا ہی جو تفسیر فتح العزیز میں مذکور ہی خلاصہ اسکا یہہ ہی
کہ فرماتے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ غیب کا کھلنا کسی پر یکساں نہیں رہتا ہی اگر کسی نے کہے کہ زید مثلا ایک وقت چوروں کے حلقے میں پہنس کر کسی
بزرگ کو پکارا یا کسی ندی میں ڈوبتا تو کسی ولی کا نام لیا تو اسوقت پر انکی تائید کئے اور چوروں کے ہاتھ سے اور پانی میں ڈوبنے سے بچالئے پس اگر انکو علم غیب
کا نہو تو کسطرح سے انکے پکار نیکو سنے اور انکی تائید کئے جواب اسکا یہہ ہی کہ تمنے جو کہے ہو سو ٹھہرائی ہوئی بات یا گمان کی بات ہی میں جو دلیلاں ذکر کرکے
آیا ہوں سو سب واجب القبول ہیں پھر ٹھہرائے ہوئے باتوں اور گمان کے قصوں سے واجب القبول دلیلاں کیونکر رد ہونگے دوسرا جواب کہ وہ بزرگ
جو زید کو چوروں یا ڈوبنے سے بچایا سو اللہ تعالی کے ارادے اور فعل اور مدد اور قوت و قدرت سے تھا کہ نہیں اگر نہیں کہو تو کفر ہوتا ہی اور اگر تھا کہو تو بس خدا
ہی بچادیا اور اس بزرگ کی صورت نظر میں زید کے ظاہر کیا تا زید کا ایمان اور دیانت ظاہر ہو یا اسکا شرک اور بد دیانتی معلوم ہووے اسکے اگر کسی بزرگ
نیک مرد کی تائید کے واسطے یا کسی بے دین کی ہدایت کے واسطے اللہ تعالی کسی پاک روح کو بھیجے تو ممکن ہی اسبات کا منکر کون ہی جیسا کہ حضرت یوسف کو
زلیخا تنہائی میں پکڑ لئے اور بد کام طرف بلائے تب اللہ تعالی نے جبرئیل کو حضرت یعقوب کی صورت میں حضرت یوسف پر ظاہر کیا پہر حضرت یوسف کو بد
کام سے باز رہنے پر تائید ہوی گو کہ حضرت یعقوب کو اس معاملے سے خبر ہی نہیں تھی اور جس صورت میں یقین اس بزرگ سے ہی تائید ہوی ہو سو ہو تو
کہا جاتا ہی کہ تمہارا اعتراض اسپر ہو سکتا ہی کہ جو مطلق ولی کے غیب جاننے کا منکر ہو ہم تو اسبات کے قایل ہیں کہ اللہ پاک جلشانہ نے کبھو کسی پر غیب

کہ کسی زمانے [illegible] لیکن یہہ کبھی نہیں کہ اسکو ہمیشہ ہر چیز کا علم غیب رہتا ہے بلکہ کبھو کوئی غیب کی بات کسی بزرگ پر کھلتی ہے اور کوئی [illegible] بھی [illegible] اللہ [illegible] نہوتا تو حضرت عمر [illegible] ساریہ کے حال پر واقف ہوکر اسکو پکارا اور ولاتنی دور سے انکے پکارنیکو سن لیجاتا
اسکے [illegible] کچھ ہی کہہ سکے کہ ایسے روایتیں اکثر دلیل ہیں کہ مطلق کرامات اولیا کے منکر ہوں ہم تو اللہ کے فضل سے سنی اور حنفی ہیں ہم کرامات
اولیا کے قایل ہیں لیکن کلام ہمارا اسبات میں ہے کہ علم ہر غیب کا کسی مخلوق کو ہمیشہ نہیں رہتا ہے اس بات میں کہ علم کسی غیب کا کسی غیب کا کسی بزرگ کو کسی
وقت میں اللہ پاک جتلا دے نہیں دیتا ہے معاذ اللہ ایسے اعتقاد سے اور یہہ بات بھی جایز ہی کہ اللہ پاک حضرت عمر اور ساریہ کے درمیانسے حجاب اٹھا دیا
ہوگا پھر حضرت عمر اسکو دیکھکر پکارے اور ساریہ انکی آواز کو انکے سن لیا اور اسیطرح کبھو کرامت کی طریق سے ہوا کرتا ہی جیسا ابن حجر مکی نے شرح ہمزیہ میں لکھا

ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مع کونہ فی قبرہ قد یراہ الاولیاء فی قبرہ باسرار الحجب بینہم و بینہ فیجادثونہ و ان بعدت
دیارہم یعنے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باوجودیکہ اپنی قبر شریف میں ہیں کبھو انکو اولیا دیکھتے ہیں پردے اٹھہ جانیکے سبب سے درمیانسے آنحضرت کے اور
ان اولیوں کے اور بات بھی کرتے ہیں آنحضرت سے اگرچہ بستی انکی دور ہے دیکھو تو ابن حجر مکی نے ایسا دیکھنا کبھو کبھو ہوا کرتا ہی کہا نہ ہمیشہ پھر اس
صورت میں نہ اغایب کے معنی ہوئے پس اگر کوئی ولی اسکو دور سے پکار لو تو ہمکو سند کر کے ہم نہ پکاریں کیونکہ وہ مقام ہمکو میسر نہیں ہی اگر کسی نے کہا کہ دیکھو تو
فلانا ولی چالیس بچاس بات غیب کی کہدیا اگر وہ غیب دان نہوتا تو کسطور سے غیب کی خبر دیتا جواب اسکا پہلے تو یہہ ہی کہ غیب کے چالیس بچاس بات بولنا اس
ولی کا نہ مجتہدوں کے اجماع سے ثابت ہوا نہ قرآن سے نہ حدیثوں سے جو ہم پر تصدیق اسکی لازم ہو جاوے و بیش از این نیست کہ دو چار مناقب نویسان اپنی
کتاب میں لکھ دیتے ہیں حقیقت خدا جانے دوسری بات یہہ ہی کہ غیب کے کروروں بات ہیں اسمیں سے چالیس بچاس بلکہ سو دو سو بات غیب کے وہ بھی اللہ
پاک کے خبردار کرنے سے نہ اپنی ذات سے اگر خبردار ہوا تو غیب دان کیسا ہوا غیب دان تو وہی ہی جو اپنی ذات سے جزو و کل کا علم ہمیشہ انکے طور پر رکھتا ہو
اور جاننا چاہیے کہ ان تمام شرعی دلایل سے ایمان والوں پر صاف کھل پڑا کہ کسی بندے کو علم غیب کا ہمیشہ نہیں رہتا ہی اور کسی کو مطلق غیب دان اعتقاد کرنا
کفر ہی بسبب اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لایا ہوا آدمی اللہ اور رسول کے فرمان کے خلاف ہرگز اعتقاد نہ رکھیگا اللہ توفیق دینے والا ہی اور بس اگر تسپر
بھی کوئی اپنی قدیم گمراہی کے اعتقاد پر قایم رہا تو ایمان اپنا کھو لیا ہمارا کیا نقصان بلکہ بھلی بات بولنے کا ثواب ہمیں مل چکا واللہ یہدی من یشاء الی
سواء السبیل اور یہہ بھی جاننا چاہیے کہ ہر شخص کی ذات اور اسکے ہر کام کا علم ہر وقت میں رہنا مرتبہ ربوبیت کے لایق ہی نہ مرتبہ رسالت اور ولایت
کے کیونکہ پیدا کرنا اور پالنا اور رزق پہنچانا اور بلاؤں سے بچانا اور دشمنوں کے ہاتھ سے نگاہ رکھنا یا کسیکو مارنا یا بلاؤں میں گرفتار کرنا یا دشمنوں کے ہاتھ
سے آدینا اللہ ہی کا کام ہی وہ خدا ہی کو سزاوار رسول اور ولی کو ان باتوں سے کچھ سروکار نہیں نہ بندوں کو مارنے سے کام رکھتے ہیں نہ انکے پالنے سے سروکار
نہ انکے دنیا بہت کام نہ انکے [illegible] سے نہ بلاؤں میں کرنے سے سروکار نہ انکے بچانے سے علاوہ حیات میں رہیں بلکہ ارشاد و ہدایت کرنے سے کام ہی اور
دین کے علم کا شوق اور عالم برزخ میں وہ نماز پڑھتے ہونگے اور قیامت میں اللہ پاک کے حکم سے شفاعت کے منصب پر رہینگے پہلے ہمارے پیغمبر شفاعت کا دروازہ کھولینگے
دوسرے بعد اسکے تشفیع ہو وینگے ہاں کوئی حاجت مند انکے پاس جاکر دعا طلب کیا تو شاید اسکے واسطے دعا کرینگے یا کبھو آپ سے آپ ہی کسیکے حق میں مانگنے
تو بھی ہو سکتا ہی پر انکو ضرور کیا ہی جو اپنے ذاتی مرتبے کو کہ مراد اس سے استغراق اور شہود رب موجود ہی چھوڑ کر بندے کے کاموں طرف متوجہ رہیں پر
کیا تو نہیں جانتا ہی کہ سرور عالم کو احکام رسالت کے پہنچانے کے واسطے اپنے ذاتی مرتبے سے جو استغراق و محویت ذات ہی تھوڑا نزول فرمانا ضرور پڑتا تھا
سو فرماتے ہیں میرے دل پر کچھ ابر سا چھایا کرتا ہی تو میں ہر روز ستر بار استغفار کیا کرتا ہوں جیسا یہہ حدیث مشکاۃ میں موجود ہی اور دلیل اس حدیث کی
امام تورپشتی جو اختیار کیا سو دو وجہوں سے ایک وجہ یہہ ہی کہ جہاد کرنا کافروں سے اور ارشاد کرنا بندوں کو اور حد جاری کرنا تقصیر واروں

پہلو دوسرے احکام رسالت کے پہنچانے سے کچھ لحاظ فریت کا ضرور رہتا ہی اور لحاظ غیریت کا اگرچہ تھوڑا ہو و اس استغراق میں کچھ فرق لاتا ہی اسی واسطے اسکو اپنے ذاتی مرتبے کے نظر کرنے خلاف اولی جانکر استغفار کیا کرتے تھے نا جز نقصان ہو جاتا اور مولوی باقر آگاہ رح اپنے رسالے میں جو ردیعنی بعض اقوال ولی محمد شاہ رح کی مثنوی کے لکھا ہی کہا کہ حضرت شیخ اکبر رضی اللہ در بیان سر امر باستغفار کہ درین سورہ جلیل المقدار یعنی سورہ انا فتحنا واقع است میفرماید کہ هرچند دعوت عباد و قیام باصلاح امور معاش و معاد ایشان مشعر از علو مرتبت و سمو منقبت و منتهای مقام جمع الجمع رفیع المنزلت بود ولیکن از انجا کہ باقتضای لوازم نشاء بشری و عدم حصول فنای تام علی الدوام درین مرتبہ عنصری شهود جانب الوهیت و استغراق دران حضرت کما ینبغی میسر نمیشود نسبت بمقام رفیع ہمت منیع آنحضرت شایبہ فتور داشت بہ تسبیح و استغفار مامور گشت انتہی ملخصاً جب رسالت کے احکام پہنچانے کی طرف متوجہ ہونے کے سبب سے مرتبہ ذاتی سے تھوڑا نزول فرمانا ضرور پڑتا ہو اور اس نزول سے استغفار کیا کرتے ہوں پھر ان سے حاصل طرف ہر وقت متوجہ رہنے سے کتنا فرق ہو ویگا معاذ اللہ جب آنحضرت کو ان لوگوں سے کام پڑا کرتا تھا تب انکا احوال علم کے زور سے جاننے کی طرف مشغول نہیں رہتے تھے بلکہ جاسوسان اور اخبار نویسان کو مقرر کیے تھے انکی وساطت سے اخبار غنیموں کی معلوم کر لیتے تھے پھر اب جو اپنے نایبوں کو چھوڑ کر آپ درگاہ تقدس میں مستغرق ہو گئے ہیں آنحضرت کو کیا ضرور کہ ایسے کاموں کی طرف کہ جنکے جاننے سے آنحضرت کو کچھ سروکار نہیں ہی متوجہ ہو رہیں کیونکہ اللہ پاک نے ہر شخص کے احوال کو جان لینا حضرت پر لازم نہیں کیا تا اپنے ذاتی مرتبے سے نزول فرما کر ادھر مشغول ہوں مگر اتنا ہی کہ اللہ پاک نے فرشتے کے واسطے سے ہر ہفتے میں دو بار امت کا احوال آنحضرت پر معروض کرتا ہی تا انکے حق میں دعا کیا کریں پھر ایسا ہی معاملہ جاری ہی مگر کبھو بغیر فرشتے کے کسی مصلحت کے واسطے کسی کیفیت پر خبردار کر دیوے تو عجب بھی نہیں ہی اس زمانے میں ایک تازہ گل کھلا کہ بہت لوگ عوام سے بلکہ بعضے خاص لوگوں سے استعمالات اور مخاطبات اور مکاتبات میں کہا کرتے اور لکھا کرتے ہیں کہ خدا اور رسول جانتے ہیں یا یوں فلانے پیر کی جانتی ہی کہ فلانا کام ایسا ہوا اور فلانا قصہ ایسا چلا اور میں نے فلانا کام نہیں کیا ہوں اور مانند اسکے یہہ سب شرک ہی جیسا بحر الرائق اور فتاوی عالمگیری سے آگے ہی معلوم ہو چکا اسی واسطے جب مولوی جمال نے امین الدولہ تقی حسین خان کے توبہ نامے میں لکھوایا کہ خدا اور رسول اسبات پر گواہ ہیں کر کے تو مفتی اسلام بدر الدولہ اور دوسرے عالمان اسبات کو شرک ٹھہرا کر نکالنے لگے تو ہر چند مولوی جمال نے اسبات کو باقی رکھنے پر اصرار کیا پر سارے عالموں نے اسکے کہنے کو نہ مانا اور اس بات کو نکال دیا تمت اور اس شرک و بدعت کے زمانے میں رافضیوں کو بھی زور پیدا ہوا ہی سو ہر جگہہ کہتے پھرتے ہیں کہ امام کو اور پیغمبر کو علم ماکان و مایکون کا ہونا لازم ہی یعنے امام کو ضرور ہی کہ جو کچھ کہ ہو چکا ہو اور جو کچھ ہو ویگا قیامت تک اسو اسطے سب امام غیب دان تھے اسی طرح سب انبیا بھی خصوصاً ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پھر رافضیوں کے اسبات پر بعضے فقیر و نکے نقیب عصار و ریش نام کے سنیوں میں سے بھی غلو کرتے ہیں اور اسکو ثابت کرنے کے واسطے اپنی بے سمجھی سے ایسے دلیلاں لاتے ہیں جو انکی مدعا پر بعید کی دلالت نہیں رکھتی چنانچہ انموذج اللبیب سے یہہ لائے ہیں قیل انہ اوتیہا ای الخمس التی نہایتہ عندہ علم الساعۃ وامر بکتمہا سو سیوطی نے اسکو تمریض کے صیغے سے ذکر کیا ہی اور آگے اس قول کے اپنا مختار اور جمہور کا قول صیغہ جزم سے ذکر کیا سو اس قول کے رد کو بس ہی وہ یہہ ہی ومن خصائصہ انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوتی علم کل شئ الا الخمس التی فی آیۃ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر یعنی جو اللہ ہی اسی پاس ہی قیامت کی خبر اور اتارتا ہی مینہہ اور جانتا ہی جو ماں کے پیٹ میں ہی اور کوئی جی نہیں جانتا کیا کریگا کل اور کوئی جی نہیں جانتا کس زمین میں وہ مریگا تحقیق اللہ ہی سب جانتا ہی خبردار اگر اسکے تسلی نہو تو یہہ بھی جاننا چاہیے کہ یہہ بعض کا قول برخلاف صریح نص قطعی کے جسمیں ہی کہ ان پانچ چیز کا علم اللہ ہی کو

بھی بعض [illegible] بعض آیتین خصوص کو سچے جانا اللہ پاک جل شانہ کو جھٹلایا کیونکہ وہ سچ نہ عام فرمایا یہ بعضون نے اسکو خاص کر [illegible] قوی

دلیل کے اور بات تو ظنی ہے عموم خصوص کسیکے قول سے تخصیص ہو سکتی نہیں اور عائشہ صدیقہ کے قول سے بھی اس بعض کا قول بے دلیل باطل ہو گیا

بلکہ [illegible] ٹھہرتے ہیں حضرت عائشہ کا یہہ قول ہے کہ انہون نے فرمایا ہے من اخبرک ان محمدا یعلم الخمس التی قال اللہ تعالی عنده علم الساعة

الآیة فقد اعظم الفریة رواه البخاری پھر جنہون نے حضرت عائشہ کے قول سے یہان گر ٹھہرے ویسون کے قول کا کیا اعتبار اور یہہ بھی جانا چاہیے

کہ جو بات آدمی کی عقل سے پرے ہے ویسی بات بولنے واسطے وحی والے کا صحیح قول ہونا چاہیے پھر اُن بعضون کو کونسی مشہور حدیث ہاتھ لگی جو ایسا

دعوا کر بیٹھے سو معلوم نہیں اگر کوئی حدیث اخبار احاد سے ہاتھ بھی لگی ہو تو اتنے قوی دلیلون کے اور قطعی آیتون کے آگے جو مذکور ہو چکے مقابل کب

ہو سکے اور امام اعظم تو فرمائے ہیں کہ ہمارے قول کو سند ملے تو نہ مانیو پھر ایسے بعض مجہول الاسامی کون ہیں جنکے قول کو بغیر دلیل کے ہم مان لیوین اتنے قوی

دلیلون کے برخلاف انکے نصوص قویہ کے مان ہی لینا ضرور ہے اور یہہ کیسی بیداری ہے کہ باوجود اسکے بکتے پھرنا کہ ہم اس بات میں کسی قول کو اس دلیل قوی

کے آگے نمانینگے یہ سب گمراہی کے علامات نہیں تو یہہ کیا ہے اور اس گنہگار کو حیرت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کبھی اللہ پاک جل شانہ کی سوگند کہا

کر فرما چکے ہیں اور کبھی بے سوگند کے ارشاد کیئے ہیں کہ کل کیا ہو گا سو میں جانتا نہیں اور میری دیوار کے پیچھے کیا ہے سو مجھکو خبر نہیں اور میں کچھ جانتا

نہیں مگر اتنا ہی جو اللہ خبر دیا ہے سو وتنا ہی جانتا ہون پس یہہ نام کے مسلمان نہ کام کے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانیکو اعتبار کرتے نہ آنحضرت

کی سوگند کہانیکو مانتے پھر دعوا مسلمانیکا چلے جاتا ہے قربان تو ہم ہیں مسلمانی اور سو تعجب ہے اُن جبہ پوشون سے جو کہا کرتے ہیں کہ علم غیب کا آنحضرت

کو تدریج سے حاصل ہوتا ہوتا اواخر عمر میں اللہ کے علم برابر ہو گیا کبرت کلمة تخرج من افواههم واہ واہ یہہ بیربالک نے کیا طفلانہ بات کیا کہ اللہ تعالی کے

علم واسطے حد ٹھہرا یا سو کہنے لگا کہ آنحضرت نے درجہ بدرجہ طی کرتے کرتے انتہا کو پہنچ گئے نعوذ باللہ منہا حق تو یہہ ہے کہ اللہ تعالی کے علم کو نہ ابتدا ہے نہ انتہا

پھر کب کسیکے احاطہ میں آویگا ولا یحیطون بشیء من علمه الا بما شاء پھر اسقدر جانتے نہیں کہ پہلے تو اس اپنے دعوے پر کونسی قطعی دلیل رکھتے ہیں

جو ایسی بات بے محابا کہتے ہیں اور دوسری بات یہہ کہ عقاید اور فقہ والے اجماع کیئے ہیں اس بات پر کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب کا نتھا مگر جتنا

اللہ تعالی نے معلوم کرایا تو تنا ہی جان لئے ہیں اسیواسطے بحر الرائق اور نہر الفائق اور عالمگیری اور نصاب الاحتساب وغیرہ میں لکھے ہیں کہ کوئی شخص اللہ و

رسول کو گواہ رکھکر نکاح کیا تو کافر ہوتا ہے اور سبب اسکے بھی بیان کیئے ہیں کہ وہ گواہ رکھنے والا یہی سمجھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب کا

ہے اسیواسطے آنحضرت کو گواہ رکھا سو کافر ہو گیا اور یہہ بھی جانیو کہ اللہ کا علم حضوری ہے کہ ازل سے ابد تک یکسان ہے اور آنحضرت کا علم حصولی ہے پہلے

نہیں تھا بعدہ اللہ تعالی کے سکھلانے سے آیا حضوری اور حصولی میں آسمان زمین کا فرق ہے سو دونوں یکسان کیسا ہو سکے پھر اس صورت میں ان جبہ

پوشون کے کہنے کو ہم تصدیق کرین تو اُن عقاید اور فقہ والون کی تکذیب ضرور ہوتی اور اجماع انکا بطلان پر گیا لا تجتمع امتی علی الضلالة وارد

ہے یعنے نہیں جمع ہو گی امت میری گمراہی پر مولانا عبد العلی علیہ الرحمہ اور دوسرے اصول والے لکھے ہیں مراد امت سے مجتہدان امت ہیں اور ایکدو شخص کو

جھٹلانا آسان تر ہے اتنے مجتہدون کی جماعت کو جھٹلانے سے اور یہہ بھی جانا چاہیئے کہ بعضے کج فہم لوگ کہا کرتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا ہے اوتیت علم الاولین والآخرین یعنے مجھے دیا گیا علم پہلے لوگونکا اور پچھلے لوگونکا پھر اس سے صاف معلوم ہوا کہ جب سرور عالم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا تر علم ملا ہمارا احوال جاننے سے کیا چیز مانع ہے جواب مراد یہان علم سے وہ علم ہے جو عالمون کو حاصل ہوتا ہے جاہلون کو

نہیں اور انبیا کو رہتا ہے غیر انبیا کو نہیں اور اولیا کو رہتا ہے غیر اولیا کو نہیں وہ علم کیا ہے علم ذات و صفات الہی کا اور احکام شریعتون کے اور علم اُن

چیزونکا جو دنیا اور آخرت میں کام آنے والے اور نفع دینے والے ہیں اور حقیقتان چیزون کے اور حکمتان مصنوعات میں کیا ہے سو جاننا اور فایدے کیا ہیں

۱ حضوری و حصولی کا بیان ط

۲ اوتیت علم الاولین والآخرین کا مطلب

اور نقصان نہیں کیا ہے سو یہہ جاننا ہی علم ہے سبب تصریف کا اور کمال کا سو تہاری اور باعث اللہ کے قرب کا پھر معنا اس حدیث کا یہ ہوا اور اس علم سے مراد یہہ نہیں
کہ مخلوقات کے احوال کی جزئیات اور کلیات کو جان لینا جیسا فلانا شخص اتنے بار استنجا کیا اور فلانے اتنے دست ہوئے اور فلانا بیمار اتنے بار کھیلا اور فلانا
پانو پیٹ کھانا کھایا اور فلانے کو فلانا شخص اتنے دھول لگایا اور فلانے کی خشتک میں اتنے سوراخ ہو رہے ہیں اور فلانے کے گھر کا سو کھانے میں اتنے کنکر
تھے اور فلانا شخص ایک رات میں اتنی عورتوں سے نزدیکی کیا اور فلانے کے ہاتھ پر کچھ انگلیاں ہیں اور فلانے کا آدھا ناخن ٹوٹا ہوا ہے اور فلانے جنگل میں اتنے مچھر
ہیں اور انکے اتنے بچے ہیں اور فلانے ندی کے درمیان اتنے مچھلیاں ہیں اور انکے پیٹ میں اتنے انڈے ہیں اور دریا کی بالو اور پانی کا ماہی اور مانند اسکے کا جاننا
نہ ولایت کے شرطوں میں لکھے ہیں نہ نبوت کے شرطوں میں اور ان چیزوں کے ایسے احوال کا علم نہ اگلے پیغمبروں کو تھا نہ پچھلے ولیوں کو ہوگا پھر آنحضرت
کو کیسا ہوئیگا کیونکہ اس حدیث سے اتنا ہی معلوم ہوا کہ اگلے پچھلے لوگوں کا علم آنحضرت کو ہے پھر جب اگلے پچھلے لوگوں کے علم میں یہہ باتاں نہیں پھر آن
حضرت کو بھی نہیں مگر عند الضرورت کبھو کسی چیز کا علم ہو تو ہو اور عجب زیادہ اس سے وہ ہے کہ شاعران ہمارے زمانے کے وفات کی تاریخوں میں کسیکے حق میں
خبر دیتے ہیں کہ فلانا شخص جنت میں گیا اور فلانا دوزخ میں اور یہہ بھی خلاف عقاید کے ہے کیونکہ بہشتی یا دوزخی کہنا سوا ان لوگوں کے جو نص انکے
حق میں وارد ہوا ہے منع ہے اب یہاں جانا چاہئے کہ جب نسبت غیب دانی کی بزرگوں کی طرف روا نہیں ہوئی پھر نجومیوں کو غیب دان ماننا اور غیب کے باتاں انسے
پوچھنا اور انکے خبروں کو اسو غیب میں سچ جاننا اور انکے ڈرانے سے ڈرنا اور انکے کہے موافق عمل میں لانا اکثر ہے انکے غریبان اور امیران اس کفر میں گرفتار
ہو گئے ہیں اسلئے انکی تنبیہ واسطے اس بیان کو تفصیلوار اس فصل کے خاتمے میں ذکر کرتا ہوں اللہ توفیق دینے والا ہے خاتمہ تیسرے فصل کا جانو
مسلمانو کہ نجومی کے قول کو سچ جاننے کے منع میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں از انجملہ یہہ ہے من اتی کاهنا او عرافا فصدقه بما یقول فقد
کفر بما انزل علی محمد اخرجه اصحاب السنن الاربعة و صححه الحاکم یعنے جو کوئی آیا کاہن کنے یا عراف کنے پھر سچ جانا اسکے کہے کو پس
مقرر اسنے انکار کیا اس چیز کا جو اتارے گئی ہے سرور انبیا پر روایت کئے حدیث کو چاروں سنن والے اور صحیح کہا اس حدیث کو حاکم نے بلکہ فقط پوچھنا انسے بغیر انکے
قول کو سچ جاننے کے تو یہہ بات سبب ہے چالیس روز کی نماز قبول نہ ہونیکا جیسا حدیث میں طبرانی کے آیا ہے کہ فرمائے سرور عالم نے من اتی الکاهن
عیہصدقہ لہ لم تقبل صلوته اربعین یوما یعنے جو کوئی آیا کاہن کنے اسکو سچ سمجھتا ہو تو بھی قبول نہ ہوگی اسکی چالیس روز کی نماز اور حکم میں
کاہن کے ہی نجومی اور عراف اور رمال اور فال والے ایسے جائز نہیں ہے انسے پوچھنا اور اسپر عمل کرنا اور جو چیز کہ انکو دیا کرتے ہیں اس کام پر سو حرام ہے اجماع
سے جیسا نقل کیا اس بات کو امام بغوی اور قاضی عیاض وغیرہما نے شیخ الازہر شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے سو ترجمہ اسکا یہہ ہے حرام ہے عمل کرنا نجومی کے قول
پر جو کہا کرتا ہے کہ آج کے روز فلانا ستارہ فلانے برج میں ہے سفر کو جانا نچاہئے اور جس وقت فلانا ستارہ فلانے برج میں آوے تب سفر کو جایا چاہئے
اور ایسے چیزوں کو آر دینے واسطے مقرر فرمائے سرور انبیا نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز استخارہ کی اور بعد اسکے ایک دعا کو جیسا مشہور ہے احادیث کے
کتب میں اور تحقیق وارد ہوا ہے ما خاب من استخار و ما ندم من استشار یعنے نا امید نہوگا وہ شخص جو استخارہ کیا کرتا ہے اور پشیمان نہوگا
وہ شخص جو مشورت کیا کرتا ہے لیکن وہ استخارہ جو نیم ملاؤں نے غیب کے باتاں جان لینے واسطے نکالے ہیں جیسا کوئی تعویذ سرہانے رکھکر یا کوئی عمل پڑھکر
سونے سے آیندہ کی بات خواب میں معلوم ہوتی ہے کہنا اور اس بات کو یقین جان لینا سو نجوم اور فال کے قسم میں داخل ہے اور حدیث کا استخارہ جو ہے
سو اسمیں کچھ غیب کا جاننا نہیں ہے بلکہ حق تعالی سے مشورۃ اور طلب خیر کرنا اسکو اسپر قیاس کرنا نادانی ہے استخارے کی حقیقت یہہ ہے کہ عین العلم کی شرح
میں اور ابن کثیر کی تاریخ مذکور میں ہے کہ جب قصد کئے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے اہل نہروان سے لڑائی کرنے جانیکا تو ایک شخص نے کہا اے امیر المومنین
اسوقت لڑائی کرنے نجائیے بلکہ فلانے ساعت میں تشریف فرمائیے پھر فتح پاوگے فرمائے مرتضی علی نے کہ نجومی نہ تھا اور بعد آنحضرت کے ہمارے کنے بھی

نہ تھا بادجودا سکے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کتنے ملک کو ہم نے فتح کئے بعد اسکے فرمائے کہ اس ما دیان کے پیٹ مین نر ہی یا مادہ سو کہہ دے وہ شخص کہا اگر مجھکو تھوڑی
مہلت ہو تو حساب کرکے عرض کرتا ہون سو فرمائے علی مرتضیٰ نے کہ حاملہ کے پیٹ مین ہی سو خبر کا کسی کو علم نہین ہی پھر اس مقدمے مین تجھے سچا کہے یا
اللہ تعالیٰ کو جھٹلانے والا ہی کیونکہ سب بات کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے واسطے خاص کیا اگر تو اس کام سے توبہ کیا تو بہتر ہی نہین تو بند کر دیتا ہون تیرے
چیپے کو جو بیت المال مین پاتا ہی میری حکومت باقی ہی تلک بعد اسکے روانہ ہو گئے اہل نہروان کی لڑائی کے واسطے اسی ساعت مین جو اسنے منع کیا تھا پھر اللہ
تعالیٰ کے فضل سے مظفر و منصور ہو کر پھر آئے اور فرمائے نجومی کہا سو ساعت مین اگر گیا ہوتا تو لوگ اس فتح کو اس ساعت کی طرف نسبت کرتے اور
شرک ہوتا اسواسطے مین ضد سے اسکے وہ منع کیا سو ساعت مین گیا اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے فتحمند ہوا اور ذکر کیا مفتاح السعادت والا کہ ابن القیم بہت طعن کیا
کرتا تھا نجومیون پر بلکہ زیادہ قدر جایز سے علم نجوم کو جاننے والون کی تکفیر بھی کیا ہی اور قدر جایز یہہ ہی کہ بوجھے جاوے اُس سے راہ اور پہچانے جاوے جہت قبلہ
کا اور وقت نماز کا پس اسقدر علم نجوم کا جاننا مضائقہ نہین ہی اور اسپر زیادہ جاننا حرام ہی امیر المومنین عمر ابن الخطاب نے فرمایا ہی تعلموا من النجوم ما تھتدوا
بہ فی البر والبحر ثم امسکوا کذا فی المحیط یعنے سیکھو تم علم نجوم کو اسقدر جو رستہ پہچانین بحر و بر مین بعد اسکے چپ ہو اسیطرح ہی محیط مین اور
نصاب الاحتساب مین ذکر کیا تجنیس مزید سے کہ تعلم النجوم حرام الا ما یحتاج الیہ فی معرفۃ القبلۃ و فی الزوال یعنے علم نجوم کا سیکھنا حرام ہی
مگر اسقدر جو اس سے احتیاج پڑتی ہی جہت قبلہ کا اور سایہ زوال کا پہچاننے واسطے اور حدیث مین خرایطی اور دیلمی کے ہی کہ فرمائے سرور انبیا نے یا
علی لا تجالس اصحاب النجوم یعنے اے علی مت بیٹھا کر نجومیون کے ساتھ اور پوچھا کسینے ابن القیم سے کہ جایز ہی یہہ بات کہ بعضے ستارے سبب ہووین
زمینی خبرون کی پیدایش کے سو دلیل پکڑتا ہی منجم ستارون کی حرکتون کی کیفیت سے اور انکے انتقالات سے جو ایک برج سے دوسرے برج طرف جایا کرتے
ہین بعضے حادثون پر جو آیندہ ہووینگے آگے ظاہر ہونے اسکے جیسا دلیل پکڑتا ہی ماہر طبیب حرکت سے نبض کے حدوث پر مرض کے آگے پیدا ہونے اسکے پس جواب
دیا کہ ستارے سبب حوادثات کے ہین کر کے کوئی دلیل نہین ہی نہ حس سے نہ سماع سے یعنے نہ ہمارے دیکھنے مین ہی کہ ستارون کے سبب سے خبران پیدا ہوتے ہین اور نہ یہہ بات
قرآن و حدیث سے ثابت ہوئی ہی انتہیٰ اور عبد الحق دہلوی نے جذب القلوب مین لکھا ہی سو عبارت اسکی یہہ ہی ذکر کرد عباس رضی اللہ عنہ کہ فرمود رسول خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ حق تعالیٰ این جزیرہ را از نجاست شرک پاک گردانید اگر نجوم ایشانرا گمراہ نکند پرسیدند یا رسول اللہ گمراہ کردن نجوم چگونہ است فرمود
حق سبحانہ باران خود باران فرستد و ایشان گویند کہ در منزل فلان قمر آمد و باران شد یعنے ذکر کیا حضرت عباس نے کہ کہا سرور انبیا نے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کہ اللہ تعالیٰ نے اس جزیرۂ عرب کو پلیدی سے شرک کے پاک کر دیا ہی اگر ستارے انکو گمراہ نکرین تو لوگ پوچھے یا رسول اللہ گمراہ کرنا ستارونکا کسطرح سے
ہوتا ہی فرمائے حق سبحانہ تعالیٰ اپنے حکم سے مینہہ کو بھیجتا ہی پر یے لوگ کہینگے کہ چاند فلانے نچھتر مین آیا اور مینہہ پڑا پھر جو لوگ نے سعادت اور نحوست کو
اور تکلیف اور راحت کو ستارون طرف منسوب کیا کرتے ہین اور ہونا حادثونکا انکی تاثیر سے اعتقاد کیا کرتے ہین اور ہر اچھے کام شروع کرنے واسطے وقت
ساعت نجومیون سے پوچھا کرتے ہین سو شرک کے گرداب مین پڑتے ہین اللہ کی پناہ اور امام بخاری کی حدیث مین قتادہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہی کہ کہا فرمائے
سرور انبیا نے خلق اللہ تعالیٰ ھذہ النجوم لثلثۃ پیدا کیا اللہ پاک نے اُن ستارون کو تین عمدہ فایدے واسطے کہ جس سے فایدہ مند ہوتے ہین دیندار
اور دنیادار جعلھا زینۃ للسماء ایک فایدہ یہہ ہی گردانا ہی ستارون کو زینت آسمان کی و رجوما للشیاطین دوسرا یہہ ہی کہ گردانا ہی
ستارون کو رجوم شیاطین یعنے جب شیاطین آسمان طرف چڑھا کرتے ہین فرشتون کے باتون کو چرا لینے کے واسطے تو ان ستارون کے نور سے شعلے نکال
کر انکو مارا کرتے ہین و علامات یھتدی بھا فی ظلمات البر والبحر تیسرا فایدہ یہہ ہی کہ گردانا انکو نشانیان تا لوگ رستہ پہچانین اندھیری مین
دریا اور خشکی کے فمن تاول فیھا بغیر ذلک اخطا پھر جس کسینے بیان کیا ستارون مین اُن تین فایدون کے سوائے اور کوئی فایدہ خطا کیا کیونکہ

ذکر کیا ایسی خبر کو جو عالم الغیب نے اسکی خبر نہین دیا و اضاع نصیبہ اور ضایع کیا اپنے حصے کو عمر مین جسمین مشغول ہوا ہی ایسی چیز طرف کہ فایدہ نہ دیتی ہی
اسکو نہ دنیا مین نہ آخرت مین و تکلف عالم بعلم اور زور زبردستی سے اپنے پر لازم کرلیا ایسی چیز کیجاننے کو کہ جاننا جسکا ہوسکتا نہین ہی اور روایت
مین بزین کہ آیا ہی قتادہ سے و تکلف ما لا یعنیہ اور بے حاصل کام واسطے اپنے بر تکلیف اٹھالیا و ما عجز عن علمہ الانبیاء والملئکۃ اور زور سے لازم کرلیا اپنے
پر جاننے کو اس چیز کے جو عاجز ہین پیغمبران اور فرشتے جسکے جاننے مین وعن الربیع مثلہ اور مانند اسکے نقل کیا گیا ہی ربیع ابن زیاد سے بھی زاد اور
زیادہ کیا ربیع نے اس خبر پر جو مذکور ہوا اس کلام کو واللہ سوگند ہی اللہ کی ما جعل اللہ فی نجم حیواۃ احد ولا رزقہ ولا موتہ یعنی نہین رکھا ہی
اللہ تعالی نے کسی ستارے مین حیات کسیکی اور نہ رزق کسیکا اور نہ موت کسیکی جو ستارے اور حرکات و نظرات انکے کسیکے جینے مرنیکا یا ہووے سرجادثونکا
سبب ترین بلکہ سب اسکی قدرت خالصہ سے ہین و انما یفترون علی اللہ کذبا و یتعللون بالنجوم اور سوا اسکے نہین کہ ستارون کو ان چیزونکا
سبب ہی کہتے ہار اللہ پر تو طیہ باندھا اور کہا یا اور بہانہ کیا ستارون کا کیونکہ طلوع ہونیکو ایک ستارے کے کسی کے مرنے جینے یا رزق کا سبب ٹھہرایا ہی
یہ تمام ترجمہ ہی عبد الحق کے کلام کا جو مشکاۃ کے ترجمہ مین لکھا ہی اور مرقاۃ شرح مشکاۃ سے بھی لیا گیا ہی جو ملا علی قاری سے ہی پھر اس صورت مین معلوم
ہوا کہ سعادت اور نحوست اور تکلیف و راحت اور فقیری تونگری مرنا جینا اور ہونا سرجادثون کو ستارون طرف منسوب کرنا اور انکو ان چیزون کے اسباب
کرکے عقیدہ رکھنا نکاح باندھنا اور سفر جانے گھر بنانے نجومیون سے پوچھنا آئین دینداروں کا نہین ہی اور جسنے وحی کی بات چھوڑ کر نجومی کے قول
کو اختیار کرلیا سو کافر ہوا اللہ کی پناہ ہان اتنی بات ہی کہ فصل بدلنا اور میوے پکنا اور سردی گرمی ہونا عادت کے روسے آفتاب کی گرمی اور حوت کے سبب
ہی جب آفتاب کسی ملک کے سر پر پہنچتا ہی تو وہان دھوپ کا لا ہوتا ہی اور کسی ملک کے سر پر سے دور ہو جاتا ہی تو وہان ٹھنڈ کا لا ہوتا ہی جیسا کہ انگیٹھی
نزدیک ہو تو ٹھنڈ جاتی بلکہ گرمی ہوتی ہی اور اگر دور کردوین تو ٹھنڈ لگتی ہی اور میوہ وغیرہ پکنے مین آفتاب کی گرمی کا مثال قریب آگ کا مثال ہی پکوان
مین لیکن سعادت اور نحوست اور امیری فقیری موت و حیات کے اسباب ستارون کو جاننا نہ آیات اور احادیث مین نہ ظاہر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی
پھر ایمان والون کو لازم ہی کہ عقیدہ اپنا آیات اور احادیث اور عقاید کی کتابون کے موافق رکھین اور ملکون کو نجومیون کے اور جہلات کو بدعتیون کے
اور واہی نقلیات کو گمراہون ہی کے رد کرین عبد الحق دہلوی نے سفر السعادت کی شرح مین کہا اتباع احکام نجوم در سعادت و نحوست ایام عادت
سلف و شیمہ اہل دین نیست و آنچہ گویند کہ در روز شنبہ بدان ناحیہ نباید رفت و روز یکشنبہ در فلان جہت نیست انتہی یعنے پیروی کرنا نجوم کی سعادت
اور نحوست مین روزونکی عادت سلف کی نہی نہ خصلت دینداروں کی اور وہ جو کہا کرتے ہین کہ ہفتے کے روز فلانے طرف نہ جایا جائیے اور اتوار کے روز
فلانی طرف سو بے اصل بات ہی اور مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی نے اپنی تفسیر فتح العزیز مین لکھا ہی احکام نجوم را معتقد نشدن و از منجمان ساعت
نپرسیدن و در پے تفحص سعود و نحوس ساعات و ایام و شہور و تواریخ نیفتادن و شگون بد نگرفتن از احکام ملت ابراہیمی ست کہ در شریعت بالعینہ
باقی ست یعنے نجوم کے حکمون کے معتقد نہ رہنا اور نجومیون سے وقت ساعت نہ پوچھنا اور نیک بد ساعتون اور روزون اور مہینون تاریخون
مین کونسی ہی کرکے جستجو نکرنا اور بد فالی نہ لینا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کے احکام مین سے ہی اور ہماری شریعت مین بھی بعینہ وہی باقی ہی
اور ملا علی قاری نے تمسیح الازہر شرح فقہ اکبر مین کہا ہی یجب علی ولی الامر و علی کل قادر ان یسعی فی ازالۃ المنجم والکاہن والعراف
والرمال واصحاب الفالات و یمنعہم من الجلوس فی الحوانیت والطرقات و من الدخول علی الناس فی منازلہم
ویکفی لمن یعلم حرمتہ ولا یسعی فی ازالتہ قولہ تعالی کانوا لا یتناہون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون
ویقولون الاثم ویاکلون السحت باجماع المسلمین یعنے واجب ہی حاکم پر اور ہر قدرت رکھنے والے پر کوشش کرنا نجومی اور

کا سہارا ہو عراف اور رمال یعنی فال والون کو دفع کرنے کے واسطے ایسی چیزین ... سو درست نہین اور لوگون کو اگر خبر ہو کہ ... نے صاف
جو شخص حرمت نجوم کا علم کوشش نہین کیا کہ اگر ... کو دفع کر لے ... اسکو یہہ پہنچی ہی ... اسکا یہہ ہی منع نہین کرنا ...
لوگ ایسا علم جو کیا کرتے تھے دوسرے لوگ ... برا ... بد ... ہین ... لکھتے ہین گناہ کی بات اور کہاتے ہین عوام کو بہت اجماع سے مسلمانون کے ثابت
ہو چکی ہے مسلمانون کہ بعضے لوگ نام لیوا ایسا کیون ... ہین سو جو تھے فال نامے احمقون کو ٹھگلانے واسطے رکھتے ہین اور اسکو امام جعفر صادق کی طرف نسبت
دیتے ہین جاہل ان لوگون کی دیکھا چاہیے کہ آپ تو بد کام کرتے سو کرتے حضرت امام پر تو طیہ باندھنے سے نہین ڈرتے اللہ اکبر کیا جرات ہی مولانا
جامی ایسے لوگون کے حق مین خوب کہے ہین ~ جعفر صادق از تو بیزار است ؛ صادقان راز کاو تان عار است ؛ اور ان فال نامون سے بہت احمقون کا
ایمان چھین لیتے ہین ایک طریق ایمان چھین لینے کا انکے پاس یہہ ہے کہ کوئی احمق مرد یا بیوقوف بڑھیا قسمت کی گرفتاری سے کچھ مطلب لیکر ان کنے
آجاوے تو اس سے کہتے ہین کہ یہہ بات بے فال دیکھے کے معلوم نہوگی پھر وہ بیوقوف بڑھیا کہتی ہی حضرت یہہ نیکی آپکے ہی کون ہے آگے انکی فال دیکھکر کہتے ہین اور
فال دیکھنے کیا ضرور ہی جو فرمائیے مین حاضر کرونگی تب شیخ جی کہتے ہین اماں تو غریب ہی کیا لاویگی بارہ پانچ پیسے نذر اور اکیس پان اور گیارہ کسیاریان
اور تھوڑا عود تو جھٹ پٹ لے نیک ساعت ٹل جاتی ہے پھر تو وہ بیوقوف بڑھیا پاؤن جلے بلی کے مثل دیکھی دوڑی جاتی ہے اور قرض دام کرکے لے آتی ہے پھر
شیخ جی صاحب ایک پرانی کتاب کہ جسمین ایک دائرہ کھینچا ہوا رہتا ہے سو آگے اسکے دھر کر کہتے ہین اماں آنکھ موندھکر اسمین انگلی رکھدے جب وہ اندھی
بالشکل انگلی رکھتی تب کہتے ہین اماں تھا تھا آنکھ کھول دے پھر بیان کرنا شروع کرتے ہین کہ ایکروز تیری لڑکی نہا کر کھلے بال آنگن مین کھڑے ہوئی تھی قضارا
لال پری کا گذرا ادھر سے ہوا سو اسکا سایہ اسپر پڑا ہے اسواسطے اسکو اولاد نہین ہوتی ہے وہ بیوقوف بڑھیا بات سنتے ہی اسکے پاؤن پر سر کو دھر
کر کہتی ہے حضرت خدا کے واسطے علاج کیجیئے جو ضرور ہی سو فرمائیے بھیکھ مانگ کر بھی لاؤنگی تب شیخ جی اسکی فقیری پر کچھ رحم نکرکے کہتے ہین کہ مرغ کے لہو سے
تعویذ لکھنا ہے ایک رنگ کا مرغ اور ایک کورا کپڑا دس ہاتھ کا لیکر اسمین سات قسم کا اناج باندھکر اور اسکے چار ونلو مین کچھ نہو سکے تو چار چار آنے
باندھکر لے آ پھر وہ بیوقوف دوڑ کر ادھر ادھر بھیکھ مانگ بچون کے منہہ مین مٹی ڈال سب اسباب لاکر شیخ جی کے آگے ڈال دیتی ہے غرض شیخ جی مرغ
کو کاٹ کر اسکے لہو مین تعویذ لکھکر اسکے حوالے کرتے ہین اسکا کام ہو یا نہو آپ مرغ کا سالن پکا کر کھا جاتے ہین مردود زمین جا یا بہشت مین حلوے
مانڈے کے ... کلام القصہ شیخ جی اتنے ذرے فایدے واسطے آپ بھی شرک مین پڑتے ہین اور غریبون کو بھی شرک مین ڈالتے اور شیخ جی کی پیدا ایش کے بہت طریقے
مین ایک ان مین سے یہہ نقل نمونے واسطے یہان لکھا ہون اب اصل مطلب طرف متوجہ ہوتا ہون امام نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہے قال البغوی من
اصحابنا والقاضی عیاض اجمع العلماء علی تحریم حلوان الکاهن وهو ما یعطونه علی الکهانة لانه عوض من المحرم و
کذلک اجمعوا علی تحریم اجرة المغنیة للغناء وکذلک یحرم حلوان العراف وهو من یدعی معرفة المسروق ومکانه
ونحوها من الامور وهکذا ذکر الخطابی فی معالم السنن یعنی کہا امام بغوی نے ہمارے علماء مین سے اور قاضی عیاض نے بھی کہ اجماع کیا
عالمون نے حرام ہونے پر اس چیز کے جو کاہن کو یا عراف کو یا راگ گانے والی عورت کو دیا کرتے ہین اسکے کہانت اور اسکے راگ گانے پر کیونکہ وہ عوض ہے
حرام کا جو کہانت ہے اور راگ اور عراف وہ شخص ہی جو دعوی کیا کرتا ہے چوری گئی سو چیز کو پہچاننے کا اور اسکے مکان کو اور دوسری باتون کو پہچاننے کا اور اسیطرح
ذکر کیا خطابی نے معالم السنن کی کتاب مین آپ جاننا چاہیئے کہ کاہن وہ ہے کہ جنون کی خبر دینے سے آئندہ ہونے والی چیزون سے اور لوگون کے چھپے
بھیدون سے خبر دیا کرے اور جب المفتی مین لکھا ہے سئلت عن شیخی ان جماعة من الناس لا یسافرون فی شهر الصفر ویمتنعون
من النکاح فیها ویتمسکون بروایات واراده فیها هل یصح هذه الروایات وهل کانت النحوسة فیها ویمنع

ابتداء العمر فیہا وکذلک لا یسافرون حین کان القمر فی العقرب ولا یقطعون الثیاب الجدد فیہا فہل لہ اصل یعوّلون
ام لا فاجاب اما الذی یقولون فی الصفر فمن رسوم الجاہلیۃ واما الذی یقولون فی العقرب فمما یذکرون اہل
النجوم وینسبون الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہو کذب فاللازم علی المسلمین ان لا یعتمدوا علی مثل
ہذہ الاخبار وان یعلموا ان ما کتب اللہ تعالیٰ لاحد یلحق بہ البتۃ سواء سافر فی ذلک الوقت او لم یسافر وما لم
یکتب لا یلحق بہ سواء سافر فی ذلک الوقت او لم یسافر انتہی یعنی مین پوچھا اپنے استاد سے کہ ایک گروہ ہی کہ سفر نہین کرتی ہی صفر کے
مہینے مین اور پرہیز کرتی ہی نکاح کرنے سے اس مہینے مین اور دستاویز کرتی ہی بعضے روایتون کو جو وارد ہوئے ہین اس مقدمے مین یہ روایتان صحیح
ہین کیا اور نحوست اسمین ہی کیا اور اسمین کوئی کام کرنا منع ہی کیا اور اسیطرح سفر نہین کرتی ہی جسوقت کہ چاند عقرب کے برج مین رہتا ہی اور
نیا کپڑا پہنتی نہین اس وقت مین پس آپ فرمائیے کہ بات ایسی ہی ہی کیا جیسا وہ کہا کرتی ہی یا ویسی نہین ہی جواب یا کہ صفر کے مہینے کے حق مین
کہا کرتی ہی سو جاہلیت کے رسمون سے ہی لیکن جو عقرب کے مقدمے مین کہا کرتی ہی سو نجومیون کی بات ہی اور منسوب کرتی ہی اسکو سرور انبیا علیہ کی طرف جھوٹھ
موٹھ پس لازم ہی مسلمانون پر کہ اعتماد نکرین ایسے روایتون پر اور جو چیز کہ لکھا ہی اللہ پاک نے کسیکے حق مین وہ چیز اسکو پہنچنے والی ہی خواہ اسوقت
مین سفر کرے یا نکرے اور جو کچھ نہ لکھا ہو اللہ تعالیٰ نے سو اسکو نہین پہنچنے والا ہی خواہ اسوقت سفر کرے یا نکرے اور ملا علی قاری نے مرقات شرح
مشکاۃ مین لکھا ہی کہ عارف نامی شیخ ابو القاسم قشیری مفاتیح الحجج مین کہا ہی کہ منجمون کے مذہب لوگون مین کچھ راہ کا قول ہی تو یہہ ہی کہ بیچ مین پیدا کرتا ہی اللہ
تعالیٰ نئے نئے چیزون کو اپنی قدرت اور اختیار سے لیکن اپنی عادت کو ایسی جاری کیا ہی کہ جسوقت ستارے برج مخصوص مین ہون اسوقت نئے نئے چیزون
کو پیدا کیا کرے اور مختلف ہوتا ہی اُن چیزون کا ہونا ستارون کے سیر اتصالات کے اختلافات سے عادت کی جہت سے جیسا جاری کیا ہی
اللہ پاک نے اپنی عادت کو پیدا کرنے پر فرزند کے بعد از وطی کے اور سیری بعد از کھانا کھانے کے بعد اسکے شیخ کہتا ہی یہہ بات اللہ پاک کی قدرت سے
روا تو ہی پر اسپر دلیل نہین کیونکہ جو چیز کہ عادت کے طور پر ہوا کرتی ہی سو ہمیشہ ہوا کرتی ہی اور کم اسبات سے نہین کہ ہمیشہ ہو تو بارے مکرر ہووے
نہین تو عادت ثابت نہین ہوتی ہی پھر اس تو ایسی بات نہین ہی کیونکہ نجومیون کنے وقت عالم کا امر ایک جہ پر پائے نہین جاتا ہی کیونکہ جسوقت کہ
آفتاب کسی ایک سال مین کسی برج کے ایک نقطہ مین ہووے پھر جب آفتاب عود کریگا اس برج طرف دوسرے سال مین تو اسی نقطہ مین نہین آتا ہی اور اسیطرح
دوسرے ستارے جو دوسرے برج مین سال گذشتہ جن درجون مین تھے سو اس سال مین اُن درجون مین نہین رہتے ہین پس عادت ثابت نہین ہوئی اور یہہ بھی جاننا
چاہیے کہ خود آپ نجومیون نے اختلاف کر رہے ہین زیچ کے احکام مین اور ان چیزون مین سے جو دلالت کرتے مین نجومیون کے قول کے فساد پر
سو یہہ ہی کہ اُن سے پوچھا چاہیے کہ خبر دیو تم اُن دو بچون سے کہ ایک ہی وقت مین پیدا ہوئے ہین کیا لازم ہی برابری ان دونون مین تمامی وجوہ سے اسطور پر کہ فرق
کرنا ہو سکے اُن دونون کی صورت اور سیرت اور دوسرے عوارضات و افعال مین حالانکہ عالم مین کوئی دو شخص اس صفت پر نہین مین اور دو فرزند ایک وقت مین ہونے
سے کوئی چیز مانع نہین قدرت مین نہ وجود مین اور اسبات کے محال ہونے پر نہ دلیل عقلی ہی نہ نقلی اور مجرد دعوا اور زعم کرنا اسکے محال ہونے کا باطل
ہی لیکن کچھ کا مقدمہ ہی سو احکام سے نہین ہی بلکہ حساب کی طرق سے ہی اور حساب سے کچھ بات کہنا ممنوع نہین ہی انتہی اور پہلے باب مین نصاب
الاحتساب کے لکھا ہی منع الذی مسہ الشیطان بالمنع عن التکلم بالغیب یکون مستحقا یکفر المصدق لہ مرتد یعنی آسیب زدہ کو منع کیا جاہیے غیب کی
اخبار دینے سے اور غیب کی خبر دینا کفر ہی اور اسکو حلال جاننے والا اور آسیب زدہ کی اخبار غیبی کو سچ جاننے والا مرتد ہی پس لوگ اس زمانے کے کسی عورت کے
بدن پر بالا ئے تبرع مین کرکے اس سے اخبار آیندہ کا اور اپنے نصیبون کے لکھے کو پوچھا کرتے مین سو اسلام سے باہر ہوتے مین اللہ کی پناہ جیسا ہمارے

[illegible]

[illegible] الفصل الثانی [illegible]

[illegible] قال اللہ تعالیٰ فلما

خر تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المہین وقال ان الغیب لا یعلمہ الا اللہ (یعنی تیسرا فصل یہ ہے جو نرا نام)
ہی فقرہ میں اگر کسی نے [illegible] پوچھا ہوں جنوں کی اخبار سے تو وہ جادوگر کاہن اور منجم کو سچ جانیگا سو وہ کفر کیا کیونکہ کوئی جانتا نہیں
غیب سوا اللہ تعالیٰ کے کیا دیکھتا نہیں تو اللہ پاک کے قول کو جو فرمایا فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المہین
یعنے جب حضرت سلیمان کھڑے ہوئے وفات پائے جنوں کو معلوم نہو نیکے سبب سے کام کرنے میں مشغول تھے پھر جب گر گئے زمین پر تب جنوں پر انکا وفات
پانا ظاہر ہوا سو بھاگ گئے یہاں خدا فرماتا ہے اگر انکو غیب کا علم ہوتا تو عذاب میں کام کرنے کا ہمیشہ نہ رہتے پس اس سے معلوم ہوا اگر کوئی آدمی
اور جن غیب کو جانتا نہیں ہے ہاں اگر گذرے ہوئے کاموں سے جہاں خبر دیویں تو شاید کبھو برابر پڑے کیونکہ وے چو طرف پھرا کرتے ہیں اور نظر انکی
دور تک کام کرتی ہے کوہ اور در و دیوار انکو آڑ نہیں ہے اگر آئیندہ ہونے والے کام سے خبر دیویں بغیر پانے قراین و دلایل کے تو اسکو اصلا راست
نہ جانا چاہیے اور مصحف سے فال لینا حرام ہے جیسا مولوی اسلمی صاحب نے اپنے سفینے کے تین سو تیس پر تینوں صفحہ پر لکھا ہے سو عبارت اسکی یہ ہے
کہ منجم و رمال مانند کاہن اند پس اتباع و تصدیق ہیچ کس از ینہا نباید کرد کہ حرام است و کفر و فال دیدن از مصحف حرام باشد زیرا کہ در معنای استقسام بہ
ازلام است کہ کفار در عہد جاہلیت میکردند و آنچنان بود کہ چون در خواستند کاری را استہ قدح میگرفتند در یکی مے نوشتند امرنی ربی و در دیگری
نہانی ربی و در سیوم ہیچ نمی نوشتند غفل و ہر سہ را میگردانیدند اگر اول برآید میکردند و اگر ثانی برآید ہمہ پرہیز میکردند و اگر سیوم برآید بار دیگر گردانیدند تا یکی از آن
ہر دو برآید و معنای استقسام معرفت مقسوم خود کردن است و در قرآن تعریف محکوم بفسق شدہ زیرا کہ دخول در علم غیب است بدون وحی آن و گمراہی
و اعتقاد و افتراست بر خدا تعالیٰ و مومن را استخارہ شرعی کردن بہ نماز و دعا ماثورہ مستحب بود انتہی جب مصحف سے فال دیکھنا حرام ہوا پھر دیوان حافظ
سے فال دیکھنا کب حلال ہوگا عقل ضرور اور عبد الحق دہلوی مشکوٰۃ کے ترجمہ میں کہا ہے کہ آنچہ از اہل عزایم و تکسیر کنند از اعمال مثل تسخیر و تلوین و حفظ
ساعات نیز مکروہ و حرام است نزد اہل دیانت و تقوی کذا قال العلما یعنے جو چیز کہ پڑھنے والے عزیمتوں کے اور لکھنے والے تعویذوں کے کیا کرتے ہیں
جیسا ایک قسم کی تعویذ اور منتر کے واسطے ایک قسم کا بخور اور رنگ مقرر کرتے ہیں چنانچہ دشمنی کے واسطے کالی مرچ اور رائی اور نیل کا رنگ اور کالا انیلا
کپڑا زحل یا مریخ کی ساعت اور دوستی کے واسطے اگر اور عود اور مصری اور لال رنگ اور سرخ یا زرد کپڑا مشتری یا زہرہ کی ساعت اسطرح سے کام کیا
کرتے ہیں جیسا شادی شروع کرنے اور نکاح باندھنا و سفر جانے اور گھر بنانے واسطے ساعت اور دن اور تاریخ مقرر کرتے ہیں سو یے سب حرام اور
مکروہ ہے تقوے والوں اور دینداروں کے پاس اسیطرح کہتے ہیں علما اور ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں کہا ہے کہ اتفقوا الکلام علی ان ما کان من جنس
دعوۃ الکواکب السبعۃ او غیرہا او خطابہا والسجود لہا والتقرب الیہا بما یناسبہا من اللباس والبخور ونحو ذلک فانہ
کفر حاصل معنا کا یہ ہے کہ اتفاق کئے ہیں سب عالموں نے اس بات پر کہ جو چیزیں ستاروں کی دعوت کی قسم سے ہو یا انکے غیر کی قسم سے ہو یا انکے خطاب
کی قسم سے ہو جیسا کہے کہ اے مریخ یا اے مشتری یا اے آفتاب میرا کام بنا دے اور ہر وقت میرا مددگار رہ اور میرے پر مہربان ہو یا انکو سجدہ کرے اور
توجہ کرے انکی طرف ان چیزوں سے جو مناسب انکے ہوں لباس کی قسم سے اور بخور سے اور مانند اسکے پس سب کفر ہے اللہ تعالیٰ کی پناہ لیکن جو اسم
خمسہ میں جو منسوب ہے حضرت شیخ محمد غوث گوالیری طرف بعضے ان باتوں سے اس میں پائے جاتے ہیں سو ہم کہتے ہیں کہ اگر وے ایسی باتان اسمیں

ہوں تو اسکا جواب سننا چاہیے کہ پہلے تو نسبت اس کتاب کی اس شیخ بزرگ تک اجماع اور تواتر سے ثابت نہیں ہوئی کیونکہ اُنہوں نے جواہر خمسہ تصنیف
کیے سوا ایک جمع کثیر دیکھی دوسری جماعت سے روایت نہیں کی فقط شہرت ہی دلیل قطعی نہیں ہے کیونکہ بہت کتابیں جھوٹا کر کے کسی صحیح الفصائح کو شناخ
راجو فقال طرف منسوب کی تھیں یہہ بات مشہور ہوا اور ایسے شہرت کو اعتبار نہیں ہے اگر یہہ فرض کیجئے کہ یہہ کتاب اُنہیں کی ہے لیکن یہہ کہاں یقین ہے
کہ یہہ گمراہی باتیں انہوں ہی نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہیں بلکہ ممکن ہے کہ کسی شریر نے یا کسی ملحد نے لگا دیا ہوگا توریت و انجیل جو آسمانی کتاب ہیں داخل لگا
دیے اور فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم میں بھی لگا دئیے ہیں اور مولانا روم کی مثنوی اور دوسرے کتابوں میں بھی لگا دئیے ہیں پھر جواہر خمسہ میں اگر لگا
دیوے تو کیا عجب کیونکہ وہ شیخ بڑے بزرگ تھے ایسی بات نہ لکھے ہونگے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور یہہ بھی جاننا چاہیے کہ نجومی کے کہنے کے موافق صدقہ دینا اور
اتار کرنا اور بر چیزوں سے ستارونکا جپ کروانا یہہ سب شرک ہے لیکن حدیثوں میں جو آیا الصدقۃ تردّ البلاء یعنے خیرات کرنے سے بلا رد ہوتی ہے
سو مراد صدقہ سے شریعت کے اصطلاح میں حلال مال غریب محتاج کو محض اللہ کی خوشنودی کے واسطے دینا ہے اسکے برکات سے بھی بلا رد ہوتی ہے یہہ نہیں کہ
سات قسم کا اناج یا مخصوص کسی رنگ کا کپڑا یا جانور یا کسی ستارے کے رنگ کے برابر کی کوئی نکمّی چیز کو بیمار جانکے سر سے پاؤں تلک اتارنا معاذ اللہ یہہ طریق تو
نجومیوں نے نکالے ہیں اللہ کی پناہ اس سے یا یہہ نہیں بعضے نیم ملا یاں کہا کرتے ہیں کہ علم نجوم پر اکثر احکام شریعت کے وابستہ ہیں جیسا ہلال رمضان کا کہ روزہ رکھنا
اسپر موقوف ہے پھر وہ علم حرام کیسا ہوا اور نجومی سے پوچھنا منع کیسا ٹھہرا جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ عوام تمہارا سراسر غلط اور بے اصل ہے کیونکہ دین اور
شریعت کے کاموں میں ستاروں کو کچھ دخل نہیں ہاں اتنا ہے کہ چاند کو علامت ٹھہرایا ہے ایک مہینا پورا ہونے اور دوسرا مہینا شروع ہونیکے لئے جیسا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج یعنے تجھے پوچھتے ہیں نئے چاند نکلنا تو کہہ کہ یہ وقت ٹھہرے ہیں
واسطے لوگوں کے اور واسطے حج کے اگر فرض کرے چاند نہ نکلنے تو کچھ خلل نہیں ہے بلکہ تیس دن پورے ہو گئے پر ایک مہینا آخر ہوا اور دوسرا مہینا شروع ہو چکا
سمجھینگے اور روزہ بھی رکھینگے سراج الوہاج میں لکھتا ہے قال القدوری وان غم علیہم اکملوا عدۃ شعبان ثلاثین یوما ثم صاموا لقولہ علیہ
الصلوۃ والسلام صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلاثین یوما فی ھذا دلیل علی بطلان قول
المنجمین یعنے کہا قدوری نے کہ اگر ابر رہے تو پورے کیا جائے تیس دن شعبان کے بعد اسکے روزہ رکھے کیونکہ سرور انبیا نے فرمایا ہے روزہ رکھو چاند دیکھکر
اور افطار کرو چاند دیکھکر کیونکہ وہ علامت ہے مہینا تمام ہونیکی پھر اگر ابر رہے تو پورا کرو تیس دن کو شعبان کے مہینے کے اور کہا اسمیں دلیل ہے باطل ہونے
پر قول نجومیونکا اور کہا ایضاح میں اذا غم الھلال ولم یشہد بہ ھل یرجع الی قول اھل الخبرۃ العدول ممن یعرف علم النجوم الصحیح
لا یقبل قولہم لقولہ علیہ السلام نحن امۃ امیۃ لا نحسب ولا نکتب الشہر ھکذا وھکذا وھکذا واشار بجمیع اصابع یدیہ
ثلث مرات ثم قال وھکذا وھکذا وھکذا وخنس ابہامہ فی الثالثۃ ای الشہر یکون ثلثین ویکون تسعۃ وعشرین یعنے جسوقت
ہلال چھپ جاوے اور کوئی گواہی بھی نہ دیوے چاند کے دیکھنے پر تو کیا رجوع کیا جائے دانا اور عدل کے قول طرف جو نجوم کا علم رکھتے ہیں پس صحیح یہہ ہے کہ قبول
نکیا جاوے انکا قول کیونکہ سرور انبیا نے فرمایا ہم امی قوم ہیں نہ حساب کرنا جانتے ہیں نہ لکھنا اور مہینا اسطرح ہوا کرتا ہے اور اسطرح اور اسطرح اور تین بار
اشارہ کئے دونوں ہاتھ کے سب انگلیوں کو جمع کر کے بعد اسکے فرمایا اور اسیطرح اور اسطرح اور اسطرح اور دبا دیے انگوٹھے کو تیسرے بار میں یعنے مہینا
تیس دن کا ہوتا ہے اور کبھو انتیس دن کا مگر چاند اسپر علامت ہے اور امام سرخسی نے کہا الرجوع الی قول المنجمین مخالف للشرع لان النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم منع من الرجوع الی قولہم فقال من اتی کاھنا او منجما فصدقہ بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد صلی اللہ
علیہ وسلم یعنے رجوع کرنا نجومیوں کے قول طرف مخالف ہے شریعت کے کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منع فرمائے انکے قول طرف رجوع کرنے سے

یعنی فرمایا جو کوئی آویگا کاہن یا نجومی کنے اور سچ جانیگا اسکے کہے کو پس مقرر اسنے انکار کیا اس چیز کا جو اتارے گئی ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
غایۃ البیان میں کہا من قال یرجع الی قولہم فقد خالف الشرع یعنے جو کوئی کہا رجوع کرے چاند کے مقدمے میں نجومیونکے قول طرف سو مقرر
اسنے خلاف کیا شریعت کا اور کہا جامع الرموز میں ومن قال انہ یرجع فی ذلک الی قولہم فقد خالف الشرع یعنے جو کوئی کہا کہ رجوع کرے
چاند کے مقدمے میں نجومیوں کے قول طرف سو مقرر وہ خلاف کیا شریعت کا اور کہا امداد الفتاح میں انہ لا یثبت الہلال بقول المنجمین ولا
یجب بقولہم الصیام لانہ خارج عن نص الشارع صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ یعنے ہلال ثابت نہیں ہوتا ہی کہنے سے نجومیوں کے
اور روزہ واجب نہیں ہوتا ہی انکے کہنے سے کیونکہ کہنا انکا خارج ہی نص شارع سے ثابت یہہ ہی کہ روزہ رکھو چاند دیکھکر اور روزہ کھولو چاند دیکھکر اور
در المختار میں کہا ولا عبرۃ بقول الموقتین ولو عدولا یعنے اعتبار نہیں ہی نجومیونکے قول کو اگرچہ وے عادل ہیں اور کتاب الصوم میں تہذیب کے ہی یجب
صوم رمضان برؤیۃ الہلال واستکمال شعبان ثلثین ولا یجوز تقلید المنجم فی حسابہ لا فی الصوم ولا فی الافطار یعنے فرض
ہوتا ہی روزہ رکھنا چاند دیکھنے سے یا تیس دن شعبان کے پورے کرنے سے اور جایز نہیں ہی پیروی کرنا نجومیوں کے حساب کی نہ روزہ رکھنے میں نہ افطار
کرنے میں اور معراج الدرایہ میں کہا لا یجوز للمنجم ان یعمل بحساب نفسہ یعنے جایز نہیں ہی نجومی کو عمل کرنا اپنے حساب پر اور کہا ابن شحنہ نے
شرح منظومہ میں اتفق اصحابنا الا النادر انہ لا اعتماد علی قول المنجمین یعنے اکٹھے ہوئے ہیں ہمارے سب عالم اسبات پر کہ اعتبار نہیں ہی نجومیوں
کے قول کو مگر نادر عالم اعتبار کیا ہی اور نادر حکم میں معدوم کے ہی اور ملا علی قاری مرقات شرح مشکاۃ میں کہا ہی وہو ای العمل بحساب القمر فی المنازل
مردود بحدیث انا امۃ امیۃ الخ فانہ یدل علی ان معرفۃ الشہر لیست الی الکتاب والحساب کما یزعمہ اہل النجوم وللاجماع
علی عدم الاعتماد بقول المنجمین ولو اتفقوا علی انہ یری الی ان قال بل اقول لو صام المنجم عن رمضان قبل رؤیتہ بناء علی معرفتہ
یکون عاصیا فی صومہ ولو جعل عید الفطر بناء علی زعمہ الفاسد یکون فاسقا ویجب علیہ الکفارۃ فی قول وہو الصحیح
یعنے عمل کرنا حساب پر منازل قمر کے مردود ہی حدیث سے انا امیۃ کے کیونکہ یہہ حدیث دلالت کرتی ہی اسبات پر کہ مہینے کی پہچانت نہ لکھنے پر ہی نہ
حساب کرنے پر جیسا نجومیوں نے زعم کیا کرتے ہیں اور واسطے کہ نجومی کا قول اعتماد نہ کرنے پر اجماع ہی اگرچہ سب نجومیاں اتفاق کریں چاند کے
دیکھے جانے پر اور کہا ملا علی قاری نے اگر نجومی روزہ رکھا رمضان کا آگے دیکھنے چاند کے اپنے حساب کے اعتماد پر تو گنہگار ہوگا اس روزہ رکھنے میں اور
اگر عید کریگا اپنی پہچانت پر اعتماد کرکے تو فاسق ہوگا اور اسپر کفارہ واجب ہی صحیح قول میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں کہا قال
علیہ الصلوۃ والسلام فان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلثین ولم یقل فاسئلوا اہل الحساب وقد ذہب قوم الی الرجوع الی اہل
التسییر وہم الروافض یعنے فرمائے سرور عالم نے اگر تم پر چاند چھپے گا ابر کے سبب سے تو بس تم پورے کرو تیس روز کو اور یہہ نفرمایا کہ حساب والوں کو پوچھے
اور رافضیاں اس بات پر گئے ہیں کہ ایسے وقتوں میں رجوع کیا چاہیئے نجومیوں کی طرف اور امام سرخسی نے کتاب الصوم میں کہا وقول من قال یرجع الی قول اہل
الحساب عند الاشتباہ بعید فان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من اتی کاہنا او عرافا فصدقہ فیما یقول فقد کفر بما انزل
علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنے دور ہی صواب سے قول اسکا جو کہا کہ رجوع کرے حساب والوں کے قول طرف وقت مشتبہ رہنے ہلال کے کیونکہ
سرور انبیا نے فرمایا کہ جو کوئی آویگا کاہن کنے یا عراف کنے اور سچ جانیگا اسکے کہے کو پھر مقرر اسنے انکار کیا اس چیز کا جو اتاری گئی ہی محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور جاننا چاہیئے کہ روایت کئے ہیں اس حدیث کو سنن اربعہ والے اور حاکم اسکو صحیح کہا ان سب اقوال سے محققونکے اور حدیثوں
سے ظاہر ہوا کہ چاند کے ثابت ہونے میں نجومی کے قول کو اصلا اعتبار نہیں ہی شریعت میں پھر دعوا کرنا اسبات کا کہ نجومی کے قول کو اعتبار ہی بعضے

صحیح

مقدمو مین شریعت کے اور علم نجوم سے وابستہ ہین اکثر احکام شریعت کے سو غلط محض اور بے اصل ہین اللہ تعالی توفیق دینے والا ہی حاصل یہہ ہی کہ
نجومیون کے قول اور ستارون کے احکام کو صحیح اسقدر ہے جو کچھ مقدور ہوا دین اور دنیا کے کامو مین کچھ دخل نہین ہی اگر کسی نے کہا کہ نجومیون
کے بعضے باتونکو جنان جو اکر کاہنون کو پہنچانے سے کاہنان بعضے تقدیرات ہندو کے معلوم کر لیتے ہین سو اسکا جواب یہہ ہی کہ اب جنان
آسمان پر چڑھنے نہین پاتے اور جب وے آسمان پر چڑھنے کا قصد کرتے ہین تو فرشتے انکے تئین شہاب سے مار کر ہانک دیتے ہین چنانچہ یہہ بات
صحیح حدیثون سے ثابت ہوئی ہی پھر وے جنان فرشتون کی باتان کہان سے سن سکینگے بھلا ہم قبول بھی کئے لیکن کیا فایدہ کہ انکو سچ جاننا کفر ہی اور وے ملکر
تقدیر کو بدلا بھی نہین سکتے اور کم و بیش کرنے پر بھی قدرت نہین رکھتے [illegible] کوئی پھیرنے والا نہین ہی اس چیز کو جو اللہ
تعالی نے لکھ چکا ہی اور جف القلم بما ھو کائن یعنی سو کہ گیا قلم ہونے والی چیزونکو لکھکر پھر علم نجوم سیکھنے کا یا نجومی سے غیب کی بات پوچھنے
کا وزر گردن پر اٹھا لینے مین کیا فایدہ سوائے گناہ کے کیا تو نہین جانتا کہ کاہنون نے فرعون کو آگے ہی خبر دے چلے تھے کہ بنی اسرائیل مین ایک بچہ پیدا
ہو کر تیرا ملک خراب کریگا پھر اسنے بہت سے تردد اور کوشش کیا اور ہزارون گربھ گرا دیا پر کچھ سود نہ پایا آخر موسی علیہ السلام کے ہاتھ سے مارا گیا اور ضحاک
نے بھی کاہنون کے کہنے سے بہت سے خون کیا تا فریدون مرا آخر کچھ نہوا فریدون ہی کے ہاتھ سے مارا گیا اسیطرح نجومیون نے گہن لگنے کے روز کو حساب کے
رو سے جان لیتے ہین پھر انسے کہو کہ ایک سال تو گہن لگنے کو ٹال دیو ہرگز انسے نہو سکیگا پھر علم نجوم سیکھنے سے کیا فایدہ ایسے جاننے سے نجاننا بہتر ہی کہ
ایمان بچتا ہی اور کچھ بے فایدہ فکر و تردد مین نہین پڑتا اللہ توفیق دینے والا ہی اب جناب تمام صاحبون اور بی بیون کے یہہ عرض ہی کہ نے سب
باتین جو کتابون سے لکھے گئے ہین سو نہ سنے دیکھئے اب تم اپنی عقل سے دیکھو کہ ہندوستان کے ملک مین فرنگیونکی دولت تھی اور وے لوگ نجوم کے احکام ماننے
اور نجومیون کا کہا سچ جاننے مین نہایت غلو رکھتے تھے یہان تلک کہ پاخانے کو جانے واسطے نجومی سے ساعت پوچھتے پھر جب وقت زوال کا آیا نہ دولت
رہی نہ ملک اور اسیطرح ہندوستان کے مسلمان حاکمان بھی نجوم کے معتقد ہو گئے تھے یہان تلک کہ شادی کرنے اور سفر کو جانے اور تخت پر جلوس کرنے اور
دوسرے کامونمین انسے پوچھنے اور ویسے ہی موافق کرنے لگے جب وقت انکے زوال کا آیا دولت بھی کھو دئے اور ملک بھی فرنگیون کو دے دیا کہ وہ احکام نجوم کے ماننے اور
نہ کسی مقدمے مین نجومی سے پوچھتے نہ اسکے کہے کو سچ جانتے بلکہ نجوم اور نجومی سے منکر ہین تسپر تقدیر کے بل سے ہند کے ہندو مسلمان پر حاکم ہو گئے
حاصل یہہ ہی کہ نجوم اور نجومی نے ہندوون کو کام آیا نہ ان مسلمانون کو کچھ فایدہ دیا منکر نجوم کے ان سب پر غالب ہوئے پھر دیندارون کو
چاہئے کہ نجوم اور نجومی سے ہرگز عقیدہ نہ رکھین اور تقدیر ربانی پر ثابت رہین جو اللہ چاہے سو کیا کرتا ہی سب کام کو اپنے تقدیر کے حوالے
تدبیر اس سے بہتر اور ڈھنگ کوئی نکالے ۔ واللہ الموفق جاننا چاہئے کہ یہان تلک علم غیب کا بیان تھا اب یہان غیر اللہ سے مدد مانگنے کا حکم
شروع کیا جاتا ہی چوتھا فصل بزرگون سے مدد مانگنے اور اعانت چاہنے کے بیان مین جاننا مسلمانو کہ بزرگون سے مدد چاہنے کے دو طریق
ہین ایک تو انکو وسیلہ کرنا ہی مقصود بر آنے واسطے جناب باریتعالی مین یہہ وسیلہ کرنا بھی دو طور پر ہوا کرتا ہی ایک تو یہہ ہی کہ دعا مانگنے والا
اپنے کو بڑا گنہگار جانکر خود بخود دعا مانگنے سے شرما کر جناب باریتعالی مین عرض کرتا ہی کہ اے پروردگار حرمت سے اس تیرے خاصے بندے کے جو تیری
درگاہ کا مقرب ہی میری فلانی حاجت بر لا اور بیمار کو شفا بخش یا مجھکو بلا سے نجات دے اور جو بندہ اسطور کا وسیلہ کرتا ہی حاجتمند کو مباح ہی خواہ حضور پر
اس بزرگ کے رہے یا نزدیک اسکی قبر کے رہے یا دور اس سے دوسرا طور یہہ ہی کہ ندا کرے قبر والے بزرگ کو یا عرض کرے جناب مین کسی جیتے بزرگ کے اور کہے اے فلانے ولی تم
تو اللہ پاک جل شانہ کے مقرب ہو مین تو بڑا گنہگار ہون مجھے جناب قدس الہی مین کچھ آپ مانگنے کو منہ نہین رہا ہی میرا فلانہ کام بر آنے یا فلانے بیمار کو شفا
ہونے یا فلانی بلا ٹلنے واسطے باریتعالی کے جناب مین عرض کیجئے تو مباح ہی اسکو جو قبر کے پاس یا بزرگ کی خدمت میں

حاضر ہو کے یہہ کہ غائب ہو پیر کسی قبر والے کو یا اور کسی بندہ پیر کو انکی غیبت [illegible] ہے [illegible] چاہنا [illegible] نہیں ہے
کہ قبر والے کو اور بندہ پیر کو ہر وقت غیب کا علم [illegible] حاجت بر لانے کی نہیں ہو
اگرچہ بہت سے حنفی فقیہوں نے [illegible] ان دونوں طریق سے مدد مانگنے کو بھی منع کیے ہیں لیکن صوفیہ اور تھوڑے
فقیہوں نے دونوں طریق کو جائز رکھے ہیں [illegible] احادیث و آثار بھی اس بات کو تائید کرتے ہیں ان دونوں طریق کے توسل کو استعانت اور
استمداد [illegible] شیخ عبد الحق دہلوی مشکاۃ کی عربی شرح میں لکھا ہے عبارت اسکی یہہ ہے اما الاستمداد باھل
القبور فی غیر النبی والانبیاء فقد انکرہ کثیر من الفقہاء وقالوا لیس الزیارۃ الا الدعاء للموتی والاستغفار لہم
وایصال النفع الیہم بالدعاء وتلاوۃ القرآن واثبتہ المشائخ الصوفیۃ وبعض الفقہاء یعنے مدد مانگنا قبر والوں سے سوائے
پیغمبروں کے پس مقرر انکار اسکا کئے ہیں بہت فقیہاں اور کہے زیارت سے مراد یہہ ہے کہ دعا کرنا مردوں کے لئے اور مغفرت چاہنا انکے واسطے اور نفع
پہنچانا انکو دعا اور تلاوۃ قرآن سے اور ثابت رکھے مدد چاہنے کو توسل کے طریق سے صوفیہ اور بعضے فقہا اور بھی عبد الحق دہلوی اسی عربی
شرح میں کہا ان المراد بالاستمداد من اھل القبور ان الداعی المحتاج الفقیر الی اللہ یدعو اللہ تعالی ویطلب حاجتہ من
فضل اللہ تعالی ویتوسل بروحانیۃ ھذا العبد المقرب المکرم عندہ تعالی ویقول اللہم ببرکۃ ھذا العبد الذی رحمتہ
واکرمتہ ولما لک بہ من اللطف والکرم اقض حاجتی واعط سؤلی انک انت المعطی الکریم او ینادی الزائر ھذا
العبد المکرم المقرب عند اللہ تعالی ویقول یا عبد اللہ ویا ولیہ اشفع لی وادع ربک وسل ان یعطی سؤلی ویقضی
حاجتی فالمعطی والمسؤل عنہ والمأمول ہو الرب تعالی وتقدس وما العبد فی البین الا وسیلۃ ولیس القادر
والفاعل والمتصرف الا ھو واولیاء اللہ ھم الفانون الہالکون فی فعلہ تعالی وقدرتہ وسطوتہ لا فعل لہم ولا
قدرۃ ولا تصرف لا الآن ولا حین کانوا احیاء فی الدار الدنیا الی ان قال نعم ان کان الزائرون یعتقدون ان
اھل القبور متصرفین مستبدین قادرین من غیر توجہ الی حضرۃ الحق والالتجاء الیہ کما یعتقدہ العوام الجاہلون
الغافلون وکما یفعلون غیر ذلک من تقبیل القبور والسجود لہ والصلوۃ الیہ مما وقع منہ النہی والتحذیر فذلک
مما یمنع ویحذر منہ وحاشا من العالم بالشریعۃ والعارف باحکام الدین ان یعتقد ذلک ویفعل ھذا
حاصل معنی کا یہہ ہے کہ قبر والوں سے مدد چاہنا جو کہتے ہیں مراد اس سے یہہ ہے کہ حاجتمند مانگے اللہ سے اپنی حاجت کو اور وسیلہ کرے اس
حاجت بر آنے واسطے روح کو اس قبر والے کے جو مقرب ہے بارگاہ حق کا پھر کہے اے پروردگار برکت سے اس مقرب بندے کے کہ جسپر تو
نے رحمت کی ہے اور اسکو بزرگی بخشا بر لا میری حاجت کو اور عطا کر میں مانگا سو چیز کو اور دینے والا تو ہی ہے اور بڑے کرم والا یا پکارے زیارت
کو گیا سو شخص قبر کے نزدیک سے اس قبر والیکو جو مقرب ہے اللہ کا اور کہے اے بندے اللہ کے اور ولی اسکے شفاعت کیجیے میرے لئے اللہ کنے
اور دعا کیجیے میرے واسطے اسکے جنابمیں تا عطا کرے میرے سوال کو اور بر لاوے میری حاجت کو پھر دینے والا اور جس سے مانگتے ہیں سو وہی ایک
پروردگار ہے اور بس یہہ بندہ جو درمیانے ہے سو فقط وسیلہ ہے در حقیقت میں نہیں کوئی قدرت رکھنے والا اور ہر کام کرنے والا اور ہر چیز میں تصرف
کرنے والا مگر وہی ایک ذات قدیم اور اولیاء اللہ فانی ہو گئے ہیں اور مالک اسکے فعلمیں اور قدرت میں پھر انکو نہ فعل ہے نہ قدرت نہ تصرف حیات میں نہ بعد ممات کے
ایسا ہی لکھنے والا لکھتا ہے کہ جب اولیا اپنی ذات و صفات و افعال سے اللہ میں فانی ہوئے پھر باقی ہے جو وہ ایک اللہ ہی ہے نہ مانگ کر فانی سے مانگنا نادانی ہے فافہم.

اگر زیارت کو گئے سو لوگ اعتقاد کرین کہ قبر والے خود مختار ہین سب مراد دیتے ہین اور اپنی ذات سے سب قدرت رکھتے ہین بے احتیاج التجا کرنیکے جناب
باری تعالی ہین جیسا ان باتون کا اعتقاد رکھا کرتے ہین جو ام غافلون نے لوازم نیکے جواز کو بھی منع کرتے کہ اوان کو کچھ دیتے ہین جیسا قبر کو بوسہ
دینا اور اسکو سجدہ کرنا اور اس طرف نماز پڑھنا اور ایسے دوسرے چیزان جو شریعت مین منع آئے ہین وہ ہمین کرنا ہو سبب منع اور حرام ہے
اور جو دین کے احکام کو جانتا ہو سو پاک ہے ایسے کامان کرنیسے اور ایسا اعتقاد رکھنے سے اب یہان ایک بات نبات سے سمجھی لکھتا ہون
لیکن جسکی زبان پر گمراہی کا بات غالب ہوا ہو سو اس کنیے نیم سے کڑوی ہو گی وہ بات یہ ہے کہ ہر بندہ نیک ہو یا بد کامل ہو یا ناقص فعل کے وقت
فعل پر قادر ہوتا ہے اللہ پاک کے قادر کرانے سے نہ آگے فعل کے قدرت ہوتی ہے نہ بعد فعل کے پس بندے سے مراد مانگنا بے وقوفی ہے نہین تو جیسا
کیا ہے جیسا ملا علی قاری نے فقہ اکبر کی شرح میں وصیت سے امام ابو حنیفہ کے نقل کیا کہ اسنے کہا نقر بان الاستطاعۃ مع الفعل لا قبل الفعل
ولا بعد الفعل لانہ لو کان قبل الفعل لکان العبد مستغنیا عن اللہ سبحانہ وقت الفعل ولو کان بعد الفعل لکان
من المحال حصول الفعل بلا استطاعۃ ولا طاقۃ یعنی فرمایا ہے امام اعظم نے کہ اقرار کرتے ہین ہم اس بات کا کہ قدرت جو بندیکو آتی ہے
سو فعل کے ساتھ ہے نہ آگے اسکے اور نہ بعد اسکے کیونکہ اگر آگے فعل کے بندے کو قدرت رہے تو البتہ بندہ فعل کے وقت بلا احتیاج رہیگا اللہ تعالی سے یعنی فعل پر
قادر ہوتا ہے اسلئے احتیاج اللہ پاک کے ساتھ نہ رہیگی اور اگر قادر ہوگا فعل پر بعد از صادر ہونے فعل کے تو یہ محالات سے ہے کہ فعل حاصل ہووے بغیر قدرت
کے پھر ضرور ہوا کہ قدرت فعل کے ساتھ ہو پھر اس صورت میں کسی سے مراد مانگنا نادانی ہے جو ہر وقت قادر ہے اور دوسروں کو قدرت دینے والا ہے
اسی سے مانگنا ہے اس قول سے امام کے ظاہر ہوا کہ بزرگون کو بالفعل کسی کام پر قدرت نہین ہے پھر انکے قدرتی کے عالم مین انسے مراد مانگنے مین
حصول نہین مگر انکو وسیلہ کئے تو جناب باری مین کچھ مضایقہ نہین ہے جانو کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے رسالہ ما لا بد منہ مین جو انکا بنایا ہوا ہے کہا
دعا از انبیا و اہل قبور خواستن و نذر برای ایشان قبول کردن حرام است یعنی قبر والون سے دعا چاہنا اور انکی نذر قبول کرنا حرام ہے لیکن وسیلے
کی بات ہی ہے کہ دعا انسے چاہنا یعنی جناب الہی میں دعا کرو کہ اہل قبور سے انکے قبرون کنے گئے پر کہنا مباح ہے جیسا آگے مذکور ہوچکا دوسرا طریق
مدد مانگنے اور اعانت چاہنے کا اہل قبور سے اور زندہ پیرون سے یہہ ہے کہ خرق عادت ہونیکے کامون مین انکو مختار مستقل جان کر ان ہی سے کہنا کہ تم
آپ ہی یہہ کام ہمارا کر دو جیسا کہے کہ ای فلانے ولی میری ہو کو تم بیٹا دیجیئے یا فلانے بیمار کو شفا بخشئے یا بلاؤن سے مجھے تم نجات دیجیئے اور انکو حاجت
دینے اور بلا ٹالنے پر قادر سمجھے بغیر التجا کرنے جناب باریتعالی مین یہہ طریق کسی آیت یا حدیث مین یا کسی صحابی یا کسی امام سے ثابت نہین ہوا پھر ایسی مدد
مانگنا غیر اللہ سے کسطرح جایز ہوگا بلکہ آیتون اور حدیثون مین اسکی برخلاف وارد ہوا ہے اللہ پاک جلشانہ نے موحدون کو سکھلانے واسطے فرمایا ایاک
نستعین یعنی تجھی سے مدد مانگتے ہین ہم اور سورہ فاتحہ کو جسمین یہ آیت ہے ہر روز پانچ وقت ہر ہر رکعت مین پڑھنے کا حکم کیا تا بندہ اللہ پاک جلشانہ
سے مدد چاہنے کو نہ بھولے اور دوسری طرف رجوع نہ لاوے باوجود اسکے اگر کوئی ناشکری بندہ اپنے مولا کو چھوڑ کر اسکے غیر سے مدد چاہے تو بڑا ناشکری ہوا شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی نے خوب کہا ہے حاجت طلبی ز غیر مولا عیبست غلام با وفا را یعنی حاجت طلب کرنا اپنے صاحب کے غیر سے عیب ہے وفادار غلام
کو ہمین تک حرام بذات غلامونکو عیب نہین ہے اور ایک بزرگ نے کہا ہے کہ اور انسے مانگنی جو مدد تم کو چاہیئے ایاک نستعین زبان پر نہ لائیئے اور کسی بزرگ
نے کہا ہے مسلمانو ذرا سوچو تو دلمین پھنسے ہو کسطرح تم آب و گل مین بہت غفلت مین سوئے ابتو جاگو خدا کے ہوتے بندون سے نہ مانگو وہ
مالک ہے سب آگے اسکے لاچار ہین ہے کوئی اسکے حکم کا مختار وہ کیا ہے جو نہین ہوتا خدا سے جسے تم مانگتے ہو اولیا سے ہمارا کام کہہ دینا ہے یارو اب آگے
چاہو تم مانو نہ مانو اور فرمایا اللہ پاک جلشانہ نے ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ یعنی اور اس سے بہکا کون جو پکارے اللہ کے

[illegible] پکارو اور فرمایا الله تعالی نے [illegible] تمھارے [illegible] اور فرمایا الله تعالی نے

والذین تدعون من دونه ما یملکون من قطمیر ان تدعوهم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم یعنی جنکو تم پکارتے ہو سواے خدا کے وہ مالک نہین ایک چھلکے کے اگر تم انکو پکارو تو سنتے نہین تمھارے پکار کو اور اگر سنین بھی تو نہین پہنچتے تمھارے کام پر دیکھو اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ پکارے ہوؤن کو نہین سنتے والے جیسے بت و غایب ہیں اور سنتے والے جیسے جو حاضر ہین یعنی زندے مردے اور اصنام سب کے سب ایک تنکے کے بھی مختار نہین ہین پھر خدا کو چھوڑ کر انکو پکارنے مین کیا فایدہ ہے اور فرمایا الله تعالی نے قل ادعوا الذین زعمتم من دون

الله لا یملکون مثقال ذرة فی السموات ولا فی الارض وما لهم فیهما من شرک وما له منهم من ظهیر یعنی تو کہہ پکارو انکو جنکو گمان کرتے ہو سواے الله کے وے نہین مالک ایک ذرہ بھر کے آسمان مین نہ زمین مین اور انکا ان دونون مین ساجھا اور نہ انمین کوئی انکا مددگار اور فرمایا الله صاحب نے اپنے بندونکے سردار کو ان تحرص علی هداهم فان الله لا یهدی من یضل وما لهم من ناصرین یعنی اگر تو للچاوے انکو راہ پر لانے کو الله راہ نہین دیتا جسکو بچلاتا ہے اور کوئی نہین انکا مددگار اور فرمایا الله تعالی ولا تدع من دون الله ما لا ینفعک ولا یضرک فان

فعلت فانک اذا من الظالمین یعنی مت پکار سواے الله کے ایسے کو نہ بھلا کرے تیرا نہ برا پھر اگر تو نے یہہ کیا تو تو بھی اس وقت ہے گنہگارون کا اور اصول فقہ مین اعتبار لفظ کے عام ہونے کو ہے نہ سبب کے خاص ہونے کو پس مراد دون الله سے الله پاک کا ہر غیر ہے مقبول بندہ ہو یا غیر مقبول جن ہو یا فرشتہ کیونکہ سب غیر الله ہین اگرچہ آیت بتونکے مقدمے مین وارد ہوا اور کسیکے مقدمے مین لیکن جب آیت مین عام لفظ وارد ہوا مراد بھی اسی سے عام ٹھہری سبب کے خاص ہونیکا اعتبار نہین جیسا اصول فقہ مین مفصل مذکور ہے پس جو لوگ کہتے ہین کہ بتونکے مقدمے مین اتری سو بت کے عام نہ لینا سو انکی گمراہی ہے ویسے علی ہی جیسا لواطت کے مذمت مین قوم لوط کے حق مین جو آیت اتری ہے اُنھی پر خاص نہین ہے بلکہ آج بھی جو وہ فعل کریگا اس مذمت مین داخل ہوگا کیونکہ لفظ عام ہے اگرچہ سبب خاص ہے پر اسکو اعتبار نہین پس اگر کسی بے وقوف نے اس مذمت کو قوم لوط ہی سے خاص ٹھہرا کر آپ بھی مرا یا کرے تو بلا رفت مرتا ہی ہے اور ایسا ہی کلام مین جو آیات جو احد کے شہیدونکی تعریف مین وارد ہوئین پھر قیامت تک جو مسلمان ویسا کام کریگا اس آیت مین داخل ہوگا پس اگر سبب کو اعتبار ہو تو دوسرے شہیدونکی تعریف جو احد کے شہیدونکے سوا ہین قرآن سے ثابت نہوگی ایسا تو نہین بلکہ قیامت تک کے شہیدونکو شامل ہے کیونکہ لفظ کے عموم کو اعتبار ہے اور اسیطرح ہے آیت وارکعوا مع الراکعین کی کیونکہ مخاطب اس سے یہود ہین لیکن پر بہت امت کے اماموں نے اس آیت سے سند پکڑی ہے مین واجب ہونے پر جماعت کے کیونکہ اعتبار لفظ کے عام ہونے کو ہے نہ سبب کے خاص ہونے کو اور منافی نہین اسکے اترنا اس آیت کا یہود کے حق مین اور معنا آیت کا یہہ ہے کہ نماز پڑھو نماز پڑھنے والون کے ساتھ یعنے نبی صلی الله علیه وآله وسلم اور مسلمانونکے ساتھ اسیطرح کہا ہے ملا علی قاری نے لسان الاستدلال مین اور عبارت اسکی یہہ ہے قال تعالی وارکعوا مع الراکعین فقد استدل کثیر من ایمة الامة بهذه الایة علی وجوب

الجماعة لان العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب الواردة فیه هذا المعنی ولا ینافیه ان الایة نزلت فی حق الیهود

والمعنی صلوا مع المصلین الخ حاصل اسکے معنے کا آگے ہی مذکور ہو چکا پھر اگر اعتبار سبب کو ہو تو ہم مسلمانون کے حق مین اسکو نہ لینا حالانکہ سب علما اس آیت کو مسلمانون پر بھی سند لائے ہین بلکہ جو علما جماعت کے فرض ہونے طرف گئے ہین سو اس آیت کو بھی دستاویز کئے ہین پھر خصوص سبب کو اعتبار نہوا اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ حذیفہ صحابی نے کافرون کے حق مین اتری سو آیت مسلمان کے حق مین پڑھا جیسا ابن ابی حاتم کی روایت مین آیا ہے کہ اسنے یعنے حذیفہ نے دیکھا تاگے کو کسی مسلمان کے ہاتھ مین جو تپ کے دفع کی منتر اسپر پڑھ کر باندھا تھا سو اسکو توڑ ڈالا اور کہا وما یومن اکثرهم بالله الا وهم مشرکون یعنے ایمان اور یقین نہین لاتے بہت لوگ الله پر مگر ساتھہ شریک بھی کرتے

میں بیٹھے وے کافران اللہ کو ایک کہنے سے انکا ایمان تو اللہ پر رہ گیا مگر بتون کی عبادت کرنے کے لیے شرک کرنے والے ہو گئے اب کچھ خدا لگتی صحابی نے کافرونکے
حقمین اتری سو آیت کو مسلمانکے حقمین جو انکے فعل کے مشابہ فعل کیا تھا سو پڑھنا آپ جانا چاہئے کہ اس حدیث سے وہ عمل تک جایز ہوا کہ دستور
کے مانگے تاگے بانہہ میں ڈالنا اور اسیطرح گلے مین اور کڑی لوہے کی ہاتھ مین منتر پڑھکر ڈالنا منع ہے تاکید عام کے واسطے کچھ یہان تفصیل اس حدیث میں مقدمے
کی کئی جاتی ہے حدیث مین ابن حبان اور حاکم کے آیا ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رأی علی عضد رجل حلقة أراہ من صفر
فقال ویحك ما هذه قال من الواهنة قال انبذها عنك لو مت وهي عليك ما افلحت ابدا یعنے دیکھے سرورعالم نے کسی مرد کے
بازو پر ایک کڑے کو روای اس حدیث کا کہتا ہے کہ مین گمان کرتا ہون کہ شاید وہ کڑا پیتل کا تھا سو فرمایا سرور عالم نے یہ کیا ہے تو کہا واہنہ کے دفع ہونے
واسطے ہے واہنہ ایک رگ ہے کبھی شانے میں پکڑتی اور کبھی بازو مین لیس فرمایا سرور عالم نے کہ پھینک دے اسے اپنے کنے سے کیونکہ یہ اگر تجھ پر ہوتا ہوا اگر
تو مر جاتا تو کبھو تو رستگاری نپاویگا اور ترمذی کی حدیث میں ہے کہ کہی زینب بی بی عبد اللہ بن مسعود کی کہ اپنی آنکھ سے پانی جاتا تھا سو ایک بڑھیا
نے ایک تاگے پر منتر پڑھا کر لائی اور میرے گلے مین باندھی کہ مین عبد اللہ نے اسکو دیکھا سو توڑ ڈالا اور کہا عبد اللہ کے لوگ شرک سے پاک ہیں زینب کہتے ہیں پھر
کہتی ہیں نے کہی کہ ایک روز مین گھر سے نکلی او فلانا شخص مجھ پر نظر کیا سو میری آنکھ سے اشک بہنے لگے جب اس تاگے کو گلے میں ڈالتی ہون وہ پانی بہنا
موقوف ہو جاتا ہے جب اسکو نکالتی ہون تو پھر پانی آنکھ سے جاری ہوتا ہے تب عبد اللہ کہا یہ شکایت شیطان کے سبب سے ہے جب تو اسکی اطاعت
کرتی ہے تجھے چھوڑ دیتا ہے جب نافرمانی اسکی کرتی ہے یعنے گلے سے نکالتی ہے تیرے آنکھ مین انگلی چبھاتا ہے پھر پانی جاری ہوتا ہے اب تو حدیث میں
آئی سو دعا شفا طلب کر پہلے چھڑک دے پانی کو تیرے آنکھ پر بعد اسکے یہ دعا پڑھا اذهب الباس رب الناس اشف انت الشافي لا شفاء الا شفاؤك
لا يغادر سقما ان سب حدیثون سے ظاہر ہوا کہ گنڈھا باندھنا اور گلے مین منتر کی ڈوری ڈالنا اور بازو پر کسی قسم کے دور ہونے کے ارادے سے کڑھا
پہننا منع ہے اب لوگ ایسے کامو مین مبتلا ہیں اللہ فضل کرے اب پہلے مطلب کی طرف آتا ہون ملا علی قاری نے فقہ اکبر کی شرح کے بحث توبہ مین
کہا ہے کان السلف خائفين من قوله تعالى ومن الناس من يقول آمنا بالله وباليوم الاخر وما هم بمؤمنين اي حالا ومآلا
والعبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب فلا يرد انه نزل في حق المنافقين یعنے ڈرتے تھے سلف کے بزرگان اس آیت سے جسکی معنے
یہ ہین بعضے لوگ کہا کرتے ہین کہ ہم ایمان لائے ہین اللہ پر اور آخرت کے روز پر حالانکہ وے لوگ ایمان والے نہین ہین نہ حال اور نہ آیندہ اور اعتبار لفظ
کے عام ہونے کو ہے نہ سبب کے خاص ہونے کو پھر اشکال نہ رہا اس بات کا کہ یہ آیت منافقون کے حقمین اتری ہے پھر مسلمان کس واسطے ڈرا کرتے تھے اور حافظ
سیوطی نے رسالے مین وقع الاسل في ضرب المثل کے لکھا ہے سو خلاصہ اسکا یہ ہے کہ شیخ عز الدین ابن عبد السلام منع کیا لوگ کو لیلة الرغائب کی نماز سے
تو خلاف کیا اسکے حافظ ابن الصلاح اور تشنیع اسکی کیا اس بات پر اور رد مین اسکے ایک رسالہ بنایا اور اسمین اس آیت کو اسکے حقمین ذکر کیا ارایت الذی
ینهی عبدا اذا صلی حالانکہ یہ آیت اتری ہے ابو جہل کے حقمین اور کسینے اس زمانے کے عالمون سے انکار کیا اس بات کے سبب اور نہ کہا کہ کافرون کے حقمین
اتری سو آیت اپنے مینذار عالم کے حقمین لکھ دیا کیا اور خود شیخ عز الدین اس بات پر انکار کیا بلکہ اسکے جواب مین ایسا نہ کہا کہ منع کرنا نماز سے بد نہین ہے
بلکہ بعض منع کرنا نیک ہے اور لوگ اسوقت کے ابن الصلاح کے حقمین ذکر کئے حضرت عائشہ کے اس قول کو جو سعد بن عبادہ کے حقمین فرماتے تھے وہ یہ ہے
کان قبل ذلك رجلا صالحا ولكن احتملته الحمية یعنے آگے اسکے نیک بخت مرد تھا حمیت اسکو اس بات پر لائی کیونکہ ابن الصلاح پہلے فتوا دیا تھا
اس نماز کے بد ہونے پر بعد اسکے اپنے فتوے کا خلاف کیا اور روایت ہے کہ گذر کیا ابن عمر نے ایک جماعت پر مسلمانون کے پس ایک شخص نے ان مین سے ٹھٹھا کیا انکا تو اس
آیت کو پڑھے ویوم تقوم الساعة يومئذ يخسر المبطلون ذکر کیا اسکو ابن عساکر تاریخ مین دمشق کے اور یہ آیت مشرکون کے حقمین ہے دیکھو

مسلمانون جانیو کہ ایسے کلمہ جو بابت کافرون کے حق مین اتری سو بابت مسلمانون کے حق مین ادنیٰ مناسبت کے سبب دے کر کہا اور کوئی اسی پر انکار نہ کیا واللہ الموفق
جانیو مسلمانو کہ بعضے ایسا بیان مخصوص ہین حضرت عیسیٰ اور فرشتون کے حق مین اتری بھی جیسا فرمایا اللہ پاک نے قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون
کشف الضر عنکم ولا تحویلا یعنے پکارو جنکو سمجھتے ہو سوا اسکے سو نہین اختیار رکھتے کہ تکلیف کہول دین تم سے اور نہ بدل دین تفسیر بیضاوی مین
دیکھئے اس آیت کی کیا تفسیر کیا ہے اور فرمایا اللہ پاک جل شانہ نے قل اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا ولا نفعا یعنے تو کہہ تم ایسے چیز
پوجتے ہو اللہ کو چھوڑ کر جو مالک نہین تمھارے برے کے اور بہلے کے تفسیر کبیر مین اس آیت کے تفسیر دیکھئے کہ کیا لکھا ہے الغرض مراد ان دونون آیتون سے حضرت
عیسیٰ اور مریم اور فرشتے ہین جیسا تفصیل اسباب کی قریب آتی ہے پس ان دونون آیتون مین تو بتان مراد نہین ہین بلکہ خاص بندے مراد ہین پھر تم کیا کہتے
ہو وہان تو سینہ زوری کر کے کہیے کہ بتونکے حق مین اتری سو آیتون کو خاص بندون کے حق مین نہ لیا چاہیے پھر یہان جو مخصوص خاص بندون کے حق مین وارد
ہوئی ہین سو کیا کہہ سکینگے بلکہ قائل ہونگے بشرطیکہ اللہ توفیق نیک دیوے اور اسیطرح ہے جو مولوی اسمٰعیل نے اپنے سفینے کے ساتھوین صفحہ پر کافرون کی شان مین
اتری سو آیت کو ان مسلمانونکے حق مین جو جہاد کو چھوڑ کر بیٹھے ہوے ہین وارد کیا اور کہا ہے یہہ آیت انھون کے حال پر ٹھیک آتی ہے وہ آیت یہہ ہے احشروا
الذین ظلموا وازواجہم وما کانوا یعبدون من دون اللہ فاھدوھم الی صراط الجحیم یعنے جمع کرو گنہگارون کو اور انکے جوڑون
کو اور جو کوئی پوجتے تھے اللہ کے سوائے پھر چلاؤ انکو راہ پر دوزخ کے اور آیۃ من یطع الرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من
النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین کی معنی اور جو لوگ چلتے ہین حکم مین اللہ کے اور رسول کے سو وے انکے ساتھ ہین جنکو اللہ
نے نوازا نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ثوبان صحابی کے حق مین جیسا بعضون نے کہا دوسرے صحابی کے حق مین جیسا بعضون نے کہا اتری ہے
امام رازی اپنی تفسیر مین اسی آیت کے تحت مین کہتا ہے ان خصوص السبب لا یقدح فی عموم اللفظ حاصل اسکا یہہ ہے کہ سبب خاص ہونے سے عام
بنا لفظ کا نہین بعد اسکے کہا وھذہ الآیۃ عامۃ فی حق جمیع المکلفین فکل من اطاع اللہ والرسول فقد فاز بالدرجات
العالیۃ والمراتب الشریفۃ عند اللہ تعالی یعنے یہہ آیت عام ہے تمام مکلفونکی حق مین پھر جسنے اطاعت کیا اللہ کی اور اسکے رسول کی
مقرر اسنے پایا بڑے درجون اور بزرگ مرتبون کو اور فرمایا اللہ پاک نے اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا ولا نفعا یعنے
کیا تم بندگی کرتے ہو اللہ کے غیر کی جو قدرت نہین رکھتا ہے تمھارے سے ضرر دور کرنے پر اور نہ تم کو فایدہ پہنچانے پر اور مراد اس آیت مین دون اللہ
سے حضرت عیسیٰ ہین جیسا امام فخر الدین رازی نے اس آیت کے تحت مین تفسیر کبیر مین لکھا ہے سو عبارت اسکی یہہ ہے لما عرف بالتواتر کون
عیسی علیہ السلام مواظبا علی الطاعات والعبادات علمنا انہ انما کان یفعلہا لکونہ محتاجا فی تحصیل المنافع و
دفع المضار ومن کان کذلک کیف یقدر علی ایصال المنافع الی العباد ودفع المضار عنہم واذا کان کذلک کان
عیسی عبدا کسائر العباد یعنے جب جانا گیا تواتر سے کہ حضرت عیسیٰ ہمیشہ اپنے مولا کی بندگی کیا کرتے تھے سو تو ہم جانے اسواسطے تھا کہ محتاج تھے
فایدہ لینے اور ضرر دور کرنے مین اور جو شخص ایسا ہو پھر کسطرح سے قدرت رکھیگا فایدہ پہنچانے پر دوسرے بندونکو اور ضرر دور کرنے پر انسے اور جب
بات ایسی ہوئی پھر عیسیٰ ایک بندہ تھا اللہ کے دوسرے بندون سریکھا یہان کوئی جاہل کہے کہ امام فخر الدین رازی نے عیسیٰ علیہ السلام کی حقارت کیا کیونکہ
انکے حق مین دو بات لکھا ایک تو انکو بے قدرت ٹھہرایا دوسری یہہ کہ انکو دوسرے بندون کے سریکھے کہا حالانکہ دوسرے بندون مین کافران و فاسقان
بھی داخل ہین یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو ایسے عام لفظ مین داخل کیا کہ جسمین کافران اور فاسقان بھی داخل ہین یہہ تو بڑی بے ادبی کی بات ہے جواب
اس بیہودہ اعتراض کا یہہ ہے کہ مراد امام کی ان دونون باتون سے بندہ پنا عیسیٰ کا اور محتاجی انکی جو خدا سے رکھتے ہین ظاہر کرنا ہے نہ ارادہ توہین

کا اور مراد تشبیہ سے جو دوسرے بندوں کے سریکھے میں کہا سو یہی ہے کہ اللہ پاک جلشانہ سے احتیاج رکھنے میں ہندو مسلمان زاہد فاجر بادشاہ فقیر بیمار تندرست
سب ایکسان ہیں نہ کہ بادشاہ ہفت اقلیم کا احتیاج اللہ کے ساتھ کچھ کم رکھتا ہے فقیر تنگدست کچھ بڑھکر یا ولی اور نجوم اللہ کے ساتھ کچھ کم احتیاج
رکھتا ہے اور شیطان مردود کچھ بڑھکر ایسا نہیں بلکہ اللہ پاک سے احتیاج رکھنے میں سب خلایق برابر ہیں پس اس صورت میں اعتراض کرنا امام ربانی
اور بے سمجھی ہے اور بیضاوی بھی نظر کرتے اسی بات کے اپنی تفسیر میں تحت میں اس آیت کے ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من
قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام مخصوص عیسیٰ و مریم کو ایک عام لفظ کے ساتھ تشبیہ دیا اور کہا ای یفتقران الیہ افتقار الحیوانات
یعنی محتاج ہیں عیسیٰ و مریم کھانے کے جیسا جانوران محتاج ہیں پس لفظ جانور کا عام ہے انسان و درندوں و پرندوں اور چرندوں میں بلکہ یہہ لفظ جانوروں
پر زیادہ بولتے جاتا ہے یا ابن غذا کے محتاج رہنے کی صفتیں عیسیٰ و مریم کو تشبیہ دیا جانوروں کے ساتھ اس سے ارادہ توہین کا نہیں کیا پھر کوئی جاہل بے
سمجھی سے یا کسی عالم نے حسد سے اس تشبیہ سے توہین کا ارادہ ٹھہرا کر بیضاوی پر طعن کیا تو گو زشتہ ہے اور ترجمہ اس آیت کا یہہ ہے اور کچھ نہیں مسیح مریم
کا بیٹا مگر رسول ہے گذر چکے اس سے پہلے پیغمبران اور اسکے ماں ولی ہے وے دونوں کھاتے تھے کھانا اور تفسیر بیضاوی میں کہا اللہ پاک جلشانہ نے فرمایا قل
ادعوا الذین زعمتم انہا الہۃ من دونہ کالملئکۃ والمسیح وعزیر فلا یملکون ای فلا یستطیعون کشف الضر عنکم
کالمرض والفقر والقحط ولا تحویلا ای ولا تحویل ذلک منکم الی غیرکم اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربہم الوسیلۃ
ہؤلاء الالہۃ یبتغون الی اللہ القربۃ بالطاعۃ ایہم اقرب بدل من واو یبتغون ای یبتغی من ہو اقرب منہم الی
اللہ الوسیلۃ فکیف بغیر الاقرب ویرجون رحمتہ ویخافون عذابہ کسائر العباد فکیف تزعمون انہم الہۃ ان
عذاب ربک کان محذورا ای حقیقا بان یحذرہ کل احد حتی الملئکۃ والرسل ترجمہ اس آیت کا بیضاوی کی عبارت کے ترجمے
سمیت یہہ ہے کہہ دے انسے جو زعم کرتے ہیں کہ فرشتے اور مسیح اور عزیر خدایان ہیں کہ انکو پکارو تم سے آفات کو دور کرنے اور بلیات ٹالنے واسطے پس
قدرت نہ رکھینگے عیسیٰ و فرشتے اور عزیر دور کرنے پر ضرر کو تمہارے سے جیسا بیماری و ناداری اور قحط اور نہ قدرت رکھینگے اُن چیزوں کے پھیرنے پر تمہارے
سے دوسروں کی طرف اور جنکو تم پکارتے ہو سو وے ڈھونڈتے ہیں اللہ پاک جلشانہ کی خوشنودی و نزدیکی کو وسیلہ کرکے اسکی بندگی کو یعنے ڈھونڈھتا
ہے جو کوئی ان سے بڑا مقرب ہے انہیں کا سو اللہ کی طرف وسیلے کو پھر کیسا ہو گا حال اسکا جو بڑا مقرب نہو اور امیدوار ہیں عیسیٰ و فرشتے اور عزیر اسکی
رحمت کا اور ڈرتے ہیں اسکے عذاب سے دوسرے بندوں کے سریکھے پھر تم کسواسطے زعم کرتے ہو کہ وے الہان ہیں اور مقرر عذاب تیرے رب کا لائق ہے اس بات کے کہ
ہر شخص اس سے ڈرا کرے یہاں تلک کہ فرشتے اور انبیا بھی اس سے ڈریں آپ یہاں جانا چاہیئے کہ جب عیسیٰ روح اللہ اور فرشتے ایک بیماری یا ناداری یا
قحط دور کرنے پر یا اسکو ایک سے دوسری طرف پھیرنے پر قدرت نہ رکھیں پھر پر ولی ان تمام پر یا انسے بھاری کاموں پر کس طور سے قدرت رکھ سکینگے عقل
ضرور یہہ بھی جانتی کہ بیضاوی نے بھی حضرت عیسیٰ کو اور فرشتوں کو اللہ سے ڈرنے میں دوسرے بندوں کے برابر کر دیا اور فرمایا اللہ پاک جلشانہ نے قل
لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا یعنی تو کہہ میں مالک نہیں اپنے واسطے برے کا نہ بھلے کا جب اللہ پاک جلشانہ سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو
ایسا فرمایا ہو پھر دوسرا کون ہے جو بے اذن خدا تعالیٰ کے اور بغیر واسطہ کرنے اسکے واسطہ ہووے کسی کا مقصد بر لانے واسطے یا کسی کا مقصد بر لاوے
کیونکہ اللہ پاک جلشانہ خالق ہے اور اپنی ذات سے ہر چیز پر قادر ہے اور غیر اسکا اپنی ذات سے ہر چیز سے عاجز ہے یہاں تلک کہ اپنے کو فایدہ پہنچانے سے
اور ضر اپنے سے دور کرنے سے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو خطاب کرکے قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا یعنی تو کہہ میرے ہاتھ میں نہیں تمہارا
برا اور نہ راہ پر لانا اسیطرح کہا تحت میں اسی آیت کے لباب التاویل میں جو مشہور ہے تفسیر خازن کرکے عبارت اسکی یہہ ہے لا اقدر علی ان

ادفع عنکم ضرا ولا اسوق الیکم رشدا وانما الضار والنافع ھو اللہ یعنے میں سکتا نہیں کہ دفع کروں تم سے برائی کو اور نہیں سکتا ہوں کہ
کھینچ لاؤں تم پاس راہ نیک کو برائی اور بھلائی پہنچانے والا وہی اللہ ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے سرور انبیا کو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قل انی لن یجیرنی من
اللہ احد ولن اجد من دونہ ملتحدا یعنے تو کہہ مجھکو نہ بچاویگا اللہ کے ہاتھ سے کوئی اور نہ پاؤنگا سوا اسکے سرکر بیٹنے کو کہیں جگہہ اور معنی اس
آیت کی تفسیر فتح العزیز میں ہے سو عبارت اسکی یہہ ہے کہ بہ تحقیق من خود درین حالم کہ ہرگز پناہ نمیتوانند داد مرا از غضب خدا ہیچکس و ہرگز نخواہم یافت در
وجدان خود در ہیچ وقت سوای خدا ایتعالی ہیچ جای رجوع و میلان تا بسوی آن رجوع والتجا کنم اور فرمایا اللہ تعالی وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا
ھو وان یردک بخیر فلا راد لفضلہ یصیب بہ من یشاء من عبادہ یعنے اور اگر پہنچاوے تجھکو اللہ کچھ تکلیف تو کوئی نہیں اسکو کھولنے
والا اسکے سوا اور اگر چاہے تجھ پر کچھ بھلائی تو کوئی پھیرنے والا نہیں اسکے فضل کو پہنچاوے وہ جسپر چاہے اپنے بندوں میں اور ابن حجر مکی فتح المبین میں
جو شرح اربعین کی ہے اس آیت کو ذکر کر کے بعد ترجمہ اسکا یہہ ہے غرض اس آیت سے ایک بنا بیان کرتا ہے اللہ پاک جلشانہ کا ضرر پہنچانے اور فایدہ دینے میں
پس ضرر دینے والا اور نفع پہنچانے مارا اور دینے والا اور نہ دینے والا وہی ایک پروردگار جل شانہ ہے اور پس کیونکہ پاک سب موجودات کی بید قدرت میں
اسی پروردگار جل شانہ کے ہے اور غیر اسکا کوئی بھی ہو محتاج ہے اسکا اور عاجز ہے اپنی ذات کو نفع پہنچانے اور ضرر دور کرنے سے جیسا فرمایا اللہ پاک
جل شانہ خطاب کر کے سید الانبیا کو قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا انتہی اور فرمایا اللہ پاک نے قل اغیر اللہ اتخذ ولیا یعنے کہہ دے لوگ سے کہ
کیا اللہ کے غیر کو تم مددگار اپنا ٹھہرالیتے ہو یعنے مت ٹھہراؤ اور امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر میں اُسی آیت کے نیچے لکھا سو عبارت اسکی یہہ ہے ان ما سوی
اللہ تعالی محتاج فی ذاتہ وصفاتہ وفی جمیع ما تحت یدہ والحق سبحانہ ھو الغنی الجود لذاتہ والذھاب الی الفقیر المحتاج
ممنوع عنہ فی صریح العقل یعنے سوا اللہ پاک کے سب محتاج ہیں اپنے ذات و صفات میں اور ان سب چیزوں میں جو انکے قبضے میں ہیں اور حق سبحانہ
تعالی وہی ایک بے پروا ہے اور بڑی بخشش والا ہے اس ایسی بخشش والے کو چھوڑ کر جانا طرف فقیر محتاج کے جو ما سوا اللہ ہے صاف منع ہے عقل کے رو سے
اور فرمایا اللہ تعالی نے یسئلہ من فی السموات والارض یعنے مانگتے ہیں اللہ ہی سے آسمان والے اور زمین والے اور زین الدین بغدادی نے لباب
التاویل میں نیچے اُسی آیت کے کہا ان کل مخلوق وان جل وعظم فھو عاجز من تحصیل ما یحتاج الیہ مفتقر الی اللہ تعالی یعنے
ہر پیدا کیا گیا اگرچہ بڑے مرتبے والا ہو اور عظیم الشان عاجز ہے حاصل کرنے سے اُس چیز کے جو خود آپ محتاج اسکا ہے اور وہ محتاج ہے اللہ پاک جلشانہ کا
اور کوئی یہہ نہ کہے کہ لباب التاویل والا جو کہا کہ ہر مخلوق بھی عاجز ہے اپنے احتیاج کی چیز کو حاصل کرنے سو اس سے مراد ہمارے ہی پیغمبر ہیں کیونکہ بڑا مخلوق انسان
کوئی اور نہیں پھر اُسنے پیغمبر کی حقارت کیا پس وہ گمراہ ہے معاذ اللہ کس واسطے کہ پہلے تو اسنے پیغمبر کا نام کہاں ذکر کیا بدگمانی اسپر کرنا اور پیغمبر ہی کو مراد رکھنا
ہے کہنا دینداروں کا کام نہیں دوسرا یہہ ہے کہ سب مخلوقات اللہ کے علم و ارادے کے تابع ہیں مختار حقیقی ہے تو وہی ایک اللہ پاک ہے اور بس اور اللہ غنی کے
جناب سے محتاج ہونے میں کیا عیب ہے اللہ غنی وانتم الفقراء اسکی شان ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے وانہ لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون
علیہ لبدا قل انما ادعو ربی ولا اشرک بہ احدا قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا یعنے جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ اسکو پکارتا لوگ ہونے لگتے
ہیں اسپر ٹھٹھ سو تو کہہ میں تو یہی پکارتا ہوں اپنے رب کو شریک نہیں کرتا اسکا کسی کو تو کہہ میرے ہاتھ نہیں تمھارا برا اور نہ راہ پر لانا اور معنی اس آیت
کا تفسیر فتح العزیز سے لکھے جاتی ہے اور عبارت اس تفسیر کی یہہ ہے و آنکہ ہرگاہ برمیخیزد بندۂ خدا ایتعالی تا بخواند خدا ایتعالی را قریب ہست کہ آدمیان و
جنیان بران بندہ ہجوم آورده مانند بند تو بر تو شوند یکی از ان بندہ طلب فرزند میکند و دیگری طلب وزیری دیگری طلب خدمات دنیا و دیگری کشف
کونی و علی ہذا القیاس و بسبب این ہجوم آوردن ہم اوقات او را منغص و مشوش میکنند و ہم خود در ورطہ شرک و کفر گرفتار میشوند و نمی فہمند

که چون نور الٰہی بخانه درونی این بنده بسبب ذکر و عبادت نزول فرمود گویا این بنده شریک کار خانهٔ خدائی شد و امداد او جاہتے و قدرتے نزد حضرت
حق تعالی پیدا شد که ہر چه این بگوید حق تعالی بعمل آرد و ہمین خیال تا بسد که در حق بندگان خدا با نفع و ضرر میرسانند و در ورطهٔ پیر پرستی گور پرستی می افتند
و در این حادثه جنیان و آدمیان ہر دو شریک اند و ترا منصب رسالت ثقلین ست اگر از این امر در حق خود خوف کنی پس با این ہر دو فرقه و استکاف بگو که سوای
این نیست که من میخوانم پروردگار خود را و ہرگز شریک نمیکنم با او ہیچکس را شریک نکردم و بخواندن پروردگار خود مشغول شدم پس از دیگران که روا نخواہم داشت
که مرا بخوانند یا مرا با او شریک مقرر کنند و اگر این ہر دو فرقه از تو توقع نفعی یا ضرری داشته ترا بخوانند و شریک مقرر کنند پس صاف بگو به تحقیق ہرگز مالک
نیستم برای شما ضرری نه تدبیر مطلب رسی را انتہی اور فرمایا اللہ پاک جل شانہ نے قل اللّٰہ ینجیکم منہا ومن کل کرب ثم انتم تشرکون یہ آیت
سورۂ انعام میں ہے اذا سمعوا کی خبر ہیں معنی اسکی یہہ ہیں یعنے تو کہہ اللّٰہ تم کو بچاتا ہی اُنسے یعنے اندھیری سے خشکی اور تری کے اور گھبراہٹ سے
پھر تم شریک ٹھہراتے ہو یعنے کہتے ہیں فلانا بزرگ مدد کیا اور فلانے پیر کی تائید سے بلا ٹلی اسی واسطے کوئی ملا تلے یا انہیں کے نام سے فاتحہ کرتا اور
انہیں کی شکر گذاری میں زبان کھولتا اور انہیں کے نام سے دیگان کھڑکاتے اور انہیں کے نذرین ادا کرتا اور نادر تو یہہ ہی کہ کبھی مشکل کٹھن وقت میں
گرفتار ہو تو سب بھولکر اللّٰہ ہی کو پکارتے اور دوسرونکو بھول جاتے جیسا اللّٰہ صاحب نے ایسے ہی لوگوں کا ذکر کیا اور فرمایا قل ارأیتکم ان اتاکم عذاب
اللّٰہ او اتتکم الساعة اغیر اللّٰہ تدعون ان کنتم صادقین بل ایاہ تدعون فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء وتنسون
ما تشرکون یعنے تو کہہ دیکھو تو اگر آوے تم پر عذاب اللّٰہ کا یا آوے تم پر قیامت کیا اللّٰہ کے سوا کسی کو پکاروگے بتلاؤ اگر ہو سچے بلکہ اسیکو پکارتے ہو پھر کھول
دیتا ہی جسپر پکارتے تھے اگر چاہے اور بھول جاتے ہو جسکو شریک کرتے تھے اور فرمایا اللّٰہ تعالی نے واذا مس الناس ضر دعوا ربہم منیبین
الیہ ثم اذا اذاقہم منہ رحمة اذا فریق منہم بربہم یشرکون یعنے اور جب لگی لوگونکو کچھ سختی پکارین اپنے رب کو اسکی طرف رجوع
ہوکر پھر جہاں چکھائی انکو اپنی طرف سے کچھ رحمت پھر تبھی ایک گروہ انمیں سے اپنے رب کا شریک لگے بنانے جیسا کہا کرتے ہیں اگلے طوفان کے
صدمے سے پیر پہلوان نے ہمکو بچالیا اور مانند اسکے حالانکہ وقت طوفان کے پیر پہلوان کو بھولکر اللّٰہ ہی کو پکارتے تھے اور اگلے مسلمان بھی ایسے بیوفا
اور ناشکر ہی بنے ہیں کہ مرادان انکے تو اللّٰہ صاحب نے پاکرتا ہی اور وہی بلا انسے بچا دور کرتا ہی پھر وہ لوگ اللّٰہ تعالی کو بھول جاتے ہیں جیسا اشارہ
کیا اس بات طرف خود اللّٰہ پاک نے جو فرمایا سورۂ یونس میں واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبہ او قاعدا او قائما فلما کشفنا عنہ
ضرہ مر کان لم یدعنا الی ضر مسہ یعنے اور جب پہنچی انسان کو تکلیف ہمکو پکارتا پڑا ہوا یا بیٹھا یا کھڑا پھر جب ہم نے کھول دی اس سے وہ تکلیف چلا
گیا گویا کبھی نہ پکارا تھا ہمکو کسی تکلیف کے پہنچے پر اور فرمایا اللّٰہ تعالی افمن حق علیہ کلمة العذاب افانت تنقذ من فی النار لکن الذین
اتقوا ربہم لہم غرف من فوقہا غرف مبنیة تجری من تحتہا الانہار وعد اللّٰہ لا یخلف اللّٰہ المیعاد یعنے بھلا جس پر
ٹھیک ہو چکا حکم عذاب کا بھلا تو خلاص کریگا آگ میں پڑے کو لیکن جو ڈرتے رہے اپنے رب سے انکے واسطے جھروکے ہیں اور ان پر جھروکے ہیں چنے ہوئے انکے
نیچے چلتے ہیں ندیاں وعدہ ہوا اللّٰہ کا نہیں خلاف کرتا وعدہ اور انکے سوا بہت آیتیں ہیں جو دلالت کرتی ہیں اسبات پر کہ سوا اللّٰہ پاک جل شانہ کے
کسیکو قدرت نہیں کسی چیز پر اس لیئے خدا تعالی کے سوا دوسرے سے مانگنا بیجا ہے اس مضمون میں حدیثیں بھی بہت وارد ہیں ہم نے طوالت کے اندیشے
سے دو حدیث پر اکتفا کیا ایک حدیث ترمذی کی ہی جو ملا علی قاری نے مرقات میں شرح اسکی کیا ہی سو ترجمہ اسکا الفاظ حدیث سمیت یہاں ذکر
کرتا ہوں وہ حدیث یہہ ہی کہ فرمایا سرور عالم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے اذا سألت یعنے اگر تو مانگا چاہے تو فاسئل اللّٰہ پھر مانگ اللّٰہ پاک جل شانہ
سے نہ اسکے غیر سے کیونکہ خزینہ بخشش اور عطا کے اللّٰہ پاک جل شانہ کے ہی ہیں اور کنجیاں مواہب و فضل کے اُسیکے ہاتھ میں ہیں پس ہر نعمت یا نعمت

دنیوی ہو یا اخروی جو منفعت کو پہنچا کر یا مضرت سے دفع ہو اگر تو یہ ہو محض رحمت ہے اسکی کیونکہ وہ تعالیٰ جواد مطلق ہے اور غنی کامل پس لازم ۔
ہے کہ ہووے امیدوار بندہ مگر رحمت سے اللہ پاک جلشانہ کے اور نہ ڈرے مگر عذاب و قہر سے اسکے اور بھروسا نکرے اپنے کسی کام میں مگر اسی پروردگار جلشانہ
پر اور نہ مانگے مگر اسی سے کیونکہ کوئی قدرت نہیں رکھتا ہے دینے اور نہ دینے پر اور نفع پہنچانے اور ضرر دور کرنے پر سوا ایک ذات مطلق کے اور کوئی مالک
نہیں کسی چیز کا سوا اسکے واذا استعنت فاستعن باللہ یعنے اگر قصد مدد مانگنے کا کرے تو کسی کام میں سے کاموں سے دنیا اور آخرت کے پس
مدد مانگ تو مدد کیونکہ چاہیے اللہ پاک جل شانہ سے ان الامة ای جمیع الخلق من الخاصة والعامة والانبیاء والاولیاء وسایر الائمة یعنے
سو اگر تمامی خلق خواص و عوام و پیغمبران اور اولیا اور باقی کے اماماں لو اجتمعت علی ان ینفعوك بشیء یعنے اگر اکٹھے ہوں سب خلایق تجھکو نفع
پہنچانے پر تیرے دین کے کام میں یا دنیا کے کام میں تو لم ینفعوك قدرت نہ پاوینگے اس بات پر الا بشیء قد کتبه الله تعالی لك مگر اسی نفع پر جو مقرر
کیا ہے اللہ پاک جلشانہ نے تیرے واسطے اور وہ بھی پہنچیگا سو انکو اس نفع پہنچانیکا ولو اجتمعت علی ان یضروك بشیء لم یضروك الا بشیء
قد کتبه الله تعالی علیك یعنے اگر اکٹھے ہوں وے سب خلق تجھکو ضرر پہنچانے پر تو ضرر نہ پہنچا سکینگے مگر وہی ضرر جو لکھدیا ہے اللہ پاک نے تیرے واسطے
انکے ہاتھوں پر تمام ہوا ترجمہ ملا علی قاری کے کلام کا حدیث کے ترجمہ سمیت اور مفتی بلد اللہ الحرام ابن حجر مکی فتح المبین شرح اربعین میں اسی حدیث کے
شرح میں لکہا سو عبارت اسکی یہ ہے واسئل الله من فضله لا تسئل غیره فان خزاین الجود عنده ولا قادر ولا معطی ولا
متفضل غیره الی ان قال لا فایدة فی سوال الخلق مع التعویل علیهم فان قلوبهم کلها بید الله یصرفها علی حسب ارادته
فوجب ان لا یعتمد فی امر من الامور الا علیه فانه المعطی المانع ولا مانع لما اعطی ولا معطی لما منع له الخلق وله الامر و
بیده قدرة النفع والضر وهو علی کل شیء قدیر فبقدر ما یمیل القلب الی مخلوق یبعد عن مولاه فاعرضوا عما سواه و
انزلوا جمیع حوایجکم بباب کرمه وجوده ثم قال اذا طلبت الاعانة علی امر من امور الدنیا والاخرة فاستعن بالله
لما علمت من انه القادر علی کل شیء وغیره عاجز عن کل شیء حتی عن جلب مصالح نفسه ودفع مضاره والاستعانة
انما یکون بقادر علی الاعانة فقال تعالی ایاك نعبد وایاك نستعین وکتب الحسن الی عمر بن عبد العزیز لا تستعن
بغیر الله یعنے مانگئے اللہ پاک سے اسکے فضل کو اور نہ مانگئے اسکے غیر سے کیونکہ خزینے بخششونکے اسکے پاس ہیں اور کوئی قدرت رکھنے والا نہیں
اور نہ دینے والا ہے اور نہ فضل کرنیوالا سوا اسکے اور فایدہ نہیں ہے خلق سے مانگنے میں انپر اعتماد کرتے ہوئے کیونکہ دلان انکے اللہ ہی کے ید قدرت
میں ہیں پھیرتا ہے انکو جون چاہتا ہے پس واجب ہوا کہ بھروسا نکرے کسی پر کسی کام میں مگر اللہ پاک جلشانہ پر کیونکہ دینے والا اور نہ دینے والا وہی ہے اور
جسکو وہ نہ دیوے پھر کوئی اسکو دینے والا نہیں اور جسکو وہ دیوے کوئی روکنے والا نہیں اسیکو ثابت ہے صفت پیدا کرنے اور حکم کرنے کی اور اسیکی ید قدرت
میں ہے نفع اور ضرر اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے پس جسقدر دل کسیکا میل کریگا کسی مخلوق کیطرف اسی قدر دور رہیگا مولا سے اپنے پھر منہ پھیر لئے
ہر چیز اور ہر شخص سے جو سوا اللہ پاک کے ہے اور لیجائیے اپنی حاجتونکو اسکے دروازہ کرم اور جود پر اور جب تو طلب کریگا مدد کو کسی کام میں دنیا اور آخرۃ کے
تو مدد مانگ اللہ ہی سے کیونکہ تو جان چکا ہے کہ وہی ایک قدرت رکھنے والا ہے ہر چیز پر اور غیر اسکا عاجز ہے ہر چیز سے یہانتک کہ اپنے واسطے نفع
پہنچانے سے اور اپنے سے ضرر دور کرنے سے اور مدد مانگنا نہیں ہوتا ہے مگر اس سے جو قدرت رکھتا ہو مدد کرنے پر اور فرمایا اللہ پاک جل شانہ نے
ایاك نعبد وایاك نستعین اور لکھا حسن بصری نے عمر بن عبد العزیز کو ایک خط کہ جسمیں ہے لا تستعن بغیر الله یعنے مدد مت چاہ اللہ کے
غیر سے اور دوسری حدیث یہ ہے جو مشکاۃ کے باب الدعوات میں ہے کہ فرمائے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولیسئل احدکم ربه حاجته

احوال کو جمع کئے ہیں سو جو وہ بنا و مناقب تو بیان کیئے روایت ضعیف ہے بلکہ لکھ دیئے مرجا وآخر میں فتوح الغیب کے ہی کہ حضرت غوث الاعظم کے آخر وقت میں حضرت کے فرزند عبد الوہاب نے وصیت طلب کی تو فرمائے کہ لا تخف احدا سوی اللہ ولا ترج احدا سوی اللہ تعالی وکل الحوائج الی اللہ تعالی ولا تعتمد الا علیہ واطلبہا جمیعا منہ فلا تثق باحد غیر اللہ تعالی یعنے مت ڈر کسی سے سوائے اللہ پاک کے اور مت امید رکھ کسی سے سوائے اللہ پاک کے اور سونپ دے اپنے سب حاجتوں کو اللہ پاک جل شانہ پر اور بھروسا مت کر مگر اللہ ہی پر اور مانگ لے اپنے سب حاجتوں کو اللہ ہی سے اور اللہ کے غیر پر تکیہ مت رکھ پھر اپنے فرزند سے ایسا کیوں نہ فرماتے کہ میرے سے امید رکھ اور مشکلوں میں مجھی کو پکار پس اس سے بھی معلوم ہوا جو اپنے فرزند کو اپنے آخری وقت میں فرمائے سو وہی حق ہے اسکے برخلاف جو ہو سو حضرت پر بہتان ہے یا تاویل الطلب ہیں جو کہ اگر مانو اُن ایک قول بے سند کو جو کوئی احتمال رکھتا ہے اور قرآن وحدیث اور دوسرے بزرگوں کے اور خود حضرت کے دوسرے قولوں کے برخلاف ہی ہو سند کر کے آیتوں اور حدیثوں اور غوث الاعظم کے ہزاروں قولوں کے خلاف پر اعتقاد رکھتے ہیں سو انکا حکم ظاہر ہے اور اگر ثابت بھی کہ یہہ بھی غوث الاعظم کا قول ہے کر کے تو اس صورت میں اسکی تاویل صحیح کیا چاہئے تا قرآن وحدیث کے اور حضرت کے بھی دوسرے قولوں کے خلاف نہ پڑے اگر تاویل نہ ہو سکے تو حضرت سے ہی پر سونپ دیجئے کہ کس حال میں کیا مراد رکھ کر فرمائے سو معلوم نہیں اور اعتقاد قرآن وحدیث پر اور حضرت کے دوسرے قولوں پر جو قرآن وحدیث کے مطابق ہیں رکھئے اور اسی پر عمل کیجئے اللہ توفیق دینے والا ہے اور حضرت لقمان اپنے فرزند کو نصیحت کئے سو اس محل کے مناسب ہے اسکا ترجمہ کسی نے ہندی میں کیا سو یہاں لکھا جاتا ہے وہ یہہ ہے جب کئے رخصت اپنے فرزند کو حضرت لقمان کہ اس بند کو تو یوں کہے اول خدا کو یاد کر تو دل الیس کا یاد حق ہو تو شاد کر راحت میں حق کو بے عدد تو جو تھی مشکل میں ہو دیگا مدد تو خوف آ سکا بہت کہ سب حال میں ہے اسکو حاضر جان سب افعال میں ہے غیر سے اپنا نکو کر التجا تو تو کسی کے پاس مت حاجت لیجا جب کریگا تو خدا کا حق ادا ہے بے خطر آفات سے ہوگا سدا اور اسیطرح نہ پڑھا چاہئے ختم یا شیخ عبد القادر شیئا للہ کا جو اب لوگوں میں تو رواج ملا ہے معنا اسکی یہہ ہے ای شیخ عبد القادر کچھ دیو اللہ واسطے کیونکہ پہلے تو انکا معلوم ہی ہوا نہیں کہ اس عبارت کو اس صفت اور اس ڈھب پر کون ملایا ہے اور اسکا ختم پڑھنا کسنے مقرر کیا غوث الاعظم تو اس بات کو نفرمائے ہونگے کہ ملفوظ شریف غوث الاعظم کی دیکھنے کہ جا بجا اسکے برخلاف ہے اور غوث الاعظم نے وقت آخر میں جو صاحبزادیکو وصیت کئے ہیں سو بھی اسکے برخلاف جیسا اوپر مذکور ہو چکا اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس ختم کو غوث الاعظم نہیں فرمائے ہیں اور کون نکالا ہے سو بھی تواتر سے ثابت نہیں ہوا پھر اس سے بچنا لازم ہے بعد اسکے یہہ بھی کہا جاتا ہے کہ ختم پڑھنا اس قصد سے ہے کہ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ہمارے پکار نیکو ہر وقت سن لیتے ہیں اور مراد دیتے ہیں سو ایسے باتوں کا اعتقاد کا بڑے بڑے دلیلوں سے آگے ہی مذکور ہو چکا اب پھر حاجت اعادے کی نہیں ہے پھر اس قصد سے اس ختم کا پڑھنا بھی منع ہوا اور دیکھو تو صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور بارہ امام اہلبیت کے اور چار امام مذہب کے اور جنید بغدادی اور بایزید بسطامی اور ابراہیم ادہم اور غوث الاعظم اور حسن بصری اور حبیب عجمی وغیرہم میں سے کسینے خلیفہ اعظم رب اکرم سرور عالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا ختم نہ آپ پڑھا نہ دوسریکو حکم کیا حالانکہ سرور عالم سردار سب پیغمبروں کے اور افضل سب نبیوں کے ہیں اور جسکو خدا انکے مساوی ہونے ہی سو آپ کے ہی بدولت ہے اور تمام آنحضرت کا سب تابع ہو کر سردار جیسا آنحضرت کی ذات سب فاتوں کی سالار ہے اور رخود سرور عالم امت کو اپنے نام کا ختم پڑھنا نفرمائے بلکہ ہر وقت یہی فرماتے رہے کہ ہر حاجت اپنے رب العزت سے مانگا کرو پھر غوث الاعظم اپنے نام کا ختم پڑھو کر کا ہیکو فرمائے ہونگے اور دوسری بات یہہ ہے کہ کسی مخلوق کے پاس اللہ کے واسطے دیو کر کے مانگنے میں فقہاء شریعت کے اختلاف کئے ہیں بعضے جواز پر گئے ہیں بعضے کفر کے قائل ہوئے جیسا باب المرتد میں در المختار کی شرح میں وہبانیہ سے جو ابن شحنہ کی کتاب ہے نقل کیا سو یہہ ہے کذا اقول شیئ للہ قیل یکفر اسی طرح اللہ واسطے دیو کہنا بعضوں کنے کفر ہے اور خیر الدین رملی نے بھی فتاوی خیریہ میں اختلاف کو نقل کیا ہے اور قاعدہ اصول کا یہہ ہے کہ جب کسی چیز کے سنت ہونے اور بدعت ہونے میں تردد پڑا تو اس چیز

کو چھوڑنا لازم ہے جیسا محقق حنفیوں کا شیخ ابن الہمام فتح القدیر میں لکھا ہے ما تردد بین السنۃ والبدعۃ فترک البدعۃ لازم واداء
السنۃ غیر لازم یعنی جس چیز کے سنت ہونے اور بدعت ہونے میں تردد ہووے اس چیز کو ترک لازم ہے کیونکہ بدعت کو چھوڑنا لازم ہے اور سنت کو ادا کرنا لازم
نہیں ہے پھر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کے کفر اور جواز میں شبہ پڑا تو اسکو چھوڑ دینا فرض ہوگا کیونکہ کفر سے بچنا فرض ہے اور جائز کام کو کرنا کچھ لازم نہیں
اور اسکے سوائے بعضے حدیثوں میں آیا ہے کہ اللہ کے واسطے دیو کر کے کسی نے مانگنے میں خوف لعنتی ہونیکا ہے جیسا سفر السعادت کی شرح میں عبد الحق دہلوی
نے ذکر کیا سو عبارت اسکی متن کی عبارت کے ساتھ یہہ ہے لوجہ اللہ سوال مکنید یعنی کسی را تکلیف مکنید کہ لوجہ اللہ از برای خدا این کار بکن و من چیزی
بدہ شیخ عالم عارف باللہ عبد الوہاب المتقی المکی نور اللہ مرقدہ وقدس سرہ وافاض علینا فیوضہ وفتوحہ میفرمودہ کہ در اخبار و آثار آمدہ است اگر یکی از
دیگری لوجہ اللہ سوال کند اگر آن شخص با وجود قدرت واستطاعت ندہد ملعون گردد واگر بدہد بیش داون ندا شتہ باشد لعنت براجع بسایل گردد یعنی
کسیکو تکلیف نکرے کہ خدا واسطے یہہ کام کر یا کچھ دے شیخ عالم عارف باللہ عبد الوہاب المتقی نے فرماتے ہیں کہ حدیثوں میں اور آثاروں میں آیا ہے کہ اگر
ایک شخص دوسرے سے خدا واسطے دیو کر کے مانگتا ہے اگر وہ شخص دینے پر قدرت رکھکر نہ دیا تو وہ شخص لعنتی ہوتا ہے اور اگر دینے پر قدرت نہیں رکھتا ہے تو
پھر لعنت اس مانگنے والے طرف پھرتی ہے اور اس حدیث کو امام نووی نے بھی اذکار کی کتاب میں ذکر کیا ہے اور حافظ جلال الدین سیوطی نے جامع الصغیر کی
کتاب میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے سو امام مناوی نے اسکی شرح میں حافظ عراقی کی شرح عمدہ سے ذکر کیا کہ یہہ حدیث حسن ہے سو وہ حدیث یہہ ہے ملعون
من سال بوجہ اللہ وملعون من سئل بوجہ اللہ ثم منع سائلہ یعنی لعنتی ہے وہ شخص جو کہا اللہ واسطے دیو کر کے اور لعنتی ہے وہ شخص جو
اللہ واسطے مانگا سو شخص کو نہ دیا پھر ان حدیثوں سے صاف معلوم ہوا کہ کسینے کسی مراد برآنے واسطے یا شیخ عبد القادر شیئا للہ کا ختم پڑھا پھر اگر وہ
کام نہ ہوا تو دو حال سے خالی نہیں ہے یا غوث الاعظم مراد دینے پر قدرت رکھکر نہیں دئے غوث الاعظم سے تو ایسا گمان نہ رکھنا چاہئے یا مراد دینے پر قدرت
نہ رکھنے کے سبب سے نہیں دئے پھر اس صورت میں اس ختم پڑھنے والے ہی پر لعنت اترتی ہے اس حدیث کے رو سے جو مذکور ہو چکی ہاں غوث الاعظم کو جناب
کبریائی میں اپنی مراد برآنے واسطے وسیلہ کیا تو مضائقہ نہیں ہے لیکن اسطور سے کہے اللہم شیئا لمحبوبک عبد القادر یعنی بار خدایا برکت سے تیرے
محبوب کے جو عبد القادر ہے کچھ دیدے مجھے جیسا اس ختم میں اللہ کا نام اور غوث الاعظم کا نام دونوں ہیں اسیطرح اس عبارت میں بھی دونوں
نام موجود ہیں پھر اسی طریق کو مانگنے کے چھوڑ دیکر اور احادیث اور غوث الاعظم کے سیکڑوں اقوال کے مطابق ہے سو چھوڑ دیکر نیک طریق بلکہ ممنوع
طریق کو اختیار کرنا بد بات ہے اور غوث الاعظم کو وسیلہ کر کے اللہ سے مانگنے میں کیا عیب اور ننگ ہے جو تم اسکا التماس مانگتے ہو اللہ توفیق دیوے تو شاید کہ
یہہ اسم لگے اللہم شیئا لمحبوبک عبد القادر تھا سو پیر پرستوں نے اسے یا شیخ عبد القادر شیئا للہ سے بدل ڈالے ہوں تو عجب نہیں ہے اور یہہ بھی جاننا چاہئے
کہ اس ختم کو نہ غوث الاعظم کے صاحبزادے پڑھے نہ انکے خاص مریدان عمل میں لائے نہ عمدہ عربی کتابوں میں تصوف کے اس ختم کا داخلا اس صیغہ سے ہے جیسا
فتوحات مکیہ و فصوص الحکم اور عوارف و تعرف اور ملفوظ شریف غوث الاعظم اور فتوح الغیب وغیرہ میں بلکہ یوں ہے الا کہ مشہور ہوتا ہوتا
ہندی فارسی رسالوں میں مندرج ہو گیا اور بعضے حال کے مشایخ اسکا ورد رکھتے اور مریدوں کو تلقین فرماتے سو گھر گھر رواج پا گیا اور بعضے احمق
مشایخ نما التماس قل ہو اللہ کا سورہ پڑھکر سمجھتے ہیں کہ اسی سے مراد بر آتی ہے حالانکہ خود کافر ہوتے ہیں اسیطرح بعضے بیوقوف بوڑھے ذب کے مرض کے
رفع کے واسطے قل اعوذ برب الناس کا سورہ سینہ چھوڑ کر پڑھتا اور پھونکتے ہیں خود گمراہ ہوتے ہیں مسلمان کو پیروی شریعت کی لازم ہے اللہ تعالی فرمایا
اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اور دوسری بات یہہ ہے کہ غیر اللہ سے اسطرح کی مدد نہ چاہنے پر آیات و احادیث تواتر سے ثابت ہو چکی ہیں پھر
اگر ایسی مدد کسی بزرگ سے چاہنے پر کسی بزرگ کا قول بھی ہو تو طریق احاد سے ہے نہ طریق تواتر سے دوسرا احاد سے بھی ہے سو مخلوق تک پہنچا ہے نہ خالق

تلک جو کسیطرح ایسے قواکہو آن ناہتو تو اور حدیثون کے مقابلے مین لاتے تو عقل ضرور اوراتنی قباحتون پر نظر کر کے اس ختم کو نہ پڑھا جاوے کیونکہ شخص بر دعوم و دعام اور پڑھا کرتا اور جو کو پکتے ہین سو لوگ کو چھوڑ دینا شیوہ ونیدار کا نہین جو بات خدا کو پیاری ہے اور پیغمبر بھی جانتے ہین صلوۃ الاسرار کا پڑھنا اور گیارہ قدم جو عراق طرف چلنا اور ہر قدم میں ایکنام مبارک کو غوث الاعظم کے ذکر کرنا اور آپ کو پکارنا اور آپ سے مدد طلب چاہنا کر کے جو روایت لکھا ہے سو ہر چند تیرا عالم بھی ہو لیکن وہ روایت احاد ہے وہ تو ظنی ہے اتفاق سے سب عالمون کے اور غیر کو علم غیب نہین کر کے عقیدہ رکھنا اور اس سے بالاستقلال مدد نہ چاہنا نصوص قطعیہ قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے ثبوت کو پہنچا ہے اور خود غوث الاعظم سے بھی ان باتونکا منع آپکے ملفوظ شریف مین اور فتوح الغیب مین موجود ہے چنانچہ بعضے اقوال قریب آینگے اور قاعدہ کلیہ اصول کا ہے کہ جب کوئی روایت ظنیہ دلایل قطعیہ کے مقابلے مین پڑے تو اُس ظنی روایت کو ایکطرف رکھہ دیکر ان قطعی دلیلون پر عمل کرنا ہے اس صورت مین پھر گیارہ ڈگ عراق طرف چلکر جو مدد چاہتے ہین سو ایسا نہ کیا چاہئے اور شیخ محمد بکری اگرچہ ولی کامل اور قادری مشرب تھے تسپر اس دوگانے کے قایل نتھے اور شیخ علی متقی بھی اس دوگانے کو عمل مین لاتے نتھے یہہ بات بعض رسایل مین شیخ عبدالحق دہلوی کے ہے جو احوال مین شیخ علی متقی اور شیخ عبدالوہاب متقی کے تالیف کئے ہین یہہ دوگانہ پڑھنے کی روایت یا انکو پہنچی ہوگی کر کے کہنا اور معذرت کرنا فقط سینہ زوری ہے بلکہ یون کہا جاتا ہے کہ قانونات شرعیہ اور قواعد اصولیہ کے برخلاف رہنے کے سبب سے نہین کئے ہین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال حافظ عماد الدین ابن کثیر نے تاریخ کبیر مین ترجمے مین حضرت علی کے لکھا ہے وکذلک ما فی افواہ الناس من الیمین ویقول قائلہم خذ بعلی واعطنی بعلی وذلک من وضع الروافض ویخشی من اعتیاد ذلک سلب الایمان عند الموت ومن حلف بغیر اللہ فقد اشرک یعنے جو مین اور لوگون کی زبان پر مشہور ہے کہ اُن مین کا کہنے والا کہا کرتا ہے لے علی کی قسم ہے دے علی کی قسم ہے سو رافضیان نکالے سو بات ہے ایسا بولنے کو جو کہ عادت کریگا سو مرتے وقت ایمان اُسکا سلب ہونیکا اندیشہ ہے اور جو قسم کہایا کرے اللہ کے غیر کی سو مقرر اُسنے شرک کیا جب ابو الاولیا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی سوگند کی یہہ شامت ہو پھر پیر کے قسم کی یا کسیکے سر کی سوگند کی کیا کچھہ شامت نہو کیونکہ حدیث مین ہے جو کہ اللہ کے غیر کی سوگند کھاویگا سو شرک کیا اللہ کی پناہ پھر بندہ نواز اور غوث الاعظم کے نام کی یا کسی کے سر کی اور لہو کی قسم کھانے والونکا خاتمہ کیا ہوگا سو خدا ہی جانتا ہے امام سلمی نے فرمایا ہے جیسا جواہر التفسیر مین مذکور ہے ای درویش ہر چہ جز پروردگار تعالی است ممکن است در ذات خود وہر ممکن محتاج است وہر کہ محتاج باشد بغیر خود حاجت روائی دیگران چگونہ تواند نمود وامید حاجت روائی از انکس باید داشت کہ ہیچگونہ احتیاج نداشتہ باشد وموصوف بچنین صفت کسی نیست سوائے اللہ تعالی کہ الغنی کلشی احتیج یعنے ای درویش جو چیز سوائے اللہ پاک جلشانہ کے ہے سو ممکن ہے اپنی ذات سے اور ہر ممکن محتاج ہے غیر کا اور جو کہ محتاج غیر کا ہو سو دوسرونکی حاجت روائی کسطرح کریگا اور امید حاجت روائی کی اُس سے رکھا چاہئے کہ وہ کسی سے احتیاج نرکھتا ہو ایسا تو کوئی نہین سوائے اللہ پاک جلشانہ کے جو کسی سے احتیاج نرکھتا ہوگا اور فتوح الغیب مین کہ جسمین غوث الاعظم کے فرزند حضرت کے اقوال کو جمع کئے ہین سو یہہ بات بھی ہے کہ فرمائے غوث الاعظم نے لیس الشرک عبادۃ الاصنام فحسب بل اذا رکنت الی غیرہ فقد اشرکت بہ عز وجل غیرہ فاحذر یعنے فقط بتون کو پوجنا شرک نہین ہے بلکہ جب تو دل سے اپنے میل کیا اللہ پاک کے غیر طرف تو پھر مقرر تونے شریک ٹھہرایا اللہ پاک جلشانہ کا اسکے غیر کو پس اس سے صاف کھلتا ہے کہ حضرت غوث الاعظم ہرگز اپنے سے مدد چاہو کر کے نہین فرمائے ہونگے کیونکہ غیر کی طرف میل کرنے کو آپ ہی نے تو شرک ٹھہرایا ہے پھر دوسروں کو اس بات کا امر کیونکر کرینگے اور ایسا کام کرنے والے سے خوش نہ رہینگے اگر کوئی کہے کہ غوث الاعظم غیر اللہ کے کب ہین جو انسے رجوع لانے سے شرک ہو جاوے تو ہم اسکے جواب مین لا حول پڑھکر چپ رہتے ہین اور

ہین نام مبارک غوث الاعظم کا ذکر ... صلوۃ الاسرار کا دوگانہ پڑھنا اور گیارہ قدم عراق طرف چلنا اور مدد طلب ... کی روایت ... ہین [illegible]

غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے [illegible]

پیدا کرنے کو بھی نہیں پہنچتی ہے جو ایسے مرادوں کو اور ... بیت کہتے اور امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی اپنی عربی
عقیدہ میں کہ ... عبارت اسکی ... لو اجتمع الانس والجن والملئکۃ والشیاطین علی ان یحرکوا فی العالم ذرۃ او
یسکنوها دون ارادتہ ومشیتہ لعجزوا عن ذلک یعنی اگر اکٹھے ہوں آدمی اور جن اور فرشتے اور شیطان ایک ذرہ کو ہلانے یا اسکے
ٹھہرانے پر بغیر ارادہ اللہ تعالی کے تو البتہ عاجز ہونگے اس کام سے اور ملا علی قاری مرقات شرح مشکاۃ میں کہا ہی سو عبارت اسکی یہہ ہی
ان خزائن العطایا عندہ ومفاتح المواهب والمزایا بیدہ وکل نعمۃ او نقمۃ دنیویۃ او اخرویۃ تصل الی العبد او تندفع
عنہ برحمتہ فلینبغی ان لا یرجی الا رحمتہ ولا یخشی الا نقمتہ ولا یسئل غیرہ لانہ غیر قادر علی العطایا والمنع ودفع
الضر وجلب النفع فانہم لا یملکون موتا ولا حیوۃ یعنے مقرر خزینے بخششونکے اللہ ہی کے پاس ہیں اور کنجیاں انکی بھی اسیکے ہاتھ
میں اور ہر نعمت اور ہر آفت دنیا کی ہو یا آخرت کی پہنچتی ہی بندونکو یا دفع ہوتی ہی اُس سے سو اسیکی رحمت سے ہی پس سزاوار یہہ ہی کہ آس نہ رکھے مگر
اسکی رحمت سے اور نہ ڈرے مگر اسیکے غضب سے اور نہ مانگے اسکے غیر سے کیونکہ وہ قدرت رکھتا ہی نہیں نہ دینے پر نہ ضرر کو دفع کرنے پر نہ فایدہ پانے
پر کیونکہ غیر اللہ قدرت نہیں رکھتے ہیں نہ آپ مرنے پر نہ غیر کو مارنے پر نہ آپ جینے پر نہ غیر کے جلانے پر اور مولانا جامی اپنے عقیدے میں اسی مضمونکو نظم
کیا اور فرمایا ست فی المثل گر جہانیان خواہند ٭ کہ سر موی از جہان کاہند ٭ ور نباشد چنان ارادت او ٭ نتوان کاستن سر یک مو ٭ اور مولوی
مولا بخش صدیقی بہاری کتاب زاد الآخرت کی لکھا سو عبارت یہہ ہی در امور عالم بارادت خود تصرف نمودن ومیرانیدن وبیمار کردن وصحت
بخشیدن وحاجت ومراد بر آوردن ورفع بلا وآفت نمودن وجز آن مختص بذات حقتعالی است واز برای دیگرے از رسل وانبیا واولیا وشہدا
وپیران وبزرگان وغیرہم نیز دانستن وبدین اعتقاد نذر ونیاز قبول کردن ومقاصد ومطالب ازیشان خواستن در وقت مصیبت وآفت
یاد آوردن شرک ست انتہی یعنے عالم کے کاموں میں اپنے ارادے سے تصرف کرنا اور مار ڈالنا اور بیمار کرنا اور صحت دینا اور حاجت ومراد بر لانا اور
آفت ٹالنا اور سوا اسکے سوئے سب اللہ تعالی ہی کے ذات کو خاص ہیں اور یہ چیزیں اللہ سوا انبیا اور رسولونکو اور اولیا اور شہیدونکو اور
پیروں وغیرہم کو بھی ہیں جاننا اور اس بات کا اعتقاد رکھنا اور نذران ونیاز ان قبول کرنا اور مقصدان اور مطلبان انسے چاہنا اور مصیبت اور
آفت کے وقت انکو پکارنا شرک ہی انتہی اور مولوی اسلمی کے سفینۃ النجاۃ مطبوعی کے تین سو ستر پر تیسرے صفحہ پر ہی کہ ہر شخص اگرچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ
والہ وسلم باشند بر نفع وضر بنفس خود قدرت ندارند بدلیل قولہ تعالی قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ مر خیر خدای
تعالی از ضر ونفع عباد نخواہد وآن ملحکیس نمیتواند کرد بدلیل قولہ تعالی وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو وان یردک
بخیر فلا راد لفضلہ یعنے ہر شخص اگرچہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں اپنی ذات شریف کو نفع پہنچانے یا ذات پاک سے ضرر دور
کرنے پر قدرت نہیں رکھتے اسپر یہہ آیت دلیل ہی قل لا املک الی آخرہ یعنے کہہ دے ای رسول اللہ کہ میں قدرت نہیں رکھتا ہوں میری ذات کو
نفع پہنچانے پر اور میری ذات سے ضرر دور کرنے پر ضر بندونکا جو خدا تعالی چاہتا ہی سو اسکو کوئی دور نہیں کر سکتا ہی اسپر دلیل یہہ آیت ہی
وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو وان یردک بخیر فلا راد لفضلہ واللہ ذو الفضل العظیم اب یہاں
جاننا چاہیئے کہ ایک روز ایک شخص مولوی ولایت علی صاحب کے مریدوں سے اُس عبارت کو مولوی اسلمی صاحب کے دیکھکر کہا کہ دیکھو اسنے سرور انبیا
کی اہانت کیا کیونکہ کہا سرور انبیا اپنی ذات کو نفع پہنچانے اور اپنی ذات سے ضرر دور کرنے پر قدرت نہیں رکھتے ہیں
حالانکہ عوام تلک اپنے فائدے کا کام کرتے ہیں اور ضرر کو اپنے سے دور کرتے ہیں جیسا سانپ کاٹنے آیا تو پتھر سے یا لکڑی سے

اسکو مدد کر دور کرتے ہین بلکہ جانتے ہین تو غیر کو نفع بھی پہنچا سکتے ہین اور ضرر بھی یہہ بات سبب بڑا ظاہر ہی پھر سوا انبیا کو مطلقا نفع اور ضرر کے دفع
پر قدرت نہین رکھتے ہین لکھنا صاف اُنکی اہانت ہی اور اہانت آنحضرت کی کفر ہی اللہ کو پہلا تجب مین صاحب نظر کرتے ابو داؤد کی حدیث رجوع
یہہ ہی ما من امرء ینصر مسلما فی موضع ینتقص فیہ من عرضہ وینتہک فیہ من حرمتہ الا نصرہ اللہ تعالی فی موضع یحب
فیہ نصرتہ یعنے نہین کوئی شخص مدد کرتا ہی کسی مسلمان کی کسی جگہہ جہان اسکی اہانت ہوتی ہی مگر یہہ کہ مدد کرتا ہی اللہ تعالی اس شخص کی اس جگہہ
جہان اسکی مدد ضرور ہی مولوی اسمعیل صاحب کی آبرو کو بچانے اور انکی حرمت کو نگاہ رکھنے کے واسطے اس شخص سے کہا کہ مولوی اسمعیل صاحب نے تو اہانت کا
ترجمہ کیا یہہ بات تو ظاہر ہی اور اہانت کا قصد کیا سو کیا تو نے مکاشفہ مین معلوم کیا یا الہام سے جان لیا یا خواب سے معلوم کیا جو بلا تامل کہتا ہی کہ اہانت
ہی کا قصد کیا اور قصد اور ارادہ دل کے فعلون سے ہی اور مخفی کامون سے عالم الغیب کے سوا کسی کو انکا علم نہین اگر کسی قرینے سے معلوم کیا ہی تو قرینہ ظنیہ سے
ہی اور ایمان اسکا یقینی ہی کیونکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہی اور کلمہ طیبہ بھی پڑھتا یقینی بات چھوڑ کر گمانی چیز کو لینا جایز نہین اور حدیث صحیح
مین مسلمان کے حق مین گمان بھی نیک رکھنا لکھا ہی حدیث یہہ ہی ان لا یظن بہ الا خیرا یعنے گمان نکرے مسلمان پر مگر نیک گمان اور مسلمان
پر کفر یا کبیرہ لگانا بغیر یقینی دلیل کے حرام ہی جیسا ملا علی قاری نے اپنے رسالہ مین جو شیخ محی الدین ابن عربی کی طرف منسوب ہی سو بعضے باتون کے رد
مین بنایا ہی سو کہتا ہی لا یجوز الحکم بکفر احد الا اذا ثبت نص قاطع علی انہ مات فی الکفر یعنے روا نہین ہی حکم کرنا کسی کے کفر
پر مگر جب ثابت ہو یقینی دلیل اسکی مرنے پر کفر مین اور منبع زہر مین ہی کہ نسبت کرنا کبیرہ گناہ کو مسلمان کی طرف بغیر یقینی دلیل کے منع ہی پھر مولوی اسمعیل
صاحب کا کفر اور نیت اہانت کی کئی سو کون سی یقینی دلیل سے ثابت ہوا جو تم تکفیر کیا چاہتے ہو اور اُسی کتاب مین ملا علی قاری نے کہا ہی قالوا لو کان
تسعۃ وتسعون دلیلا علی کفر احد ودلیل واحد علی اسلامہ ینبغی للمفتی ان یعمل بذلک الدلیل الواحد یعنے
کہے عالمون نے اگر ایک کم سو دلیلین ہون کسی کے کفر پر اور ایک دلیل ہو اسکے اسلام پر تو مفتی کو چاہیے کہ عمل کرے اس ایک دلیل پر اور امام شرنبلالی امداد الفتاح
مین لکھا ہی پھر اس صورت مین مولوی صاحب مغفور الیہ کی نیت اہانت کی ہی سو کسی دلیل سے معلوم نہین مگر انکے ایمان پر بہت دلایل ہین جیسا کلمہ
پڑھنا اور نماز جمعہ کی اور دوسرے فرض نمازان ادا کرنا اور کبھو اتفاق ہوا تو کسی کو شریعت پر چلو کر کے بولنا پھر انکی تکفیر سے منہہ بند رکھنا ضرور ہی پھر
اُسنے کہا کہ ایک مقام مین ہو تو نیک گمان اسکے ساتھ رکھنا ہو سکیگا وہ تو اپنے سفینہ کی کتاب مین ایسے باتان سرور انبیا کے حق مین عموما و خصوصا لکھ دیا ہی
کہان کہان ہم نیک گمان رکھنا جیسا اُسنے اپنے سفینہ کے دو سو انتیسوین صفحے پر سرور انبیا کا نام لیکر انکی حدیثون کو خدا تعالے کے کلام کے آگے تصغیر کیا
ہین کہا حالانکہ کلام سرور انبیا کا حضرت کی ذات شریف پر رکھا واجب التعظیم ہی اور حضرت کا کلام برابر وحی ہی جیسا اللہ تعالی فرمایا وما ینطق
عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی اور عزت والے کلام کو حقیر چیز سے تشبیہ دینا صاف توہین ہی اگر ایسا کہا ہوتا کہ خدا کے کلام کے بعد سرور انبیا
کے حدیثان مین تو مدعا بھی حاصل ہوتا اور ایمان بھی بچتا پھر اسکو چھوڑ کر اس طور سے بیان کرنا اہانت منظور نہو تو پھر کیا ہی بت مین کہا عزت کو
کیونکہ وہ کلمہ گو مسلمان ہی اہانت کا قصد ہرگز نہ کریگا اور یہہ بھی جو کہا سو خدا کی کلام کی شان کے نظر کرتے کہا پھر اس بات مین تعجب کیا سو اُسنے
کہا اگر بات ایسی ہو تو پھر مدراسیون نے مولوی اسمعیل شہید دہلوی کے قول پر جو مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہی کیونکہ کہا
ہی سو تکفیر اسکی کر چکے سو تکفیر کا سبب مولوی شہید تو اُس مقام مین سرور انبیا کے نام کو بھی ذکر نہین کیا جو کہا سو عموما کہا وہ بھی اللہ کی شان سے نظر
کرتے تسپر مراد برے مخلوق سے آنحضرت ہی کو ٹھہرا کر تہور سے مدراسیون نے اسکی تکفیر کئے ہین تب مین نے کہا معاذ اللہ اتنی بات پر مولوی اسمعیل صاحب
وغیرہ تو تکفیر کا ہی کو کئے ہونگے ادنی طالب العلم بھی نکریگا مگر جاہل گمراہون نے کئے ہون تو عجب نہین ہی لیکن تم کو عالمون کے جناب مین ادب سے

رہا چاہیے تب اسنے کہا واہ واہ آپ تو اسلمیہ کے گروہ سے معلوم ہوتے ہیں جو اتنی بات اللہ اسکی کیا کرتے ہیں تب میں نے کہا سنیو بھائی صاحب میں نہ اسلمیہ ہون
نہ اسمعیلیہ ہون پر محمدیہ ہون ہر کسی مسلمان کے پیچھے اسکی تائید کیا کرتا ہون اور اسکی کلام کی تاویل کیا تو نے نہیں سنا جو امام شعرانی نے اپنے
طبقات میں امام جعفر صادق سے نقل کیا کہ انہنے فرمایا اذا بلغکم عن مسلم کلمة فاحملوه علی احسن ما تجدون یعنے جب پہنچے تمہارے تئین
کسی مسلمان سے کوئی بات تو اسکو حمل کرو نیک تر چیز پر جو تم سے ہو سکے میں اسپر عمل کرتا ہون تم اب میرا سر مت دکھاؤ تشریف لیجاؤ آپ یہان سے اصل
مطلب کی تحریر آتی ہون اور یہی مولوی اسلمی نے اپنے مطبوعی سفینہ کے ایک سو تیس پر چھبیسوین صفحے پر لکھا ہے کہ عبارت اسکی یہہ ہے باید دانست کہ
مومن موحد را احتراز کردن از طلب قضای حاجات از غیر خدا تعالی مستحسن بود در خواستن توفیق و استقامت از حق لازم باشد پس از غیر خدا تعالی ہیچ
نخواہد و نجوید مگر آنکہ از راہ استمداد و در طلب قضای حاجت خود از خدا تعالی تنہا بمقربان حضرت از انبیای کرام و اولیای عظام اگر التجا کند و توسل
از ایشان جوید ہیچ محذوری ما کہ از شرع شریف دران لازم نمی آید اصلا بشرط آنکہ بیقین داند کہ این بزرگان را در قضای حاجت من ہیچ تصرف و تاثیر
جز بافاضہ حق و اعطای او ہرگز نیست و ہیچ قدرتی بران و تصرفی دران مر ایشان را نباشد مگر بقدرت و تصرف حق قوت یافتہ و ماذون شدہ و واسطہ
شوند با اینکہ کمعت و تعظیم و تکریم این بزرگان برای خدا تعالی بر خود واجب کردانند از آنجہت کہ دوستان پروردگار خود اند و بعد از سطری چند نوشتہ
و دوست داشتن این بزرگان و حسن اعتقاد بایشان و تعظیم و تکریم کردن این حضرات باغراض نفسانیہ کہ مطمح نظر اکثر عوام ہمین است جہالت منوط
و کمال غوایت باشد و ہر کہ از ایشان طلب قضای حاجت قصد بالذات داشتہ باشد و تعظیم و تکریم ہمین قصد کند در شرک او ہیچ شکی نبود و ہر مومن
موحد را احتراز ازین واجب است زیرا کہ اثبات تصرف و تاثیر ایشان را در این قصد و فعل بالذات لازم می آید و این شرک اعتقادی و فعلی است انتہی یعنے جاننا
چاہیے کہ مسلمان توحید والے کو چاہیے کہ اللہ کے غیر سے مراد مانگنے سے اور قضائے حاجت طلب کرنے سے احتراز کرنا نیک ہے اور توفیق نیکی کی اور قائم رہنا
اسپر اللہ سے چاہیے پھر خدا تعالی کے سوا کسی سے کچھ نچاہیے او نہ مانگے مگر یہہ بات ہے کہ مدد چاہنے کی راہ سے اپنی حاجت اللہ پاک سے بر آنے واسطے اسکے
مقربوں سے جو انبیا اولیا ہیں التجا کرے و انکو وسیلہ ٹھہراوے اس میں شریعت کے رو سے کچھ مضایقہ نہیں ہے پر اس شرط سے کہ یقین جانے کہ
بزرگان کو میری حاجت بر آنے میں کچھ قدرت اور تاثیر سوائے اللہ کے فیض و عطا کے ہرگز نہیں ہے اور اسمین ان بزرگون کو کچھ قدرت اور تصرف نہیں ہے
مگر قدرت اور تصرف سے اللہ پاک کے قوت پاکر اور اس سے حکم لیکر واسطہ ہوتے ہیں اور تعظیم اور تکریم ان بزرگون کی اللہ کے واسطے اپنے پر واجب جانے اس سبب سے
کہ دوستان ہیں اپنے پروردگار کے اور دوست رکھنا ان بزرگون کو اور حسن اعتقاد انسے اور تعظیم و تکریم کرنا انہونکی اپنے غرضون کے واسطے جو نظر اکثر
عوام کی یہی ہے تو یہ جہالت اور کمال گمراہی ہے اور جو کوئی ان مراد مانگنے والون سے عقیدہ ایسا رکھے کہ وے بزرگان اپنی ذات سے اور اپنے قصد و ارادے
سے مراد دیا کرتے ہیں اور اسی قصد سے تعظیم و تکریم انکی کیا کرے سو اسکے شرک میں کچھ شک نہیں ہے اور ہر مومن موحد کو بچنا اس بات سے واجب ہے
کیونکہ اس بات سے بزرگون کو قدرت ذاتی ہونا لازم آتا ہے اور اسی کا نام شرک اعتقاد اور فعل کا ہے اور یہہ بھی جاننا چاہیے کہ حنفیہ فقیہون نے سب
سبب نماز کو توڑنے والی چیزون کے بیان میں لکھے ہیں کہ نماز میں مانگنا اللہ تعالی سے ایسی چیز کو جو بندے سے مانگنا اسکا ہو سکتا ہو جیسا ایک وقت
کھانا کھلانا یا دینا تو پس نماز جاتی ہے اگر ایسی چیز مانگا جو بندے کی قدرت میں نہیں ہے جیسا بیمار کو شفا دینا اور عقیمہ یعنے بانجھ کو بچا تو پس نماز جاتی
نہیں جیسا طحطاوی میں جو حاشیہ ہے در المختار کا اس بات طرف اشارہ ہے پھر اس صورت میں عقیدہ رکھنا کہ بزرگان بانجھ کو بچا بھی دیتے ہیں
اور بیمار کو شفا بھی خلاف اجماع فقہا کے ہے یا ایسے عقیدے سے باز آیا اس مسئلہ کو فقہ کے کتابون سے حاصل کر اور مولوی رضا علی خان نے اپنے
فتوے میں جسپر مولوی اسلمی صاحب اور مولوی عبد الرب صاحب وغیرہم بھی مہر کر دئیے ہیں لکھا ہے اگر کسی نے کہا یا رسول اللہ بیمار مرا شفا دہ یا دختر

در افزونِ نصیب کن یا افلاس مراد دور فرما اصلاً مطلقاً روا نیست چہ جائے اولیا یعنے اگر کوئی کہا ای رسول خدا میرے بیمار کو شفا بخشئے یا میری جہ سے افلاس کو
دور کیجئے پس ایسا کہنا اصلا روا نہیں ہی جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسا معاملہ روا نہو پھر دوسرے ولیوں کے ساتھ کب جائز ہوگا
ہان اتنا تو ہی کہ اگر اللہ پاک جلشانہ کی اذن اور ارادے سے کوئی بزرگ کسی کے حال پر شفقت ہو جاوے اور اسکی حاجت بر آنیکے واسطے اللہ پاک جلشانہ کو
جناب میں دعا کرے تو ہو سکتا ہی جیسا مولوی اسملعیل نے سفینۃ النجاۃ میں لکھا ہی سو عبارت اسکی یہہ ہی پس اگر بارادۂ خدا تعالی وامالہ او بحال کسی التفات
نماید و در قضای حاجت وار طرف خدا تعالی واسطہ و سبب شود ہر چند محال و منکر لازم آید انتہی اور اسی قبیل سے ہی کسی کی کشتی کو کشتی لی کا گرداب سے
نکالنا اور کسی کو چوروں کے ہاتھ سے بچانا اور مانند اسکے جو کسی ولی سے ایسا کوئی کام ہوا ہو لیکن یہہ نہیں کہ اپنے اختیار سے بلا اشارۂ اجازت غیبی کے
ایسا کام کوئی کرے یا خدا کے کارخانے میں اپنے اختیار سے دخل دیوے معاذ اللہ اب یہاں یہہ بھی جانا چاہیئے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک
جو مختار ہی سو معنی اسکی جیسا دلایل الخیرات کی شرح میں لکھا برگزیدہ ہی نہ وہ معنی جو مقابلے میں مجبور کے ہی کہ جو چاہے سو اپنے اختیار ذاتی سے کیا کرے
کیونکہ کوئی محدث اور کوئی امام اور کوئی عقاید والا اس معنی کو سرور عالم کے حق میں ذکر نہیں کیا پھر عوام کالانعام کے کہنے کو جاہل ہی مانینگا اور
دیکھو تو کلمۂ شہادت کا یعنے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اپنے سارے مقدمات کے ساتھ
سچا ہی سو اشہد سچ ہی ان لا الہ الا اللہ سچ ہی وحدہ سچ لا شریک لہ سچ اور اشہد سچ ان محمدا سچ عبدہ سچ رسولہ سچ اور اہل سنت کے عقیدے سے
ہی ان عقیدوں میں ہی کہ عبد نہ فاعل مختار ہی نہ مجبور محض سو یہہ بھی سچ اور عقاید والے اس مقدمے میں بندوں میں فرق نہیں کئے سو بھی سچ اگرچہ دوسرے مقدمات
میں انبیا کو مگر بندوں میں آسمان و زمین کا فرق ہی لیکن مخصوص اس مقدمے میں کچھ فرق نہیں کئے ہیں پھر جب کلمہ میں سے اشہد ان محمدا عبدہ کے سچے
مقدمے کو عبد فاعل مختار اور مجبور محض نہیں سو مقدمے سو ملا کر کہیں کہ اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ وعبد نہ فاعل مختار نہ مجبور محض تو نتیجہ
صادقہ یہی نکلتا ہی کہ آنحضرت عبدیت کی حیثیت سے فاعل مختار اور مجبور محض نہیں ہیں اگرچہ مرتبے کے نظر کرتے سب بندوں کے سردار ہیں پھر حضرت
کو مختار کامل بولنے والا جھوٹا اور سنت جماعت کے عقیدے کا مخالف ٹھہرا اور جو انکے عقیدے کا مخالف ہو وہ بدعتی ہی یا کافر پھر ایسا شخص بھی بدعتی
یا کافر ٹھہرا نعوذ باللہ منہا اور روایت ہی امام ابو حنیفہ سے کہ انہنے کہا پوچھا میں امام جعفر صادق سے اور کہا ای ابن رسول اللہ کیا اللہ نے سونپ
دیا ہی کاموں کو بندوں کی طرف تو فرمائے اللہ تعالی برتر ہی اس بات سے کہ اپنی ربوبیت کو بندوں پر سونپے پھر ابو حنیفہ پوچھے کیا جبر کیا ان پر کام
کرنے واسطے تو فرمائے اللہ تعالی عادل زیادہ ہی اس بات سے کہ جبر کرے ان پر کام کرنے واسطے پھر ابو حنیفہ کہے امام سے پھر بات کسطرح کی ہی تو فرماتے
میں بین بین ہی یعنے نہ جبر نہ تفویض نہ اکراہ ہی نہ تسلیط ذکر کئے اسکو مولانا عبد العزیز نے تحفۂ اثنا عشریہ میں اور بعد اسکے لکھے ہیں کہ بنا اہل سنت کے مذہب
کی اسی قول پر ہی دیکھو تو امام جعفر صادق نے پیغمبروں کو اور ولیوں کو اسی حکم سے خاص نہیں کئے بلکہ عام فرمائے کہ بندے نہ مجبور محض ہیں نہ مختار کامل
پھر تم کسیکو مختار کامل تصرف کرنے میں جانتے ہو سو غلط محض ہی اور عبارت امام کی یہہ ہی قال ابو حنیفۃ قلت لجعفر صادق یا ابن رسول
اللہ ہل فوض اللہ الامر الی العباد فقال اللہ اجل من ان یفوض الربوبیۃ الی العباد فقلت ہل جبرہم علی ذلک
فقال اللہ اعدل ان یجبرہم علی ذلک فقلت وکیف ذاک فقال بین بین لا جبر ولا تفویض ولا کرہ ولا تسلط
اور عقل سے بھی دیکھئے کہ سرور عالم کا ہر کام اللہ پاک جلشانہ کے ارادے سے ہی یا نہیں اگر خارج ہی پس تم کہے سرکار سرور عالم مختار ہیں اگر خارج نہیں
ہی پس تمھاری بات بے اعتبار ہی اور حقیقت میں تم کہے سرکار نحو نہیں جو چاہے سو کرنے والے پھر یہاں کیا کہتے ہیں کہ صحیح روایتوں سے ثابت ہوا
ہی کہ ابو طالب جان و دل سے نثار تھے سرور عالم پر اور حفاظت کرتے تھے آنحضرت کی کافروں کے ہاتھ سے اور ایسے پر سختیاں قبول کئے آنحضرت کی

دوستی میں اور بیٹوں کو وصیت کئے آنحضرت کی رفاقت اور نصرت اپنے پر لازم کر لینے واسطے اور بدستور آنحضرت کو بھی بڑی شفقت تھی انکے حال پر اور حرص
رکھتے تھے انکے کلمہ پڑھنے پر اسیواسطے ابوبکر صدیق نے کہا کہ ای رسول خدا اپنے باپ کے ایمان لانے سے ابوطالب کا ایمان لانا میرے نزدیک دوستر تھا کیونکہ ذات
مقدس کو آپ کے انکے ایمان لانیکی بڑی خوشی ہوتی اور اسیطرح کی بات عمر فاروق اعظم بھی کہتے ہیں پس باوجود اسکے ابوطالب کلمہ نہیں پڑھے سو یہ اسواسطے
ہی کہ آنحضرت کو اختیار نہیں تھا چنانچہ آیت انک لا تهدی من احببت سو دلیل ہی یا آنکہ حضرت کو اختیار ہوتا ہوا انکے کفر پر رہنے سے
راضی نہ ہوتے اور انکو اسلام کی طرف میں کھینچتے معاذ اللہ یہہ کام پیغمبروں کا نہیں ہی اور یاد رہے یہہ ہی کہ ابوسفیان پیغمبر کی دشمنی میں طاق تھے اور آنحضرت کو ایذا
پہنچانے میں مشہور آفاق تھے پر ایمان لائے یہہ بات نہیں مگر اسواسطے کہ اللہ تعالی سب کام کا مختار ہی جو چاہتا سو کرتا ہی یہی ہی عقیدہ سلف اور خلف کا
اور آیت لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبهم ولکن الله الف بینهم کی کس لئے آئی اور آیت لیس لک من
الامر شیء او یتوب علیهم او یعذبهم کیا معنی رکھتی ہی اور کس لئے اتری اور معنی پہلی آیت کی یہہ ہی کہ مقرر تو ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطلوب
تک کسی کو نہ پہنچا سکتا ہی ولیکن اللہ پاک پہنچاتا ہی جسکو چاہتا ہی اور معنی دوسری آیت کی یہہ ہی کہ اگر تو خرچ کرتا جو ساری ملک میں ہی تمام الفت نہ دے
سکتا انکے دلوں میں اللہ الفت دالے ایمان اور معنی تیسری آیت کی یہہ ہی کہ تیرا اختیار کچھ نہیں یا انکو توبہ دیوے یا اُن پر عذاب کرے اور مقدمہ میں بندہ پر
بلکہ عتاب کس لئے تھا اور تمام لوگ دنیا کے مسلمان موحد کیوں نہ ہوئے اور سب امت آنحضرت کی پرہیزگار کیوں نہ ہی اور سب آل پاک نبی اور حضرت کے
اولیا کس لئے نہ ہوئے حالانکہ نبی سب یا تمام سرور عالم کی خواہش کے ہیں اور امت سرور عالم کی دین کے دشمنوں کے ہاتھ میں ذلیل و خوار نہ ہوتے اور کبھی اور کبھی
دین میں انکا ضعیف نہ ہوتا لیکن جب سرور عالم تابع علم و ارادہ حق تعالی کے ہیں پھر اللہ پاک جو چاہتا سو ہوا کرتا ہی اور یہہ بات نہیں کہ سرور عالم نو
دین کو قوت دینے اور مسلمانوں کی تائید کرنے اور بدکار مسلمانوں کو سیدھی راہ پر لانے اور بت پرستی دنیا سے اٹھانے پر اختیار اور قدرت ہوتی
ہوتی انجان ہو گئے اور دین کا ضعف اور مسلمانوں کی ذلت اور بدکاروں کا فسق اور بت پرستوں کی بت پرستی پر خاموش بیٹھ گئے قدرت اور اختیار دفع
پر ہوتے ہوئے نکئے معاذ اللہ یہہ کام پیغمبران اور اولیا اور صلحا کا نہیں ہی لیکن پروردگار تعالی سب چیز پر قدرت رکھتا ہی پھر جو چاہے سو کیا کرتا ہی کسی
کو ہدایت دینا کسی کو گمراہ کرنا یضل من یشاء ویهدی من یشاء اُسی کی صفت ہی اور نسبت اُن کاموں کی واسطوں طرف مجاز ہی س
نحوی بے ادراک خیالے نکلے سلسلہ بیشیطان مارے گا اور تفسیر میں لیس لک من الامر شیء او یتوب علیهم او یعذبهم فانهم ظالمون
کی خازن والا کہا سو عبارت اسکی یہہ ہی معنی الایة لیس لک من امر مصالح عبادی شیء الا ما اوحی الیک وان الله تعالی هو مالک
امرهم فاما ان یتوب علیهم ویهدیهم فیسلموا ایملکم ویعذبهم ان مروا علی الکفر وقیل معناه لیس لک مسئلة هلاکهم
والدعاء علیهم لان الله تعالی اعلم بمصالحهم فربما تاب علی من یشاء منهم یعنے ای رسول امر تجھکو اختیار نہیں ہی کسی چیز پر میرے بندوں کی
مصلحت کے کاموں میں الیسی چیز جو وحی اترتی ہی تجھپر اور مالک انکے کاموں کا وہی ایک اللہ پاک جلشانہ ہی اگر چاہے تو انکو توفیق توبہ کی دیگا اور انکو ہدایت
کریگا پس اسلام لاوینگے یا ہلاک کریگا انکو قایم رہیں کفر پر اور بعضے مفسران معنی اس آیت کی اس طرح سے بیان کئے ہیں کہ نہیں پہنچتا ہی تجھکو ای رسول امر یہ
کہ سوال کرے انکی ہلاکی واسطے یا بددعا کرے اُن کو کیونکہ اللہ زیادہ جانے والا ہی انکی مصلحت کے کاموں کو سو کبھی توفیق توبہ کی دیو جسکو چاہے
اُن لوگوں میں سے اور اللہ تعالی شانہ کے کارخانجات پر کسیکو اختیار کامل نہ ہونے پر یہہ آیت بھی دلیل ہو سکتی ہی ولا تقولن لشیء انی فاعل غدا
الا ان یشاء الله یعنے اور نہ کہو کسی کام کو کہ میں یہہ کرونگا کل مگر یہہ کہ اللہ چاہے اور تفسیر بیضاوی میں تحت میں اس آیت کے کہا ہی نهی تادیب
من الله تعالی لنبیه حین قالت الیهود لقریش سلوه عن الروح واصحاب الکهف وذی القرنین فسالوه فقال ائتونی

غداً اخبرکم ولم یستثن فابطأ علیہ الوحی بضعۃ عشر یوماً حتی شق علیہ وکذبتہ قریش یعنے اللہ تعالی شانہ نے جو منع کیا یہود
انبیا کو سو ادب سکھلانیکے واسطے ہی جب بہیجے تہے یہود نے قریش سے کہ پوچھو آنحضرت کو روح اور اصحاب کہف اور ذوالقرنین کی کیفیت سو پوچھے یہود
نے سو ان نبیا کو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو فرمائے آنحضرت نے کل آئیو میں تمہیں خبر دونگا اور انشاء اللہ نہ فرمایا تو خبر دونگا کہ نفرمایا تہا اسلئے دس روز تک
اور کتنے روز وحی نہ آئی سو آنحضرت پر یہہ بات شاق گذر رہی اور یہود نے آنحضرت کو جہوٹا مقرر کیئے پہر بعد اسکے وحی اتری اور جواب انکا فرمائے
دیکہو ایک انشاء اللہ نہ کہنے سے اللہ تعالی نے دس روز کے اوپر کئی دن تلک وحی نہ بہیجا اور کافرون کے سوالون کا جواب سکہلایا اگر آنحضرت کو
مختار کر دیا ہوتا تو کاہیکو وحی بند کیا ہوتا اور اسمین اور ایک بات یہہ ہی کہ سو آوحی اترے کے جواب ان انکے سوالان کہ آنحضرت کو معلوم نہ ہو اس لئے کافرون
کے جہٹلانے سے ناخوش ہوکر بہی کچہہ نہ فرمائے سا اللہ تو فیق دیوے پس ان سب آیتون اور مفسرین کے قولون سے روشن ہوا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ
اللہ پاک جل شانہ کے سب بندونمین مقرب زیادہ ہین اور سب پیغمبرون کے سردار ہین اللہ کے کارخانیکے مختار نہین اور ہر کام مین اللہ پاک کے تابع لیکن پہر دوسرا
کون ہی جو اسکے کارخانے مین جو چاہا سو کیا کرے اور جو اس سے مانگا کرین سو دیا کرے بلکہ اللہ پاک جل شانہ نے پیغمبر ونکو بہیجا سو لوگ کو اللہ پاک کی طرف
جاہیکا سیدہا راستہ بتلانے اور دین اسکا پہیلانے اور ایمان لائے سو لوگنکو خوشخبری پہنچانے اور منکرون کو عذاب سے خدا کے ڈرانے واسطے ہی نہ کہ لوگ کہ
دنیا و ہی مراد دین دینے اور انکو آفتون سے بچانیکے لئے بہیجا ہی بلکہ لوگ ایسے اعتقاد بزرگون سے نرکہنے واسطے اللہ تعالی سرور عالم کے حق مین فرمایا قل
لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک تو کہہ مین نہین کہتا ہون تم سے کہ مجہہ پاس مین خزانے اللہ کے نہین
جانون غیب کی بات اور نہ مین کہون تم سے کہ مین فرشتہ ہون بلکہ اور موقع میں ایسا فرمایا کہ کہہ دے اے محمد ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یؤمنون یعنے
مین نہین ہون مگر ڈر اور خوشی سنانے والا ماننے والون کو دیکہہ تو اس آیت مین اللہ صاحب نے کمر کو توڑا ان لوگکے جو بزرگون سے اولاد اور رزق اور جاہ
و دولت دینے کی امید رکہہ کر انسے مانگا کرتے ہین یا انکہ غیب دان اعتقاد رکہہ کر دور سے پکارا کرتے ہین اور ثابت رکہا اس بات کو کہ سرور عالم اللہ کی طرف
سے ڈرانے والے خوشخبری پہنچانے والے ہین کہ حاصل معنی رسول کا یہی ہی اور بس اور کسی آیت اور حدیث سے بلکہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور بارہ
امام اور کسی مجتہد کے اور معروف کرخی اور جنید بغدادی اور محبوب سبحانی کے قول سے بہی یہہ بات ثابت نہین ہوئی کہ پیغمبران اور اولیا لوگ کی مراد دینے کے
واسطے اللہ پاک کی طرف سے مامور ہوگئے ہین ہان اتنا ہی کہ کبہو کسیکے واسطے جناب باری تعالی مین دعا کیا کرتے ہین پس اگر مراد بر آوے تو مسلمان انکی دعا
کے قبول ہونیکی تاثیر جانتا ہی اور ایمان اسکا باقی رہتا ہی اور عوام گمراہ اس مراد بر آنے کو اس بزرگ کی قوت و قدرت سے بے التجا کرنے خدا تعالی سے جانتے
ہین اور نقد توحید کہوتے ہین لیکن یہہ بہی جاننا چاہئے کہ قبول کرنا انکی دعا اور بر دعا ؤ نکا پروردگار جل شانہ پر واجب اور لازم نہین ہی اگرچہ اکثر دعائین
اپنے پیارون کے اپنے فضل و کرم سے قبول کیا کرتا ہی اسی بات طرف اشارہ ہی قول مین غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی کے جو فتوح الغیب مین
مذکور ہی وہہ یہی ولم یستجب للعارف کل ما سال دہر یعنے قبول نہین کرتا ہی اللہ تعالی نے عارف کے ہر سوال کو بلکہ کبہو دلی کے رد کر دیتا ہی کسی مصلحت
کے واسطے جیسا امام شعرانی انوار قدسیہ مین ابراہیم ادہم سے نقل کیا کہ کہا سالت اللہ ان یرزقنی قیام اللیل فعوقبت بحرمان الفرایض ثلثۃ ایام
یعنے مانگا مین پروردگار سے اپنے کہ اپنے نصیب کرے نماز تہجد کو سو عتاب ہوا مجہے فرض نماز سے محروم رہنے کا تین دن تلک اور خود سلطان الاولیا کے ملفوظ
شریف مین ہی معنی اسکا یہہ ہی ابتلانی اللہ ببلاء تدعوت اللہ لرفعہا فابتلانی ببلیۃ اخری فاخترت التسلیم یعنے گرفتار کیا مجہے
اللہ تعالی نے کسی ایک بلا مین سو دعا کی مین نے اسکے دفع ہونے واسطے پہر گرفتار کیا مجہے دوسری بلا مین سو اختیار کر لیا مین نے تسلیم کو یعنے اپنی خواہش
کو اٹہا دیا اور راضی بہ قضا ہو گیا یہہ سب انکے طرف خود سرور انبیا سب انکا دہر دوسرا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین سئلت اللہ فلثنا

فاعطانی ثنتین ومنعنی واحدة الحدیث رواہ مسلم یعنے مانگا مین نے اللہ تعالیٰ سے تین چیز کو سو عنایت کیا مجھے دو چیز کو اور نہ دیا ایک
چیز کو اور حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین ذکر کیا قال بعضہم من شرح المصابیح ان جمیع ادعیة الانبیاء مستجابة ثم قال وفیہ
غفلة من الحدیث الصحیح سالت اللہ ثلثا فاعطانی ثنتین ومنعنی واحدة الحدیث رواہ مسلم یعنے کہا ہے بعضے
شارحون نے مصابیح کے کہ سب دعائیان پیغمبرون کے مستجاب یعنی مقبول ہین بعد اسکے کہا کہ اس بات مین بڑی غفلت ہے اس حدیث صحیح سے جو مذکور ہوئی
کیونکہ اس مین صاف ہے کہ ایک دعا سرور انبیا کی قبول نہ ہوئی تہا سیہان سمجھنا ضرور ہے کہ منعنی کی معنی لم یعطنی ہو لی اگر نہانی ہوتی تو حافظ ابن حجر مکی نے
بعضے شراح مصابیح کی غفلت کو ثابت نکئے ہوتے اور معنی ہو المعطی والمانع کی یہہ ہے کہ اللہ ہی ہے دینے اور نہ دینے والا اور صدیق اکبر جو مانعان زکوٰۃ سے
جنگ کئے سو اسواسطے تہا کہ زکوٰۃ دیتے نتہے یہہ بات نہین کہ زکات آپ تو دیتے تہے پر دوسرون کو دینے سے منع کرتے تہے اور منعنی کا معنی لم یعطنی
یعنے نہ دیا کر کہے ہونے کے سبب سے ابن حجر مکی نے بہی اسنے المطالب فی صلة الاقارب کی کتاب مین کہا رد وبحدیث سئلت ربی ان لا یہلک الحدیث
قول بعضہم ان جمیع دعوات الانبیاء مستجابة و یوافق قول بعضہم فی حدیث لکل نبی دعوة مستجابة ان
المراد بدعاء مقطوع الاجابة وما عداہ من ادعیتہم فلہ فیہ بین الخوف والرجا یعنے رد کیا گیا اس حدیث سے مسلم کے
قول بعضے عالمون کا جو کہتے ہین کہ سب دعائیان پیغمبرون کے مقبول ہین اور کہا کہ اسبات کے موافق ہے قول بعضے عالمو نکا جو کہے ہین حدیث مین لکل
نبی دعوة مستجابة کے یعنے ہر پیغمبر کو ایک دعا مستجابہ ہے کہ مراد اس سے یقینی قبول ہونیکی دعا ہے اور سوا اسکے جو دوسری دعائیان ہین
پیغمبرون کے بیچ انہون نے ان دعاؤن کی قبول ہونے مین امید اور بیم کے درمیان ہین کہ قبول ہوتے ہین یا نہین دیکھو تو ابن حجر مکی نے بہی منعنی کی معنی لم
یعطنی لیا اسواسطے بعضے عالمون کے قول کو جو پیغمبرون کی سب دعائیان مقبول ہین کہے سو رد ہی کیا اسی حدیث مسلم کی سند سے اگر منعنی کا معنی
نہانی ہوتا یعنے دعا کرنے ہی سے نہی کیا تو یہہ دونو محدثان جلیل القدر کہ ایک انمین حافظ ہے حدیثون کا دوسرا انمین مجتہد ہے سو ایسا نہ کہے ہوتے
اور حدیث مسلم کی تمام و کمال یہہ ہے سئلت اللہ ثلثا فاعطانی ثنتین ومنعنی واحدة سئلت ربی ان لا یہلک امتی بالسنة
فاعطانیہا و سئلت ربی ان لا یہلک امتی بالغرق فاعطانیہا و سئلت ربی ان لا یجعل باسہم بینہم فمنعنیہا یعنے مانگا مین اللہ سے
تین چیز کو سو دیا انمین سے دو چیز کو اور نہ دیا ایک چیز مانگا مین نے پروردگار سے اس بات کو کہ ہلاک نہ کرے میری امت کو نہ قحط سے مار نہ ڈبا کر سو
دیا مجھے ان دونو چیزون کو اور مانگا مین نے پروردگار سے اسبات کو کہ بعضون سے بعضونکو لو نہ ڈالے یعنے غرض یہہ ہے کہ سب امت مین اتفاق
اور الفت رہے تو سو نہ دیا مجھے اسبات کو اور عبد الحق دہلوی حنفی سفر السعادت کی شرح مین لکھا ہے عبارت اسکی یہہ ہے کہ بخاری از ابن عمر آوردہ کہ وے شنید
رسول خدا را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چون برمیداشت سر خود را از رکوع در رکعت اخیرہ از فجر میگفت اللہم العن فلانا پس نازل شد این آیت لیس لک
من الامر شیء او یتوب علیہم او یعذبہم فانہم ظالمون و بعد از نزول آیة ترک کرد یعنے بخاری نے ابن عمر سے روایت کیا کہ اسنے سنا ہے
سرور عالم سے کہ بعد سر اٹہانیکے رکوع سے رکعت اخیرہ کے فجر کی نماز مین کہتے تہے کہ بار خدایا لعنت کر فلانے کو سو یہہ آیت اتری لیس لک من الامر شیء
او یتوب علیہم او یعذبہم فانہم ظالمون اور بعد از نزول آیت کے چہوڑ دئیے سرور انبیا نے بد دعا کرنیکو اور ایسا ہی آیا ہے حدیث مین ابوداؤد
کے اور اس مین ہے کہ بد دعا کرتے تہے مضر کی قوم پر اور یہہ آیت اترنے سے چہوڑ دئیے اور معنی آیت کی تفسیرون سے مذکور ہو چکی اور انصاف سے
دیکہو فترت کے زمانہ نو نہین یا جس ملک مین پیغمبران نتہے جیسا ہندوستان مین جن دنون تلک جو وہان کوئی پیغمبر ہوا نہین یا کسی پیغمبر کی دعوت پہنچی
نتہی کیا اس زمانہ نو نہین اور اس ملک مین لوگ کو اولاد ہوا کرتی نتہی یا کہیتی سے انکے محصول ملتا نتہا یا تجارت سے کوئی فائدہ اٹہاتا نتہا یا آسمان

سے یہہ برستا اتفاقا بارش مین سے بھیا آگھنٹے نہتھے یا پھل بہار ہی درختون کو لگتی نہتھی یا کسی مزدور کو مزدوری یا بیمار کو شفا ملتی نہتھی یا اور کاروبار دنیا کے
معطل ہوتے تھے یا سب کام دنیا کے قدیم عادت موافق ہوا کرتے تھے اگر ہوا کرتے تھے سچ ہی ہے سب کام دنیا کے عادت سے کبھی پیغمبرون پر موقوف نہین وے
تشریف لائے پر ہونے لگے اگر سب کام دنیا کے عام موافق ہوا کرتے تھے تو صاف کھل پڑا انکے کام پیغمبرون پر موقوف نہین وے تشریف لاوین یا نہ لاوین دنیا
کے ہونے کے کام ہوتے چلے جاتے ہین پھر ایسے کام واسطے بزرگونکی جناب مین جرأت کرنا عبث ہی ہان ارشاد اور ہدایت کا کام البتہ پیغمبرون کے آنے پر موقوف
ہی وے نہ آوین تلک یہہ کام ہوتا ہی نہین اور اللہ پاک کو بغیر واسطے انکے کسی قوم کو سیدھے راستے پر لانے کی عادت نہین ہی گو کہ سب بات پر قدرت رکھتا ہی
جب بات ایسی ہی پھر بزرگونکی جناب مین مراد دینے واسطے الحاح و زاری کرنے مین کیا فایدہ اول تو وے مختار ہی نہین لوگ کے مراد دینے لو انسے جا مانگے
پر دوسری بات یہہ ہی کہ اگر ہم قبول کیئے کہ وے مامور بھی ہون تو خدا تعالی انکی دل کو پھیر دے تلک تمھارے حال پر مہربان کب ہوتے مین ہم قبول کیئے مہربان بھی ہوے
پر خدا تعالی کا ارادہ نہو تو تمھین فائدہ کب دے سکینگے کہ ہونا ہر چیز کا اسکے ارادے پر موقوف ہی کیا تو نہین جانتا کہ اللہ رب جل شانہ نے پیغمبرون کو خلق اللہ کی ہدایت
کے واسطے بھیجا اور ان کو اس بات کا حکم بھی دیا پر جنکی ہدایت اللہ تعالی کے ارادے مین نہین ہر گز ہدایت نہ پاسکے اگرچہ پیغمبران انکو سیدھے راستے پر لانے
واسطے بہت سی کوششین کیئین اور حضرت نوح علیہ السلام نو سو برس تلک قوم کو دعوت کیئے پر دس بیس کے اوپر کسینے انکی بات نمانی اور پیغمبر انبیا نے
ابو طالب مسلمان ہونیکی بہت آرزو رکھتے تھے سو خدا تعالی کا ارادہ نہونے سے ظہور مین نہ آیا اور وحشی سے جو قاتل حضرت حمزہ کا ہی بہت ارزدہ
تھے تسلیم اللہ کا ارادہ ہونیکے سبب سے اسنے ایمان لایا یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید پھر اس صورت مین اللہ پاک کو چھوڑ کر دوسرے سے مانگنا عبث
ہی اور تیسری بات یہہ ہی کہ اگر انکو قدرت اور اختیار ہو تو کافرونکا غلبہ اور ضعف اسلام کا اور ظلم ظالمونکا اور ناحق کی خونریزی سفاکونکی اور راہ زنی قزاقونکی
اور زناکاری اور شراب خواری فاسقونکی کیا انکی پسند آگئی جو ان سب تماشے کو دیکھکر دفع پر قدرت رکھتے ہوے خاموش بیٹھے رہے ہین اگر ان چیزونکو برا سمجھتے
ہین تو باوجود برا سمجھنے اور اسکے دفع پر قادر ہونیکے دفع نہ کرکے چپکا بیٹھے رہنا بزرگون کا کام نہین مگر ہون لی چال ہی پھر اس سے اگر کہو تو اگر ان کامونکو
برا تو سمجھتے ہین پر انکی دور کرنے پر قدرت نہین رکھتے ہین مگر جب اللہ پاک جل شانہ کی طرف سے قدرت پاوین اور ماذون ہووین تو وہ بات جدی ہی
اس مین کس کو کلام ہی اور یہہ بھی جاننا چاہیئے کہ اولیاء اللہ حیات کے عالم مین مقدور پھر سائلون کو محتاجون کو جو حاضر ہو سو دیا کرتے تھے اور
طالبون کو سیدھا راستا بتلاتے تھے اور کجروی سے مانع ہوتے تھے لیکن وفات فرمانے پر پھر کیا سبب ہے نیک کام موقوف کر دیئے خصوصا انکی اولاد
ایک طرف سے بیماری اور ناداری سے تنگ ہو کر بیجان جا رہے ہین اور ایک طرف سے مریدونکی جوق پکار رہی ہی اور ایک طرف معتقدونکی جماعت
واویلا کر رہی ہی پھر سب احوال انکا جان بوجھ کر اور بیماری ناداری کی دفع پر قدرت رکھکر آفت زدون پر رحم نکرنا اور فاقہ کشونکو کچھ نہ دینا نہایت
بخیلی ہی اور سخت دلی جانتا ہمکو اللہ تعالی بلکہ ان بزرگون کو انکا احوال جاننا معلوم نہین کرایا ہی اگر اللہ تعالی معلوم بھی کرایا ہی تو اختیار نہونیکے
سبب سے چپکے ہین بھلا یہہ ہو سکتا تو نہو کاشکے صبر و توکل بھی انکو نہ دیئے تا متوکلان و صابران کے درجات کو پاتے اگر یہہ بھی نہ دینے سے نہو سکا
تو بارے جناب کبریائی مین دعا کرکے ان سب کو ان بلیات سے نجات بھی نہ دیئے پھر انکی اختیار اور قدرت کون سے وقت کام آئیگی پھر ضرور ہوا کہ ظاہر
باطن مین اللہ ہی سے رجوع لاوے اور اسی سے دعا مانگے وہ تعالی کسیکی بھی واسطے سے مراد مقصود تمھاری بر لائیگا یا بغیر واسطے کے یا اس دعا کی بجاے عاقبت
مین ثواب دیویگا غم نوالہ جیسا یہہ بات حدیثون سے ثابت ہی اگر یہہ کہینگے کہ بزرگون کو اختیار سب چیز پر تو ہی پر اللہ تعالی کی مرضی کے تابع ہین از
کہونگا ایسے اختیار سے جو حقیقت مین بے اختیاری ہی کیا حصول جو کامل مختار ہی اور پوری قدرت رکھتا ہی اسیکی طرف رجوع لانا بہتر ہی اللہ توفیق دیوے
دیندار عقلمندون کے سمجھ مین جلد آجانیکے واسطے ایسے مقدمونکو صاف صاف لکھا ہون تسپر بھی کوئی بدفہم کجرائی نہ سمجھے تو اسپر اللہ کا قہر ہی

اور وہی اللہ کی جناب مین سفارش کرنیوالا سمجھے ہین کے حقمین ﴿ کسوف بل ران علی قلوبهم ﴾ نہین ہے سمجھتا بھی کو باتون صاف کہ ہی لیا گھیر دلکو اسکے جو
حضور مین اپنے مطلب عرض کرے تو مضایقہ نہین ہی کیونکہ اتنی قدرت و اختیار اللہ پاک نے انکو دیا ہی اور یہہ بھی دیکھو کہ بزرگان دین دنیا مین تھے تک
کھاتے پیتے سوتے جاگتے چلتے پھرتے جورو کرتے تھے جیتے بیمار پڑتے صحبت ملتے جہاد کو جاتے کافرون سے لڑتے مریدون کو ارشاد کرتے اور خیرات
کرتے اور بھوکون کو کھانا کھلاتے اور بیمار پرسی کو جاتے اور دعوت قبول کرتے اور کسی کو پکارتے اور کسیکے پکارنیکا جواب دیتے اور ضروری کامون مین مشورت
کرتے اور مصلحت بولتے تھے اب جو عالم برزخ مین آرام سے ہین وہان یہہ سب کام کہان ہین نہ ہم پکارتے تو جواب دیتے ہین نہ کسی کی دعوت کو تشریف
لیجاتے نہ کسیکی بیمار پرسی کرتے نہ کسی سے مشورت کرتے نہ کسیکو مصلحت بولتے نہ جہاد کو جاتے نہ کافرون سے لڑتے نہ لوگون کو تلقین و ارشاد کرتے نہ راہ
بھٹکونکو راہ بتلاتے بلکہ وہ عالم ان کامون کا محل نہ ہونیکے سبب سے ہدایت اور ارشاد کے کامونکو اپنے خلیفون کے حوالے کرکے آپ مستغرق ذات بحت مین ہوگئے
اگر یون نہین تو صدیق اکبر پیغمبر کے خلیفہ ہونا اور شیخ علی ہئیتی غوث الاعظم کے قایم مقام ہونا کیا ضرور تھا مگر کبھو کوئی ایک کام ان کامون سے بطریق خرق عادت
کے اس عالم مین انسے ظہور پاوے تو پاوے اگر وہان بھی یہی کام انسے ہمیشہ ہوا کرتے تو پھر خلیفے اور جانشینان عبث ہوتے دیکھو تو ابوبکر صدیق نے کبھو مزار انبیا
کے قبر مبارک کنے جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی کام مین مشورہ نہین کیے اور کسی مقدمے مین صحابہ کے درمیان اختلاف پڑتا تھا تو کبھو آنحضرت
کے قبر کنے جاکر آنحضرت سے فتوی نہ لیئے اور آنحضرت بھی قبر شریف مین سے حکم احکام جاری نہین فرمائے اور کسی کو نہ درے سے مارنیکو بولے نہ کسیکو تعزیر کا حکم کیئے الحاصل یہ
ہی کہ اس عالم کے احکام جدے ہین اور اس عالم کے احکام جدے ہین مگر انبیا اولیا اپنے اپنے مقام مین زندہ ہین خصوصا سرور انبیا کی حیات دوسرے پیغمبرون کی حیات
سے کامل تر ہی اور اسی واسطے مشہور ہی کہ آنحضرت حیات النبی ہین اور ان بان حضرت کا مرتبہ اس عالم مین بھی بڑتا چلا جاتا ہی اور ہمیشہ ذات مین مستغرق ہین اسلیئے
اس عالم طرف انکو التفات کم ہی اس عالم کے کامون کو خلفا اور نائبون کے حوالے کرکے آپ ذات بحت کے مشاہدے مین مشغول ہین مگر کبھو اس عالم طرف جو کبھی اللہ
تعالی کے ملتفت کرنے سے التفات ہو جاے تو عجب نہین ہی واللہ اعلم اگر کسی نے کہا کہ اغثنی یا شیخ فانا مغیر مدد یا الاستغاثہ اچھا یعنے تم ہی میرے سر سے اس بلا کو ٹال دو یا میرے
فرزند کو شفا بخشو کہا پھر اگر ایسی استعانت کرنا اور مدد چاہنا منع ہوتا تو ولی سے ایسا کام صادر نہوتا جواب سکا یہہ ہی کہ اللہ پاک اور سرور عالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے کلام مین تاویل کرتے ہین یہہ وہ بزرگ کے فعل و قول مین تاویل کس لئے نکرنا اور انکو اجماع کے مخالف ٹھہرانا کیا سبب اور حافظ جلال الدین سیوطی
تنبیہ الغبی مین لکھا ہی کہ اگر کوئی بات خلاف شریعت کے کسی ولی سے روایت کیئے جاوے تو اول تو اسکو سچ نجانیا پھر اگر معتبر راویون سے ثبوت کو پہنچے تو اسکی
تاویل کرکے شریعت کے مطابق کر دینا اگر ہو سکے تو یقین جاننا کہ اسکو حقیقت مین تاویل موافق شریعت کے لیکن ہمارے قصور فہم کے سبب سے معلوم نہین ہوئی
پر اسکو سند نکرنا اور جن پیر سے یہہ روایت آئی ہی انہین پر سونپ دینا ہی لیس اس روایت کے ساتھہ بھی ایسا ہی کیا چاہیئے کیونکہ اتنی آیتین اور آثارون کے برخلاف ہی لیکن
اسکو سند پکڑکے آپ بھی ویسا ہی کرنا گمراہی ہی کیا نہین جانتا ہی تو کہ حضرت جامی نے یوسف زلیخا مین جہان زلیخا کی صورت کی تعریف کیئے مین کسقدر غلو فرمائے
سمجھہ والون پر پوشیدہ نہین لیکن کسیکو نچاہیئے کہ حضرت جامی کے کلام کو سند کرکے دوسری پیغمبرونکی بی بیون کی شان مین تعریف ایسا کر جاوے کیونکہ ایک معین عورت
کی صورت کی تعریف کرنا شریعت مین روا نہین خصوصا کسی پیغمبر کی بی بی کے حق مین کب روا ہوگی پھر اگر کوئی بیوقوف نے حضرت جامی کے قول و فعل کو دستاویز
کرکر ایسی حرکت کیا تو تعزیر کیا جایگا دوسری بات یہہ ہی کہ اولیا کی نظر مین غیر حق معدوم رہتا ہی جیسا اشارہ کیا اس بات طرف قطب الوقت ابن الفارض
نے جو کہا ہے ؎ ولو خطرت لی فی سواک ارادة ۔ علی خاطری سہوا حکمت بردتی ۔ یعنے اگر خطرہ گذر یگا میرے دل پر سوا تیرے اور کسی
چیز کا اگر بھول کر ہو اسوقت اپنے مرتد ہونے پر حکم کرونگا پھر جو لوگ یہہ حال و مقام رکھتے ہین جب سے مدد چاہین خدا ہی سے ہی نہین تو انکے نزدیک غیر سے التجا کرنا
شرک ہی جیسا ملفوظ سے غوث الاعظم کے آگے مذکور ہو چکا اور امام غزالی احیاء العلوم مین لکھا ان ملاحظة الاسباب والاعتماد علیها شرك

فی التوحید یعنے لحاظ کرنا سبونکو اور بھروسا کرنا انپر شرک ہی توحید مین پھر حیات ایسی ہو اولیا کسی سے مدد نچاہینگے اور کسی سے التجا نکرینگے مگر جس حال مین
کہ برائے توحید و تفرید مین غرق اور مشاہدۂ ذات مطلق مین محو ہو رہینگے پس ایسے وقت مین جس سے مدد چاہینگے اُن کو عین اللہ ہی سے ہے لیکن تو اے مدعی
اپنے کو اُن لوگون سے مت سمجھ جیسا نقل ہی کہ ایک لومڑی جو رنگ کے کھڑے مین ڈوب کر نکلی سو کہنے لگی کہ مین بھی مور ہون پھر تو بھی چار ورقان تصوف
کے تر لیا چاہا یا آن معرفت کے سن لیا سو مین بھی عارف ہون کہنے لگا کام تیرے دیکھے تو یزید اور حجاج سے بڑھ گئے خاک تیرے ایسی عارفی پر ہے کار شیطان میکنی
نام ولی ہر گروی النیت لعنت بر ولی دنیسری بات یہ ہے کہ جو کہ تقلید اماموں اور مجتہدوں کی ضرور ہے پیروی صوفیہ کی بلکہ صوفیہ بھی اپنی کتابوں
کو دیکھنے اور پیروی اپنی کرنے سے منع کئے ہین مگر انکے حال والونکو منع نہین ہے کیونکہ وے انکی مراد کو پہچانتے ہین اور اصطلاح انکی جانتے اور بعضے لوگ
جو چند روز اوراق گردانی کئے ہین سو کہتے ہین کہ ہم خوب جانتے ہین کہ اولیا اور انبیا مالک مستقل اور مختار کامل نہین ہین لیکن ہم جو اُنسے عرض حاجات
بالاستقلال کیا کرتے ہین سو اُس ارادہ سے ہی کہ انکو اللہ پاک جلشانہ نے عالم کی حاجت روائی واسطے مقرر کیا اور انکو اس کام کا اذن مطلق ہو چکا ہے پس اس
صورت مین شرک کسطرح سے لازم آتا ہی جواب اسکا یہ ہے کہ اول تم اس دعوی کو قرآن و حدیث سے یا اصحاب یا مجتہدون اور اماموں کے اقوال سے ثابت کیجیے
کہ بزرگان اللہ پاک کی طرف سے اس کام کے واسطے مقرر ہوئے ہین اور اسکے حکم سے مینہ برسلاتے اور لوگ کو روزی پہنچاتے اور اولاد دیا کرتے اور خلائق کو مارتے
اور بلاؤنکو انسے ٹالتے ہین بعدہ عرض حاجات انسے کیجیے ہم فرض کئے کہ بزرگون کو یہ خدمت مقرر ہے لیکن اللہ پاک نے جو ہمارا اور انکا خاوند اور خالق
ہے ہمکو اذن کہان دیا ہے کہ بزرگون سے مانگ لیا کرو بلکہ جابجا قرآن و حدیث اور آثار و اقوال مین غیر اللہ سے مدد مانگنے کو منع کیا گیا ہے پھر اس
منع پر نہ رہکر التجا غیرون سے کرتے پھرنا تمھارا نمک حرامی ہے لیکن حدیثون اتنا آیا ہے کہ رزق بانٹنا اور بلا نازل کرنا اور فتح اور شکست دینا اور جان نکالنا
اور بندونکی حفاظت کرنا اور ماں کے پیٹ مین بچون کی صورت بنانا اور اسمین دم پھرنا فرشتون کے تحویل ہے باوجود اسکے اللہ پاک جلشانہ نے ہمکو نہ فرمایا
کہ فرشتون سے مدد چاہا کرو اور رزق انسے مانگا کرو پھر تم انسے مدد چاہین یا رزق مانگین یا اولاد طلب کرین تو تمھارے گمراہی ہے اور انکی مقدور بھی
نہین کہ تقدیر سے کچھ کم و زیادہ کرین و بے اذن اللہ کے کچھ دیوین امام علامہ حافظ دمیری نے حیوۃ الحیوان کی کتاب مین بعوض یعنے مچھر کے ذکر مین امام
جعفر صادق کی روایت سے ایک حدیث دراز ذکر کیا سو اُس مین ہے کہ کہا حضرت عزرائیل علیہ السلام نے سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ
لو انی اردت ان اقبض روح بعوضة ما قدرت حتی یکون اللہ هو الامر بقبضها یعنے اگر مین ایک مچھر کی جان نکالنے کو چاہون
تو قدرت نہ پاؤنگا اُسپر جب تلک اللہ تعالی خود آپ حکم نکرے اسکے جان لینے کا دیکھو تو عزرائیل علیہ السلام روحونکی قبض کرنے واسطے متعین اور مامور
ہین تسپر ایک مچھر کا جان بغیر حکم اسکے نکالنے پر قدرت نرکھتے ہین پھر اس صورت مین اگر کسینے مدد چاہی عزرائیل علیہ السلام سے ایکدم کی مہلت واسطے
اور انکی خوشامدی کرنے سے فرشتہ پرست ہوگا کچھ نتیجہ نہ ملیگا ؎ بہ کہ چون خود خدا ترا ست کفیل نہ کنی التجا بہ میکائیل اگر ایساہی بزرگون کو بالفرض
کسی کام کی سربراہ پر مقرر او مامور کر دیا ہو تو بھی بے حکم اسکے اس کام مین انسے تصرف نہو سکیگا اور بغیر قادر کرنے اُسکے سربراہ اس کام کا انسے نہو سکیگا
اور اپنے مہربانی سے کسیکا کام حکم سے بڑھکر نہ بنا سکینگے یا غضب سے کسیکا کام حکم سے بڑھکر نہ بگاڑ سکینگے بیدہ ملکوت کل شیٔ اسیکے ہاتھ
ہے حکومت ہر چیز کی پس اس صورت مین اللہ ہی سے التجا اور اسی کی عاجزی کیا چاہیے تا بزرگون کو تیرے کام بنانے یا تیرے بلا ٹالنے واسطے حکم دیوے
یا خود آپ بغیر واسطے کے تیرے مراد بر لاوے یہ بزرگونکی بزرگی کرنے اور انکی فرمانبرداری کرنیکے واسطے اللہ پاک کی طرف سے ہم مامور ہین سو ہر وقت کیا
چاہیے ہان بزرگونکو وسیلہ کرنا جناب باریتعالی مین مقصود برانے واسطے مباح ہی اگرچہ دینے والا وہی ایک اللہ ہے پھر اس مباح طریق کو چھوڑکر
غیر جائز طریق سے مدد چاہنا دیندارونکا کام نہین اور بزرگونکو وسیلہ کرکے اللہ پاک جلشانہ سے مانگنے مین کیا برائی اور عیب دیکھے ہو خواہ مخواہ

اللہ پاک جلشانہ کو چھوڑ کر بزرگون سے مانگا کرتے ہو اور انکی منزلون پر ہو یا لیکے جاکر ایک صنم ہو یا وثن کی شکل بنا انکے ملبوسات سے ہو یا غلاف سے
ایک ٹکڑا چیر لے یا کوئی بدعتی لادے تو اسکو بیدھن جانے بوجھے آثار ان بزرگوارون کی سمجھ اسکی پرستش اور توقیر بامقدور کرنا سے ان بزرگونکی موجب
خشنودی ہو اور ہماری انجاح نجات ہو مین عقیدہ لیسے صرف بیجا [illegible] تو انکو ترغیب ہوئی بلکہ مقابل صنم پرستون کے کر دیکھا ہاں عبادت و اطاعت خدا سے زیادہ
جنانچہ انہین کے اصحاب علما و ارباب بیش اسکے ترویج کے لئے گھر گھر پھر اصلاح دیتے ہین بلکہ مساجد کو بھی معبد ہندوی نصرانی کے سر بکھا مقام راگ و رنگ و آواز
ناقوس و چنگ مشہور کرتے ہین سو کس کی بدعت سے کہ خص کئے اللہ پاک جلشانہ سا کوئی رحیم اور شفیق اور حلیم نہین ہے پھر ایسے کریم و رحیم کو چھوڑنا صرف نادانی ہے اور دیکھے
تو تم کو معدومی سے موجود مین لے آیا اور ہاتھ پاؤن اور آنکھ ناک اور عقل و ہوش تم کو دیا سو کسی کی سفارش سے نہین ہے بلکہ خود اپنے ارادہ سے ہی سے دیا ہے
اور ہر کام مین وہی کیا کرتا ہے حضرت سعدی نے ایک قطعہ اس محل کے مناسب خوب فرمایا سو یہان لکھا جاتا ہے وہ یہہ ہے ؎ فراموشت نکرد ایزد دران
حال * کہ بودی نطفۂ مدفون و مدہوش * دہ انگشت مرتب کرد بر کف * دو بازویت مرکب ساخت بر دوش * روانت داد و عقل و طبع و ادراک *
جمال و نطق و رای و فکرت و ہوش * کنون پنداری اے ناچیز ہمت * کہ خواہد کردنت روزی فراموش * اور ہر چیز تمہارے واسطے ازل مین مقرر ہو چکی
کم و زیادہ اسپر ہونے والی نہین پھر کسی سے مانگنا کیا فائدہ لیکن اللہ سے جو مانگتا ہے سو اسکا حکم بجالاتا ہے اور بندگی اور عاجزی اپنی بتلاتا اور اسکے سوا اللہ
سے مانگنے مین تین چیز سے ایک چیز ملنے کی امید ہے جیسا حدیث مین امام احمد و حاکم کے آیا ہے وہ حدیث یہہ ہے ما من مسلم یدعو بدعوۃ لیس
فیہا اثم و قطیعۃ رحم الا اعطاہ اللہ بہا احدی ثلث اما ان یعجل لہ دعوتہ و اما ان یدخرہا فی الآخرۃ و اما ان یکفر
عنہ من ذنب یعنے نہین دعا کرتا ہے مسلمان ایسی دعا کہ جس مین گناہ و قطع رحمی نہو مگر اللہ پاک دیتا ہے اسکو اس دعا کے سبب سے ایک چیز ان تین چیزون سے
یا تو اسکا مقصود اسکو جلد عنایت کرتا ہے یا اسکی دعا کو رکھ چھوڑتا ہے آخرت واسطے یا دور کرتا ہے اسکے بعضے گناہ پھر جب اللہ پاک سے مانگنے مین
کسی طور کا ایک فائدہ ہو پھر اللہ کو چھوڑ کر دوسرون سے مانگنے مین یہہ بات کہان ہے اور تمہارے اعتقاد کے موافق کہتا ہون کہ بزرگون سے بہت عوام
جاہل مانگا کرتے ہین پر مقصود تھوڑے و نیکی پر رہتے ہین بہت لوگ ایسے بے نصیب ہین نہ مقصود ملتا ہے نہ وے دوسری چیزان جو خدا سے مانگنے مین ملتے ہین سو
میسر ہوتے مین پھر اس صورت مین بجلی اللہ کو چھوڑ کر بزرگون سے مانگنا نادانی ٹھہری اللہ توفیق دیوے اور یہہ بھی جاننا چاہئے کہ اللہ پاک جلشانہ کی عادت ایسی
جاری ہوئی ہے کہ دنیا کے مقاصد بر آنے واسطے کسی بزرگ کو وسیلہ کرنا جناب باریتعالی مین ضروریات سے نہین ہے کیا تم نہین جانتے ہو کہ ہنود کون سے
ولی کو وسیلہ کیا کرتے ہین اور فرنگیان کون سے پیر شہید کو وسیلہ پکڑتے ہین جو مسلمانونکا ملک چھین لیتے چلے جاتے ہین اور جدھر منہہ اٹھاتے ادھر نفع پاتے
ہین اور جہاز والے جہاز کی سلامتی واسطے اکثر پیرون کو منایا کرتے ہین اور فرنگیان کسی کو مناتے نہین بلکہ مانتے بھی نہین پھر دیکھو تو جہاز فرنگیون کے
اکثر سلامت رہتے ہین لیتون کے جہازون سے یہہ بات ظاہر ہے جہاز والون پر سینہ زوری سے کچھ کام چلتا ہے نہین دریافت کیجئے لیکن خدا کی پہچان اور قرب
حاصل ہونے واسطے البتہ نیک اعمال کو وسیلہ کرنا ہے جناب باریتعالی مین اور بزرگونکا دامن پکڑنا اور انسے ارشاد لینا لازم ہے بدون اسکے یہہ بات میسر
ہونا بہت نادر ہے النادر کالمعدوم کیونکہ عادت اللہ پاک جلشانہ کی ایسی ہی جاری ہے قولہ فلن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا یعنے سو تو نہ پاویگا اللہ
کا دستور بدلتا اور ایمان تو کبھو حاصل نہوگا جب تلک وسیلہ نکرنے تنہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور ظہور ایمان کا نکرے اللہ توفیق دینے والا ہے اور
ہر حاجت کیا دنیا کی ہو یا دین کی اللہ ہی سے مانگنا ہے اسی واسطے حدیث قدسی مین جسکو امام مسلم نے روایت کئے ہے سو آیا ہے کہ روایت کئے سرور عالم صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالی سے کہ فرمایا یا عبادی کلکم ضال الا من ہدیتہ فاستہدونی اہدکم یا عبادی کلکم جائع الا من اطعمتہ
فاستطعمونی اطعمکم یا عبادی کلکم عار الا من کسوتہ فاستکسونی اکسکم یا عبادی لو ان اولکم و آخرکم و انسکم و جنکم

كانوا على أتقى قلب رجل واحد منكم ما زاد ذلك في ملكي شيئا يا عبادي لو أن أولكم وآخركم وإنسكم وجنكم كانوا على أفجر قلب
رجل واحد منكم ما نقص ذلك من ملكي شيئا رواه مسلم عن أبي ذر عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم فيما يروي عن
اللہ تعالیٰ یعنے اے بندے میرے تم سب کے سب گمراہ ہیں مگر جس کو ہدایت دوں یا وہ گمراہ نہیں سو ہدایت مانگو مجھ ہی سے تم کو ہدایت دیوں اے بندے
میرے تم سب کے سب بھوکے ہیں مگر جس کو کھانا کھلایا پھر تم مجھ ہی سے کپڑے مانگو میں تم کو کپڑے دیوں اے بندے میرے اگر تم میں کے پہلے اور پچھلے اور آدمی اور
جن سو ہوویں تم میں کے ایک بڑے پرہیزگار کے برابر تو کچھ نہ بڑھے گا میرے ملک میں کچھ اے بندے میرے اگر تمھارے میں کے پہلے اور پچھلے اور آدمی اور جن ہوویں تم
میں کے ایک بڑے گنہگار کے برابر تو کچھ کم نہ ہوگا میرے ملک میں سے روایت کیا اس حدیث کو امام مسلم نے ابوذر صحابی سے اور وہ روایت کیا سرور عالم صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پروردگار پاک جل جلالہ وعم نوالہ سے اور یہہ بھی جاننا چاہئے کہ مصداق أتقى رجل منكم کا جو اس
حدیث میں وارد ہوا ہے سو سرور انبیا ہی ہو سکتے ہیں کیونکہ معنی اسکے متقی ترین خلائق ہے اور یہ تو حقیقت میں سوائے سرور انبیا کے اور کوئی نہیں ہے اس
واسطے علامہ شہیر عالم فقید النظیر محمد حیات سندی نے اربعین نووی کی شرح میں نیچے اسی فقرے کے کہا کہ محمد متقی ترین خلائق مانند محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اور اسیطرح مصداق أفجر رجل منكم کا ابلیس اور دجال ہے کیونکہ معنی اسکے بدکارترین خلائق ہے اور وہ حقیقت میں ابلیس ہے اور دجال بھی قریب
اسکے ہی پس حاصل معنی اس حدیث کا یہہ ہوا کہ خلائق سب ویسے پرہیزگار بن جاویں یا ایسے بدکار پر اللہ تعالیٰ کی شان میں نہ بڑھے اور نہ گھٹے واللہ اعلم اور یہاں
ایک نقل لکھتا ہوں حیرت افزا کہ ایک جوان سادہ مزاج نے یہہ حدیث سنکر کہا کہ شاید ابوذر کچھ بدل گئے تھے دین سے کیونکہ پیغمبر سے نہیں سنے سو حدیث
ذکر کئے تب میں نے پوچھا تجھکو یہہ کہاں سے معلوم ہوا کہ پیغمبر سے نہیں سنے تب کہا کیونکہ اس عبارت میں ہے کہ لوگ سب کے سب اگلے پچھلے جن و آدمی بدکار
ترین خلائق سے کیسے ہو جاویں اور اس عموم میں کچھ انبیا اولیا اور ہمارے پیغمبر داخل ہیں یعنے ان سب کا بدکار ہونا اس سے نکلتا ہے اور مسلمان تو ایسا نہ کہیگا
پھر ایسے کلام کی نسبت رسول تک خدا تک کرنا جھوٹ تھہ نہیں تو پھر کیا ہے اگر ابوذر نے وضع نہیں کئے ہو تو راوی اسکا وضع کیا ہوگا تب میں نے کہا ارے بھائی
جان سن لے کہ اول تو شرطیہ ایک بات کہنے سے لازم نہیں آتا کہ وہ بات خواہ مخواہ وقوع میں آوے جیسا اللہ صاحب نے فرمایا لو كان فيهما آلهة إلا الله لفسدتا یعنے
اگر ہوتے آسمان زمین میں دو اللہ تو بگڑ جاتے یہہ دونو بگڑ جاتے دیکھئے اللہ دو نہیں تو کہنے سے دو اللہ ہونا لازم نہیں آیا اور اسیطرح ہے جو حدیث میں آیا ہے
لو كان بعدي نبيا لكان عمر بن الخطاب اس میں بھی قضیہ شرطیہ ہے دوسری بات یہہ ہے کہ عموما ایسے کلام بہت آئے ہیں جیسا حضرت موسیٰ کے
کلام میں ایسا عموم آیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انکے کلام کو ذکر کیا اور کہا إن تكفروا أنتم ومن في الأرض جميعا فإن الله غني حميد یعنے کہا موسیٰ
نے اگر کافر ہو جاوینگے تم اور جو لوگ زمین پر ہیں سب کے سب تو اللہ بے پرواہ ہے سب خوبیوں میں بڑھا ہوا ہے پھر اس صورت میں تیرا اعتراض ابوذر اور راوی حدیث
پر ایک طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی ہو سکتا ہے کیونکہ حضرت موسیٰ نے ایسا عام کلام کئے کہ سب پری اور آدمی اس وقت کے پیغمبروں تک سب کے
سب اس میں داخل ہو جاتے ہیں کیونکہ من في الأرض سب کو شامل ہے اور جميعا کی تاکید لا کر اور علاوہ کئے کہ اس صورت میں کسی شخص کے تخصیص کا احتمال
نہیں رہا اور تاکید لانیکا فائدہ یہی ہے نہیں تو تاکید لغو ہوتی ہے پھر اس صورت میں تیرا اعتراض حضرت موسیٰ پر بلکہ اللہ پر ہوا اور ایسا اعتراض کرنا کفر ہے
اللہ ہی کی پناہ اور حاصل اس حدیث کا یہہ ہے کہ اپنی کوئی حاجت دنیا کی ہو یا آخرت کی چھوٹی ہو یا بڑی اللہ ہی سے مانگنا ہے اور حاجت دو طور پر ہوا کرتی
ہے ایک تو عادت کے چیزوں سے دوسرا خرق عادت کے کاموں سے پس جو عادت کے کام ہیں جیسا کھلانا اور روپیا سونا کسی کو دینا اور ڈوبتے کا ہاتھ پکڑ کے
نکالنا اور کپڑے دھونا اور دیوار باندھنا اور حراثت کرنا اور مانند اسکے پھر ایسے کام میں بندوں سے باہم مدد کرنا اور مدد چاہنا روا تو ہے پر اس شرط
سے کہ کوئی بندہ کسی بندے کو مختار اور مستقل ان کاموں میں نہ سمجھے بلکہ اللہ پاک کو مختار مستقل متصرف جانے اس بندے کو واسطہ اور راہ سمجھے اور

اللہ ہی جو مدد کرنیکی صفت ہی سو اسکا مظہر سمجھ لیوے پھر حقیقت مین یہہ استعانت بھی اللہ ہی سے ہی نہ اسکے غیر سے اسواسطے انبیا اولیا دو مردون سے
ایسے کامونمین مدد چاہتے ہین اگر مدد چاہنا اس ارادے سے اور اس صفت پر نہو تو پھر یہہ مدد بھی شرک ہی اور جو کام ایسے نہین بلکہ خرق عادت سے
ہونیوالے ہون جیسا بغیر دوا کے ایک آن مین شفا دینا اور بانجھ عورت کو بغیر دوا کے اولاد ہونا اور اندہے کو آنکھ ملنا اور مانند اسکے پھر ان کامونمین کسی
بشر سے مستقل مدد چاہنا کہ تم ہی دیو کہنا ہرگز روا نہین ہی اسواسطے اصحابون نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی حاجت عادت کے کامون سے
لایا کرتے تھے تو کہا کرتے تھے یا رسول اللہ ایک اعانت مجھکو دیو یا کہانا کھلاؤ اور مانند اسکے اگر حاجت ان کامونسے ہوا کرتی تھی جو خرق عادت سے علاقہ
رکھتے ہین تو کہا کرتے تھے یا رسول اللہ دعا کرو واللہ کیے تا مجھکو صحت حاصل ہووے یا آنکھ ملے یا فرزند ہووے اور کوئی شخص ایسے کامین آپ ہی دیو کرکے نہ کہا اور
صحابہ سے لیکے تابعین تبع تابعین چار و امام کے زمانے تک اسیطرح کا معاملہ جاری تہا پھر سب مسلمانون کو پیروی انکی لازم ہی اور ایاک نستعین کا بھی معنی یہی ہی اللہ توفیق
دینے والا ہی اگر کوئی کہے کہ بندون سے بالاستقلال مانگنے کو تم تو ناروا ٹھہرائے پھر ہم بندون سے مانگے سو کامان کس لئے برآئے اگر یہہ طریق ناروا ہوتی تو
مرادان ہمارے حاصل نہوتے جواب اسکا یہہ ہی کہ مراد برآنا کسی ایک سبب سے اسی سبب کے اچھے ہونیکی دلیل نہین ہی کیا تو نہین جانتا کہ معتقدان شدون کے اور
جھنڈون کے اور قبرون کے پوجنے والے آگے انکے مرادین مانگتے اور کبھی پاتے اسلئے ان پر سہرے کہوا رہے چڑہاتے اور ہنود بھی بتون سے مرادین مانگتے اور
کبھی پاتے ہین اسبات سے لازم نہین آیا کہ جھنڈون شدون کی کنے مرادان مانگنا اور قبرون کو پوجنا او بت سے مراد مانگنا اچھا کام ہی اگرچہ مراد دینے
والا یہان بہا اور اللہ سے مانگنے کی صورت مین وہی ایک اللہ پاک جلشانہ ہی لیکن وہ طریق منع ہوا اور اللہ سے مانگنے کا طریق عبادت ٹہرا نظیر اسکی یہہ ہی
کہ رزق چوری اور زنا سے بھی ملتا ہی اور کسب حلال سے بھی اور ان دونون طریق مین رزق دینے والا وہی ایک اللہ پاک جلشانہ ہی لیکن پہلا طریق حرام ہی
دوسرا طریق حلال یہہ نہین کہ چوری اور زنا سے رزق ملتا ہی کرکے چوری اور زنا اچہا کام ہو جاوے اور وہ جو کہا کرتے ہین کہ حدیث مین آیا ہی کہ جب کوئی
چیز گم ہو ایسے مکان مین کہ جہان کوئی انس رکھنے والا نہین پھر اس طور سے تین بار کہے یا عباد اللہ اعینونی اگر مدد چاہنا بزرگون سے روا نہوتا تو
سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا نفرماتے اور اس سے انکا علم غیب بھی ثابت ہوتا ہی جواب اسکا یہہ ہی کہ اول تو یہہ حدیث ضعیف ہی جیسا جمع الفوائد مین
لکہا ہی دوسری بات یہہ ہی مراد عباد اللہ سے وہ فرشتے ہین جو لکہنے پر ان پتون کے جو درختون سے گرا کرتے ہین سو مقرر ہوگئے ہین وہ فرشتے تو ہر جنگل
مین حاضر ہین اگرچہ ہم کو نظر نہ آوین پھر یہہ مدد چاہنا عادت کے کامون مین اور حاضرون سے ہوا جیسا حدیث مین ابن عباس کے مرفوعا آیا ہی ان للہ

ملائکۃ فی الارض سوی الحفظۃ یکتبون ما یسقط من ورق الشجر فاذا اصاب احدکم عرجۃ بارض فلاۃ فلیناد

اعینونی عباد اللہ اور حدیث مین ابن مسعود کے مرفوعا اذا انفلتت دابۃ احدکم بارض فلاۃ فلیناد یا عباد اللہ احبسو

یا عباد اللہ احبسوا فان للہ عبادا حاضرون فی الارض سیحبسہ للموصلی والکبیر یعنے جب گم ہوجائے جانور کسی ایک کا تمہارے مین
کے کسی جنگل مین تو پکارے ای اللہ کے بندو پکڑلو ای اللہ کے بندو پکڑلو مقرر کہ اللہ تعالی کے بندے ہین حاضر اس زمین مین پکڑلوینگے اسکو یہہ روایت موصلی
کا اور کتاب کبیر کی ہی اور جمع الفوائد مین مذکور ہی یا عباد اللہ اعینونی کی شرح سے تو معلوم ہوچکا کہ حاضر ملائکہ وغیرہ کی ندا ہی باوجود اسکے
مدعی کی مدعا کو یہہ حدیث تب مفید ہوتی کہ اس مین ارشاد ہوا ہوتا جو آدم سے لیکے خاتم تک کسی نبی کو پکار کر مدد مانگیو یا کسی ولی کو کیونکہ انبیا علیہم الصلوۃ
والسلام افضل ہین سارے بندون سے پس اگر ارواح مقدسہ سے اعانت چاہنا مقصود ہوتا تو فرمائے ہوتے کہ پکارتے ہوئے کہو یا انبیاء اللہ اعینونی یا
آدم اعنی یا نوح اعنی اور مانند اسکے بلکہ فرمائے ہوتے کہ اپنا نام مبارک لیکر اعانت مانگو کہ سید الرسل اعنی کیونکہ جناب مقدس محمدی سب سے افضل اور اشرف
ہی پھر ایسا نفرما کر فقط یا عباد اللہ اعینونی کرکے پکارو فرمائے تو معلوم ہوا اس سے حاضر فرشتے وغیرہ مراد ہین اسکے سوا کہین قرآن یا حدیث مین نہین

کہ شہر میں جانور چھوٹ جاوے یا کوئی ضرورت پیش آئے تو یا عباد اللہ اعینونی کرکے پکارتے پھرو اور بعضے نابالغ پیرون سے اپنے رسالون میں لکھدیا ہے کہ کچھ
حاجت نہیں کیونکہ اللہ پاک جلشانہ نے صبر اور نماز سے مدد چاہنے کو روا رکھا ہے اور کہا استعینوا بالصبر والصلوۃ پھر جو لوگ بزرگوں سے مدد چاہنے
کو منع کیا کرتے ہیں سو محض انکار ہے بزرگوں سے کیونکہ بزرگان خصوصا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاضل ترین ہیں ہمارے اعمال صالحہ سے پھر جب عمل سے
مدد مانگنا روا ہوا تو بزرگوں سے کب منع ہوگا جواب اسکا یہہ ہے کہ صبر اور نماز سے جو مدد چاہو کہ کے اللہ نے فرمایا سو کیا مراد ہے سو اتنا کسی کی سمجھ
میں نہیں آئی اور بزرگوں سے مدد نہ مانگنے سے کیا مقصود ہے سو تو معلوم نہیں کیا اب سمجھ لے کہ مراد مدد مانگنے سے صبر اور نماز سے ان کاموں کو اختیار کرلینا ہے
مصیبتوں میں جیسا یہہ بات حدیثوں سے ثابت ہوچکی ہے یہہ نہیں مراد ہے کہ صبر سے کہنا ایہا الصبر یا ایتہا الصلوۃ یعنے اے نماز مجھے فرزند دو یا میرے بیمار کو شفا
بخشو جیسا ایک حدیث میں آیا ہے کہ عرض کیا کوئی صحابی نے سرور عالم سے کہ میں جو آپ سے سنتا ہوں بھول جاتا ہوں تو فرمائے سرور عالم نے اس سے استعن بالقلم
یعنے مدد لے قلم سے یعنے جو سنے سو بات قلم سے لکھ لے اس لکھ لینے کو استعانت بالقلم فرمائے اور استعانت سے یہہ مراد نہیں کہ دست بستہ قلم کے آگے
کھڑے ہو فریاد کرنا اور کہنا اے حضرت قلم میری مدد کرنا سنا سو بات نہ بھول جاؤں بخلاف مدد مانگنے کے بزرگوں سے کہ مراد اس کی منع سے یہی ہے کہ ان سے
کہنا اے پیر پہلوان میری آنکھ درست کردو یا میرے بیمار کو شفا بخشو یا فلانی آفت کو میرے سے ٹال دو پھر تونے دونوں مدد مانگنے کو بے سمجھی سے ایک ہی کردیا آفرین تیری
الٰہی سمجھ پر پھر ایسی سمجھ پر کتابیں بنانا انا للہ وانا الیہ راجعون اور وہ عبارت جو مشہور ہے اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا باصحاب
القبور حدیث نہیں ہے کسیکا قول ہے جیسا لکھا اس بات کو خاتم المحدثین مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی نے اپنے ایک رسالے میں جو سوال و جواب پر مشتمل ہے اور چھاپا
گیا ہے اگر بالفرض حدیث بھی ہو کچھ مضایقہ نہیں ہے کیونکہ اسکے معنی میں دو تین احتمال ہیں جیسا ذکر کیا ان احتمالوں کو مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی نے بھی اسی
رسالے میں خلاصہ جسکا یہہ ہے کہ جب تم حیرت میں آؤگے کسی چیز کے حلال ہونے اور حرام ہونے میں نظر کرتے دلیلوں پر پس تم تقلید کرلو اصحاب قبور کی جو وہ کہتے
ہیں سو مان لو ایسی بات عبداللہ ابن مسعود سے اور سفیان ثوری سے بھی منقول ہوئی ہے دوسرا احتمال یہہ ہے کہ جب تم کسی کام میں دنیا کے کاموں میں سے متحیر
ہو جاؤگے اور دل پر تمہارے تنگی آجاویگی بسبب اسکے تو نظر کرو تم اہل قبور طرف کہ کس طور سے دنیا کو چھوڑ گئے ہیں اور کوئی چیز دنیا سے ساتھ نہ لیگئے باغ حویلی
گھوڑے ہاتھی سونا روپیا جورو بچے سب کو ایکبارگی چھوڑ کر آپ تن تنہا چلے گئے آخر سب کا یہی حال ہے اس پر دل نہ باندھنا چاہئے اور اسکے نہ ہونے سے دل پر
غم نہ لاوے تو جب یہہ بات جانوگے دنیا کے مصیبت سہل اور حیرت دور ہوجاویگی جب اصحاب قبور کے سبب اتنی تسکین ہوجاوے گویا انکی مدد ہوئی ہاں بزرگوں سے بھی ایسی
استعانت چاہو کہ انکی ارشادات سنو اور انپر عمل کرو اور انہوں نے بتلائے سو راستے پر چلو تا اللہ تعالی کی خوشنودی پاؤگے ایسی استعانت سے کسی نے منع
نہ کیا ہے ہاں ماننا تو یہی کہ اللہ تعالی نے اپنے خاصے بندوں کے ہاتھ سے بڑے بڑے مشکل کام کہ کسی مخلوق سے حل ہونے والے نہیں تھے سو سہل طور سے حل کرا
دیتا ہے جب آپ چاہتا ہے اسواسطے پیغمبروں کو معجزے اور اولیا کو کرامات دیا ہے اگرچہ حقیقت میں پیغمبروں کے معجزے اور اولیا کے کرامات محض اسیکے
فعل میں جو انکے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں اور اس میں ان بزرگوں کو کچھ اختیار نہیں ہے جیسا امام سنوسی نے اپنے عقاید کی شرح میں لکھا ہے سو عبارت اسکی
یہہ ہے ان تلک الخوارق التی ظہرت علی ایدیہم ہی بمحض خلق اللہ تعالی لہا تصدیقا لہم اذ لو کان لہم قوی علی اختراعہا
لدفعوا عن انفسہم ما ہو ایسر منہا من المرض والجوع والم الحر والبرد ونحو ذلک مما سلم منہ کثیر ممن لم یتصف بالنبوۃ
یعنے معجزے جو ظاہر ہوئے ہیں پیغمبروں سے سو ان معجزات کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے محض اسواسطے کہ انکی سچائی لوگوں پر ظاہر ہووے کیونکہ اگر انکو قدرت ہوتی
معجزوں کے پیدا کرنے پر تو ہر آئینہ دفع کئے ہوتے اپنے ذاتوں سے ان چیزوں کو جو آسان زیادہ ہیں کرامات ظاہر کرنے سے جیسا بیماری اور بھوک اور
ایذا گرمی اور سردی کی اور مانند اسکے ایسے چیزیں جو پیغمبر نہیں ہیں سو بہت لوگ ان سے سلامت رہے ہیں اور مولوی اسلمی نے اپنے سفینے کے

ایک سو چھبیسوین صفحے پر لکھا ہے سو عبارت اسکی یہہ ہے اما افعالیکہ بخرق عادت صادر شود بر دست پیغمبران چون معجزات و کرامات اولیا پس آنہمہ فعل خدا است لا محالہ
اگرچہ مقدور آن کس کہ بخرق عادت بدست او پیدا گشتہ باشد یعنے وہ فعل جو خرق عادت سے ظہور پاتے ہین جیسا معجزے پیغمبرون کے اور کرامتین ولیون کی سو
خدا تعالی کے افعال ہین خواہ نخواہ اگرچہ ظاہر مین انکے ہاتھون پر ظاہر ہوتے ہین انتہی اور عبد الحق دہلوی ترجمے مین چھٹوین مقالے کے فتوح الغیب سے لکھا ہے سو عبارت
اسکی یہہ ہے معجزہ و کرامت فعل خدا است کہ ظاہر میگردد بر دست بندہ بحیثیت تصدیق و تکریم وے نہ فعل بندہ است کہ صادر میگردد بقصد و اختیار او مثل سائر افعال
انتہی یعنی معجزہ اور کرامت سے ولی کے یا معجزے سے نبی کے ظہور مین آوے سو تسمین بھی انکو اختیار نہین ہے اصلا اور یہہ جانا چاہیئے کہ بزرگون کو اختیار نہین
اللہ تعالی کے عادت کو توڑنے پر اور کرامت ظاہر کرنے پر سو دلیل نقلی اسکی معلوم ہو چکی اب ایک برہان عقلی اسپر بیان کرتا ہون سننے کہ اگر بزرگون
کو اختیار اور قدرت ہو کرامتان ظاہر کرنے پر جیسا عادت کے کام پر ہے تو اسکو معجزہ اور کرامت نکہینگے بلکہ انکی دوسرے اختیار کے کام پر لکھے ہوتے ہین مثال
اسکی یہہ ہے کہ کوئی پہلوان زورمند فیل تن ایک بڑے پتھر کو اٹھا کر پھینک دے تو کوئی اسکو کرامت نکہیگا کیونکہ اسکے بدن مین اسقدر قوت موجود تھی
سو ظاہر کیا اور کرامت تو وہ ہے کہ اسکے اختیار اور قدرت سے نہو سکنے کا کام اس سے ہووے جیسا کوئی حقیر ناتوان کہ طاقت چلنے پر نہین رکھتا ہے سو ایک
بڑے پتھر کو اٹھا کر پھینک دیا تو البتہ اسکو خرق عادت کہا جاویگا کیونکہ اس صورت مین یقین ہے کہ حق جل و علا اپنی قدرت اور قوت سے کو اس بندے کے حال پر توجہ
کیا سو وہ ضعیف بندہ اس سنگ گران کو اٹھا کر پھینک دیا پھر یہہ کام خرق عادت نہو تو اور کیا ہو جیسا روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خیبر کا دروازہ
اکھاڑ دیا اور اسکو سپر بنائے فرمائے یہہ کام قوت جسمانی سے نہین کیا ہون بلکہ قوت رحمانی سے ظہور مین آیا جیسا ملا جامی نے سلسلۃ الذہب مین اسبات
طرف اشارہ کیا اور کہا ست قدرت و فعل حق از روزن سر زد کند بے خویشتن در خیبر یعنے قدرت اور فعل حق کا اسنے ظاہر ہوا سو اکھاڑ دیئے خیبر کے در
کو بغیر دخل اپنے اور اسیواسطے کہ کرامات اختیار مین بندے کے نہین ہین کرامت ظاہر کرنے پر مزدوری لینا روا نہین ہے اور اختیاری فعلون پر لینا جائز ہے جیسا منتر
جو خلاف شرع نہو اسکو پڑھنا اور تعویذ قرآن و حدیث سے لکھنا اجرت لیکر روا ہے اسکے پس حاصل اس تقریر کا یہہ ہے کہ کرامتان و معجزے بندیون کے اختیار
سے نہین ہین کہ جب چاہین ظاہر کرین بلکہ اللہ کے اختیار مین ہین جب مناسب جانتا ہے کسی نبی و ولی کے ہاتھ پر ظاہر کرتا ہے پھر انکی کرامتان طرف دیکھکر انکو غیر
مختار جانکر انسے بالاستقلال مدد مانگنا نادانی ہے اب [illegible] چاہیئے کہ مراد پانے کے واسطے تو اللہ ہی کے نام کو ورد کیا کرے کہ وہی ایک مراد دینے والا ہے
اور نام اسکے قدیم مین لیکن بغیر اللہ کے نام کو ورد کرنا اور صاحب نام سے اپنی حاجت بر آنیکی رکھنا جہالت ہے اور وہ جو کہا کرتے ہین کہ غوث الاعظم فرماتے
ہین سمی کا اسم الاعظم یعنے نام میرا اسم اعظم رکھا ہے پھر انکے نام کی ورد مین کیا خلل ہے کہا جاتا ہے کہ یہہ بات نہ ملفوظ شریف مین دیکھنے مین آئی نہ فتوح الغیب
مین جو دونون کتابون مین فقط غوث الاعظم کے کلام جمع ہین اور نہ عمدہ عربی کتابون مین صوفیہ کے پائی گئی ہے جیسا فتوحات مکیہ اور فصوص اور نقد النصوص
اور نفحات اور عوارف المعارف وغیرہا مین مگر کوئی مناقب لغو لیکر کسی کتاب مین لکھا ہو تو ہو تم دیکھو تو اسم اعظم پر لکھا جلدی اثر کرنے مین ہوتا تو جیسا اسم
اعظم چھپا رہا ہے ویسا ہی غوث الاعظم کا نام بھی چھپا رہتا ایسا تو نہین بلکہ یہہ نام مبارک سب پر ظاہر ہے اور اسم اعظم کی تاثیر بھی اس نام مین کہان ہے کیونکہ
اسم اعظم اگر کسی کو معلوم ہو تو ایک صاحب قدرت بنجاویگا کیونکہ اسم اعظم سے ہر مشکل حل ہوتی ہے اور ہر دعا مقبول اور ہر بلا ٹلتی ہے اور ہر کام بگڑا ہوا بن
جاتا ہے اور ہر سحر اور شیطان ایذا دینے سے باز رہتا ہے اور ہر بیماری اس سے دفع ہوتی ہے بلکہ مردہ بھی اس نام کی برکت سے زندہ ہوتا ہے اور فقیر بادشاہ
ہفت اقلیم کا ہوویگا اور ہفت اقلیم کے بادشاہ کو اسم اعظم والا چاہے تو فقیر بنا دیگا اور اسکے سوا بہت تاثیرات اسکے ہاتھون ہونے والے ہین پھر اس
نام مبارک مین اتنی تاثیر کہان ہے اگر ہوتی تو بعضے تمہارے مین فقیری اور لاچاری اور قرضداری کے سبب بیجا مارے نہ پھرتے اور بعضے تمہارے
مین کہ بیماری مین مبتلا ہوکر چلاتے چلاتے نہ مرتے اور بعضے تمہارے مین کہ تو سو روپے لڑکی کی شادی کے واسطے ملا کر دو دو پہر شب سے اٹھکر غسل کرکے

عقیدے سے اس اسم اعظم کا ورد کئے اور تین چلے بھی کرتے رہے پر ایک روپیہ بھی کہیں سے نہ ملنیکے سبب ہاتھ خالی بیٹھے رہے پھر اسم اعظم پڑھنا کیسا ہوا
اور بعضے تمہارے بیچ میں کہ بیماری دفع ہونے واسطے حکیموں کی چاپلوسیاں کرتے ہیں اور بعضے فاقہ کشی سے منہ کھول دئے ہیں اور کسی کے بہو بیٹی بیمار ہے
جن کا رہنے کے سبب سے واویلا کر رہے ہیں اور اسکے دفع واسطے بیچے تک بھی کئے پر کچھ سود نہ دیکھے مفت ایمان کھو دئے پھر وہ اسم مبارک تم سب کو
معلوم ہوتا ہوا اور تم وہ اسم اسم اعظم ہی کرکے عقیدہ رکھتے ہو سو ایسے گرفتاریاں اور مصیبتوں میں پھنسکر تم یاں کس لئے مارے پھرتے ہو سو وہ اسم
پھر کس دن کام آئیگا وہ اسم اسم اعظم پڑھنے ہونے میں کیا حصول ہوا ایسے بد اعتقادی سے توبہ کرو اللہ ہی سے کام لو بزرگوں کو وسیلہ کرو کام نکلے
تو فائدہ کام نہ نکلے تو ایمان تو بھی باقی رہا ہے اور حضرت غوث الاعظم کا نام مبارک لیکر قوال صبح و شام بھیک مانگا کرتے ہیں اگر اسم اعظم ہوتا تو کیا
غنی نہ ہو جاتے یا جو مانگتے سو تربت انکو نہیں مل جاتا اور یہہ دیکھو کہ سرور انبیا کا نام سب نبیوں کا سردار ہی سو آنحضرت نے اپنے نام کو اسم اعظم پڑھا ہو
کرکے نہ فرمایا ہے اور نہ تینوں ماننے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو مرادوں برانیکے واسطے ورد کئے پھر غوث الاعظم کاہی کو فرمائینگے اللہ
توفیق دینے والا ہی اور اولیاء اللہ کو اس واسطے ولایت نہیں ملی کہ لوگوں کو اللہ کی طرف سے پھر کر اپنی طرف رجوع کر لیویں اور پرستش میں اپنے کو خدا کے
شریک گردانیں ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوة ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ یعنے کسی بشر کا
کام نہیں کہ اللہ اسکو دیوے کتاب اور حکم اور پیغمبر کرے پھر وہ کہے لوگوں کو کہ تم میرے بندے ہو اللہ کو چھوڑ کر اور بھی فرمایا ہی ایامرکم بالکفر بعد
اذ انتم مسلمون یعنے کیا تم کو کفر سکھاویگا بعد اسکے کہ تم مسلمان ہو چکو نام کے پھر ایسا نہ فرمائینگے کہ اللہ کو چھوڑ کر اپنے کو پکارو یا اللہ کا نام چھوڑ
کر اپنے نام کا ورد کرو معاذ اللہ سے گمراہوں نے اپنے دلوں سے یہہ باتیں نکالی ہیں الحاصل اکثر مسلمان خصوصا ہندوالوں نے اللہ تعالی کے ساتھ اسکے غیر کو
شریک کیا کرتے ہیں اور عقیدہ غیر اللہ سے ایسا رکھتے ہیں جیسا مشرکوں نے بتوں اور مہادیوتوں سے رکھا کرتے ہیں اور مانگتے ہیں ان سے ایسے چیزوں کو جو
اللہ ہی سے مانگنا ہی جیسا بیمار کا اچھا ہونا اور غائب کا آنا اور اولاد کا ہونا اور یہی عادت ہی بت پوجنوں کی اور نذر کرنا میت کی اور ذبح کرنا اسکے قبر کے پاس
اور مرادیں مانگنا اس سے بعینہ بت پرستان کیا کرتے سو کام ہی ہی مگر فرق یہہ ہی کہ مشرک اپنے تراشے ہوئے بت کو صنم اور وثن نام رکھتے تھے یہ نام مسلمان تعزیہ اور
درگاہ اور جھنڈا اور پنجہ اور علم کرکے نام رکھے ہیں اور نام بدلنے سے معنی اور مقصود بدلتا نہیں ہی اور ابلیس لعین نکالا سو ہی کیونکہ صد تو نہیں آیا ہی کہ
اسنے کہا حضرت آدم علیہ السلام سے ای آدم وہ درخت شجرة الخلد ہی جسنے اس سے کھایا ہمیشہ رہیگا دیکھو اللہ تعالی جس درخت کے نزدیک جانے سے منع کیا
سو اسکا نام شجرة الخلد کرکے رکھا آخر حضرت آدم کو فریب دیا ایسا ہی یہہ لوگ نے آپ پوجتے سو چیزوں کو صنم وثن نہ بول کر ولی قبر درگاہ و پنجہ تعزیہ موسوم
کرکے دوسرے بے علموں کو فریب دیا کرتے ہیں اور ان کو قبروں پر لیجا کر جھکاتے اس لئے یہہ عاصی نے اس بیان کو مدلل بڑی تفصیل و تحقیق سے لکھا ہی پر ہدایت
اللہ کے ہاتھ ہی یہاں کتنے ابیات مناسب محل کے لکھے جاتے ہیں اسکو یاد رکھنا خالی فائدے سے نہیں ہی اور ان بیتوں میں خلاصہ ہی جو تھے فصل کا وہ
ابیات یہہ ہیں ؎ پہنچے ہی صلوۃ مصطفی کو ٭ بتلایا ہمیں رہ ہدا کو ٭ بولا میں رسول ہوں بھی بندہ ٭ رکھو آنکھوں پہ قول مجتبی کو ٭ اور بولا نہ پوجو
مجھ سے ہرگز ٭ نے غوث نہ قطب انبیا کو ٭ آسان نکروں میں ہوں اپنی مشکل ٭ اوروں کی میں ٹالوں کیوں بلا کو ٭ طاقت نہیں پیس سوا حق کے ٭ درویش
و فقیر و اولیا کو ٭ نیکو نکا تو کام ہی دعا پر ٭ ہرگز پھر اسکیں قضا کو ٭ ہی کون سوا حق کہ دو جان ٭ امداد کرے جو بے نوا کو ٭ اللہ سوا دوسرے پاس ٭ مانگو تم
اپنے مدعا کو ٭ کاہی کو ہی بندوں کا تو بندہ ٭ چھوڑا ہی تو کیوں تیرے خدا کو ٭ صاحب کے سوا تجھسا مطلب ٭ ہی عیب غلام باوفا کو ٭ فریاد تو کر اسی خدا سے ٭
پیدا جو کیا ہی دوسرا کو ٭ تابوت ہی جھنڈا قبر وغیرہ ٭ پتھر سے ہی چھوڑ اس بلا کو ٭ اعمال سے تجھکو ہو گی پرسش ٭ پوچھینگے نہ حال کربلا کو ٭ افسوس کہ ایسے
عالم اکثر ٭ پہنچے ہیں وہ جائز دعا کو ٭ قرآن و حدیث کو چھپا دیں ٭ بدلا دیں ہیں اسکے مدعا کو ٭ مشرک ہو فقیر اور مشایخ ٭ پلیسوں لئے کرتے ہیں دیا کو ٭

کہتے ہیں ہی ایک مرشد اور حق ہے کہ سجدہ تو پیر حق نما کو ہے اے مومن پاک دین مسلمان تو جہاں کہیں رہ خدا کو اور قرآن و حدیث رکھ تو سر پر اور چھوڑ کلام ماسوا کو
جو شخص کچھ ہو وے لیکن تسلیم میری وہ معتقد اکو ہے **پانچواں فصل مخلوق کی نذر کے حکم میں** اور جانور کو کسی مخلوق کے تقرب کے ارادے سے چھوڑنے
یا اسکی تعظیم کے قصد سے ذبح کرنیکے بیان میں جانو مسلمانو کہ نذر لغت میں وعدہ کرنے کو کہتے ہیں نیکی کا ہو یا بدی کا اور شریعت میں لازم کرلینا ہے
ایک عبادت کو جو کہ لازم نہیں ہے اور کہا قاضی حسین اور متولی اور رافعی اور دوسروں نے شافعیہ میں سے اور زین بن نجیم اور قاسم علامہ وغیرہ نے حنفیہ
سے کہ نذر کرنا اللہ کی قربت اور عبادت ہے کیونکہ فرمایا اللہ صاحب نے وما انفقتم من نفقة او نذرتم من نذر فان اللہ یعلمہ یعنے اور جو خرچ کرو گے کوئی
خیرات یا قبول کروگے کوئی منت اللہ کو معلوم ہے اور اللہ پاک کی نذر کرنا منع ہے اس شخص کو جو اعتقاد کرے کہ نذر کرنے مقصود حاصل ہوتا ہے یا بلا ٹلتی ہے اور
جسنے ایسا اعتقاد نرکھا سو اسکو حرام نہیں ہے اسیطرح ہے موطا کی شرح میں جو ملا اسلام اللہ سے ہے اور عربی شرح میں مشکاة کے جو ملا علی قاری سے ہے
لکھا ہے اور عبارت اسکی یہہ ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تنذروا فان النذر لا یغنی من القدر شیئا قال الطیبی
ان النذر المنہی عنہ ھو النذر المقید الذی یعتقد انہ یغنی عن القدر شیئا بنفسہ کما زعموا وکم نری فی عہدنا جماعة یعتقدون
ذلک یعنے نذر نکرو کیونکہ نذر تقدیر کو ٹالتی نہیں کچھ طیبی نے کہا کہ نذر کرنا جو منع کی ہے سو وہی ہے کہ جس میں عقیدہ ایسا ہے کہ نذر کرنا تقدیر کو ٹالتا ہے
خود بخود اور کہا یہہ بارہا ہم دیکھتے ہیں اپنے زمانے میں ایک جماعت کو ایسا عقیدہ رکھتے ہوے اب یہاں ایک بات کام کی لکھی جاتی ہے سعادتمندان کی فائدہ بخشنے کی
وہ بات یہہ ہے کہ اللہ پاک جلشانہ کی جو نذر کیا کرتے ہیں سو یا اس عقیدے سے ہے کہ نذر کرنیکے سبب سے تقدیر ٹلیگی یا مراد ملیگی پس یہہ تو منع ہے جیسا حدیث
میں مشکاة کے اور موطا کے آیا ہے لا تنذروا فان النذر لا یغنی من القدر شیئا یعنے نذر مت کرو اس ارادے سے کیونکہ نذر ٹالتی نہیں ہے تقدیر کو
یا اس عقیدے سے ہے کہ نذر کرنا تو عبادت ہے اور ادا عبادت میں ثواب کی امید ہے پس یہہ جائز ہے اور ثواب ملیگا سب پھر تم ای لوگو جو بزرگوں سے نذر کیا کر
ہو سو کس ارادے سے اور کس عقیدے سے ہے سو فرمائیے اگر عبادت اور قربت کی نیت سے ہے تو یہہ صاف شرک عبادت کا ہے تم بھی خوب جانتے ہو اگر مقصود
پانے اور تقدیر ٹلنے کے ارادے سے ہو تو وہ بھی حرام ہے کیونکہ جب اللہ صاحب جلشانہ کی نذر کرنا ایسے قصد سے منع ہووے حالانکہ اللہ تعالی مالک ہے قضا و قدر
کا پھر بندوں کی نذر کرنا ایسے قصد سے کب روا ہو کا تم آپ ہی انصاف کیجئے اب یہاں سے آگے کے مطلب طرف آتا ہوں جانو مسلمانو کہ اللہ پاک کی نذر
کرنا دو طور پر ہوا کرتا ہے ایک تو شرط کے ساتھ جیسا کسینے کہا اگر بیمار میرا شفا پاوے تو ایک بکری ذبح کرونگا اللہ کے واسطے یا اتنا کھانا غریبوں کو اللہ کے لئے
کھلاؤنگا یا اتنے روپے غریبوں کو دونگا اور مانند اسکے دوسرا بغیر شرط کے جیسا کہے کہ میں نے اللہ پاک جلشانہ کی نذر کیا ہوں کہ اتنا کھانا غریبوں کو کھلاونگا
یا اتنے روپے دونگا اور مانند اسکے الغرض یہ دو قسم نذر کے اللہ ہی کو خاص ہیں اور نذر کرنا عبادت ہے پھر کسی مخلوق کی نذر ماننا روا نہیں ہے فقہا
نے اس عقیدے پر اجماع کو نقل کیے ہیں از انجملہ قاسم علامہ درر کا شارح نے کہا ہے النذر الذی ینذرہ اکثر العوام کان یقول یا سیدی فلان
ان رد غائبی او عوفی مریضی او قضیت حاجتی فلک من الذہب او الفضة او الطعام والشراب و
الزیت کذا فہذا باطل بالاجماع لانہ نذر مخلوق وہو لا یجوز لان النذر عبادة والعبادة لا یکون لمخلوق والمنذور لہ
میت والمیت لا یملک وان ظن ان المیت یتصرف فی الامر کفر الا ان قال یا اللہ انی نذرت لک ان فعلت کذا ان اطعم الفقراء الذین بباب السیدة نفیسة او الامام الشافعی ونحوہ فیجوز حیث یکون فیہ نفع للفقراء والنذر
للہ عز وجل یعنے اکثر عوام جو نذر کیا کرتے ہیں اس طور سے کہ کہتے ہیں ای فلانے نبی یا ولی اگر پھر ویگا میرا غائب ہوا شخص یا صحت پاویگا بیمار میرا یا
بر آویگی مراد میری تو تمہیں اتنا سونا یا اتنی چاندی یا اتنا شربت یا اتنا تیل لا دونگا سو ایسی نذر کرنا اجماع کے رو سے باطل ہے کیونکہ یہہ نذر ہے مخلوق کی

اور نذر مخلوق کی تو جایز نہین کسواسطے کہ نذر کرنا عبادت ہے اور عبادت تو مخلوق کے واسطے نہین ہوا کرتی ہے اور دوسرا یہہ ہے کہ جسکی نذر مانی سو تو میت
ہے اور میت تو مالک نہین ہوتی ہے کسی چیز کی اور اگر نذر کرنے والا گمان کیا کہ میت تصرف کرتی ہے کسی چیز مین تو کافر ہوتا ہے مگر جب اس طور سے کہا کہ الٰہی
مین نے تیری نذر کیا ہون کہ اگر تو میرا ساتھ ایسا کریگا تو مین کھانا کھلاونگا ان فقیرونکو جو سیدہ نفیسہ کے دروازے پر ہین یا امام شافعی کے یا اور کسی امام
لیا یا اس طور کی نذر کرنا روا ہے کیونکہ اس مین فائدہ ہے فقیرونکا اور نذر ہے اللہ پاک جلشانہ کی از انجملہ زین العابدین ابن نجیم مصری جو بحر الرائق مین
ایک لمبی عبارت اس مقدمے مین لکھا سو اس مین یہہ ہے وبالاجماع علی حرمۃ نذر المخلوق لا ینعقد وانہ حرام بل سحت ولا یجوز
لخادم الشیخ اخذہ واکلہ فما ینقل من الدراہم الی ضرائح الاولیا تقربا الیہم فحرام باجماع المسلمین یعنے مخلوق کی نذر حرام
ہونے پر اجماع ہونیکے سبب سے نذر مخلوق صحیح ہی نہین ہوتی ہے اور نذر مخلوق کی ناروا ہے بلکہ حرام کمائی ہے اور جایز نہین شیخ کے خادم کو لینا اسکا اور کھانا
اسکا پھر جو پیسے لیجاتے ہین قبرون کیطرف بزرگون کی انکی قربت اور خشنودی کے ارادے سے سو حرام ہے اجماع سے مسلمانون کے بعضے جوانمرد علما حال کے کہتے
ہین کہ نذر مخلوق کی حرام تو ہے پر دوسرے کو کھانا اسکا حرام نہین کیونکہ ناذر یعنے نذر کرنے والا جب کسیکو نذر کئے گئی سو چیز بخشدیا تو وہ چیز ملک سے اسکے
نکل گئی اس لینے والی کی ملک مین آگئی وہ تو اس چیز کا مالک ہو گیا اور اسنے تو کچھہ نذر غیر اللہ کی نہین کیا پھر اسپر کس لئے حرام ہو گی اسبات کا پہلا جواب
یہہ ہے کہ بحر مین جو کہا لا یجوز لخادم الشیخ اخذہ واکلہ سو یہی تمھارے رد واسطے دوسرا جواب اس طور سے کہا جاتا ہے کہ جب مجتہدونکے
اجماع سے ثابت ہے کہ نذر مخلوق کی منعقد نہین ہوتی ہے پھر وہ نذر کا پیسہ وغیرہ نذر کرنے والے کی ملک مین سے شرعی وجہ پر نہین نکلتا اور لینے والے فقیر کے
ملک مین شرعی وجہ پر داخل نہین ہوتا کیونکہ کسی چیز کو کسی کی ملک سے نکلنے اور کسی ملک مین داخل ہونیکے واسطے شرعی وجہ چاہئے پھر پیر پہلوان کی نذر
جو انکے تقرب کی نیت سے ہی نکالا ہے سو غیر شرعی وجہ سے ہے اگر پیر پہلوان زندہ ہوتے تو لینا اسکا انپر حلال نہین تھا پھر اب پیر پہلوان میت رہنے کے سبب سے
دوسرے کو دیا تو اسکا بھی وہی حکم ہے جو پیر پہلوان کا تھا کیونکہ اس مسئلے مین پیر پہلوان اصل ہے اور دوسرا فقیر جو اسکی نذر لیتا ہے سو فرع اور تابع اصل
پر یہہ نذر کی چیز حلال ہوتی تو فرع پر بھی حلال ہوتی جب اسپر حلال نتھی اسپر بھی نہوی متبوع کا جو حال سو تابع کا وہی حال جیسا کسی نے سود کا پیسہ جو کسی
مہاجن کو دینا چاہتا تھا سو وہ مہاجن مرجانیکے سبب سے کسی اور کو دیا تو نہ لیا چاہئے اگر سود کی بابت کا پیسہ ہے کر کے معلوم ہے تو کو کہ وہ دینے والا
اپنی خوشی سے دیتا ہے پر بغیر وجہ شرعی کے دینے سے وہ پیسہ اسکی ملک سے نکلتا ہے نہ اسکی ملک مین آتا ہے یہہ نہین کہ سود کا پیسا فقط دینے والے پر دینا حرام
ہے پر لینے والے کو حلال اسی طرح ہے نذر کا پیسہ وغیرہ اگرچہ دینے والا یہان بھی اپنی خوشی سے دیا کرتا ہے پر بغیر وجہ شرعی کے اپنی ملک سے نکالنے کے سبب سے حقیقت
مین دینے والے کی ملک سے نکلتا نہین ہے پھر دوسرے کو لینا اسکا کیونکر روا ہوگا غیر اللہ کی نذر کا پیسا وغیرہ کسی کو دینے اور کسی سے لینے کی صورت تو تمیز
کئی صورت ہین ایک تو دینے والے نے لینے والے کو جتا کر دیا کہ پیر پہلوان کی نذر کا پیسا ہے لیو پھر یہہ دینا لینا دونو جایز نہین دوسری یہہ کہ دینے والے نے
لینے والے کو نہ جتا کر دیا تو وہ دینا جایز نہین پر لینا حرام نہین معلوم نہونیکے سبب سے تیسرا یہہ کہ پیر پہلوان کی نذر کر کے ناجایز سمجھنے سے پشیمان ہوا
اور توبہ کیا لیکن نذر کی نیت نہ رکھکر پیر پہلوان کے مجاور مالدار کو بطریق تحفہ کے دیا تو وہ اس خیال سے لے لیا کہ یہہ پیر پہلوان کی نذر ہے اور مجھہ سوا
اسکا حقدار کون پھر وہ دینا حرام نہوا لیکن یہہ لینا حرام اور فقیر بھی اسی نیت سے لیا تو اسکا بھی یہی حکم ہے اور اگر بغیر ایسی نیت فاسد کے لیتے تو اس
مالدار و فقیر کو حرام نہوتا اور چوتھا یہہ ہے کہ انکی اس تاویل سے لازم آیا کہ اگر کسی نے برائی اور افتخار کی قصد سے کھانا پکوایا تو دوسرون کو کھانا
اسکا حرام یا مکروہ نہوگا کیونکہ برائی کا قصد والا جب کسی کو اس کھانے مین سے بخشدیا تو ملک سے اسکے باہر نکلا اس لینے والے کے ملک مین آگیا اور
اس لینے والے نے تو کچھہ قصد برائی کا نہین کیا اور اس دینے والے کی نیت وہ کھانا اسکی ملک مین تھا تلک تاثیر کئی اب اسکی نیت اسی کے پاس

رکھی ہے پھر اُس لینے والے کو دکھانا اسکا مکروہ یا حرام ہونا لازم آیا بات ایسی نہیں کیونکہ حدیث میں ابوداؤد کے برائی کے قصد سے پکایا گیا سو کھانا کھانے
سے منع آیا ہے وہ حدیث یہ ہے نهى النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن طعام المتباريين یعنے منع کئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے برائی کے واسطے پکائے سو کھانے سے اور مرقاۃ شرح مشکاۃ میں ملا علی قاری نے اسی حدیث کی شرح میں لکھا ہے وقد دعي بعض العلماء
فلم يجب فقيل له ان السلف كانوا يدعون فيجيبون قال كان ذلك منهم للمواساة والمولاة وهذا منكم للمكافاة
والمباهاة یعنے بلایا گیا بعض عالمان کھانا کھانیکے واسطے سو قبول نکیا دعوت کو پھر پوچھا گیا اس سے کہ سلف تو دعوت کو جایا کرتے تھے تو جواب
دیا کہ وہ دعوت کرنا انکا بھائی چارہ اور مواساۃ یعنے غمخواری کی وجہ سے تھا اور تم سے جو ہے سو بدلے کے خواہش اور برائی کے قصد سے ہے پھر آگے آویں ہوا
برائی ایسا ہی نذر کے مقدمے میں سمجھا چاہیئے از انجملہ در المختار والا ہی جو کہا در المختار میں واعلم ان النذر الذي يقع للاموات من اكثر العوام
وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها ينقل الى ضرائح الاولياء الكرام تقربا اليهم فهو بالاجماع باطل
وحرام وقد ابتلى الناس بذلك ولا سيما في هذه الاعصار یعنے جانئے کہ اکثر عوام جو نذر کیا کرتے ہیں اور لیجاتے پیسے اور موم بتیاں
اور تیل بزرگوں کے قبروں کنے انکی خشنودی اور تقرب کے ارادے سے پھر ایسی نذر اجماع سے حرام ہے اور باطل اور لوگ اس کام میں مبتلا ہیں خصوصا ان
زمانوں میں از انجملہ خیر الدین رملی ہے جو فتاوی خیریہ میں کہا اجمعوا على حرمة نذر المخلوق یعنے اجماع کئے ہیں عالموں نے نذر مخلوق کی حرام
ہونے پر از انجملہ فتاوی عالمگیری والا ہی جو اس میں لکھے ہیں عبارت اسکی اختصار کے ساتھ یہ ہے والنذر الذي يقع من اكثر العوام باطل
اجماعا فما يؤخذ من الدراهم ونحوها وينقل الى ضرائح الاولياء تقربا اليهم فحرام بالاجماع وقد ابتلى الناس بذلك هكذا
في النهر الفائق یعنے بہتیرے عوام جو نذر کیا کرتے ہیں سو اسکے باطل ہونے پر اجماع ہے پھر جو لیجا کرتے پیسے اور مانند اسکے بزرگوں کے قبروں کنے انکی خشنودی
اور تقرب کے ارادے سے سو حرام ہے اجماع سے اور لوگ اس کام میں گرفتار ہو گئے ہیں از انجملہ دلیل الصالحین والا ہی جو اس میں لکھا النذر لا يكون الا
لله تعالى فمن نذر لنبي او ولي لا يلزمه عليه شيء فان اعطى ذلك الشيء لاحد من الناس على تلك النية لا يجوز لاخذه
ان علم الاخذ بذلك فان كان طعاما لا يحل اكله وان كان ذبيحة فهو ميتة فان اكلوا وسموا الله تعالى عليها كفروا
جميعا یعنے جائز نہیں ہے نذر کسی کا سوائے اللہ پاک جل شانہ کے پھر جو کوئی نذر کیا کسی نبی کی یا ولی کی تو ادا اسپر لازم نہیں ہوتی ہے پھر اگر کسیکو ایسی نذر کی
چیز دیا تو جائز نہیں ہے لینا اسکا اگر وہ لینے والا اسکو جانتا ہو تو پھر وہ نذر کیا سو چیز کھانے کی جنس سے ہو تو کھانا اسکا روا نہیں ہے اور ذبیحہ ہو تو
مردار ہے پھر اگر اسپر بسم اللہ بول کر کھاویں تو کافر ہو جاتے ہیں سب کے سب ماحصل ان سب قولوں کا یہ ہے کہ نذر مخلوق کی کرنا حرام ہے اجماع سے پھر جو کوئی
اس نذر کو حلال جانتا تو یقین کافر ہوا کیونکہ اجماعی حرام کو حلال جانا اور بعضے صاحبوں نے اس محل میں کہا کرتے ہیں کہ نذر مخلوق کی کرنا اور اسکا
لینا حرام ہو تو پھر ایک شخص نے جو چوروں میں پڑ کر غوث الاعظم کی نذر کیا کہ اگر میں اس آفت سے نجات پاؤں تو اس قدر مبلغ غوث الاعظم کی
نذر ہے پھر جب نجات پایا نذر ادا کیا اور غوث الاعظم نے اس نذر کے پیسوں کو قبول کئے اگر بندے کی نذر حرام ہوتی تو غوث الاعظم پر لکھا جاتا
البتہ نہ لیتا اور اسکو ایسے کام سے منع کرتا جواب اسکا یہ ہے کہ حرمت اس نذر کی فقہا کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے اور وہ روایت اخبار احاد سے
ہے اور اجماع دلیل قطعی ہے اور اخبار احاد دلیل ظنی مقابلہ میں قطعی کی بے اعتبار ہے اور جب کسی بات میں احتمال ہووے تو وہ بات قابل سند
کے نہیں رہتی ہے اذا وقع الاحتمال بطل الاستدلال یوں وہ شخص خدا سے عہد کیا ہو گا کہ اگر میں بچوں تو اتنا پیسا تیرے دوست سید عبد القادر کو
پہنچاؤں پھر جب بچا تو نذر ادا کیا اسی واسطے آپ نے بھی قبول فرمائے ہونگے پھر کوئی مسلمان نقل حکایت کو دستاویز کرکے شریعت کے اجماعی مسئلے

کو اتھا نہ دیگا اور برخلاف اسکے قایل نہ ہوگا پھر جو لوگ نقل و حکایت کو سند کرکے اجماعی مسئلے کو اٹھا دیتے ہیں سو بڑی خرابات ہی اللہ کی پناہ
جیسا بعضے مناقب نویسون نے شیخ فرید شکر گنج سے نقل کرتے ہیں کہ انھون نے مریدون سے سجدہ لیا کرتے تھے اگر ایسی نقل و حکایات مقابلے اجماع
کے سند ہوسکتے ہیں تو مخلوق کو سجدہ کرنا جو حرام ہی اجماع سے بھی روا ہوتا ایسی بات تو کوئی مسلمان نہ کہیگا اللہ توفیق دینے والا ہی اور بعضے
گمراہ کرنے والے لوگ اس محل میں فریب دینے کے ارادے سے ایسا کہتے ہیں کہ سچ ہی نذر کرنا مخلوق کی اور جانور چھوڑنا انکی نذر اور تقرب کے ارادے سے حرام
ہی ہم نے مان لیا لیکن ہم جو مرغ کو کاٹ باوا کے نام سے اور گائی کو حضرت بدیع الدین مدار کے نام پر چھوڑا کرتے ہیں سو مقصود ہمارا اس سے یہی ہی کہ
ثواب انکا جو محتاجون کو کھلانے سے ملتا ہی سو ان بزرگون کی روح پہنچانا ہی اور کچھ غرض نہیں اب لکھنے والا کہتا ہی کہ اگر قصد تمھارا اس جانور
چھوڑنے سے ایسا ہی ہو تو پھر مستحق وہ گوشت کھانیکے فقط محتاجان ہی ٹھہرے پھر تم جو آپ کھاتے اور تونگرون کو کھلاتے ہو سو کب روا ہی جیسا یہہ بات
جامع البرکات سے عبد الحق دہلوی کے آگے معلوم ہوویگی جو خیرات کو ثواب پہنچنے واسطے ہو سو اسکا کھانا سوائے محتاجون کے دوسرے کو نہیں ہی
دوسری بات یہہ ہی کہ تم اپنے اس دعوے میں سانچے کب ہوگے کہ جب تمھارے اعتقاد میں اس مرغ اور گائی کو بیچکر مثلا عوضمین اسکے مرغ اور گائی کے
دوسرا مرغ اور گائی کو کاٹ کر محتاجون کو کھلانا روا ہو اگر یہہ بات روا نہو بلکہ انھی جانورون کو کاٹنا لازم ہو تو تم نرے جھوٹے ہو نذر ایسی کو کہتے ہیں
پھر ایسا چھوڑنا روا نہیں ہی یہی کسوٹی ہی تمھارے دعوے کے امتحان کی اور یہہ بھی دیکھو کہ اگر مقصود ان لوگونکا جو جانور کو بزرگ کے نام سے چھوڑا کرتے ہیں
سو نذر اور قربت نہ ہوتی تو اس جانور کی تعظیم اور بزرگی نکیا کرتے اور اسکو پاؤن لگانے سے نہ ڈرا کرتے جب تم تعظیم جانور کی کرنے لگے ہمکو اس سے
بھی معلوم ہو چکا کہ تم اس بزرگ کی خشنودی و نذر کے قصد سے چھوڑتے ہو پھر کھانا اسکا حرام ہی اللہ کی پناہ پھر جو لوگ بزرگونکی نذر کر دیتے ہیں
کھیر کا یا شیرنی فاتیان دلواتے یا سہ منی یا توشہ اصحاب کہف کا یا پوریان من مراد کے یا روٹ رزق کے یا روٹیان بیبی کے یا پاس حضرت بی بی کا
یا کچھڑی رابعہ بصری کی کیا کرتے ہیں سو فقہا کے اقوال کی رو سے اجماعا حرام ہی اور کھانا اسکا روا نہیں ہی اسبات کو اگلے سب فقہا لکھے سو ہو کر حال
کے علما بھی اس کے سیر لکھتے ہو کہ ایک فتوی لکھ کر اس پر مہر اس کے سب علما مہرین بھی کیئے ہیں سو اس فتوے میں لکھا ہوا ہی عبارت اسکی یہہ
ہی اگر کسی گوید کہ این طعام نذر فلان میت است آن طعام حرام است و خوردن آن کسی را روا نہ و اگر شاہی یا مالکیانی بنام بزرگی معین کنند بعد از آن
اگر چہ بسمیہ ذبح کنند حرام است خوردن آن انتہی یعنے اگر کسی نے کہا کہ یہہ کھانا فلانی میت کی نذر کا ہی تو وہ کھانا حرام ہو گیا پھر کھانا اسکا کسی کو
روا نہیں ہی اور اگر بکرا یا مرغا کسی بزرگ کے نذر میں مقرر کیا تو حرام ہی کھانا اسکا اگرچہ اس جانور کو اللہ کے نام سے ذبح بھی کرے باوجود ان
تمام قولون کے اگر پھر کسی نے مخلوق کی نذر کے کھانون اور دوسری ایسی نذر کی چیزون کو حلال جانا تو اسکے کفر میں کسی مسلمان کو شک نہیں ہی
اگر کوئی جاہل کہے کہ عوام جو بزرگون کی نذر کیا کرتے ہیں سو فقہا کے اصطلاح کی معنی سے نہیں ہی بلکہ ہدیہ کی معنی سے ہی جواب اسکا یہہ ہی کہ اتنے
نامدار فقہا جو مذکور ہوئے عوام کے نذر کرنے کو بھی حرام ٹھہرائے ہیں یہہ کسی نے نہیں کہا کہ عوام کی نذر ہمارے اصطلاح کی معنی سے نہیں ہی جو روا ہووے
بلکہ انکی نذر کرنے کو اجماعی حرام لکھے پھر جو جاہل نے محمدیون کی ضد سے عوام کو اندھیر کا دینے اور حلوا پلاؤ چٹ کرنے عوام کی نذر کو حلال کہا آپ
بھی کافر ہوا عوام کو جو اسکے تابع ہیں اس مقدمے میں سو انکو بھی کافر کیا فاضل کا یہی معنی ہی اور عوام جو مردونکی نذر کیا کرتے ہیں سو اسکو امرا کی نذر
پر قیاس کرنا گمراہی ہی کیونکہ امرا کی نذر کو فقہی وجہ سے پہلے ثابت تو کرلو بعد اسکے اسپر قیاس کرو اور جس تقدیر میں کہ امرا کی نذر شرعا جایز ہو تو کہا
جاتا ہی اموات کی نذر میں اور امرا کی نذر میں کئی وجہ سے فرق ہی ایک یہہ ہی کہ نذر بزرگونکی تقرب کے ارادے سے ہوا کرتی ہی جیسا خدا کی نذر
اسی واسطے تغیر و تبدیل اسمین روا نہیں جانتے ہیں جیسا خدا کی نذر میں اور ادا کرنا اسکا لازم مانتے جیسا خدا کی نذر میں پھر بزرگونکی نذر

بعینہ خدا کی نذر کی سی ٹھہری بخلاف نذر امرا اور سلاطین کے کہ اس مین تغیر و تبدیل کو روا مانتے ہین اور ادا کرنا اسکا واجب نہین جانتے بلکہ امرون
کو جو نذر دیا کرتے ہین سو محض اہل دولت مقرر کیئے سو رسم کو ادا کرنے کی طریق سے بجا لاتے ہین اور باز آنا ادا کرنے سے اس نذر کے بعد مقرر کرنے
اسکے روا جانتے ہین دوسری وجہ یہہ ہے کہ اکثر اوقات نذر بزرگون کی معلق رہا کرتی ہے مراد حاصل ہونے پر پھر اسے ادا کرتے ہین بعد از حاصل
ہونے مقصد کے جیسا نذر اللہ مین ہوا کرتا ہے بخلاف نذر سلاطین کے کہ اس مین یہہ کچھہ نہین ہے تیسری وجہ یہہ ہے کہ نذر امیرونکی قایم مقام ہدیہ اور
تحفے کے ہو سکتی ہے اور امیران اسکے مالک ہوتے ہین اور اسمین مالکون سا تصرف کیا کرتے ہین بخلاف نذر مولوی کے کہ انھون نذر کی چیزون کی
نہ مالک ہوتے ہین اور نہ کچھہ اسمین تصرف کیا کرتے ہین اور نہ ایک لقمہ اس کھانے مین سے کھاتے ہین اور نہ ایک گھونٹ شربت کا پیتے ہین اور نہ بیل
پر بوجھا لادتے ہین اور نہ بکری کا کباب بھونکر کھاتے ہین اور نہ روپیون سے تجارت کرتے ہین غرض کسی چیز سے کسی طور کا فائدہ اٹھاتے نہین مگر ان چیزون
کو خدا کے واسطے دیکر اسکا ثواب انکو بخشتے تو انکو ثواب پہنچ سکے انشاء اللہ تعالی اور کس طور سے وہ مالک کسی چیز کے ہوینگے کہ جو چیز سالہا سے دراز سے انکی
ملک تھی سو بمجرد وفات کے انکی ملکیت سے نکل گئی اور وارثونکی ملک مین داخل ہو گئی پھر کس طور سے تازی چیز کی مالک ہو سکینگے اور ہدیہ مین قبول
کرنا مہدی الیہ کا یعنے جسکو ہدیہ دیا چاہتے ہین اور لے لینا اسکا شرط ہے یہہ معنی تو میت مین پائے جاتی نہین پھر یہان ہدیہ کو مراد رکھنا بھی ہو سکتا
نہین بخلاف امرا کے کہ وے تو قبول بھی کرتے ہین اور لے بھی لیتے ہین جب نذر مین امیرون کے اور وفات کیئے ہو بزرگونکی اتنی وجہ سے فرق ہوا پھر ایک کو
دوسرے پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے ہان اگر کسی زندہ بزرگ کو مدد خرچ کے طور پر کچھہ دینے کا ارادہ کرے اور صدقہ اور خیرات دیتا ہون کہنے مین
اپنی فوقیت اور اسکی سبکی نکلتی ہے کر کر اسکی لغوی معنی کو نظر کرتے ہو نذر دیتا ہون کہا تو شاید روا ہو تو ہو وہ بھی اس شرط سے ہے کہ اس دینے سے
اسکے تقرب کا ارادہ نکرے اور اسکو اپنے پر واجب نجانے اور کوئی مقصود بر آنا اس سے منظور نرکھنے اور اس مین تغیر و تبدیل منع نجانے واللہ اعلم
بخلاف سجدہ اور رکوع کے کہ اسکا اطلاق کرنا زبان سے یا لکھنا قلم سے سلام کے عوض مین معنی کی نظر کرتے بھی روا نہین ہے کیونکہ معنی سجدے کی
لغت مین بھی سر کو زمین پر رکھنا ہے اور معنا رکوع کا جھکنا یہہ بھی کسی کے واسطے کرنا روا نہین ہے بخلاف نذر کے کہ معنا اسکا لغت مین وعدہ کرنا
ہے اور وعدہ کرنا تو ہر کسی سے روا ہے پھر نذر کہنا اس چیز کو جو نذر لوگ کو دیا کرتے ہین مجاز کے طریق سے یا لغت کی معنی کے رو سے وہ بھی ان شرایط
کے ساتھہ جو مذکور ہو چکے ہین منع نہ ہوا اب یہان اور ایک بات جانا چاہیئے کہ کسی مراد کے بر آنے واسطے نذر کرنا بزرگونکی اور سمجھنا کہ نذر لیئے تو مراد ہماری
بر لاینگی حقیقت مین مشابہت رکھتی ہے رشوت کے ساتھہ کیونکہ اگر ان کو قدرت اور اختیار ہے مسلمانون کی حاجات بر لانے پر یا آفت انسے ٹالنے پر اپنی قوت
سے ہو یا اللہ پاک جل شانہ سے عرض کرکے ہو تو انپر واجب ہو چکا کہ حاجت مندون کے کام بغیر کچھہ لیئے کے کر دینا یا عرض کرکے کروا دینا بغیر رشوت
لیئے کے پھر رشوت قبول کرنے کی انتظاری کرنا قاضیان رشوت خوار اور حریصان دنیادار کی چال ہے نہ بزرگون کا آئین الراشی والمرتشی کلاہما فی
النار جنے تملکہ۔ تو انکی یہہ چال نتھی اب موئے پر جو مال سے کچھہ احتیاج رکھتے ہی نہین مین یہہ آئین کس لیئے ہونگے سو معلوم نہین حاشاہم اللہ واللہ
اگر انکو اسبات پر قدرت نہین ہے تو رشوت سے بھی کام نہین نکلیگا پھر رشوت قبول کرنے مین کیا حصول اور رشوت تو یہی ہے کہ کسی کچھہ قبول
کرنا اپنا کام بنانے واسطے کہ جس مین اس شخص کو زیادہ مشقت نہو بلکہ دو چار بات مین وہ اسکا کام نکل جاوے پھر اسکو تم رشوت نام رکھو یا نذر حکم رشوت
کا نام بدلانے سے جاتا نہین ہے جیسا شراب کا نام بنت العنب رکھو یا دختر رز یا آب میوہ پر حکم شراب کا جاتا نہین ہے اور اللہ تعالی کی جو نذر ہے سو اسمین یہ
داخل نہین ہے کیونکہ جان اور تن اور مال و دھن ہر چیز خالص ملک اسی کی ہے پھر اسکا مال اسیکے واسطے دینا وہ بھی اسیکی توفیق اور اسکے حکم سے رشوت
نہین ہو سکی بلکہ عبادت ہے واللہ الموفق اگر کوئی کہا کہ مقصود ہمارا فاتحہ سے محض ثواب پہنچانا ہے نذر اور تقرب غیر اللہ کے ساتھہ نہین جواب اسکا یہہ ہے

کہ اگر فاتحہ کرنے سے ثواب پہنچانا تمہارا مقصود ہو تو بزرگ کا نام فاتحہ کے کھانے پر لینے تک اس کھانے کو نہ کھلانا اور اسکو اچھوتا ماننا اور اسکے واسطے دن مقرر
کرنا اور فاتحہ کے کھانیکو تبرک ٹہرانا اور بزرگی اسکی کرنا اور حاجت والی اور حیض والی کو کھانے نہ دینا بلکہ انکی چھاؤں اسپر پڑنے دینا کچھ ضرور نتھا پھر
تم نے سب کام کرنے سے صاف معلوم ہوا کہ قصد تمہارا ایسے کھانوں سے تعظیم بزرگونکی اور تقرب انکے ساتھ ہے کیونکہ خدا کی خشنودی کے واسطے کا
کھانا ایسے قیدوں میں گرفتار نہیں ہوا کرتا ہے اور اسپر بزرگ کا نام لینے کا محتاج نہیں رہتا ہے جو اگر تمہارے آگے بچا سو کھانا کسی محتاج کو نہ دیو تو ثواب
ملتا ہے پھر جسکو چاہو بخش دو اور اصل میں ایسے شرطاں ہندوؤں میں اور روافض میں مروج ہیں اور دین و شریعت میں نہیں سو انسے ملنے
میں جاہل سنیاں بھی ان سے سیکھے ہیں تتمہ جانیو مسلمانو کہ نیاز کرنا اہل قبور کی حکم میں انکی نذر کے ہے کیونکہ عرف میں اس ملک کے نیاز معنی سے
نذر کے مستعمل ہے چنانچہ کہا کرتے ہیں کہ یہہ کھانا فلانے پیر کے نیاز کا ہے جیسا کہا کرتے ہیں فلانے ولی کی نذر کا ہے اگرچہ لغت کے رو سے معنی نیاز کی تحفہ
ہے لیکن لغت پر عرف کو ترجیح ہے شریعت میں جیسا کسی نے وصیت کیا اپنے مال کا تیسرا حصہ سیدوں کو دیو کر کے تو رسول اللہ ہی کے اولاد کو دینا ہے
کیونکہ عرف میں اس ملک کے انہی کا لقب ہو گیا ہے اگرچہ لغت کے رو سے سید معنی سے سردار کے ہے پر اعتبار عرف کو ہے اگر زور زبردستی سے لغت کی معنی کا
اعتبار کرنا چاہے تو بھی ہو سکتا ہی نہیں کیونکہ تحفہ صحیح ہونے واسطے قبول کرنا مہدی الیہ کا شرط ہے جیسا آگے بیان ہو چکا یہاں تو قبول کرنا اس میت کا متحقق
کو پایا نہیں جاتا پھر تحفہ ہونا بھی صحیح نہوا اور اگر بالفرض صحیح ہوا تو میت تو قابل نہ ہوا اسے اٹھانے کی ذات سے اس چیز کے نہ رہی پھر مالک اس چیز کی اسکی
اولاد ہوئی نہ نیاز کرنے والا پھر نیاز کرنے والا جو خود مختار ہے اس نیاز کی چیز کو تقسیم کیا کرتا ہے سو غصب اور ظلم صریح ہے اگر نیاز کرنے والے یہہ کہیں کہ مراد ہماری
نیاز بولنے سے یہہ ہے کہ اس چیز کا جو ثواب ہے اس بزرگ کی روح کی نیاز ہے یعنے انکے واسطے تحفہ ہے ہماری طرف سے جواب اسکا یہہ ہے کہ جیتے ہوں کی اتمام ثواب
کہاں ہے مگر موافق حکم شارع کے نیت صحیح رہے اور بر محل اسکو خرچے تو امید ثواب کی ہے یہاں اگر دعوی صحت نیت کا کریں تو بر محل کہاں خرچتے ہو کیونکہ
ثواب مردے کو پہنچنے کی نیت سے پکانے سو کھانا خرچنے کا محل محتاجاں ہیں نہ امیر لوگوں کو اسے کھانا روا نہیں ہے جیسا عبد الحق دہلوی کے کلام سے
صاف معلوم ہوگا پھر نیاز سے ثواب پہنچانیکا ارادہ کرنا بھی بنتا نہیں پھر یہہ معنی زیر سر کھینی روا ہے تم ہی واللہ الموفق اب یہاں جانا چاہیے کہ جانور جو
اللہ پاک کے غیر کے نام پر چھوڑا کرتے یا ذبح کیا کرتے ہیں سو کئی قسم پر ہوا کرتا ہے ایک تو یہہ ہے کہ غیر اللہ کے نذر کر کر چھوڑنا اور اس چھوڑنے سے غیر اللہ کا تقرب
اور خشنودی کا ارادہ کرنا اور اسی ارادے سے اسکو ذبح کرنا دوسرا یہہ ہے کہ فقط اپنی بڑائی کے ارادے سے ذبح کرنا تیسرا یہہ ہے کہ ذبح کرنے سے جانور کے فقط
تعظیم غیر اللہ کی مقصود رکھنا یہہ تینوں اقسام حرام ہیں اور داخل عموم میں آیہ وما اهل لغير الله کے مگر کسی کے ضیافت واسطے جانور کو چھوڑنا اور
اسکو پالنا اور ذبح کرنا بالیقین روا ہے اور حکم پہلے قسم کا ان تینوں قسموں میں سے یعنے جانور کو ذبح کرنا قصد سے تقرب کے غیر اللہ کے سو تفسیر نیشاپوری
میں ہے قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبيحة وقصد بذبحها التقرب الى غير الله صار مرتدا وذبيحته ذبيحة مرتد یعنے
بولے ہیں عالمان کہ مسلمان جو ذبح کیا ایک جانور کو غیر اللہ کی خشنودی اور تقرب کے ارادے سے تو وہ ذبح کرنے والا مرتد ہوا اور وہ مذبوح ہے مرتد کا اور
اللہ تعالی فرمایا قل ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين لا شريك له یعنے کہہ دے کہ میری نماز اور ذبح کرنا اور جینا اور
مرنا اللہ ہی کے واسطے ہے اور کوئی شریک اسکا نہیں اور فرمایا اللہ صاحب نے فصل لربك وانحر یعنے پھر نماز ادا کر تیرے ہی پروردگار کے واسطے اور ذبح
کر اسی کے تقرب کے واسطے پھر ان آیتوں سے صاف معلوم ہوا کہ غیر کے تقرب کے ارادے سے جانور کو کاٹنا جائز نہیں اور حدیث میں مسلم کے آیا ہے کہ فرمایا علی
مرتضی نے کہ فرمائے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعن الله من ذبح لغير الله لعن الله من اوى محدثا لعن الله من غير منار الارض
لعن الله من لعن والديه یعنے لعنت کیا اللہ تعالی نے اسکو ذبح کیا اللہ کے غیر کے تقرب کے ارادے سے اور لعنت کیا اللہ تعالی نے اسکو جو جگہ دیا بدعتی کو

کو اور لعنت کیا اسکو جو بدلا دیا زمین کی نشانیوں کو اور لعنت کیا اس پر جو لعنت کیا اپنے ماباپ پر یعنے کسی نے لعنت کیا کسی کے ماباپ پر تو وہ لعنت کریگا اسکے
ماباپ پر پھر اسنے سبب پڑا تو وہی آپ لعنت کئے سو لکھا ہوا الغرض غیر اللہ کے تقرب کے ارادے سے ذبح کرنا سبب لعنت کا ہی اور حکم دوسری قسم کا یعنے
جانور کو ذبح کرنا بڑائی کے واسطے سو اس حدیث سے ظاہر ہی جو روایت کیا ابو داود نے اسناد حسن سے نهی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
عن معاقرة الاعراب وهی تفاخرهم فانهم کانوا یتفاخرون بان یعقر کل واحد منهم عددا من ابله فایهما
کان عقره اکثر کان غالبا فکره النبی لحمها لما لا یکون مما اهل به لغیر الله یعنے منع کیا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذبح کرنے سے
عربوں کے جو بڑائی ظاہر کرنیکے ارادے سے کیا کرتے تھے کیونکہ عربوں کی عادت تھی کہ جب باہم بڑائی کیا کرتے تھے تو ذبح کیا کرتے تھے اونٹوں کو پھر جو کوئی
بہت سے اونٹ ذبح کیا سو وہی بڑا ٹھہرا اور غالب ہوا اس پر جو تھوڑے اونٹوں کو ذبح کیا سو مکروہ رکھے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکا گوشت
کھانے کو تا ما اہل لغیر اللہ میں ہو انتہی اور نہایہ میں جزری کے ابن عباس کی حدیث سے ہی لا تاکلوا من معاقرة الاعراب فانی لا آمن
ان یکون مما اهل به لغیر الله یعنے مت کھائیو ان جانوروں کے گوشت میں سے جو بدوؤں نے بڑائی کے قصد سے ذبح کیا کرتے ہیں کیونکہ میں ڈر نہیں
ہوں اس بات سے کہ ہو جاوے ایسے قصد کا جانور ان چیزوں میں سے جو اللہ تعالی کے غیر کے واسطے ذبح کئے گئے ہیں اور روایت میں ابن ابی حاتم کے جارود
ابن ابی سبرہ سے آیا ہی کہ کوفے میں ذبح کئے دو مسلمان عربوں نے اونٹوں کو بڑائی کے قصد سے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسوقت کوفے میں تشریف رکھتے تھے
سو یہ سنکر سوار ہوئے اپنے خچر پر اور باہر آکر آواز بلند فرمائے لا تاکلوا من لحومها فانها اهل لغیر الله یعنے مت کھائیو گوشت ان اونٹوں کا
کیونکہ وے اونٹ ذبح کئے گئے ہیں غیر اللہ کے واسطے کیونکہ قصد انکا ذبح کرنے سے بڑائی تھی اور حافظ دمیری نے حیوۃ الحیوان میں فرزدق کی ذکر میں ذکر کیا ہے کہ
حکایت کیا امام علامہ ابو الفرج اصبہانی وغیرہ نے کہ غالب فرزدق کا باپ قحط کے دنوں میں ایک بڑا پیالہ کھانے سے بھرا ہوا بھیج دیا سحیم بن وثیل ریاحی کے
واسطے جو بڑا تھا اپنے قوم کا پھر اسنے اوندھا کر دیا اس کانسے کو اور مارا اس لانے والے کو اور کہا کیا میں محتاج ہوں غالب کے کھانے کا جو اسنے بھیجا میرے واسطے
غالب ایک اونٹ کو ذبح کیا تو میں بھی ایک اونٹ کو ذبح کرونگا پھر بڑائی شروع ہوئی ان دونوں میں سو ذبح کیا سحیم اپنے لوگوں کے واسطے ایک اونٹ کو اور جب
صبح ہوئی ذبح کیا غالب نے انکے واسطے دو اونٹ کو پھر ذبح کیا سحیم اپنے لوگوں کے واسطے دو اونٹ کو جب تیسرا روز ہوا ذبح کیا غالب نے اپنے قوم کے واسطے تین اونٹ کو
پھر سحیم بھی ذبح کیا اپنے لوگوں کے واسطے تین اونٹ کو جب چوتھا روز ہوا ذبح کیا غالب ایک سو اونٹ کو اور سحیم کنے اسوقت اتنے اونٹ نتھے سو پھر کچھ ذبح
نہیں کیا پر دل ہی میں اسکو چھپا رکھا پھر جب قحط کے دن نکل گئے اور لوگ کوفے کو گئے بنو ریاح سحیم سے کہنے لگے کہ تیرے سبب ہمیں تمام عمر کا ننگ لگا کاشکے تو
ذبح کیا ہوتا اسقدر اونٹوں کو جو غالب نے کیا تھا ہم سب ملکر تجھکو ایک اونٹ کی جاگہ دو اونٹ دیتے پھر سحیم نے عذر کیا اور کہا کہ اسوقت میرے نزدیک
اونٹ نتھے بعد اسکے تین سو اونٹ ذبح کیا اور لوگ سے کہا جسکا جی چاہے لے لیوے یہ معاملہ خلافت میں علی مرتضی کے تھا سو فتوی چاہا کسی نے ان کے
حلال ہونیکا علی مرتضی سے تو امیر المومنین نے حکم فرمائے ان کے حرام ہونیکا اور فرمائے یہ اونٹ کھانے کے واسطے ذبح نہیں کئے گئے اور مقصود انکے ذبح سے
نہیں تھا مگر بڑائی پھر پھینکے گیا گوشت انکا کوفے کے گھور پر سو کھائے گوشت کو انکے کتے اور عقاب اور گدھ اور عبارت حیوۃ الحیوان کی یہ ہے
حکى الامام العلامة ابو الفرج الاصبهانی وغیره ان الفرزدق الشاعر اسمه همام بن غالب کان ابوه غالب رئیس قومه
وجه جفنة من الطعام ایام المجاعة ای القحط الی سحیم الریاحی رئیس قومه فلما وصلت الجفنة الی سحیم کفاها وضرب
الذی اتی بها وقال انا مفتقر الی طعام غالب اذا نحر هو ناقة نحرت انا اخری فوقعت المعاقرة بینهما وعقر سحیم لاهله
ناقة فلما کان من الغد عقر لهم غالب ناقتین فعقر سحیم لاهله ناقتین فلما کان الیوم الثالث عقر غالب لاهله ثلثا

فعقر سحیم لاهله ثلثا فلما كان اليوم الرابع عقر غالب لاهله ناقة فلم يكن عند سحيم هذا العدد فلم يعقر شيئا واسرها في نفسه فلما انقضت المجاعة
ودخل الناس الكوفة قال بنو رياح لسحيم جررت علينا عار الدهر هلا نحرت مثل ما نحر غالب وكنا نعطيك مكان
كل ناقة ناقتين فاعتذر بان ابله كانت غائبة ثم عقر لهم ثلثمائة ناقة وقال للناس شانكم والاكل وكان ذلك في
خلافة علي رضي الله عنه فاستغني في حل الاكل منها فقضى بحرمتها وقال هذه ذبحت لغير ماكلة ولم يكن المقصود
منها الا المفاخرة والمباهات فالقيت لحومها على كناسة الكوفة فاكلتها الكلاب والعقاب والرخم انتهى اب بیان
جاننا چاہئے کہ باب مدینہ علم و مولی اقضاکم علی جب نے فتوی دیئے ہون حرمت پر ایسے گوشت کے اور فرمایا لوگون سے کہ گوشت انکا تم پر حلال ہے کیونکہ اگر
تمکو دیا جاوے تو تم اس گوشت کے مالک ہو چکے مین اور تم تو کچھ برائی کا ارادہ نہین کئے انھونے برائی کا ارادہ کئے تھے تو ان کا ارادہ تم کو ضرر نہین
دیتا پھر تم کھاؤ سو اب دوسرا کوئی اگر فتوی دیوے کہ ایسا کرنا روا تو نہین پر دوسرون کو کھانا اسکا منع بھی نہین تو فتوی اسکا حضرت علی کے
فتوے کے خلاف ہونے سے مردود ہے پھر زعم کرنا جاہلان عالم نما کا کہ مراد اہل بہ لغیر اللہ سے مخصوص ذبح کرنا ہے غیر اللہ کے نام سے سو باطل ہوا اسی
فتوے سے حضرت علی کے کیونکہ اس صورت مین غیر اللہ کے نام سے تو ذبح نہین کئے بلکہ اللہ پاک کے نام پر ذبح کئے لیکن جب مقصود انکا اس ذبح سے برائی
تھی تو اہل لغیر اللہ مین داخل ہوا جیسا ابو داؤد کی حدیث سے صاف معلوم ہو چکا اور ہر چند ہمارے زمانے کے بیوقوف کا تبا وا وغیرہ کے نام پر چھوڑے
ہوے جانور کو اسلام کی عادت موافق اللہ کے نام سے ذبح کیا کرتے ہین مگر آگے ذبح کرنیکے اس جانور کو کسی میت کے نام پر چھوڑنے سے تقرب بغیر خدا اور خشنودی
اللہ کے غیر کی مقصود رہتی ہے اس لئے اللہ کے نام سے ذبح کئے تو بھی حلال نہوگا اسی بات طرف اشارہ ہے حدیث مین امام احمد کے لعن اللہ من ذبح لغیر
اللہ یعنے لعنت کیا اللہ پاک نے اسپر جو ذبح کیا غیر اللہ کی تقرب اور خشنودی کے ارادے سے مگر جب بے قصد ایسے باز اگر ذبح کیا تو حلال ہوگا اور حکم تیسرے قسم کا یعنے
ذبح کرنا جانور کو غیر اللہ کی تعظیم کے ارادے سے صاف ہے فقہ کی کتابون مین جیسا در المختار مین لکھا ہے ذبح لقدوم الامیر ونحوه کواحد من
العظماء حیا کان او میتا یحرم لانه مما اهل به لغیر الله ولو ذکر اسم الله تعالی علیه یعنے ذبح کیا آنے سے امیر کے یا اور کسی بڑے مرتبے والے
کے تو حرام ہے کھانا اسکا کیونکہ یہہ جانور جو ایسے قصد سے ذبح کیا گیا ما اہل بہ لغیر اللہ ہے اگرچہ ذبح کیا گیا ہو نام سے اللہ پاک کے اور منح الغفار مین ہے لو ذبح
لقدوم الامیر او القدوم واحد من العظماء لا یحل اکله وان ذکر اسم الله تعالی علیه لانه ذبح لتعظیم غیر الله ولهذا
لا یضعه بین یدیه بخلاف الذبح للضیف فانه یقدمه بین یدیه وهو الفارق یعنے اگر ذبح کیا بقصد تعظیم آنے سے امیر کے یا اور
کسی بڑے مرتبے والے کے تو حلال نہین کھانا اس جانور کا کیونکہ اسکو ذبح کیا غیر اللہ کی تعظیم کے قصد سے اس لئے اس جانور کو اسکے آگے نہین رکھتا اور اسکو خرچ
مین نہین لاتا بخلاف اس جانور کے جو ذبح کیا ہے مہمان کے واسطے سو کھانا اسکا حلال ہے کیونکہ اسکو مہمان کے آگے رکھتا ہے اور اسکو خرچ مین لاتا ہے اور یہی
بات فرق کرنے والی ہے اس جانور کے حرام ہونے مین اور دوسرے جانور کے حلال ہونے مین کیونکہ اسمین ذبح کرنے سے تعظیم اسکی مقصود ہے اور اس مین کھلانا
منظور اب بیان لکھنے والا کہتا ہے جب اسد علی خان کرپے کا صوبہ ہو کر آیا تھا معمول تھا جس گھڑے کو جاتا تو وہان کے لوگ لے استقبال واسطے آتے اور بعد
اسکے جانورون کو ذبح کرتے اور وہین انکو ڈال دیکر چلے جاتے تھے اور قنیہ مین لکھا ہے کہ غیر اللہ کی تعظیم کے قصد سے ذبح کرنے والا کافر ہوتا ہے اگرچہ اللہ کے
نام سے ذبح کیا ہو بعد اسکے کہا خاص لوگ اس بات سے غافل نہین پھر عوام کو کیا پوچھنا اور اشباہ والنظائر مین ہے لو ذبح لقدوم الامیر او واحد
من العظماء یحرم وان ذکر اسم الله تعالی علیه لانه مما اهل به لغیر الله یعنے ذبح کیا بقصد تعظیم آنے سے کسی امیر کے یا کسی بڑے مرتبے والے
کے تو حرام ہے کھانا اسکا اگرچہ ذبح کیا ہو نام سے اللہ پاک جل شانہ کے کیونکہ وہ جانور مما اهل به لغیر الله ہوا یعنی ان چیزون سے ہوا جو ذبح کئے

بنا میں غیر اللہ کی قربت اور تعظیم کے واسطے اور مولوی اسمٰعیل نے بھی اسی پر یوں صفحے میں لکھا ہے سو عبارت اسکی یہ ہے اما ہر کہ تعظیم آن بزرگان بذبح آن
حیوان قصد کند یا دفع حاجت خود از ایشان باین فعل بخواہد مشرک گردد یعنے جو کوئی ذبح کرنے سے جانور کے کسی بزرگ کی تعظیم کا ارادہ کرے
یا اُس کام سے حاجت بر لانا اس بزرگ سے مقصود رکھے تو مشرک ہوتا ہے انتہی حاصل ان تمام تحریرات کا یہ ہے کہ حرام ہے ذبح کرنا جانور کو بندوں کی
نذر کر کے یا قصد سے برائی کے یا ارادے سے تعظیم اور تقرب غیر خدا کے بلکہ یہہ کفر بھی ہے جیسا قنیہ سے معلوم ہو چکا اگرچہ ذبح کیا ہو ان صورتوں میں اللہ
پاک کے نام سے ہی وجہ یہ ہے کہ ایسے ذبح کئے گئے داخل ہیں ما اھل بہ لغیر اللہ میں باطل ہے دعویٰ کرنا اس بات کا کہ مراد ما اہل سے مخصوص وہ جانور ہے
ہے جو ذبح کیا جاتا ہے غیر اللہ ہی کے نام سے جیسا کہ خاص کیا ہے ایک شخص نے اپنی کتاب میں برخلاف ہی خاتم المحدثین والمفسرین مولانا شاہ عبد العزیز
دہلوی کا ما اہل کو اس ذبح سے جو غیر اللہ کے نام پر ہی ذبح کیا جاتا ہے اور غیر اللہ کی تعظیم واسطے ذبح کرنا یا ذبح کروانا ایک ہی حکم رکھتا ہے جیسا قربانی
کو اپنے آپ ذبح کرنا اور کسی کے ہاتھ سے ذبح کروانا ایک ہی حکم رکھتا ہے کیونکہ وہ ذبح کروانے والا اصل ہے اور اسکے حکم سے ذبح کرنے والا فرع ہے
جو اصل کا ہے سو وہی حکم فرع کا ہے اب یہاں جاننا چاہئے کہ جب ان اقسام کا ذبح حرام ہوا پھر جو بکرے کا منت میں کسی بزرگ کے قبر کے لیجا کر کرواتے ہیں
اور وہ جو بکروں کو بھی کاٹتے ہیں پھر یہہ بھی حرام ہے کیونکہ اس سے صاف انکا مقصود تقرب اور خشنودی اس بزرگ کی ہی ہوتا ہے ورنہ نہیں تو وہاں لیجا کر بسر
منت ہوانے اور ذبح کرنے میں کیا فائدہ ہے پھر وقت ذبح کرنے کے موافق عادت کے اللہ کا نام لیا تو کیا فائدہ جب تک قصد منت کی تقرب اور خشنودی کا
اور ارادہ برکت کا جو اس کام سے کیا تھا دل سے نہ نکالے وہ جانور حلال ہوتا نہیں جیسا کسی نے حشر کا انکار کیا پھر بعد اسکے عادت کی موافق ہرچند کلمہ طیبہ
پڑھا پر مسلمان نہوگا جب تک اس خاص انکار سے توبہ نکرے جیسا ابن حجر مکی نے قواطع الاسلام میں حنفیہ علما سے نقل کیا اور کہا من اتی بلفظ الکفر
حبط عملہ ویقع الفرقۃ بین الزوجین ویجدد النکاح برضی الزوجۃ ان کان الکفر من الزوج وان کان من الزوجۃ تجبر علی
النکاح وھذا بعد تجدید الایمان والتبری من لفظ الکفر حتی من اتی بالشہادۃ عادۃ ولم یرجع عما قال لم یرتفع الکفر
ویکون وطیہ زنا وولدہ ولد زنا یعنے جو کوئی لفظ ایسا کہے جس سے کفر ہوتا ہے باطل ہونگے اسکے نیک کام اور جدائی پڑجایگی عورت اور مرد میں اور تازہ
نکاح باندھنا ضرور ہوگا عورت کی رضامندی سے اگر کفر مرد کی طرف سے ہو اگر کفر عورت کی طرف سے ہو تو جبر کیا جاتا عورت پر پھر نکاح کرنے پر اسی مرد کو اور
یہہ بات بعد اسکے ہے کہ ایمان نئے سر سے لاوے اور بیزار ہووے اس کفر سے کہ جس کے سبب سے کافر ہوا تھا پھر اگر کسی نے بغیر توبہ کرنے کے اس کفر کلمہ سے کہ جسکے
کے سبب سے کافر ہوا تھا کلمہ شہادت کا عادت کے موافق پڑھا تو اس کفر کلمہ سے پھرا نہیں اور کفر اس سے اٹھنے کا نہیں اور وطی کرنا اسکا زنا ہے اور اولاد
اسکی اولاد زنا کی ہے اللہ کی پناہ اور ایک مقام میں ہی اسی کتاب کے لا یکفی مجرد لفظ الشہادۃ بل لا بد معہ من التبری مما کفر بہ ثم قال
وکثیرا ما یغفل عنہا ویظن ان من وقع فی مکفر یرتفع حکمہ بمجرد تلفظہ بالشہادتین ولیس کذلک بل لا بد مما ذکر
یعنے کفایت نہیں کرتا ہے فقط کلمہ شہادت پڑھنا بلکہ اسکے ساتھ ضروری ہے بیزاری اس چیز سے کہ جس کے سبب سے کفر میں پڑا تھا اور بہت لوگ
اس بات سے غافل ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ جو کوئی کفر میں پڑا اور پھر کلمہ شہادتین پڑا تو مسلمان ہو جاتا ہے اور بات تو ایسی نہیں ہے بلکہ اسکے ساتھ
ضروری بیزاری اس چیز سے کہ جس کے سبب سے کافر ہوا تھا اسیطرح فقط اللہ کا نام لیکر ذبح کرنے سے جانور حلال نہیں ہوتا ہے جب تک دور نکرے دل
سے اس ارادے کو کہ جسکے سبب سے یہہ جانور حرام ہو گیا تھا یہہ بات بھی ذبح کرنے کے آگے ہے بعد اسکے بے فائدہ اور بحر میں جو حنفی فقہ ہے لکھا ہے کہ حاصل
اسکا یہہ ہے ان الرجل والمرأۃ ذبح طیرا او شاۃ عند قبر ولی او شہید او غیرہما او وقت وضع جذوع النخل علی الجدار او
وقت عمارۃ قریۃ یصیر المذبوح میتۃ والذابح کافرا وھکذا فی المحیط یعنے جو مرد یا عورت ذبح کرے پرندے کو یا بکرے کو کسی ولی

یا شہید کی قبر یا پیر یا اور کسی کی قبر یا پیر یا مات دیوا پر رکھنے کے وقت یا کھوا لیا نیکے وقت تو وہ ذبح کیا گیا سو جانور مردار ہو یا ہی اور ذبح کرنے والا
کافر نعوذ باللہ منہا پس ڈر یو ضد اشتعال سے اہل ہند کے لوگ جو ایسے کام کی عادت پیدا کئے ہو اگر کسی نے کہا کہ مراد ہماری نذر کے لفظ سے کوئی
چیز کو لازم کر لینا تقرب کی راہ سے نہیں ہے بلکہ ہدیہ مراد ہے یعنے ثواب پہنچانا میت کی روح کو اس گوشت سے مقصود ہے ہم جواب میں کہتے ہیں
جزاکم اللہ مراد تمہاری یہی ہے تو جو جانور کو کہ کات باوا کے نام پر ملا چھوڑا کرتے ہو دوسرے کام میں لانا جیسا ضیافتوں میں خرچنا یا کسی کو بخش دینا
یا بیچنا اور اسکے عوض میں کوئی اور جانور کا تنا تمہارے اعتقاد میں روا ہے یا نہیں جیسا اعتقاد میں ہدیہ بھیجنے والوں کے ہے اگر روا ہے تو تم بڑے سچے
ہیں جانور چھوڑنا تم کو منع نہیں لیکن جب ثواب پہنچانے واسطے ہو اٹھانا اسکا سوا فقیر کے منع ہے کیونکہ مستحق صدقات کے وہی ہیں اور اگر تمہارے
اعتقاد میں اس جانور کو اور کام میں لانا روا نہ ہو تو پھر تم بڑے جھوٹے ہو اللہ فضل کرے یہی تو منع ہے اور سوائے اسکے یہہ بات ہے کہ اگر تم تقرب کا ارادہ
نہیں رکھتے ہو تو تھوڑے مخصوص بزرگوں واسطے جیسا کات باوا اور بدیع الدین مدار جانور کو چھوڑنے کا سبب اور دوسرے بزرگوں واسطے
نچھوڑنے کا کیا وجہ اس تخصیص سے بھی گمان تقرب کا غیر اللہ کے آتا ہے پھر بدگمانی میں ڈالنے کی چیزوں سے پرہیز کرنا بھی واجب ہے جیسا حدیث میں
آیا ہے ایاکم و مواضع التہم اور تھوڑے سو آپ ایسا کیا کرتے ہیں کہ تمہارے کہنے سے معلوم ہوا کہ نذر کرنا غیر اللہ کی اور جانور چھوڑنا غیر اللہ کے نام سے
روا نہیں ہے لیکن کیا کہتے ہو اسبات میں کہ ایک شخص نے بدر شہید کی نذر قبول کر کر ادا نہیں کیا پھر اسکی کھیتی جل گئی اور ایک شخص نے کات باوا کے نام
پر مرغ چھوڑا تھا سو بے فاتحہ ان کے کات کر کھا گیا پھر اسکی کشتی ڈوب گئی اور ایک شخص نے بابا حمید کی قبر پر غلاف دینے کی منت کر کر ادا نہیں کیا سو
آنکھ اسکی پھوٹ گئی کسی بیوپار نے قادر علی سے نذر کر کے ادا نہیں کیا سو جہاز اسکا ڈوب گیا پھر اگر نذر بزرگوں کی وانہوتی تو ایسے سزائیاں کاہکو
دیا کرتے جواب اسکا یہہ ہے کہ وے بزرگان ایک پیسے کی شکر یا ایک مرغ کے لئے یا ایک بکرے کی طمع سے یا پانچ ہاتھ کے کپڑے واسطے یا دس پانچ فلوس کے واسطے
لوگ کو ایذا پہنچائے کسی کی کھیتی جلائے اور کسیکی آنکھ پھوڑے اور کسیکی کشتی ڈبو دے اصلا بندگان خدا اور امت رسول اللہ پر رحم نکئے حالانکہ آپ
اُن چیزوں کے ساتھ کچھ احتیاج نہیں رکھتے ہیں پھر یا اپنی اسقدر زبردستی اور بے رحمی اتنے ذرے کام واسطے کرنا بڑا ظلم ہے قزاقان اور رہزنوں کو تماشا بہ
کہ اتنی ذری چیز واسطے کسی کو اتنی بڑی ایذا دیتے نہیں اگرچہ بہت زر واسطے لوٹتے ہیں وہ بھی قابو پائے تو نہیں تو نہیں تو بزرگان اتنی ذری
چیز واسطے رات ہو یا دن جنگل میں ہو یا شہر میں اتنی بڑی ایذا دیا کرتے ہیں معاذ اللہ اللہ کے مقبولوں کا یہہ آئین نہیں ہے بلکہ یہہ صفت جنوں اور زہرسوں کی
ہے کہ جن اور زہرسوں پرستوں سے سنا گیا ہے کہ اگر کسی نے اُن سے کچھ منت کر کر ادا نہیں کیا تو اسکے جان و مال کا خسارہ کئے ہیں جیسا تفسیر میں سورہ جن کا شاہ
عبدالعزیز دہلوی نے لکھا سو عبارت اسکی یہہ ہے و جماعہ دیگر کہ سخت طماع اند در برآوردن مطالب سائلین ہر چیز رشوتے از ہر جنس بز و گوسفند و
خروس و ماکیان و جامہ و نقد و پکوان و گل و تنبول و نغمہ و رقص و مدح خوانی خود و غیر ذلک شرط میکنانند اگر آدمیان در ادائے آن شرط قصور
میکنند بسبب قوت وہم و خیال خود کہ در کمال تاثیر دارند با آدمیان ضرر بدنی یا مالی میرسانند یعنے اور ایک گروہ جنوں کی جو سخت طمع رکھنے والی ہے
ہر مقصود کے بر لانے اور ہر چیز کے پہنچانے پر ایک رشوت جنس سے بکرے اور مرغ اور کپڑے اور نقد اور پکوان اور پھول اور پان اور راگ و باج اور
تو تعریف اپنی کرنے اور سوائے اسکے اور چیزوں کی شرط کر لیتے ہیں اور اگر آدمیان اسکے ادا کرنے میں قصوری کریں تو وہم و خیال کے قوت کے سبب سے
جو کمال تاثیر میں رکھتے ہیں آدمیوں کو مال کا ضرر یا بدن کا ضرر پہنچاتے ہیں معاذ اللہ ولیوں سے ایسے کام ہونا محال ہے کیونکہ اُنھوں اللہ پاک جل شانہ
کی رحمت کے مظہر پڑے ہیں اور آئین انکا یہہ ہے کہ اپنے نفس واسطے کسی پر غصہ نہیں کرتے بلکہ خدا کی نافرمانی میں غضبناک ہو جاتے ہیں سو وہ بھی اس
دنیا میں ہے نہ اُس عالم برزخ میں کیونکہ ہزاروں لوگ ان کے زیارت کو جایا کرتے ہیں اور اقسام کے بدکاماں کیا کرتے ہیں شراب پیتے زنا کرتے

جو کھیلے سکھیو للہ ایک شخص کا انہیں سے ناخن نہ توڑے اور پاؤں میں انکے خار نہ چبا اور مرا نگاڑ کھائے بلکہ اسلام کی شکست اور کفار کا غلبہ دیکھکر بھو
انجان ہو گئے ہیں حمیت اسلامی اور غیرت محمدیت سے کسی کافر کو ایک ہول بھی نہ لگائے اور کسی مشرک کا دانت نہ توڑے پھر ایک قلم واسطے یا ایک
جبہ کی شکر یا کھانے کے ایک نوالہ واسطے غریب مسلمان کا گھر تلف کر دینا یا کسی کی آنکھہ پھوڑ ڈالنا یا کسی کا جہاز ڈبا دینا یا کسی کے بچے کا جی لینا یا کسی کو بیمار
کرنا اور اسمیں کچھہ سرور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خاطر نکرنا معاذ اللہ یہہ سراسر غلط ہے خدا کے مقربوں کا لائق نہیں بلکہ بے دین لالچی حرصی کا کام ہے اگر
کوئی مناقب نویس کسی بزرگ کی منقبت میں ایسا لکھہ دیا ہو تو ہو سکو باور نکیا چاہئے کیونکہ انکی شان اور بزرگی کے لایق نہیں سو بات انکے حق میں لکھا
شاید مجاوروں کے کہنے پڑھنے لکھنے والا اپنے سادہ مزاجی سے اعتماد کیا ہوگا کیونکہ مجاوران بڑے لالچی حرصی ہوا کرتے ہیں اسی واسطے ملا دو پیازہ نے کہے میں
المجاور مگس بے حیا پیٹ پالنے واسطے ایسی ہوائیں تراش کرتے ہیں تا جاہلان اور عوام دہشت کریں نذر کے ادا کرنے سے نذر کئے پر نہیں کئے تو کون سے
راویان عدول سے یہہ روایت معنعن مسلسل ثابت ہو گئی ہے جو اتنے دلایل عقلی اور نقلی کے برخلاف پڑتے ہوئے اسکو مان لینا ضرور ہوئے واللہ توفیق دینے والا
ہے اور بعض بلکہ ایسا اتفاق کسی کو ہوا ہی تو اس وقت سے ہوا ہوگا کہ دنیا آزمایش کی جگہہ ہے نذر ادا کرنے والوں کو بھی ایسے تعلق ہوا کرتے ہیں جیسا
کسی کا بیمار اور کسیکی تجارت میں ٹوٹا آگیا یا کسی کا بیل گم ہوا اور کسی کی عورت بیمار پڑی اور کسیکی آنکھہ پھوٹی اور کسی کے دانت ٹوٹے بس نذر شکنوں کو نہیں سمجھ
کر کہیں یہہ تمام مخلوق کی نذر ادا کرنے کی سزا ہے اور یہہ عاصی انصاف کی بات کہتا ہے کہ یہہ دونوں دعوے غلط ہیں اور حق یہہ ہے کہ دنیا گھر ہے آزمایش کا جیسا اللہ
پاک نے فرمایا لنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الایہ یعنے البتہ آزمایش
کرتے ہیں ہم تمہارے کچھہ ڈر سے اور قحط سے اور ٹوٹے سے مالوں کے اور جانوں کے اور پھلوں کے اور خوشخبری دیجئے صبر کرنے والوں کو پھر جسکو جو آفت
پہنچے محض تقدیری سے سمجھے اور اسکے واسطے کوئی سبب خلاف شریعت کے نہ ٹھہراوے اور آگے معلوم بھی ہو چکا ہے کہ ایک عہد شکنی میں کسی مسلمان کا جان
لینا یا آنکھہ اسکی پھوڑنا یا گھر اسکا جلا دینا کام خدا کے دوستوں کا نہیں ہے حاشا ثم حاشا بلکہ یہہ کام نرسوؤں کا ہے اگر کوئی کہے کہ فلانے بزرگ کے احوال
میں فلانے مولوی یا مشایخ یا شاعر نے لکھا ہے کہ ایک تاجر کسی بلا میں پھنسا تھا سو اس بزرگ کی نذر کیا کہ اگر اس بلا سے نجات ہو تو اتنے روپے اسکی
نذر ہے پھر اس بلا سے نجات پایا اور اس بزرگ کی نذر لا کر اس بزرگ کی جناب میں پہنچا دیا سو وہ بزرگ اسکو لے لئے پھر اگر نذر کرنا مخلوق کی روا نہوتا
تو وہ بزرگ اللہ کا ولی تھا ہرگز نہ لیتا جواب اسکا پہلا یہہ ہے کہ وہ روایت اُن مولوی وغیرہ کی کتاب میں یا ملحقات سے ہے یعنے کسی نے لگا دیا ہے مفسدوں
نے ایسی کام کیا کرتے ہیں کسی نے تاریخ طبری میں بڑا دیا کسی نے فصوص اور فتوحات میں لگا دیا کسی نے چند ابیات مثنوی میں مولانا روم کے لکھہ دیا یہہ
روایت بھی اسی قبیل سے ہو تو عجب نہیں اگر حقیقت میں انہی عالم وغیرہ لکھے ہوں تو اجماع کے برخلاف پڑنے کے سبب سے وہ روایت قابل اعتبار کے نہیں
رہی کیونکہ آگے یہی معلوم ہو چکا کہ نذر مخلوق کی کرنا اجماع کے رو سے حرام ہے پھر کتنے بڑے مولوی یا مشایخ کی بات ہو اجماع کے خلاف پڑے تو دین داروں
کنے بے اعتبار ہے اور ایک مولوی ٹھوکر کھایا تو بعد اسکے کتنے لوگ اسکے اعتماد پر ٹھوکریں کھایا کرتے ہیں جیسا ہدایہ والا جو بڑا حنفی فقیہہ ہے سو ہدایہ
میں لکھتا ہے کہ امام مالک کنے متعہ کرنا حلال ہے حالانکہ چاروں اماموں کنے بالاتفاق متعہ حرام ہے پھر ہدایہ کے اعتبار پر عینی اور نسفی بھی اپنی کتابوں میں لکھہ دئے ہیں
کہ متعہ کرنا امام مالک کنے جایز ہے اگر کسی بے وقوف نے ہدایہ والے کا قول اور عینی اور نسفی کے قول کو سند کرکے امام مالک کنے متعہ کرنا جایز ہے بقول آپ بھی امام کے اسکے
سے متعہ کیا کرے تو دینداروں کنے رسوا ہوگا اور نذر کی حکایت کو بھی ایسا ہی سمجھنا ہے دوسرا یہہ کہ شاید اس بزرگ کو بڑے قرینوں سے یا اللہ پاک
کشف کر دینے سے معلوم ہوا ہوگا کہ یہہ نذر کیا سو اپنا تقرب منظور رکھکر نہیں کیا ہے بلکہ ہدیہ کے ارادے سے لایا ہے اور مجاز الفظ نذر کا اسپر اطلاق کیا کیونکہ
جو نذر کہ بندے کی تقرب کے ارادے سے ہو اجماع کے رو سے روا نہیں پھر وہ بزرگ ایسی چیز کو ہرگز قبول نکرینگے کیونکہ اولیا بھی اجماع کے تابع رہتے ہیں پھر خلاف

اجماع کے کبھو اُنسے نہو گا اور جو کہا کرتے ہین کہ نذر انبیا اولیا کی کرنا کیا مضایقہ ہی کہ نذر انکی نذر خدا کی ہی کیونکہ نذر غلامونکی اور تعظیم انکی حقیقت مین صاحب
ہی کی ہی سبحان اللہ کیا نادر بات ہی کہ جو کام صاحب نے اپنے ہی واسطے خاص کر لیا ہو اس کام کو اسکے تھوڑے بندے دوسرے بندون کے ساتھ بے حکم اور بے
مرضی ان خاص بندون کے کرنا گویا صاحب کی ہتک کرنا ہی اگر اسکی حکم سے ہو تو مضایقہ نہین اس حکم کی سند کدھر ہی سو بتلانا نہین تو دعوی نکھلا
جھوٹھہ ہی اللہ کی پناہ اور حرام ہی کھانا اس جانور کا جو کافرون نے بتون کے یا بزرگون کے نام پر چھوڑا کرتے ہین جیسا منتقی کی شرح مین کہا البقر

الذی ینذرہ الکافرون باسم الاباء والاجداد حرام لان فیہ حرمتین احدھما انہ ملک الغیر والثانی ما یطعم الکافرون

باسم الاباء والاجداد فہو حرام ولا یجوز للمسلم ان یاکل منہ فکذا البقر لانہم ینذرون باسم المیت حاصل معنی کا یہہ
ہی کہ کفار جو اپنے باپ دادے کے نام بچھیل کو نذر کرتے ہین سو کھانا اسکا حرام ہی کیونکہ اسمین دو حرمت جمع ہوئی ہین ایک تو یہہ ہی کہ وہ ملک ہی غیر کی
دوسرا یہہ ہی کہ کافرون نے جو کھانا اپنے بزرگون کے نام پر کھلایا کرتے ہین سو حرام ہی پھر مسلمان کو کھانا اس کھانے کا جایز نہین ہی سو اسطرح اس
بیل کو بھی کھانا جایز نہین ہی کیونکہ اس بیل کو مردون کے نام سے نذر ٹھہراتے ہین ہان جب لیا جاوے غنیمت مین مسلمانون کے داخل ہو جاوے
اور ملکیت سے کافرون کی ہمارے غلبہ کے سبب سے باہر ہو جاوے اُسوقت یہہ عارضی زایل ہو جاتی ہی جیسا حلال ہو جاتا ہی وطی کرنا انکی عورتونکی سو جو
اُن عورتونکا مالک ہوا سو مسلمان کو بعد زایل ہونے انکی ملکیت اور علاقے کے بسبب غلبہ اہل اسلام کی مسلمان اگر ذمی کافرون کے نام پر چھوڑا ہوا
کو کسی بزرگ کے ذبح کر کر کھایا ہو تو اُس پر الزام نہین ہی کتنے وجہ سے ایک تو یہہ ہی اُسوقت ان پر حالت مخمصہ کی ہو گی یا اس کافر کا حربی ہونا اُن پر
کئے ثابت ہوا ہو گا یا اور کوئی وجہ رکھتا ہو گا نہین تو وہ بزرگ لمان سے ہوا جو اسکے فعل کو شریعت کے قانون کو رد کرنے پر سند لاتے ہو اللہ توفیق دیوے اگر کسی
نے کہا ان سب تحریرات سے معلوم ہوا کہ نذر کرنا مخلوق کی پیر ہو یا پیغمبر ہو ولی ہو یا شہید نا روا ہی لیکن اگر اس طور سے ہم خدا کی نذر کرین کہ اگر حاجت
ہماری خدا بر لاوے تو فلانے ولی کی درگاہ کو اتنے روپے بھیجینگے یا فلانے ولی کے نام پر دینگے ایسی نذر کرنا بھی روا ہی یا نہین جواب ایسی نذر کرنا بھی درست
نہین ہی کیونکہ خدا کی نذر مین شرط ہی کہ نذر کئے سو چیز عبادت کی قسم سے ہو نا اور فلانے ولی کی درگاہ کو بھیجنا کچھ قسم عبادت سے نہین ہی مگر اس طور سے
کہے کہ اگر حاجت میری خدا بر لاوے تو فلانے ولی کی مزار کے خادمون کو اسقدر کھانا کھلاونگا تو نذر صحیح ہی اور ادا کرنا اسکا لازم لیکن مستحق اسکے فقط وہ

خادم ہین جو فقیر ہین اور ان مین کے مالدارون کو دینا روا نہین اور عالمگیری مین لکھا ہی لیس لصاحب النذر ان یاکل منہ شیئا ولا ان یطعم غیرہ

من الاغنیاء سواء کان الناذر غنیا او فقیرا لان سبیلہا التصدق ولیس للمتصدق ان یاکل صدقتہ ولا ان یطعم الاغنیاء
کذا فی التبیین یعنے جایز نہین نذر کرنے والے کو کہ کھاوے اُسمین سے کچھ اور نہ کھلاوے کسی غنی کو خواہ وہ نذر کرنے والا تونگر ہو یا فقیر کیونکہ بابت اسکی
صدقہ کی بابت ہی اور حال یہہ ہی کہ صدقہ دیا سو شخص کو اپنا صدقہ کھانا جایز نہین اور نہ تونگرون کو کھلانا اسیطرح ہی تبیین مین اور یہہ جاننا چاہئے
کہ جہان کے فقیرون کو کھلانا یا دینا کہ نذر کیا ہی سو مخصوص ہین کہ فقیرون کو کھلانا یا دینا بھی لازم نہین کہین کے بھی فقیرون کو کھلاوے یا دیوے
تو نذر ادا ہوتی ہی یہہ نذر کرنے والا جو وہان کے فقیرون کو اپنی نیت مین ٹھہرالیا سو لغو ہو جاتا ہی سبب یہہ کہ فقیر سب برابر ہین جیسا کسی نے حیدرآباد
کی مکہ مسجد مین دو رکعت نماز پڑھونگا کر نذر کیا ہو اور کات کی مسجد مین ادا کیا تو روا ہی اور نذر ادا ہوتی ہی تتمہ یہان جاننا چاہئے کہ ہندوانو نیز
سے نذر بزرگونکی کرنے مین خبط اور بے تمیزی ہو گئی ہین چنانچہ ایک بے وقوف عورت اپنے بیٹے کو بیٹیاں کی بیماری پیدا ہونے مین منت کئی تھی کہ اس بیماری
سے اسکو شفا ہووے تو فلانے بزرگ کے درگاہ کو روپیکا عضو مخصوص بنوا کر بھیجونگی اتفاقا جب لڑکا اچھا ہوا موافق اُس لڑکے کے عضو مخصوص کی شکل
روپے سے بنوا کر بھیجوائی انا للہ وانا الیہ راجعون یہہ بات جو لکھا ہون سو امر واقعی ہی تھتول کے ارادہ سے نہین لکھا ہون عالم الغیب جو ہے جانتا ہی

اس بزرگ کی کا نام اس جگہ ذکر کرنا بے ادبی ہے جا بجا مذکور کیا یہان تک نذر کا بیان تھا اب یہان سے فاتحہ رسمی اور بدعت کا ذکر شروع ہوا چاہتا ہے

فصل بدعت کی معنا اور اسکے اقسام اور مذمت مین فاتحے کے اور تھوڑے جدے جدے فائدون کے جانیو سمجھنا چاہئیے کہ بدعت لغت مین نئی تراشی کو کہتے ہیں عبادت ہون یا عادت ہون یا عقیدون مین دین کے کامون مین ہو یا دنیا کے اور شریعت مین فقط دین مین نئی تراشی ہوی چیز کو کہتے ہین پھر اگر اسکے واسطے شریعت مین کچھ سند اور اصل ہو اور کسی وجہ سے خلاف شریعت کے نہ پڑے اور دیندار پرہیزگار عالمون کے نزدیک مقبول ہووے تو اسکو بدعت حسنہ کہتے ہین ایسی ہو تو سیئہ اور حقیقت کے رو سے جسکو بدعت حسنہ ٹھہرائے ہین سو سنت قولی ہی کے اقسام مین داخل ہو سکتی ہے کیونکہ صحیح حدیث مین آیا ہے من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بہا یعنے جس نے نیک چال جسکو شریعت تائید کرتی ہو نکالا سو اسکے واسطے اس نیک کام کا ثواب ہے اور اسکے واسطے ثواب ہے اس شخص کا جو اسپر عمل کیا یعنے اس عمل کرنے والے کو جتنا ثواب ہے اس عمل کو نکالا سو شخص کو بھی اتنا ہی ثواب ہے دیکھو اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نیک چال نئی تراش کرنے پر آنحضرت نے ترغیب دئے ہین پھر اسکو بدعت کہنا مناسب نہین بلکہ سنت اشارہ کہین تو ہو سکتا ہے مگر وہ چال کراہت کے وجہون سے پاک ہے اور مسلمان کو چاہئے کہ سیدھا راستہ حق کو پہنچنے کا ڈھونڈکر اسی پر چلا کرے وہ راستہ دین اور شریعت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پھر لازم کر لیوے اپنے پر پیروی رسول مقبول کی اور بچے رہے دوسری راہون سے اور نئے نئے تراشون سے حدیث مین مسلم کے آیا ہے اما بعد خیر الحدیث کتاب اللہ تعالی وخیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وشر الامور محدثاتھا وکل محدثۃ بدعۃ ضلالۃ یعنے بہتر کلام اللہ پاک جل شانہ کا کلام ہے اور بہتر راہ اور چلن سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہے اور بدتر سب چیزون مین نئے تراشان ہین دین مین اور ہر نئی تراش سبب ہے گمراہی کا اور بھی مسلم کی حدیث مین آیا ہے من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو رد یعنے جس کسی نے ایسا کام کیا جسپر ہمارا حکم نہین پھر وہ کام مردود ہے اور حدیث مین ابو داؤد اور امام احمد کے وارد ہے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ یعنے لازم کر لیو تم اپنے پر میرے طریقے کو اور میرے خلفا کے طریقے کو ایسے خلفا جو راشدین ہین اور مہدی یعنے ہدایت پائے ہوے اور دانتون سے پکڑو اسکو اور دور رہو نئی تراشون سے کیونکہ ہر نو تراش بدعت اور ہر بدعت گمراہی ہے اور پہلے فصل مین کتاب الاعتصام کے مشکوۃ شریف مین امام بخاری کی روایت سے ہے کہ فرمائے سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ابغض الناس الی اللہ ثلثۃ ملحد فی الحرم ومبتغ فی الاسلام سنۃ الجاھلیۃ ومطلب دم امرء بغیر حق لیہریق دمہ ترجمہ اس حدیث کا عبد الحق دہلوی نے کیا سو اسکا ترجمہ ہندی مین یہہ ہے مسلمانون کی گروہ مین سے دشمن بہت اللہ جل شانہ کے تین شخص ہین ایک تو وہ ہے جو کہ کرے حرم کی زمین پر اس چیز کو جو حرام ہے کرنا اسکا دوسرا وہ ہے جو چاہنے والا ہے جاہلیت کے طریقے کو اور انکے رسوم و شعار کو اسلام کی جماعت مین تیسرا وہ ہے جو خواہان رہے ناحق خون بہنے کو کسی شخص کے جسکا خون بہنا شریعت مین حلال نہین ہے اور حدیث مین امام احمد کے ہے ما احدث قوم بدعۃ الا رفع اللہ مثلہا من السنۃ فتمسک بسنۃ خیر من احداث بدعۃ یعنے نہین تراش کی کسی قوم نے کسی نئی چیز کو مگر یہہ کہ اٹھا دیا رب العزت نے انہین سے ویسی ہی سنت کو پھر اس صورت مین دستاویز کرنا سنت کو نیک ہے نئی تراش کرنے سے عبد الحق دہلوی نے باب الاعتصام کے ترجمے مین مشکوۃ شریف کے لکھا ہے کہ پاخانے کے آداب جو سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ادا کئے ہین سو بجا لانے مین نورانیت اور قرب جو سالک کو حاصل ہوگا سو مسافرخانہ اور مدرسہ بنانے مین نہ ملیگا کیونکہ وہ سنت ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جسکو خود ادا کئے ہین اور یہہ بدعت ہے اگرچہ حسنہ ہے اسلئے وہ شرف اسمین نہین از انجملہ حدیث بیہقی کی یہہ ہے من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام یعنے جو کوئی بزرگی کریگا بدعت کرنے والے کی پھر اسنے مقرر مدد کیا دین کا گھر ڈھا دینے پر نعوذ باللہ منہا اور امام شعرانی اپنے طبقات مین قطب الوقت

[illegible]

عدی بن مسافر سے نقل کیا کہ کہا اسنے من کان فیہ ادنی بدعة فاحذروہ ومجالستہ لئلا یعود علیکم شومہا ولو بعد حین یعنے جس
کسی مین تھوڑی بھی بدعت ہو اُس کے ساتھ مل بیٹھنے سے ڈرتے رہو تا نحوست اسکی تم پر نہ پھرے اگر ترت نہ پھرے تو بعد دنون کے پھرے اور مولانا عبد العلی منار کے
ترجمے مین ابن معقل صحابی سے نقل کیا کہ اسنے کہا کہ بود ابغض الاشیاء نزد ایشان یعنے صحابہ آنکہ ظاہر شود در اسلام آنچہ کہ نبود در آن یعنے صحابہ کنے بہت
ناپسند وہ چیز تھی جو دین مین نئی سو تراش کر بن کیا تو نہین جانتا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نکلوا دئے مسجد سے اُس موذن کو جو عشا کی نماز پر
اذان کے بعد تثویب کیا تھا یعنے الصلوة الصلوة کر پکارا تھا جیسا اب یہان رواج ہی پایا اور کوئی طرح سے دوسری بار نمازیون کو نماز واسطے پکارا
تھا سو اسکو بدعتی ٹھہرائے حالانکہ مقصود اسکا نمازیون کو نماز واسطے بلانا تھا اور کچھ تفصیل اسکی بحر الرائق مین کیا ہی سو یہ ہی التثویب العود
الی الاعلام بعد الاعلام ولیس لہ لفظ مخصوص بل تثویب کل بلد علی ما تعارفوہ اما بالتنحنح او بقولہ الصلوة او قامت
لا متہ للمبالغة فی الاعلام وانما یحصل بما تعارفوہ فعلی ھذا اذا احدث الناس اعلاما مخالفا لما ذکر جاز وھو
اختیار المتاخرین لزیادة غفلة الناس وقلما یقومون بسماع الاذان وعند المتقدمین ھو مکروہ فی غیر الفجر و
ھو قول الجمھور کما حکاہ النووی فی شرح المذھب لما روی ان علیا رضی اللہ عنہ رای موذنا یثوب فی العشاء فقال
اخرجوا ھذا المبتدع من المسجد وعن ابن عمر مثلہ وبحدیث الصحیحین من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد
اور سعدی نے فرمایا ہے بیت ۔ بزہد و ورع کوش و صدق و صفا ۔ ولیکن میفزای بر مصطفی ۔ یعنے پرہیزگاری مین کوشش کیا چاہیے لیکن زیادہ مگر پیغمبر
خدا پر ورع اور تقوے مین دیکھو صاحب جب پرہیزگاری مین آنحضرت کی چلن پر زیادہ نکرنا ہی تو پھر آنحضرت نہین ملتے سو کام کسطرح کیا چاہیے
اور جو کوئی بدعت پر اصرار کریگا اسکو ولی نہ جانا ہی اگرچہ آسمان پر اڑا کرے کیونکہ بدعتی کے دل مین نور ولایت کا آتا ہی نہین پھر ولی کہان سے
ہوگا مگر جو کرامت کے طور پر بتایا کرتا ہی سو سحر ہی یا طلسمات یا کسی عمل کا زور ولایت سو نہین عبد الحق دہلوی نے مرج البحرین فی الجمع بین
الطریقین کے رسالے مین لکھا ہی سو عبارت اسکی یہہ ہی وہیچ یکی از ارباب بدعت و اہل ہوا بمقام قرب نرسیدہ و محل انعکاس نور ولایت نگشتہ
مشایخ گفتہ اند وجود ظلمت بدعت عملا او اعتقادا مانع ظہور ولایت و ہدایت است و تا دل از لوث بدعت پاک نگردد محلی بحلیہ ولایت نشود
و سر حقیقت انکشاف نپذیرد و نور یقین بدل نیاید و جنید بغدادی فرمودہ کہ بنائے طریقۂ ما بر کتاب و سنت است ہرچہ مخالف کتاب و سنت و
خارج از آن است مردود و باطل است یعنے اندھیری بدعت کی عمل اور اعتقاد مین نور کو ولایت اور ہدایت کے ظاہر ہونے دیتی نہین ہی
جبتک کہ دل آلایش سے بدعت کے پاک نہو ولایت کے زیور سے آراستہ نہوگا اور بھید حقیقت کا اس پر نہ کھلیگا اور نور یقین کا اس دل مین نہ آیگا
اور جنید بغدادی نے فرمایا کہ بنا ہم صوفیون کے طریقے کی قرآن و حدیث پر ہی جو چیز انکے برخلاف ہو سو مردود اور باطل ہی جب بات ایسی ہو تو بدعت
کرنے والے علما اور مشایخون سے دور رہنا ہی ان سے سیدھا راستہ پانیکی امید کہان خود آپ سیدھے رستے سے بھٹک گئے ہین پھر دوسرے کو منزل
مقصود کو کب پہنچاوینگے ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند ۔ جو راہ بھٹکے کے پیچھے پڑا سو وہ بھی راہ گم کیا حاصل یہہ ہی کہ بدعت برا کام ہی گناہ سے
بدتر جیسا سفیان ثوری کہا البدعة احب الی ابلیس من کل المعاصی لان المعاصی یتاب عنہ والبدعة لا یتاب عنہ اور مجالس
الابرار مین اس قول کو ذکر کر کے کہا ہی وسبب ذلک ان صاحب المعاصی یعلم کونہ مرتکبا للمعاصی فیرجی لہ التوبة والاستغفار
واما صاحب البدعة فیعتقد انہ فی طاعة وعبادة فلا یتوب ولا یستغفر یعنے دین مین نئی تراش کئے سو چیز دوست
زیادہ ہی ابلیس کنے گناہ سے کیونکہ آدمی گناہ سے توبہ کرتا ہی اور بدعت سے نہین اسواسطے کہ گناہون کو گناہ مین سوچا کر کرتا ہی پھر اس سے

امید توبہ کرنے کی بخلاف بدعت کے کہ اکثر بدعت والے اکثر بدعتون کو برا کام نہین سمجھتے بلکہ اسکو خوب کام جانتے ہین پھر توبہ کس واسطے کرینگے کیا تم نہین جانتے کہ اسوقت کے بدکار بے نمازی لوگ کبھو بدکاری چھوڑتے ہین اور کبھو نماز بھی پڑھتے ہین خصوصا رمضان مین کہ ایک سال کے بے نماز نمازی بنتے ہین بخلاف بدعتی کے کہ کسی زمانے مین اسکو چھوڑتے نہین بلکہ بغیر اختیار کے ناغہ ہو تو اسکو قضا بھی کرتے ہین دیکھو تو شدوے جھنڈے والے کبھو اس سے باز آتے نہین اور بچون کو بیڑی بدہی طوق ہنسلی محرم کی آتیان پہنانے والے کبھو ان کامون کو برا جانکر چھوڑتے نہین اور ان کامون کو ادا کرنیکے وقت کیسا ادب اور فروتنی اور حضور دل سے بیٹھتے ہین کہ نماز مین اسقدر فروتنی اور حضور قلب انکو کہان ہوتا ہے اور جسکو آپ بزرگ سمجھتے ہین اسکے ہاتھ سے بے گناہ بچون کے گلے مین طوق اور ہنسلی اور بدہیان اور پاؤن مین بیڑیان اور ہاتھ مین آتیان ڈلواتے ہین اور بوڈھا بزرگ معتبر بچے کیچے والا دیکھکر اسکے ہاتھ سے نوشتہ کمر پر سہرا بندھواتے ہین اس سے صاف معلوم ہوا کہ ان کو بدکام نہین سمجھتے بلکہ برکت جانتے ہین اور یہہ کام کرنیکے وقت کسی شخص کی زبان سے کچھ بدبات سنین جیسا فلانا بیمار ہوا یا فلانا موا یا فلانے کا گھر جلا تو سلکر شیر ملواکر کہتے ہین کہ ایسے مبارک کامون کے وقت یہہ بدبخت بات زبان سے نکالا ہی جب عقیدہ انکا ان کامون کے ساتھ ایسا ہو پھر توبہ کاہیکو کرینگے اسی واسطے بدعت سے ابلیس بہت خوش ہوا کرتا ہی بخلاف اسکے جسکو گناہ جانکر کرتے ہین جیسے شطرنج یا گنجفہ یا چوسر کھیلتے اور سوا اسکے اور بدکام کرنیکے وقت ادب اور فروتنی اور حضور دل الصلا رہتا نہین اور کسی بزرگ کو بلاکر تیمنا کوئی چال شطرنج کی چلاتے نہین اور کوئی پھانسا چوسر کا اس بزرگ کے ہاتھ سے پھیکاتے نہین ہین اسیطرح یہہ محرم کا دوگانہ اور شعبان کی نماز اور آخری چہارشنبہ کے نیتے انکے کرنے والون کنے نیک کام ہین اور عبادت پھر کاہیکو ان کامون سے توبہ کرینگے اسیطرح جھنڈے اور شدے اور مانند اسکے انکے کرنے والون کنے بد نہین ہین پھر انسے توبہ کی امید کہان ہی سبب ابلیس کی بڑی خوشی کا یہہ ہی ایک عجب حکایت تحقیق مین آئی ہی کہ کسی رافضی بیگم نے اپنے فرزند کی جمال داڑھی منڈھوانیکے وقت ایکبیس منجری رافضیون کی داڑھیان روپے دیکر پہلے منڈھوائی تا اس لڑکے کی داڑھی منڈھوانا مبارک ہووے اور فقیہ معتبر عالم خوش سیر محمد صالح ابن یعقوب قبا ولی انتخاب مین لکھا ہی سو عبارت اسکی یہہ ہی کہ ہر مبتدع کافر است چہ ہر ملک ان عقیدہ جلیہ ان میدارد و مسئلہ اجماعی است کہ حرام را حلال دانستن کفر است و رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لعنت کرد بر مبتدع و فرمود من احدث فی الاسلام او اوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین و بدترین مردمان کافر اند و بدترین کافران منافقان و بدتر از منافقان بدعتیان اند زیراکہ در حق کافران خالدون فی النار آمدہ و مکان منافقان اسفل السافلین شدہ اما در حق بدعتیان اہل البدعۃ کلاب النار وارد شدہ یعنی بدعتیان سگان دوزخ اند و ظاہر است کہ سگ حقیرترین جانوران است و امام غزالی گفتہ حال بدعتیان بدتر است از حال کافران زیراکہ کافر را در دیار اسلام توان گذاشت اگر جزیہ دہد کہ دران نفع مسلمانان است لیکن بدعتی را در دیار اسلام نتوان گذاشت زیراکہ در بودن بدعتی امید جزیہ نیست بلکہ ظن ضرر دین عامہ خلایق است کہ در صحبت او پیروی او خواہند کرد و بر حاکم اسلام واجب است کہ او را از دیار اسلام براند چنانکہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مسلمانی را بسبب ترک کردن او دست و پا را انجا از مدینہ منورہ بدر کردہ بود و نیز در احیاء العلوم روایت عبد اللہ بن عباس آوردہ کہ در روز قیامت چون مبتدعیان محشور شوند روی ایشان سیہ گشتہ باشد پس ایشان گویند ای رب العزت کہ ما ہیچ کس را بجز تو نپرستیدیم پس چرا در چنین حال مبتلا شدیم فرمان شود کہ این جزای آنست کہ مخالفت سنت رسول من کردید و مرتکب بدعت شدید و نیز پس صاحب کتاب میگوید کہ غیبت بدعتیان جایز است بحدیث اذکروا الفاسق بما فیہ حتی یحذرہ الناس و کسیکہ منع نمیکند از بدعت در شان او نیز حدیثی وارد شدہ و اذا ظہرت البدعۃ و سکت العالم فعلیہ لعنۃ اللہ یعنی چون ظاہر شود بدعتی و ساکت گردد عالمی از منع ان پس بر وی است لعنت خدا تعالی و در روایت علی مرتضی است کشتن یک بدعتی بہتر است از کشتن ہزار کافر زیراکہ کفر کافر معلوم ہمہ کس است کہ بد

ست بخلاف بدعت کہ عوام نماز بدی آن واقف نمیشوند بیپ پیروی می میکنند دران یعنے مرید عتی کا فرق جب یہہ تحریرات ذہن نشین ہو گئے
پھر جاننا چاہئے کہ واجب ہے ہر مسلمان پر خصوصا ان زمانے مین کہ میل جول سے بدعتونکی طرف اور نگاہ رکھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو ان عادتوں سے
جو انسے اُنسے ہو گئی ہے اور اسی پر تربیت پائی ہے مین کیونکہ یہہ بڑی آفت ہے کہ لوگ اس آفت سے بچینگے کیا نہین جانا تو کہ قریش الفت کی عادتون
اور بڑون کی بدعتون کے سبب سے حضرت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت مین نہ آئے حسبنا ما وجدنا علیہ اباونا کہے اور آنحضرت
لائے ہوئے دین کا انکار کیا کیونکہ انہون نے دین اسلام کو اپنے عادتون کے برخلاف پایا اور یقین جانا کہ اس دین کو اختیار کرنے مین اپنی عادتون کو
چھوڑنا اور بڑون کی بدعتون کو اٹھا دینا پڑتا ہے اس دین ہی کا انکار کر بیٹھے تو پھر جو دل چاہا سو کیا کرینگے سو عاقبت کی خبر خدا جانے اب تو
آرام سے گذرتی ہے پھر پیروی بڑون کی لازم کر لئے اور دین اسلام کے انکار پر کمر باندھے اور سخت عذاب کے سزاوار ہوئے اسی طرح تم بھی نام کے
مسلمانو الفت کی بدعتون اور بڑون کی عادتون پر جان و ایمان قربان کر رہے ہو کوئی سچا نائب رسول اللہ کا شریعت حقہ کی طرف بلایا اور بدعتون اور
بڑون کی عادتون کو بد ٹھہرایا تو تم سب کے سب اسکے منکر ہو جاتے ہو اور اسپر بلوا کرتے یعنے قریش کی چال پر یکھی تمہاری چال نظر آتی ہے بلکہ انصاف سے دیکھے
تو اسوقت کے کافر ان نام کے مسلمانون سے ایک وجہ سے بہتر تھے کیونکہ وے جانتے تھے کہ کلمۂ طیبہ پڑھے تو پڑھ سکتے مین پر اسکو نباہنا اور اسکو اٹھانے والے
چیزون سے دور رہنا دشوار ہے اس لئے کلمہ پڑھتے نہین تھے نام کے مسلمان مسلمان بان ہائے سدا ہو نیکے سبب سے ادھر عادت کے موافق کلمہ پڑھ رہے
ہین ادھر اسکو اٹھانے والے کام بھی کر رہے ہین پھر ایسے ایمان سے کیا حصول ایسے ہی لوگون کے حق مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما یؤمن اکثرھم باللہ الا
وھم مشرکون یعنے اور ایمان نہین لاتے اکثر انمین کے اللہ پر مگر یہہ کہ شرک کرتے ہین نعوذ باللہ منہا اور یہہ بھی جانا چاہئے کہ جب بدعتان برملا ہو وین اسوقت
مین جاننے والے پر فرض ہے کہ لوگ کو اس سے منع کرے نہین تو اسپر لعنت وارد ہے جیسا صواعق کی حدیث مین آیا ہے اذا ظہر البدع وسکت
العالم فعلیہ لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین یعنے جسوقت نئے تراش دین مین برملا ہو وین اور جاننے والا چپ رہا تو اسپر اللہ تعالیٰ کی لعنت
ہے اور فرشتونکی اور سب آدمیونکی دیکھو مسلمانو جب چپ رہنے والے کا یہہ حال ہو کرنے والے کا کیا حال ہوگا اور دوسری حدیث مین آیا ہے من سکت عن الحق
فھو الشیطان الاخرس یعنے جو کوئی خاموش ہو گیا حق بات سے تو پھر وہ گونگا شیطان ہے اور مسلم کی حدیث مین آیا ہے من رای منکم
منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان یعنے جو کسی نے دیکھا تم مین سے
کسی برے کام کو تو چاہئے کہ بدلا ڈالے اسکو اپنے ہاتھ سے اگر اسپر قدرت رکھتا ہو تو بدل ڈالے اپنے زبان سے یعنے منع کرے اگر اسپر بھی قدرت رکھتا ہو تو
انکار کرے اسپر اپنے دل سے اور یہہ چھوٹا مرتبہ ایمان کا ہے اس عاصی نے دیکھا کہ ہاتھ سے منع کرنا تو ہم سریکھے ضعیفون سے ممکن نہین اور زبان سے بھی کسی کو
منع کرنے مین اندیشہ فساد کا ہے اس لئے منع کرنا قلم کے واسطے سے جو نائب زبان کا ہے مناسب جانا اور اسطرح کا منع اللہ قادر توانا جانا تو قیامت
تک باقی رہنے والا ہے اس لئے بدعت کے بیان کو تفصیل وار ذکر کیا کیونکہ بدعتان ظاہر ہو کے عالم چپ رہنا سبب لعنت کا ہے اسلئے اللہ پر نظر رکھ کے
رد بدعتون کا شروع کرتا ہون اب یہان جاننا چاہئے کہ بعضے نیک کام مین کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا خلفاء راشدین کو ان نیک کامون کے
کرنے کا اتفاق نہوا لیکن ان کامون مین بیشک دین کی اور دینداروں کی تائید ہے اور اُس تائید کا حکم قرآن اور حدیث مین آیا ہے جیسا تعاونوا علی
البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان یعنے آپس مین مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نکرو گناہ پر اور زیادتی پر اور حدیث
مین آیا من سن سنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل علیہا جیسا آگے مذکور ہو چکے پھر ان نیک کامونمین سے بعضے کام واجب ہین جیسے دین کے علمو
کو جمع کرنا اور انمین کتابان بنانا چنانچہ تفسیر اور حدیث اور عقاید اور اصول فقہ اور نحو وغیرہ اور بعضے ان نیک کامون مین سے مستحب ہین جیسے

جسوقت بدعت ظاہر ہووے تو جاننے والا اسکو دیکھکر چپ رہنے کی سزا مین ۱۲

بعضے نیک کام جن کے کرنے کا اتفاق پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور خلفاء راشدین کو نہین ہوا انکا بیان ۱۲

مدرسے اور مسافرخانے بنانا اور بہت جانیے کہ بعضے مباح کام ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ سے نہوے تھے لیکن شریعت مقدس میں انکا منع بھی نہیں
نکلا ہے جیسا مصافحہ کرنا بعد نماز صبح یا عصر کے اس شخص سے کہ جس سے آگے نماز کے ملاقات کرچکا ہے اگر ملاقات نہیں کیا ہے تو پھر اس سے مصافحہ
کرنا ملاقات کے وقت سنت ہی پھر یہہ تخصیص مباح ہوگی ای مسلمانو اس بات پر قیاس نکرنا ہے مردوں کو ثواب پہچانے واسطے دن تاریخ مقرر
کرنے کو کیونکہ اسمین ہندوؤں کی چال سے مشابہت ہے کہ اپنے بزرگوں کے فاتحہ واسطے ہو سے سو دن کو مقرر کرنا انکے دین کا رسم ہے اور ہمیشہ سے
اُنہین چلے آیا ہے سو ہند کے مسلمان انکی دیکھا دیکھی آپ بھی شروع کردئیے اب تو اقسام کی بدعت اسپر بڑھا دیے الغرض ہم مسلمانوں کو اُن کے
رسوم کے برخلاف کرنیکا حکم آیا ہے اسی واسطے منع ہوا سرمہ لگانا دسوین کو محرم کے کیونکہ اس روز یزیدیوں نے حضرت امام حسین کو شہید کرکے
خوشی کئے اور سرمہ لگائے تھے پھر انکے ساتھ مشابہت ہونیکے سبب سے اُس دن سرمہ لگانا بدعت ٹھہری ہے نہیں تو یہہ تخصیص مباح ہوتی
کیونکہ اصل سرمہ لگانے کا بغیر تخصیص کے سنت میں وارد ہے مگر مشابہت کے سبب سے بد ہوگیا جیسا قنیہ میں کہا الاکتحال یوم عاشوراء سنتہ
ولکن لما صار علامتہ لمبغضی ال محمد وجب ترکہ یعنے سرمہ لگانا دسوین روز محرم کے اصل میں سنت ہے پر جب سے اہل بیت کے دشمنون
کی علامت ٹھہری ہے تب سے ترک کرنا اسکا لازم ہوگیا پھر دیکھو تو بدمذہبوں سے مشابہت ہوتی ہے کہ سنت کو چھوڑ دینا لازم ہوا اگرچہ دشمنان اہلبیت
کے جو یہہ کام کیا کرتے ہیں سو آج کے دن اس ملک میں موجود نہیں بااین اسکو ترک کرنا ہے کہ فقہ والے لکھ دیے ہیں پھر فاتحہ کرنے واسطے دن تاریخ کو مقرر
کرنے والے کافر ان اس ملک میں جا بجا موجود اور یہہ عمل اُنمین جاری پھر اس کام سے بچنا کتنا لازم ہوگا سو تم جانتے ہو مال کر کافرونمین اس بات
کا رواج نہوتا تو شاید مصافحہ کے حکم میں داخل ہوتا تب بھی مباح بدعت میں ثواب کہاں ہے جو اس سے مردے کو فائدہ پہنچے اور اسی مشابہت کے واسطے
حدیثونمین تنہا محرم کی دسوین کا روزہ رکھنے سے منع آیا ہے کیونکہ اس روز روزہ رکھنا یہود میں رواج تھا پھر دسوین کے ساتھ اور ایک روزہ رکھنے
کا حکم ہے جیسا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خالفوا الیہود صوموا یوما قبلہ او یوما بعدہ یعنے خلاف کرو تم یہود کا روزہ رکھو
ایک روز آگے دسوین کے یا ایک روز بعد اسکے دیکھو تو مشابہت کے سبب سے روزے سر یکھی عبادت مکروہ ہوگئی اور ابن عباس کی حدیث میں
مرفوعا آیا ہے خمروا وجوہ موتاکم ولا تشبہوا بالیہود الکبیر یعنے ڈھانپا کرو اپنے مردوں کے چہروں کو اور یہودیوں کی مشابہت مت کرو
یعنے مردوں کو کفن پہنانے پر چہرہ کھلا نہ رکھو جیسا یہودی کیا کرتے ہیں اور اسی طرح بیٹھ جانا سرور عالم کا مردے کو دفن کرنیکے وقت یہودی کی مخالفت
واسطے جیسا علامہ زین ابن نجیم نے بحر الرائق کی کتاب الجنایز میں عبادہ ابن صامت سے ذکر کیا سو حدیث یہہ ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کان لا یجلس حتی یوضع المیت فی اللحد فکان قائما مع اصحابہ علی راس قبر فقال یہودی ہکذا نصنع بموتانا فجلس
رسول اللہ علیہ السلام وقال لاصحابہ خالفوہم یعنے بیٹھتے نتھے سرور عالم جب تک کہ میت رکھا نجاوے لحد میں سو ایک روز کھڑے ہوئے
تھے اپنے یاروں کے ساتھ کسی قبر پاس سو کہا ایک یہودی نے ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں ہمارے مردوں کے ساتھ پھر بیٹھ گئے سرور عالم اور یاروں سے فرمایے
تم بھی بیٹھو خلاف کرو یہود کا دیکھو مسلمانو اتنے اتنے چھوٹے کاموں میں اہل کتاب کی خلاف کرنا ہمارے پیغمبر کا طریق تھا تم ان کے لباس اور لہجہ اور میز
کھانیکے ساتھ مشابہت پیدا کرتے ہیں سو برا کام ہے اور مشکاۃ کی حدیث میں آیا ہے لا یزال الدین ظاہرا ما عجل الناس الفطر لان الیہود
والنصاری یوخرون رواہ ابوداؤد وابن ماجہ یعنے ہمیشہ دین ظاہر رہیگا جب تلک کہ لوگ جلدی کرتے رہینگے افطار کرنے میں
کیونکہ یہود اور نصاری تاخیر کرتے ہیں افطار کرنے میں عبدالحق دہلوی ترجمہ میں اس حدیث کے لکھا ہے کہ در خلاف ایشان و عدم بنائے عمل انیشان
غلبہ و شوکت است در دین و درین کلام اشارت است کہ قوام دین و غلبہ آن در مخالفت اعدای دین است اور روافض کے ساتھ مشابہت ہونے

کے خوف سے سنت جماعت کے بزرگوں نے شیعہ کے لفظ کو اپنے اطلاق کرنے سے باز آئے اگرچہ اس لفظ پر حدیثوں میں بشارتیں آئی ہیں جیسا یا علی
انت وشیعتک معی فی الجنۃ یعنے ای علی تو اور تیری جماعت میرے ساتھ جنت میں رہینگی پھر دیکھو تو سنت جماعت کو کتنا احتیاط ہے بدمذہبوں
کے ساتھ مشابہہ ہونے سے پھر تم جو مسلمان سنی کہلاتے ہو کافروں کی چال کے ساتھ مشابہت ہونے سے ڈرتے نہیں سو کیا سبب اور اصل بات یہہ ہے کہ اکثر رسوم جو
ہندوالے مسلمانوں میں برخلاف شریعت کے رواج پائے ہیں سو ہندوؤں سے لئے گئے ہیں جیسا عبد الحق دہلوی نے کتاب ما ثبت بالسنۃ کی کہا من
البدع الشنیعۃ ما تعارف الناس فی اکثر بلاد الہند من ایقاد السرج ووضعہا علی البیوت والجدران وتفاخرہم
بذلک واجتماعہم اللہو واللعب بالنار واحراق الکبریت فانہ مما لا اصل لہ فی الکتب الصحیحۃ المعتبرۃ بل ولا فی الغیر
المعتبرۃ ولم یرد فیہا حدیث لا ضعیف ولا موضوع ولا یعتاد ذلک فی غیر بلاد الہند من الدیار العربیۃ من الحرمین
الشریفین زادہما اللہ تعظیما وتشریفا ولا فی غیرہما ولا فی البلاد العجمیۃ ما عدا بلاد الہند بل عسی ان یکون ذلک
وہو الظن الغالب اتخاذا من رسوم الہنود فی ایقاد السرج للدوالی واعلم ان جملۃ رسومات المخترعۃ فی الہند متخذۃ
من رسوم الہنود فان عامۃ رسوم البدعۃ الشنیعۃ بقیت من ایام الکفر فی الہند وشاعت فی المسلمین بسبب المجاورۃ
والاختلاط واتخاذہم السراری والزوجات من النساء الکافرات یعنے بد بدعتوں سے ہے وہ چیز جسکو اکثر بستیوں میں ہندو
کے لوگوں نے رسم ٹھہرا لیا ہے جیسا روشن کرنا چراغوں کا شب برات کو اور رکھنا انکو گھروں پر اور دیواروں پر اور بڑائی کرنا اس پر اور اکھٹے ہونا
آتش بازی پر اور بارود جلانا سو یہہ ان چیزوں سے ہے جو اصل نہیں رکھتے ہیں صحیح معتبر کتابوں میں بلکہ نہ غیر معتبر کتابوں میں اور وارد نہیں ہوئی
اس مقدمے میں کوئی حدیث نہ ضعیف نہ موضوع اور یہہ عادت نہیں ہے سوا ہند کے اور کسی بستی میں عرب و عجم کے اور مکہ اور مدینہ میں اللہ زیادہ کرے
انکی بزرگی کو بلکہ غالب گمان یہہ ہے کہ لئے ہیں اسبات کو ہنود کے رسموں سے جو دوالی کے روز چراغوں کو روشن کیا کرتے ہیں اور جاننے کہ سب رسوم جو نو
تراش ہیں ہندوالوں میں سو اصل انکا ہنود کے رسوم ہیں کیونکہ اکثر رسوم بدعت شنیعہ کے باقی رہ گئے ہندوالوں میں ایام کفر سے اور جاری ہے
مسلمانوں میں بھی کیونکہ ہندو مسلمان آپس میں مل جل گئے اور ایک دوسرے کے پڑوسی بنے اور مسلمانوں نے کافروں کی جوروں اور بیٹیوں کو اپنی باندیاں
بنائے اور انکو اپنی عورتاں کئے انتہی اور صحبت اور اختلاط کو بڑی تاثیر ہے اور نفس آدمی کا منع کئے کاموں کی طرف حریص اور شیطان ہر طرح کا
مددگار پھر انکی رسوم کو مسلمانوں کے دلوں میں بطور احسن جلوہ دیا کہیں طاعت کا نمونہ بنایا کہیں نتیجہ کسی رسوم کا ثواب بتلایا اور عورتاں
بھی نو مسلم تھے اپنے بڑوں کے رسومات کی طرف مائل اور ان رسموں سے پوری الفت رکھتے تھے سو وے بھی ان رسوم کے کرنے کی طرف بجد جہد اتنے مددگار
کسی چیز کے ہوں تو اللہ ہی فضل کرنا ہی الحاصل ثواب پہنچانے واسطے وفات کا دن مقرر کرنا اور تیجا دسواں بیسواں اور چہلم اور برسی کرنا اور
شادیوں کے رسومات بجالانا کافروں کے رسومات سے ہے ہمارے دین کی کتابوں میں کہیں ان باتوں کا ٹھکانا ہی نہیں اور دیکھو تو ثواب پہنچانے
واسطے کوئی دن یا تاریخ خاص کرنے میں بڑی بخیلی بھی ہے مردوں پر احسان کرنے سے کیونکہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ قبر میں مردے کا حال ڈوبتے ہوئے
آدمی کے حال سرکھا ہے جیسا ڈوبنے والا ہر آن امیدوار مددگار رہتا ہے ویسا ہی مردہ ہر وقت زندے کی کمک پر نظر رکھتا ہے پھر ایسے امیدوار
کی مدد کرنے واسطے ایک روز خاص کرنا بخیلی نہیں تو پھر کیا ہے بلکہ ہر روز اسکو ثواب پہنچنے واسطے نیک کام کرنا بلکہ بہتر تو یہہ بات ہے کہ فرض نماز
پر اور شریعت کے دوسرے حکموں پر مداومت کریں اور نیز قائمی رکھیں اور نماز اشراق اور ضحی اور تہجد کی ہر روز ادا کیا کریں تا ثواب ان کاموں کا
تمہارے ثواب کے سوا تمہارے حقداروں کو جیسا پیغمبر پیر استاد ماں باپ و دادا دادی کو حضرت آدم تک پہنچا کریگا اگرچہ تم قصد ثواب پہنچانیکا

مگر ہین خصوصاً نمازون مین تو دعا اور استغفار حقداران واسطے اور دوسرے مسلمانون واسطے بھی ہے اور یہی حال صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور اہلبیت
کی او بارہ امام اور دوسرے مجتہدون کی تھا اور حقیقت مین کامل فاتحہ یہی ہے پھر ایسے نفع عام کو چھوڑنا جہالت نہین تو پھر کیا ہے لیکن فاتحہ کے شوقین
لوگ اکثر فرض نمازون کو بھی چھوڑ دیتے پھر دوسری نماز کیا پڑھینگے سو بے نمازی ہے بے حیا مردود ہے اسکو کیا فاتحہ درود سے سود ہے کیونکہ ملیگا نماز مین
موجود ہے ابتدا فاتحہ آخر درود ہے بے نمازی ہے بے حیا مردار ہے فاتحہ اور درود سے بیزار ہے شرعۃ الاسلام مین لکھا ان الاجر یحصل للوالد من ولدہ
کل اعمال صالحۃ سواء دعی لابیہ او لا ومن غرس شجرۃ یحصل لہ من اکل ثمرتہا ثواب سواء دعی من اکلہا او لم یدع
وکذالک للام کذا فی المشارق یعنے باپ کو ثواب ملتا ہی فرزند کے ہر نیک کام کا خواہ وہ فرزند دعا کرے باپ واسطے یا نکرے جیسا کسینے جھاڑ
لگایا پھر جو کوئی پھل اسکا کھائیگا ثواب اسکو ملیگا خواہ یہہ کھانے والا دعا کرے یا نکرے اور یہی حکم ہے مان کا اسی طرح ہے مشارق کی کتاب مین اور
انصاف سے دیکھو کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر چارون امام کے شاگردون تلک اور غوث الاعظم اور انکے فرزندان تلک کسی ایکنے کسی
ایک نام لیکے سو سو فاتحہ دلایا نہین اور تم اس کام کو اسلام کی چھتی بنا ٹھہرائے ہو بلکہ نماز روزہ حج زکات سے فاضل جانتے ہو سو
نماز نہین پڑھنے والے پر کبھو بلوا اور اسکو لوگ مین بدنام نہین کرتے اس فاتحہ کے چھوڑنے والے کو سو سو طرح سے بدنام کیا کرتے ہین اور اسکو منکر بزرگونکا ٹھہراتے
اگرچہ وہ شخص بزرگونکے فرمان پر رات دن چلا کرے اور شریعت پر قایم رہے اگر کسی نے کسی کے وفات کی تاریخ فاتحہ کیا کرے اور لوگ کو دعوت کرکے کھلایا
کرے تو پھر وہ شخص کیسا ہی فسق و فجور کیا کرے اور چھند الفرا کرے اور شہدون کو پوجا کرے سب معافی مین آجاتا ہے اور ہر جگہہ اسکی تعریف ہوتی ہے اور اسکو
دوستدار بزرگونکا ٹھہراتے ہین اس سے صاف معلوم ہوا کہ تم لوگ کیسے ہو سو تاریخ فاتحہ کرنا ارکن ٹھہرا اسلام کا اللہ تعالی ایسے گمراہون سے اپنی
پناہ مین رکھے اور بھی جاننے کہ جو کام عادت کے موافق کئے جاتے ہین سو دو قسم پر ہین ایک ضروری اور دوسری غیر ضروری ضروری عادت کے کامون
کو جس ڈھب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کرتے تھے اس ڈھب سے ہم بھی کیا کرنا سنت زواید اور سنت مباحہ کہلاتا ہے اس ڈھب کو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروی کے ارادے سے اختیار کرنا ثواب ہے اور اس ڈھب کو بغیر انکار اور برا بدون سمجھے کے ترک کرکے دوسری ڈھب سے عادت کے
کامون کو کرنا مباح ہے جس مین نہ ثواب نہ عذاب بشرطیکہ اس ڈھب مین کسی طور کا حرام یا مکروہ داخل نہووے اگر داخل ہووے تو بری بدعت ہوگی او
اگر اس مبارک ڈھب کو انکار یا برا سمجھنے کی راہ سے چھوڑا ہو تو کفر ہوتا ہے اللہ کی پناہ اور جس عادت کے کام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئے ہی نہین اور
اسکے کرنے کا ڈھب بھی فرمائے نہین سو اسکے کرنے مین بھی عذاب نہین اور پیروی کے ارادے سے اسکو نکرنا ثواب ہے اسیطرح غیر ضروری عادت کے کامون
کو بھی قیاس کر لیو جیسا انگرکھا اور چپکن اور مرزائی پہننا اور جامہ پیرہن کے آستینون کو چوڑے رکھنا اور پیچ پیچ کے پگڑیان باندھنا اور پلاؤ و فرنی زعفر
کوفتے اور اقسام اقسام کے نان اور کھچڑی اور گلتھی اور گلگلے اور طرح طرح کے حلوے مٹھائیان اور نقل وغیرہ کھانا اور قہوہ چائے آب شورہ پینا
اور بلند بلند حویلیون اور عالیشان بنگلون مین رہنا علی ہذا القیاس باقی عادت کے کام کرنا مباح ہے جب چند شروط اس مین پائے جاوین جیسا
اسکے کرنے یا نکرنے مین چھوڑنے مین اعتقاد بھلائی برائی کا نرکھے اور اسکو منت سے نکرے اور کسی قید غیر شرعی سے تعقید نکرے جیسا پلاؤ پکانا اور
پوریان تلنا عادت کے موافق مباح ہے جب اسکو منت سمجھا تو حرام ہوگیا یا اعتقاد رکھا کہ یہہ کھانا اور یہہ پوریان ملکے لوگون کو کھلانے سے یا
گھر کے باہر نکالنے سے ضرر ہوتا ہی پھر ایسے عقیدے سے تو شرک ہوتا ہے اور اسکے کرنے مین ارادہ ریا کا اور سمعہ اور کبر برائی کا نکرے اگر کیا تو مکروہ تحریمی اور
حرام ہوتا ہے جیسا بیش قیمتی کپڑے خرید کر پہننا اور عالیشان مکانان اور بلند بلند حویلیان حلال مال سے بنانا بغیر حق تلف کرنیکے عادت کے موافق
مباح ہے پھر اگر ان کامون سے ارادہ کبر اور برائی کا کیا تو حرام ہے اور عادت کے کام کو ایسے ڈھب سے نکرے جس مین مشابہت کافرون یا بدعتیون کی نہ ہو

کے شعار کے ساتھ ہے پھر جب کسی عادت کے کام میں مشابہت کافروں سے یا دوسرے بدمذہبوں کی پڑے تو وہ بدعت بد ہوتی ہے اسی واسطے عمر
بن عبد العزیز نے رد کیا گواہی کو اس شخص کے جو جامے کا بر بائیں ہاتھ طرف رکھتا تھا کافروں کے ساتھ مشابہت ہونیکے سبب سے جیسا اس بات
کو عبد الحق دہلوی نے رسالہ لباس میں لکھا ہے مگر جو عادت کی بدعت اس طور پر ہو کہ اس میں آرام راحت ہو یا اس بدعت سے دین کو یا ملکوں
کو یا شریعت کے کوئی کام کو ایک نوع کی تائید ہو جیسا توپ گولے سے لڑنا اور جوانمردوں کو قواعد اور قانون لڑائی کے سکھلانا اور اسکو
ربط میں رکھنا اور ایسے وجہوں سے حضرت خاتون جنت نے علی ابیہا وعلیہا الصلوۃ والسلام کفار حبش میں مروج تھا سو وہ اپنے واسطے تیار
کروائے اور اسکو دیکھکر پسند کئے کیونکہ اسمیں ستر خوب سا ہوتا ہے اور بیبیوں کو حکم ہے ستر کا اور جثہ نمود میں نہ آنے دینے کا اس وجہ سے مشابہت
میں ایسے وجہوں سے مضایقہ نہیں ہے اور اسی طرح بدعت مکروہ ہے دوپٹا سر پر باندھنا اس وجہ سے جو مخصوص شیعوں میں رواج پایا ہے
اسی واسطے حنفیہ فقہ والے دہنے ہاتھ کی انگلی میں انگوٹھی پہننے کو مکروہ لکھے ہیں اور سبب اسکا یہی بیان کئے کہ یہ طریق تو شیعہ اختیار کر لئے ہیں اسلئے
داہنے ہاتھ کی انگلی میں پہننا مقرر کئے سراجیہ میں لکھا ہے ینبغی الخاتم فی خنصر الیسری ولا یلبس بالیمنی لانہ تشبیہ بالروافض
اور امام جلال الدین سیوطی نے المرنسیم الی عبد الکریم کے رسالے میں لکھا ہے وقد عرف من الشریعۃ النہی عن التشبہ بزی الاعاجم
واقتفاء آثارہم وآثار اہل الکتاب فیما کانوا علیہ یعنے معلوم ہو چکا ہے شریعت سے ممنوع ہونا لباس کرنے کے وجہ سے عجم والوں کے
اور پیروی کرنا انکے ڈھبوں کی اور کتابوں کی ڈھبوں کی جس ڈھب پر وے تھے حاصل یہ کہ آتش پرست اور یہود وغیرہ کی پیروی کرنا چال چلن لباس
وغیرہ میں منع ہے اور بدعت مکروہ کی قسم سے ہے آرائش کرنا مسجدوں کی نقش ونگار کر کے اور سنوارنا مصحفوں کو سونے روپے سے اور مکروہ بدعت
میں اگر مشابہت کافروں کی رسوم سے پڑے تو وہ بدعت بھی حرام ہو جاتی ہے حرام بدعت وہ ہے جو نئی تراش ہووے اور وہ چیز پوری منافی ہو دین وشریعت
کی جیسا رسوم کافروں کے جو انکی شادیوں میں اور غموں میں ہوا کرتے ہیں سو انکے کرنے کو لازم ٹھہرا لینا اور انکے کرنے میں عزت اپنی سمجھنا اور فقط
نکاح کو جو سنت ہے بے کئے ان رسموں کے بے اعتبار حد سبب بے عزتی کا جاننا یا بعضے وجہ سمجھتا ہو یا بعضے وجہ سے ہے جیسا اعتکاف بیٹھنا مسجد میں کبیرہ گناہ کرتے ہوئے
مثلاً غیبت وغیرہ کرتے ہوئے اور قبروں کی زیارت کو جا کر وہاں سجدہ کرنا یا اطراف اسکی پھرنا یا نماز پڑھنا زبردستی سے چھین لئے ہوئے زمین پر اور مانند اسکے
اور حرام بدعتوں سے ہی برے مذہب جو خلاف اہل سنت کے مذہب کے ہیں جیسے رافضی اور معتزلی اور خارجی وغیرہم اور شدے اور گنبدے اور مہندیاں
اور خواجہ خضر کے جہاز اور نقشے مزاروں کے یا مقدس شہروں کے بنا رکھ کے بت پرستوں کے سے افعال کرنا اور حرام بدعتوں سے ہے بے نمازی بھنگی بدعتی
شدے پوجنے والے سجدہ لینے والے پیروں کے مرید ہونا اور انکو خدا کے پیارے سمجھنا جیسا شیخ ابن حجر مکی فتح المبین شرح اربعین میں لکھا ہے فمن الاول
ای من البدع السیئۃ الانتماء الی جماعۃ یزعمون التصوف ویخالفون ما کان علیہ مشایخ الطریقۃ من الزہد و
الورع وسائر الکمالات المشہودۃ عنہم بل کثیر من اولئک اباحیۃ لا یحرمون حراما فہم باسم الفسق والکفر احق منہم
باسم التصوف والفقر ومنہ ما عم الابتلاء بہ من تزیین الشیطان للعامۃ تخلیق حائط او عمود وتعظیم نحو عین
او شجر او حجر لرجاء شفاء او قضاء حاجۃ وقد صح ان الصحابۃ مروا بشجرۃ سدرۃ قبل حنین کان المشرکون یعظمونہا
وینوطون بہا اسلحتہم ای یعلقونہا فقالوا یا رسول اللہ اجعل لنا ذات انواط کما لہم ذات انواط فقال صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ اکبر ہذا کما قال قوم موسی اجعل لنا الہا کما لہم الہۃ یعنے حرام بدعتوں سے ہے منسوب کرنا اپنے
کو اس جماعت طرف جو زعم تصوف کا کر رہے ہیں اور چال انکی طریقت کے مشایخوں کی چال کے برخلاف ہے زہد میں اور پرہیزگاری میں

اور انکے دوسرے کمالو نہین جو انسے مشہور ہوئے ہین بلکہ اکثر انسے ایسا ہی ہین حرام کو حرام نہین جانتے ہین سو ایسے لوگ فسق یا کفر کے نام کے سزاوار
زیادہ ہین تصوف اور فقر کے نام سے یعنے ایسے صوفیون کو فاسق یا کافر بولنا لایق ہے صوفی اور فقیر بولنے سے اور حرام بدعتون سے ہی نکلنا اور
بے گوشہ ہونا نامحرمون کے سامھنے یہہ رواج اس ہی ملک مین گھر گھر پھیلا ہے اور یہہ رسم بہت بُرا ہے قرآن و حدیث سے منع اور مقدور والی عورت
کو سفر حج کا غیر محرم کے ساتھ روا نہین ہے پھر دوسرا سفر کیسے روا ہوگا اب کے لوگ عجب بیہودہ طرح مین ہین جو کہا کرتے ہین بی بیان کو نامحرم اشراف کے
سامھنے نکلے تو کیا مضایقہ اور اسکے ساتھ سفر کئے تو کیا خلل اشراف لوگ غیر کی جورو بیتی کو اپنی ماں بہن جانتے ہین اور بی بیان بھی نامحرم
مرد کو اپنا بھائی بیتا مانتے ہین پھر اس صورت مین کیا خلل ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ اللہ تعالی اسکا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو جس بات
کو حرام کیا ہے تم اپنے کو کیا اللہ سمجھتے ہو یا رسول جو انکے حرام کئے ہوے کو حلال کیا چاہتے ہو اور کہین اللہ تعالی یا اسکا رسول نہین فرمایا کہ گوشہ
پردہ کم ذاتون سے ہی اشرافون سے نہین بلکہ ہر نامحرم سے گوشہ پردہ کرنا ہے کرکے فرمائے اشراف ہو یا کم ذات اور کوئی کسی کو اپنی ماں یا بہن
یا بیتا یا بھائی سمجھا تو حقیقت مین کچھ ناتا رشتہ ہوتا نہین منہہ بولی بات ہے کیا معلوم نہین تجھے کہ سرور انبیا زید کو بیتا کرکے پالے تھے اور لوگ
بھی اسکو ابن محمد کہا کرتے تھے باوجود اسکے زید آنحضرت کے بیتے نہ بنے اللہ تعالی نے فرمادیا کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم یعنے محمد باپ نہین
کسی کا تمہارے مردون مین اور یہہ بھی فرمادیا کہ وما جعل ادعیاءکم ابناءکم یعنے اور نہین کیا تمہارے لئے پالکون کو تمہارے بیتے اسواسطے
زید کو زید بن حارثہ کہنے لگے اور یہہ بھی جاننا چاہئے کہ ازواج مطہرات اللہ جل شانہ کے فرمودے سے سب مسلمانون کی مائیان ہین تسپر انکو بھی
حکم گوشہ کا ہوا سو فرمایا اذا سالتموھن متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب ذلکم اطہر لقلوبکم وقلوبہن یعنے جب مانگنے جاؤ گے
آنحضرت کے بی بیون سے کچھ چیز کام کی تو مانگ لو پردے کے باہر سے اسمین خوب ستھرائی ہے تمہارے دلون کو اور انکے دلون کو جب مالک حقیقی اول
بی بیون کو مسلمانون کی مائیان بولا تسپر حکم گوشہ کا کیا کیونکہ ماں جائی نہوئی آنحضرت نے زید کی عورت کو اپنے نکاح مین لائے بیتا بولنے سے بیتا ہوتا
تو زید کیونکہ نہ ہوتا جب آنحضرت کے بیتا بولنے سے زید بیتا نہوسکے پھر دوسرے کے بولنے سے بیتا بنا اور بھائی بنا اور ماں بنا اور بہن بنا کیسا ثابت
ہوگا ایسا سمجھنا ابلیس کے مکرون سے ایک مکر ہے جو دلون مین ڈال دیا ہے اور بڑا بدعت یہہ ہے کہ کسی کا نئی شادی ہوئی ہے نامحرم قرابتیون کو
بلواکر عروس کو لباس و زیور سے آراستہ کئے ہوئے انکے روبرو نکالتے ہین فقط اس نکالنے پر بس نکرکے عروس کی مونڈھی تھام تھام کر ایک ایک غیر
محرم مرد کو بتلایا کرتے ہین جیسا بیچنے کی چیز دکھلایا کرتے ہین نعوذ باللہ منہا یہہ کیسا رسم بیحیائی کا ہے اور اسیطرح کوئی دوردستی سے آوے
تو بی بیان اچھے اچھے کپڑے پہنے ہوے اسکے سامھنے آیا کرتے ہین نعوذ باللہ منہا اور کتابون مین تو عطر لگانا اور سنوارنا اجنبی مردون کے واسطے سخت
حرام اور بیحیائی لکھے ہین حاصل یہہ ہے کہ نامحرمون کے سامھنے نکلنا اور نکالنا حرام ہے نص قطعی سے جیسا پروردگار جلشانہ نے تو فرمایا قل للمومنین

یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون وقل للمومنات یغضضن من
ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن ولا یبدین
زینتھن الا لبعولتھن او آبائھن او آباء بعولتھن او ابنائھن او ابناء بعولتھن او اخوانھن او بنی اخوانھن او بنی
اخواتھن او نسائھن او ما ملکت ایمانھن او التابعین غیر اولی الاربة من الرجال او الطفل الذین لم یظھروا
علی عورات النساء ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن وتوبوا الی اللہ جمیعا یعنے کہدے ایمان والون کو
نیچے رکھین تک اپنی آنکھین اور تھامتے رہین اپنا ستر اس مین خوب ستھرائی ہے انکو اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہین اور کہدے ایمان والیون کو بھی رکھین تک

اپنی آنکھیں اور تھامتے رہیں اپنی ستر اور نہ دکھاویں اپنا سنگھار مگر جو کھلی چیز ہی اُسمیں سے اور تھامیں اوڑھنی اپنے گریبان پر اور نہ کھولیں
اپنا سنگھار مگر اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا اپنے خاوند کے باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے بھتیجوں کے
یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنے ہاتھ کے مال کے یا کمیروں کے جو مرد کچھ غرض نہیں رکھتے یا لڑکوں کے جنھوں نے نہیں پہچانے عورتوں
کے بھید اور نہ دھمک دیں اپنے پانوں سے کہ جانا جاوے جو چھپاتے ہیں اپنا سنگھار اور توبہ کرو اللہ جل شانہ کے آگے سب ملکر ایمان والو شاید تم
بھلائی پاؤ اس بد رسم کو چھوڑنا لازم ہی عقل میں اور نقل میں اور شرافت کے سبب سے نیک گمانی کرکے نکلنا نکالنا روا ہوتا تو بڑے بڑے صحابہ اور اہل
بیت جو اتفاقا تشریف رکھتے تھے اور دین کے بزرگان اور خدا ترس آپسمیں نیک گمان رکھتے لیکن اس رسم کو رواج کیوں نہیں دیتے پر جب انہیں ایسی بات تو ہمیں
نیک گمانی کیسے نہیں کیا پھر ہم پر کیسے بدکاروں سے نیک گمانی رکھنا یہہ بھی ایک مکر ہی مکروں سے ابلیس کے اللہ کی پناہ اور روایت میں ابن کثیر کے آیا ہی کہ
ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بی بی صبح کی نماز کو برقع اوڑھے ہوے اپنی قدیم عادت کے موافق مسجد طرف جاتے تھے سو حضرت عمر نے زمانے کے
فساد طرف نظر کرکے چھپے ہوے پیچھے سے جا کر کھنڈے پر ہاتھ سے ایک مار مار کر چھپ گئے وہ بی بی اس روز سے مسجد کو جانا چھوڑ دئے ایک روز حضرت عمر
پوچھے کہ اب مسجد کو نماز واسطے تم نہیں جاتی سو کیا سبب تو جواب دئے کہ زمانہ فاسد ہو گیا ہی اسلئے گھر ہی میں نماز پڑھ لیتی ہوں اور تم نہیں جانتے
کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سریکھے بی بی پر جو ایکبار اتفاقا کسی نامحرم کے ساتھ سفر میں رہ گئے تھے تو کیا بڑا بہتان اُن پر اُٹھا تھا کہ
اللہ عالم الغیب کی طرف سے وحی نہ آئی تلک پاکی نہو سکی پھر دوسری بی بیاں ایسے کون ہیں جن پر بہتان نہ اٹھے اور بہتان لگے پر پاکی ہونیکی
کیا صورت وحی اترنا تو موقوف ہی پھر بہتر یہہ ہی کہ ایسی چال چلن سے دور رہنا اور نامحرموں کے ساتھ سفر کرنے اور بے ضرورت انکے روبرو ہونے سے
بچنا آمیزہ مختار اور یہہ بھی جانا چاہئے کہ فرض ہی عورت پر کہ اپنے سر کے بال کو اور سینا و پیٹ اور پیٹھ کو او ہاتھوں کو مونڈھے سے بند دست
تلک غیر محرم مردوں کی نظر سے چھپانا وے مردان نیک نظر پرہیزگار ہیں یا بد نظر بدکار اب کے بی بیاں عجب نکلی ہیں کہ نامحرموں کے روبرو ہر وقت
نکلتے اور سر کھلے پھرتے بلکہ کبھو دامنی سینے سے اور کبھو پیٹ سے اور اکثر وقت ہاتھوں سے اور سر سے سرک جاتی ہی اسیطرح نامحرموں میں پھرا کرتے
ہیں یہہ کام حرام ہونیکے سوا بے حیائی بھی ہی اور علاوہ یہہ ہی کہ رنگین دامنیاں اسطرح کے باریک اوڑھے ہوے رہتے ہیں کہ پیٹ اور پیٹھ اور سینہ
جس سے صاف نظر پڑتا ہی اور نمود ہوتا سینے کا اور وہ گورے گورے رنگ کا نیچے سے رنگین دامنیوں کے نامحرموں پر عجب لطف و بہار رکھتا ہی
کہ دل دیکھنے والے عاشق مزاج کا بے اختیار اُسپر للچاتا ہی ~ وہ سینے کا انگئے سے ہوتا عیاں :: دل ناظروں سے نکالے فغاں :: پھر ایسے باریک
لباس پہنے ہوے نامحرموں میں پھرنا سخت حرام ہی اور بے حیائی اور حدیثوں میں عورتوں کو منع آیا ہی باریک کپڑا پہننے سے کہ جس سے بدن نمایان ہو
جیسا ابوداؤد کی حدیث میں حضرت عائشہ سے آیا ہی کہ اسماء بنت ابوبکر آئی سرور عالم کنے باریک کپڑا اوڑھی ہوی سو آنحضرت نے منھ پھیر لئے اُس سے
اور فرمائے ای اسماء جب عورت جوان ہووے تو نہیں پہنچتا اسکو کہ دکھاوے اپنے بدن سے سوا منھ اور ہتیلیوں کے اور حدیث میں امام مالک کے ہی کہ عبد
الرحمن ابن ابوبکر کی لڑکی پر باریک کپڑے کی دامنی تھی سو حضرت عائشہ نے اسکو چاک کئے اور موٹی دامنی اڑادئے اور ایک بڑی حدیث میں مسلم کے
آیا ہی سو اس میں ہی کہ فرمائے سرور عالم نے نساء کاسیات عاریات رؤسهن کاسنمة البخت المائلة لا یدخلن الجنة یعنے وے
عورتیں جو کپڑا پہنتے ہیں تسپر ننگی ہیں یعنے ایسا باریک کپڑا پہنتے ہیں کہ جس سے بدن نظر آتا ہی یا اس ڈھب پر پہنتے ہیں کہ جسمیں ستر نہیں
ڈھنکتا جیسا دامنی اوڑھے پر سر کھلا رہے یا بازو یا پہلو یا پیٹ یا پیٹھ یا سر کے بال نظر پڑتے رہیں اور سران پر عورتوں کے جوڑا بالونکا اونٹ کے
کوہان کے سریکھا ڈھلکا ہوا رہتا ہی سو داخل نہونگی وے عورتیں جنت میں ای بی بیو اس بیان کو اس ڈھب پر جو لکھا ہوں فقط تمکو

غیرت مین لانیکے واسطے ہی تم مجھپر غصہ ہو تمھارے باپ بھائی کو تمھارے باپ مین غیرت نہ آئی مجھے بھی ضرور نہتھا مگر اسلام کی غیرت سے یہہ کلام کیا ہون
تقصیر معاف اور بعضے مردان عجب بے شرم بنے ہین کہ ایسی چپت چپت لنگیان اور ازاران پہنتے ہین کہ جس سے نمونہ قبل و دبر کا اور صورت انکی
نمود ہو جاتی ہی نہ خدا سے ڈرتے نہ لوگ سے شرماتے اللہ تعالی کی پناہ اور حرام بدعتون سے ہی جو یہہ بلا پھیل رہی ہی کہ شیطان نے عوام کے واسطے
خوشنما بنا رکھا ہی کہ کوئی جو کھنڈی نیاز نگاہ بنالین یا ایک دھر جھنڈا ٹھہرالین اور تعظیم کرنا پتھے کی اور پتھر کی اور درخت کی امید سے شفا کی یا امید سے
کوئی کام و حاجت برانیکے جیسا جاہلون نے کیا کرتے ہین چشمہ حضرت بی بی کا اور پہاڑ مولا علی کا اور قدم سرور عالم کا اور جھنڈا غوث الاعظم کا یا قادر ولی
کا اور ان چیزون سے امید مراد برانیکی رکھتے ہین اور انکی تعظیم کرتے ہین اور صحیح حدیث مین آیا ہی کہ حنین کو جانیکے وقت گذر گئے صحابون نے ایک
بیر کے درخت پر جو مشرکون نے اسکی تعظیم کیا کرتے تھے برکت اور جس ہونیکے ارادے سے اپنے ہتیارون کو اس پر لٹکایا کرتے تھے سو عرض کئے عوام صحابون
نے جو قریب العہد تھے اسلام سے حضور مین سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کہ یا رسول اللہ ہمارے واسطے بھی ایک ایسا کوئی درخت ٹھہرا دیجئے جیسا ان کافرون
کے واسطے ہی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تعجب کی راہ سے اللہ اکبر کہے اور فرمائے یہہ بات تمھاری ایسی ہی جیسا کہی قوم موسی کی اے موسی ٹھہرا
ہمارے واسطے کوئی پوجنے کی چیز جیسا کافرون کے واسطے مین پوجنے کی چیزان دیکھو تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط برکت اور جس ہونیکے ارادے
سے درخت کو مقرر کرنے کو اللہ بنانے سر کھا ہی کر کے فرمائے اگر انکے جھنڈے پوجن اور قبر پرستون کو دیکھتے تو شاید قتل ہی کا حکم فرماتے اور اسی طرح
لکھا ہی مولوی اسلمی صاحب نے اپنے سفینے کے تین سو آٹھوین صفحے پر سو عبارت اسکی یہہ ہی از جملہ منکرات فعلیہ اشد محرم توان گفت مرید و طالب و فقیر
شدن درین زمانہ فاسد است با این راہ زنان طریقت و دزدان شریعت یعنی ان بد کامون سے ہی جو سخت حرام مین مرید و طالب ہونا اور فقیر بننا
اس فاسد زمانے مین ان طریقت کے راہزنون اور شریعت کے چورون سے مولوی اسلمی صاحب نے مردانہ اور ایک بات مشایخون کی ہتک کی لکھ دیا ہی
نہ حضرت بادشاہ سے ڈرا نہ امین بادشاہ والونکا اندیشہ کیا عجب ہی کہ مولوی جی آپ بھی کسی ایسی ہی کے مرید ہین پھر مرید ہونے سے منع بھی کرتے ہین
ناحق یہہ اعتراض کرنا اسکو زیبا تھا جو کسی کا مرید نہین ہوا ہی اور یہہ جو کہا کہ مرید ہونا اسوقت مین بد کام ہی سچ کہا کیونکہ اب جو مرید ہوا کرتا ہی
سو مقصود اسکا خدا کو پانا اور سلوک کرنا اور نفس سرکش کو مغلوب کرنا نہین ہی بلکہ باپ دادے کا رسم ادا کرنا منظور ہی اسی واسطے ہاتھہ
اپنا ہاتھہ مین پیر کے دیتے ہین پیر کو سجدہ کر کے ایمان کو اسکے نذر کر دیتا ہی سوا اسکے اور کچھہ حاصل نہین کرتا اگر آگے سے بے نمازی ہو تو نماز پر قایم نہین
ہوتا یا داڑھی مونڈھا ہو تو داڑھی نہین چھوڑتا اور سلوک و خلاف نفسی تو کیا کریگا اور مرشدون کو جو مرید کیا کرتے ہین انکو بھی منظور نہین
کہ مرید کو پہچانت خدا کی سکھلانا اور اس سے ریاضت لینا اور خلاف نفسی کرانا اور کچھہ نہین تو نماز پر لگانا اور داڑھی مونڈھانے سے اور سیندھی پینے
سے باز رکھنا اگر باز نہ رہین تو انکو اپنے آگے سے نکلوا دینا جیسا سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس شخص کو جو ہاتھ پاؤن کو مہیندی لگایا ہوا
آنحضرت کے روبرو آیا تھا سو اسکو شہر بدر فرمائے اور ایک شخص سرخ لباس پہنکر آیا تو اسکے سلام کا جواب نہ دیئے اور اس سے منہ پھیر لیئے تم بھی
تو آنحضرت کے نایب کہلاتے ہین پھر کا مریدون کو ایسی تعذیر کیون نہین دیا کرتے تا ڈر کر سیدھی راہ چلینگے جب پیران انکے بد کام پر انجان ہونے لگے تو معلوم
ہوا کہ مقصود انکا یہہ رہتا ہی کہ اپنے بھی مریدان اتنے مین کر کر لوگ مین شہرت ہونا اور نذر نیاز اپنے کو ملنا کچھہ نہین تو مرید ہوتے سوا روپیہ اور شجرہ
لکھہ دینے کے وقت سوا روپیہ ملتا رہا تو کیا برا ہی اور مٹھائی ہو تو شکر کب کروی ہی اور پھول کے ہار ہو تو طرہ کل کب بد بو دیئے باتان انکے اطوار سے
ظاہر ہین جب پیری مریدی اس قسم کی ہو بری ہو تو کیا ہو گی اللہ کی پناہ اور حرام بدعتون سے ہی کہ جنکا حلال جاننا کفر ہی سو عرس بھرانا کسی کا
حرام کامون کے ساتھہ جیسا مولوی اسلمی صاحب نے اپنے سفینے کے تین سو انتی پر پانچوین صفحے مین لکھا ہی سو عبارت اسکی یہہ ہی و از منکرات فعلیہ

اعراس بزرگان واہل دول ہست بوجہیکہ درین زمانہ شیوع دارد از آراستن و روشن کردن چراغہای بسیار و نواختن نوبت و استعمال مزامیر و کوفتن دف و بذکر
ورقصیدن و مالیدن صندل بر قبور و بردن آن مع غلاف بتزک تمام و خواندن اشعار بنغمہ و تسلیم و مجرا کردن بقبور و بوسیدن نشان علم و سجدہ کردن بر بعضی عوام
نادان و مانند آن از منکرات قبیحہ و بدعات شنیعہ کہ بر بعضی از آن از کبیرہ و کفر باشد و در حدیث شریف بر سجدہ کنندۂ قبر لعنت وارد شدہ لعن
اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیاءہم مساجد ازین سبب ہست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمستور کردن قبر شریف خود وصیت فرمود
و ہرگاہ کہ سجدہ کردن بقبور انبیا موجب لعنت شود و از کفر باشد سجدہ کردن بقبور غیر آنحضرت بطریق اولی مقتضی کفر و سبب لعنت گردد و قطع نظر
از آن کہ خلاف شرع ہست سجدہ بقبر معقول نیست چون گاو پرستی زیرا کہ در ظاہر خاک تودہ بیش نیست و تعظیمش لذاتہ نباشد مگر آنکہ مرقد
فلان بزرگ ہست و خود ش بعالم حیات مستحق سجود از جہت تعظیم نبود پس از رحلت ہمچنان ہست و در آداب زیارت قبور ہمین قدر در کتب فقہ مذکور
ہست کہ چون زائر بخواہد زیارت قبور مسلمین را عموماً و خصوصاً در آید بگورستان یا نزدیک قبر مزور شود نہ چندان کہ در حیات او میشد و سلام عرض
کند چنانکہ بزندہ عرض میکند السلام علیک یا فلان یا السلام علیکم یا دار قوم مومنین وانتم السابقون ونحن بکم لاحقون و از قرآن شریف و درود
و تہلیل خواندہ بارواح ایشان ہدیہ کند و مغفرت در حق ایشان بخواہد یا رفع درجات قرب در حق مزور و طلب برکت برای نفس خود نزد قبور
اولیاء اللہ در زیارت ایشان از خدا تعالی بخواہد تا اینکہ لعنت و زیارت قبور مومنین عموماً و قبور بزرگان دین خصوصاً در شرع باداب مذکورہ
جائز و مستحب ہست بخلاف آن از منکرات شمردہ شود چون طواف کردن بقبر و بوسہ دادن اگرچہ قبر مادر و پدر باشد و تسلیم کردن بدعت و مانند
آن انتہی یعنے بد کاموں سے ہے عرس بھرانا بزرگان اور دولت مندوں کا اس طریق سے جو اس زمانے میں رواج پایا ہے جیسا بہت چراغان لگانا
اور نوبت اور باجے بجوانا اور دف پیٹنا ذکر کرتے ہوے اور ناچنا اور قبروں کو صندل لگانا اور قبروں کے پاس صندل لیجانا غلاف کے ساتھ بڑی تزک اور شان
سے اور راگ میں اشعار پڑھنا اور قبروں کو تسلیم کرنا اور ان کو بوسہ دینا اور سجدہ کرنا بعضے عوام نادانوں کا اور مانند اسکے دوسرے بد کام اور بدعتیں
کرنا کہ بعضے ان میں سے کبیرہ اور کفر میں اور حدیث شریف میں قبر کو سجدہ کرنے والے پر لعنت آئی ہے مضمون اسکا یہ ہے لعنت کرے اللہ تعالی یہود اور نصاری پر جو سجدہ
کرتے میں اپنے انبیا کی قبروں کی طرف اور اسی واسطے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قبر کو پوشیدہ رکھنے کا حکم فرمایا تھا اور وصیت کی اور جب سجدہ
کرنا انبیا کی قبروں کو لعنت کا سبب ٹھہرا اور کفر ہوا تو غیر کے قبر کو سجدہ کرنا بطریق اولی کفر اور سبب لعنت کا ہوگا اور قبر کو سجدہ کرنا شریعت میں
منع ہے سو ایک طرف یہہ کام عقل کے رو سے بھی اچھا نہیں ہے جیسا بیل کو پوجنا معقول کام نہیں ہے کیونکہ قبر تو ظاہر میں ایک ڈھیگ ہے خاک کی
سو تعظیم ذات قبر واسطے نہیں ہوئی کیونکہ وہ ایک ڈھیگ مٹی کی ہے مٹی کی ڈھیگ تو قابل تعظیم کے نہیں ہے مگر فلانے بزرگ کی قبر ہے کر کے قابل
تعظیم کے ہونا حالانکہ وہ قبر والا بزرگ جیتے تلک تو لائق سجدہ لینے کے نہیں تھا پھر مُوے پر اسی طرح ہے اور آداب میں زیارت قبور کی اسی قدر فقہ
کی کتابوں میں مذکور ہے کہ جب کسی نے مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کرنا چاہا یا خاص کسی ایک قبر کی تو قبرستان میں جاوے یا اس ایک قبر کے نزدیک ہووے
لیکن اسکی قبر کے اتنا ہی نزدیک ہووے جتنا اسکی حیات میں نزدیک ہوا کرتا تھا اور اسپر سلام کرے جیسا زندے پر کیا کرتے ہیں السلام علیک
یا فلان اگر ایک معین قبر کی زیارت واسطے گیا ہو تو اگر عموماً زیارت واسطے گیا ہو السلام علیکم یا دار قوم مومنین وانتم السابقون
ونحن بکم لاحقون پہر کچھ قرآن شریف سے اور درود و تہلیل یعنے کلمہ پڑھکر ان چیزوں کے ثواب کو ان روحوں کے واسطے ہدیہ کرے اور
انکے واسطے مغفرت چاہے یا انکے درجے بلند ہونے واسطے دعا کرے اور اولیا کی قبروں کی زیارت کو واسطے گیا ہو تو اللہ تعالی سے اپنے واسطے برکت طلب
کرے اور کسی قبر کو مسلمان کے پاوں سے نہ کہندلے مگر وقت ضرورت کے اور قبر پر نہ بیٹھے اور اسکو تکیہ نہ دیوے اور جو فعل کہ سبب اہانت کا ہووے

وہان نکرے علی الخصوص اولیا کی قبرون کنے جیسا بول و براز کرنا قبر پر یا نزدیک قبر کے اور مسلمانون کے قبرونکی زیارت عموما اور بزرگان دین کی خصوصا
آداب مذکورہ سے جایز اور مستحب ہی اور برخلاف اسکے زیارت کرنا بد کامون سے ہی جیسا استیاس قبر کے چومنا اور بوسہ دینا اگرچہ والدین کے
قبر ہو اور قبر کو ہاتھ سے تسلیم کرنا اور مانند اسکے کوئی کام کرنا انتہی لیکن مولوی اسلمی صاحب نے جو کہا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
اپنی قبر مبارک کو چھپے رکھنے کی وصیت فرمائی تھی سو یہہ بات کہین حدیث اور سیر اور فقہ کی کتابون مین نظر نہین آئی مگر مولوی جی کی خوش
تراشی ہی ہان حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہہ فرمائے ہین کہ اللھم لا تجعل قبری وثنا یعنے الہی میری قبر کو بت نہ بنا اب
یہان جاننا چاہئے کہ صندل اور غلاف لیجانا اور قبر کو بوسہ دینا اور سجدہ کرنا اور روشنی قبر کنے کرنا مولوی اسلمی کے لکھے سے تو صاف حرام اور کفر
ٹھہرا مگر سجدہ لینے والے مشایخون کو پہنچا ہی کہ اسلمی صاحب کو بد بولین کیونکہ صاف انکی تکفیر لکھ دیا ہی اب یہان یہہ بات جاننا ضرور ہی کہ
یہ مقدمے جو مولوی اسلمی کی کتاب سے لکھے گئے ہین اگلے کتب سے بھی صاف نکلتے ہین لیکن جب اسوقت کے بعض عوام لوگ اسکے کہے اور لکھے پر بڑا
اعتقاد رکھتے ہین اسواسطے اسیکی کتاب سے لکھا گیا نہین تو ضرور نتھا اگر کسی نے کہا کہ حکم عرس بھرنیکا محرمات کے ساتھ تو معلوم ہو چکا لیکن
بغیر محرمات کے کرنے فقط لوگ جمع ہونا کسی بزرگ کی قبر کنے اور وہان ٹھہرنا کیا حکم رکھتا ہی جواب اسکا یہہ ہی حدیث صحیح مشکات المصابیح مین
امام نسائی کی روایت سے جو آتی ہی سو اشارہ کرتی ہی اس بات پر کہ بہ ہئیت اجتماعی قبر کنے عید کے روز جمع ہو کر رکھنا نہ چاہئے وہ حدیث یہہ
ہی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول لا تجعلوا بیوتکم قبورا ولا تجعلوا
قبری عیدا وصلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم رواہ النسائی یعنے روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ کہا سنا مین نے سرور عالم
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ فرمائے قبور مت کرو اپنے گھرون کو جیسے مردے قبرون مین پڑے رہتے ہین ویسا تم گھرون مین مت پڑے رہو اور عبادت
کیا کرو اور عیدگاہ مت کرو میری قبر کو اور درود بھیجو میرے پر تم کہین بھی ہو کیونکہ میرے حضور مین یعنے عید کو جمع ہو کر رکھا میری قبر کنے جمع مت ہو اور اندیشہ
مت کرو بعد مسافت سے کیونکہ کتنے دور پر تم رہکر درود بھیجو تو بھی میرے حضور مین پہنچتا ہی اور مجمع البحار مین بیچ شرح اس حدیث کے کہا سو عبارت اسکی
یہہ ہی معنی قولہ لا تجعلوا قبری عیدا ای لا تجعلوا زیارۃ قبری عیدا او لا تجعلوا قبری مظہر عید ای لا تجعلوا للزیارۃ
کاجتماعکم للعید فانہ یوم لھو وسرور وحال الزیارۃ بخلافہ وکان داب اھل الکتاب فاورثھم القسوۃ او من جعلوا
عبدۃ الاوثان حتی عبدوا الاموات معنی اس عبارت کی یہہ ہی کہ میری قبر کی زیارت کو عید مت مقرر کرو یا عید ظاہر ہونیکی جاگہہ یعنے
جمع مت ہو زیارت واسطے جیسا جمع ہوا کرتے ہین عید واسطے کیونکہ عید کھیل اور خوشی کا روز ہی بخلاف زیارت کے کہ محل عبرت کا اور آخرت کو یاد
کرنیکا ہی اور زیارتون مین جمع ہونا اہل کتاب کی عادت تھی سو انکو سختی دل کی لائی اور بت پرست بھی یہہ عادت رکھتے تھے سو آخر مردون کو
بھی پوجنے لگ گئے پھر اس حدیث سے اور اس قول سے صاف معلوم ہوا کہ عرس بھرانا اور قبر کنے جمع ہونا اچھا کام نہین ہی اور انصاف سے
دیکھو کہ جس قبر کنے طرح طرح کے لوگ قسم قسم کے لباس پہنکر ایک جگہہ مین جمع ہوا کرتے ہین سو اس قبر کنے کسی کو نہ عبرت ہوتی ہی نہ یاد آخرت کا جو زیارت
سے غرض شارع کی ہی پھر عرس بھرانا کب بھلا کام ہوگا اور دوسری بات یہہ ہی کہ شریعت محمدیہ مین بڑی تاکید ہی اس بات کی کہ شعایر
اسلام کے یعنے علامات اسلام کی ٹھہری سو چیزون کو ظاہر کرنے مین بڑا اہتمام رکھا چاہئے اور جمع ہوا چاہئے اور اسواسطے بڑی کوشش کیا چاہئے
جیسا نماز جمعہ کی پڑھنا اور جماعت سے نماز ادا کرنا اور نماز عیدین کی پڑھنا اور پنج وقتہ نماز جماعت سے ادا کرنا اور فرض نمازون کے واسطے اذان
دینا مانند انکے اور جہاد کافرون سے کرنا پھر دوسرے کامون مین ایسا اہتمام کرنا اور جمع ہونا شریعت مین آیا ہی نہین اور ہمارے زمانے مین تو ظاہر

ہیکا اہتمام جو پیرون کے عرس مین کیا کرتے ہین اور اس کام کے واسطے جمع ہوا کرتے ہین سو شعائر اسلام مین کہان ہی بلکہ بعضون نے اس عقیدے سے کہ سات
بار قادر ولی کے عرس کو جانے سے ایک حج کا ثواب ملتا ہی گھر بیٹھے تکلیف سفر کا اٹھا کر حج ادا کرنا چھوڑ دیا کہ سات بار انکے عرس مین حاضر ہوا کرتے ہین
اور بعضون نے بیسیر ہوتے ہوئے بھیک مانگتے جا ماورت ہی تجھکر ناگور تلک بھیک مانگتے خیرات کا آسرا لگائے چلے جاتے ہین لعنت ہو خدا کی ایسی بیحیائی
پر یہہ حال مین والونکی تھی جو حج کو گئے تو توشہ نہ لیکر بوجھ اپنا لوگ پر ڈالتے تھے سو اللہ صاحب نے یہہ آیت اس کام کے منع مین بھیجا قال اللہ تعالی
وتزودوا فان خیر الزاد التقوی ای ما یتقی سوال الناس یعنے خرچ راہ لیا کرو کہ بہتر خرچ راہ وہی ہی جو باز رکھے سوال کرنے سے لیکن
کبھو جماعت و جمعہ واسطے مسجد تلک قدم رنجہ نہین فرماتے اگرچہ پانچوقت موذن بڑی آواز سے سب مسلمانون کو بلایا کرتا ہی اور مسجد کے دروازے پر
کوئی روکنے والا نہین ہی تسپر لوگ وہان نہ جایا ... کرتے ہین ناگور اور کلیر کہ اجمیر شریف دیکہو ہزارون عوام و خواص مشقت سفر کا اٹھا کر منزلین
طے کرتے ہوئے ہر سال چلے جاتے ہین اور نماز ہو تو نہین دیتے ہان اگر فرض چھوٹ جائے تو کچھ غم نہین کہاتے بخلاف عرس کے کہ اگر ناغہ ہو سکا گمان بھی
ہو تو بہت رنج مانتے اور قرض و دام کر کر عرس سوا کرتے اور طرفہ نقل یہہ ہی کہ بعضے پیرزادون نے ہاتھ کے پیسے خرچ کر کے اپنے پیر کے قبر کنگرے دکانات
مٹھائیون کے اور دوسرے چیزون کے لگانے فرماتے اور لیے وقوف پر ہر ایک کو کچھ پیسے دیکر اپنے پیر کی قبر پر سہرے چڑھوائے اور چڑھانے فرماتے تا لوگ سمجھین کہ یہہ قبر والا
برا بزرگ تھا جوان پر بھیونکی مراد عطا کیا سو وے منتین ادا کرتے ہین اور وہی مشایخ دین کے کام واسطے کسی کو ایک حبہ نہین دیا کرتے لیکن بہتون ہزار
روپے خرچ کرتے ہین ایسی بزرگی کس کام کی اللہ بزرگی دیتا قبر مین کیسے ہی پوشش کاری ہو رہی ہی باہر دیکھو تو زرق و برق کا غلاف قبر پر پڑا ہوا اور شامیانہ
زربفت کا جواہر لگے استادون پر کھڑا ہوا کیا حاصل سے ظاہراً ہون گور کافر پر حلل خواندرون قہر خدا عز وجل بلکہ ایسا کرنا کہ قبر مین گھر کر رہے
باہر قبر پر آگ ہے تو واگ کا تو کچھ پروا نہین افسوس قبر والے کی نفع پر کسیکی نظر نہین لوگون کی نظر مین تجمل رہا تو بس ہی اور حقیقت مین قبر تو عبرت
اور نصیحت لینے کی جگہہ ہی اسکو تو سیر گاہ خلایق کا بناتے ہین اور حقیقت عرس کی جو اب اس ملک مین رواج رکھتی ہی سو یہہ ہی کہ ایک روز معین پر
لوگ اچھے اچھے کپڑے پہنے ہوئے کسی بزرگ کی قبر کنے جمع ہوتے ہین اور جا بجا خیمے استادہ کرتے ہین اور وہان کوئی چار روز کوئی دو روز کوئی ایک
روز کوئی ایک پہر رہتا ہی اور قسم قسم کے بدعتین اور بدکام وہان عمل مین لاتے ہین اور کہین باجے کی آواز سے کسیکے کان بہرے ہو جاتے ہین ایک
طرف مردنگ کی تھاپ پڑ رہی ہی اور ایک طرف ستارون کی آواز بلند ہو رہی ہی اور کہین ڈھولک اور کہین گھڑا بج رہا ہی اور کہین بارود
طرح طرح کی جل رہی ہی اور کہین روشنی کا تماشہ ہو رہا ہی اور کہین ناچ ہو رہا ہی کہین شراب سیندھی کا دور چل رہا ہی کہین جوا بازی وغیرہ
کا بازار گرم ہی اور مدت کے بچھڑے ہوئے زانی اور زانیہ وہان ملتے ہین اور داد فسق و فجور اور بیحیائی کا دیتے ہین اسکا نام عرس رکھے ہین اگر کسی نے اس
روز ان سب بدعتون کو موقوف کر کر مزارون پر میت واسطے فقط استغفار اور تلاوت قرآن کی کیا کرے تو ہرگز اسکو عرس نہین بولیتا اور اسکو عرس تو
نہین رکھتے انا للہ وانا الیہ راجعون عجب تماشا ہی کہ یہہ بعضے بو الہوس مسرف اپنے باپ عزیز کی موت کے دن کو رنڈیون اور نظر بازون
کا بلوا کر بیاہ مین نوبتان اور باجے بجواتے اور چراغان روشن کراتے ہین سمجھتے کہ اپنی عصبیت سے روز خاصون اور کافرون کے جاترے کا دن بنانا
کس عقلمند دیندار کا کام ہی اور قیاس کرنا بزرگون کے عرس کو مولود شریف پر صحیح نہین ہی کیونکہ مولود مین ذکر ولادت خیر البشر کا ہی اور شکر گزاری
رب العزت کی حصول نعمت پر جو ولادت رحمۃ للعالمین کی ہی اور شکر گزاری اور خوشی کرنا حصول نعمت پر عبادت ہی اور لوگ کو مقدور کے موافق
نعمتین کھلانا اور کپڑے پہنانا اور خیرات کرنا اور صحیح احوال ولادت کا پڑھنا سعادت ہی اگر بدعتون سے پاک رہے جیسا شاعر آل محمد نے اس بات
کو نظم مین لایا ہی وہ ابیات یہہ ہین بسم ہی اگر مولد النبی منظور شہ تو حدیثون مین جتنا ہی مذکور شہ کہئے وعظ اسکا مومنین ضرور شہ کہ خوشی سے ہو سب کا دل معمور

اسطرح مولد النبی پڑھنے ہی فرح مولد النبی پڑھنے ہیں جو ہو مولد کے وعظ ساتھ طعام ہو یہ نہو اُسمین کوئی فعل حرام نہ ہو اچھو تے کا نین رہا کا نام ہو وہ حسنت یہ
ہو وین سارے کام ہی ضیافت یہ مستحب کچھ ہو جب ہو منظور تمکو تب کچھ ہو حاصل یہہ ہی کہ خوشی کرنا پیدا ہونیپر رحمت عالمیان کے بڑی سعادت ہی دیکھو
تو ابولہب کافر تھا اور سرور انبیا کے پیدا ہونیپر خوشی کیا اور ثویبہ کو جو اسکی باندی تھی اس خوشخبری کو پہنچانیکے سبب سے آزاد کیا سو آج تلک اسکی جزا
مین ہر پیر کی شب کو اپنا انگوٹھے سے پانی پی رہا ہی جب خوشی کرنا پیدایش پر رحمت عالمیان کے وہ بھی آنحضرت نبوت سے مشرف ہونیکے آگے اور پیغمبر
ہونیوالے ہین سو بخیال کر کافر کو اس قدر فائدہ بخشتا ہو پھر یہہ خوشی مسلمان کو جو دل کی محبت اور عقیدے سے کیا کرتا ہی سو کس قدر فائدہ بخشیگی عقل
سے سمجھو وہ حدیث جس مین یہہ ماجرا مذکور ہی سو یہہ ہی ثويبة مولاة ابی لہب كان اعتقها حين بشرته بميلاده النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فلما مات ابو لہب كافرا راه العباس فی المنام بعد سنة بشر خيبة فقال ماذا لقيت قال لم الق
بعدكم خيرا غير انی سقيت فی هذه يعنی نقرة ابهامه كل ليلة اثنين بعتاقتی ثويبة وكانت حاضنته صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم وهی ام ايمن وام اسامة بن زيد وكانا اخوين لام وايمن رجل من الانصار یعنے ابولہب اپنی باندی
ثویبہ کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تولد کی خوشخبری لانے سے آزاد کیا تھا سو ابولہب کافر موئے پر حضرت عباس نے اپنے اسلام لائے بعد اُسے خواب بیچ
دیکھے بد حالت مین تو اُسے پوچھے کہ تو کیا پایا تو جواب دیا کہ تمھارے پیچھے مین نے کچھ نیکی نہین پایا سو اسکے کہ پیر کی رات کو پانی پلایا جاتا ہون اپنے
انگوٹھے کے سوے سے اس لئے کہ مین نے ثویبہ کو جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلائی تھی آزاد کیا تھا اور ثویبہ ام ایمن اور اسامہ بن
زید کی ماتھی اسامہ اور ایمن دونو مادری بھائی تھے اور ایمن انصاری تھے یہہ حدیث جمع الفوائد سے لکھی گئی ہی دیکھو تو خوشی کرنا پیدایش پر
آنحضرت کی ایسا ہی مبارک کام ہی یہہ خوشی اُسی کے نصیب ہوگی جو ازلی سعادتمند ہی لیکن جو عادت و رسم کے طور پر کیا کرتے ہین سو یہہ سعادت انکے
نصیب نہین خوشی دل سے اور محبت سے کیا چاہیے بخلاف عرس کے کہ اسمین ماتم کا روز مصیبت کا ہمیشا غم کی بات یاد دلاتا ہی اور شریعت مین تو صبر
کرنا مصیبت کو چھپا رکھنے کا حکم آیا ہی اور غم کا ذکر بار بار کرنا صحابہ کنے ناپسند تھا اسی واسطے وفات شریف سے تاریخ نہ ٹھہرائے ہجرت مقدس سے تاریخ
مقرر کئے اور ولادت شریفی اور ابتداء نبوت سے وقت مین اختلاف رہنے کے سبب سے تو وہان سے تاریخ مقرر کرنا مناسب نتھا جیسا جلال الدین
سیوطی اپنے شماریخ فی التواریخ کے حاشئے مین اسکو لایا ہی سو حاصل اسکا یہہ ہی کہ بعضون نے کہا ہی کہ وے ماجرے جن سے تاریخ تو ٹھہرایا ہو سکتا تھا
سو چار ہین ولادت شریف و وحی نیکا شروع و ہجرت مبارک اور وفات مقدس لیکن ولادت شریف سے یا وحی کے شروع سے تاریخ نہ ٹھہرائی
گئی کیونکہ ان وقتون کا مقرر کرنا اختلاف سے خالی نہین اور وفات مقدس سے بھی تاریخ مقرر نہ کئی گئی کیونکہ اس سے غم کو یاد دلانا ہوا کرتا ہی اس
واسطے تاریخ کا ٹھہرانا ہجرت ہی پر رہا چنانچہ عبارت اسکی یہہ ہی فی حاشية الشماريخ فی التواريخ لجلال الدين السيوطی من كتابه
التوشيح علی جامع الصحيح قال بعضهم مناسبة جعل التاريخ من الهجرة ان القضايا التی كان يمكن ان يورخ منها
اربعة مولده صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومبعثه وهجرته ووفاته فلم يورخ من الاولين لان كلا منهما لا يخلو عن
نزاع فی تعيين سنته ولا من الوفاة لما يوقع ذكره من الاسف عليه فانحصر الامر فی الهجرة اسی واسطے سرور عالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی وفات کے روز عرس بھرانا سلف صالحین اور محدثین اور مجتہدون اور مفسرین مین رواج نہین پایا اور یہان تلک اس تاریخ سے
سروکار نہین رکھے کہ آخر اس تاریخ کو بھول گئے اسلئے اسکے تعین مین اختلاف پڑا کوئی کچھ کہا کوئی کچھ لکھا اگر صحابہ کے زمانے سے وفات کی
تاریخ مین کچھ کام کیا کرتے ہوتے تو تاریخ وفات مین اسقدر اختلاف کاہیکو پڑتا بلکہ ضرور اللہ پاک جلشانہ نے اپنے علم ازلی سے جان لیا تھا کہ ہندا

مسلمان بزرگون کے عرسو نمین شعائر اسلام سے زیادہ اہتمام اور دھوم دھام کرینگے بلکہ اسکو دین کا ایک بڑا رکن ٹھہرا لینگے یہان تلک کہ اسکے
چھوڑنے والے کو دین سے خارج کرینگے اور منکر بزرگو نکا ٹھہرا لینگے گویا اسی حکمت کے واسطے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا دن مخفی
کر کر اوسمین اختلاف ڈالدیا تا دینداروں کو معلوم ہووے کہ اگر عرس اور فاتحیان کرنا دین کا رکن یا دین مین داخل ہوتا تو اللہ تعالی نے سرور عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا دن مخفی کر کر اور اوسمین اختلاف ڈالکر دین کو ناقص کیا ہوتا اور خود اللہ تعالی نے فرمایا ہے الیوم اکملت
لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا آج مین پورا دیچکا تم کو دین تمھارا اور پورا کیا تم پر مین نے احسان اپنا
اور پسند کیا مین نے تمھارے واسطے دین مسلمانی اللہ پاک نے تو دین کے کامل ہونے کی خبر دیا پھر وفات کے دن مین اختلاف ڈالکر اور اسمین ذرکو مخفی
کر کر نقصان دین مین کیسا کیا ہے سو معلوم نہین اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور چار امام جو عرس اور فاتحہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا کہا نا نکالکر نہین کئے سو کیا انکی دینداری مین نقصان آگیا اور وے سب ناشکری ٹھہرے اور تم جو کیا کرتے ہو تمھاری دینداری اور شکر گزاری
کامل ہوئی انکی دینداری اور شکر گزاری سے نعوذ باللہ منہا اور یہان ایک نکتہ ذکر کرتا ہون انصاف سے پڑھو اور سمجھو کہ ہمارے اسلام کی بنا پانچ چیز پر ہے
کلمہ نماز و روزہ زکاۃ و حج اور ایمان مفصل مین سات چیز مذکور ہین بھلا کسی ایک چیز مین ان چیزون سے کوئی بت پرست ہمارا شریک ہوتا ہے کیا
سو کہو برخلاف عرس بھرانیکے اور شدہ ... پرستی اور جھنڈہ پرستی کے اور محرم کے فقیر بننے کے اور لنگر کھینچنے کے اور غیر اللہ سے مرادان مانگنے کے کہ ان
کامون مین مشرکان بھی ہمارے شریک ہوا کرتے ہین پھر اسمین سمجھو کہ اگر یہ کامان بھی ہمارے دین سے ہوتے اور خدا و رسول کی خوشنودی کا سبب تو کوئی
ہندو انمین شریک ہوتے جیسا اون کامونمین نہین ہوتے ہین پھر اس سے سمجھنے والے پر صاف کھل پڑتا ہے کہ یہ کامان انکے مذہب اور طریقے کے ہین
یا شبیہ اسکی اس لئے اونکو بھی ان کامون کا شوق ہوا ہے نہین تو ہرگز مشرکان ان کامونمین ہمارے شریک نہوتے عقل ہدایت کی اللہ دیوے اور اسیطرح
ہے حرام بدعتون سے کہ جنکا حلال جاننا کفر ہے اور انکے کرنے نکرنے مین نفع یا نقصان کا عقیدہ رکھنا شرک کے عقیدون مین سے ہے سو بزرگون
کے نام سے لڑکون کے سرون پر چوٹیان اور کاکلان اور زلفان رکھنا اور انکے ہاتھ پانون مین انگٹیان اور بیڑیان ڈالنا اور گلے مین طوق اور بدیان ڈالنا
جیسا مولوی اسلمی صاحب نے اپنے سفینے کے تین سو نودیں پانچوین صفحے پر لکھا ہے سو عبارت اسکی یہہ ہے واز جملہ منکرات فعلیہ اشتن کاکلہا ست
وچوٹیہا واندا ختن طوق و مانند آن در گلو و بیڑیہا در ہر دو پای و پوشانیدن بدیہا بکودکان و آنہارا بنام بزرگان و پیران نسبت دادن و مانند
این رسوم جاہلیت کہ در ہند و بسیار شایع و ذایع اند ہمہ اشنع از منکرات و بدعات محرمہ باشند بلکہ بفعل آن نفع دینوی و ترکش ضرر آن اعتقاد
کردن شرک بود با وجود آنکہ ہمین اشخاص از مرد و زن فعل محرمات و ترک واجبات را کچھ ہی نمیخزند و اصلا پروای آن نمیکنند و این دلالت صریحہ
دارد بعدم تصدیق خدا و رسول و بعدم خوف و رجا بعقاب و ثواب آخرت و اینہم کفر باشد یعنے بدکامون سے ہے زلفان چھوڑنا اور چوٹیان
اور طوق اور مانند اسکے گلے مین ڈالنا اور بیڑیان دونو پاونمین ڈالنا اور لڑکون کو بدیان پہنانا اور ان چیزون پر بزرگون کا نام لگانا جیسا شاہ
مدار کی بدی غوث الاعظم کی بیڑی اور مانند انکے دوسری رسمان جاہلیت کی جو ہند مین مشہور ہو رہی ہین یہ سب بدکام اور حرام ہین بلکہ ان کامون
کے کرنے مین دنیا کا فایدہ یا چھوڑنے مین مضرت کا اعتقاد رکھنا شرک ہے دیکھو تو وہی لوگ مرد عورت حرام کام کیا کرتے ہین اور واجبون کو چھوڑ
دیتے ہین پھر اس بات کی کچھ پروا نہین کرتے یہہ کام تو صاف دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ ان کو اصلا تصدیق نہین ہے خدا کی اور رسول کی قول کی اور
نہ ڈر ہے عذاب کا اور نہ امید ثواب کی یہہ بھی کفر ہے یہہ بات مولوی اسلمی صاحب کی حق ہے مطابق قرآن و حدیث کے اور بھی مولوی اسلمی نے اسی سفینے
کے تین سو تینتیس دین صفحے پر لکھا ہے سو عبارت اسکی یہہ ہے [illegible] عوام مرشدان خود را [illegible] تعظیمش واجب باشد

چون مادہ پدید کفر بود بہر وجہیکہ کند اگرچہ جبہہ بر زمین نرسد و ذبح کردن حیوان بنام غیر خدا تعالی و بستن زنار در کمر یا در گلو و انداختن صلیب در وی
و گذاشتن کاکل بر سر و پوشیدن کلاہ مخصوص باقوام کفار و نہادن خطوط بر جبہہ در طول و عرض بالوان مختلفہ سرخ و سفید و زرد و یا بکالبسیتر

و تشبہ بہر گروہی از کفار بزی مخصوص ایشان و مانند این امور کہ ہمہ اینہا منافی ایمانند یعنے سجدہ کرنا عوام کا اپنے مرشدون کو یا اپنے استادون کو یا اور کسی کو جسکی تعظیم واجب ہو جیسے باپ کیے سجدہ کرنا کفر ہے کسی طرح کرے اگرچہ زمین کو پیشانی نہ لگے اور اللہ کے غیر کے نام سے جانور ذبح کرنا اور زنار کمر میں یا گلے مین باندھنا اور گلے مین صلیب ڈالنا اور چوٹی سر پر چھوڑنا اور کافرونکی قوم کی مخصوص ٹوپی پہننا اور پیشانی پر لنبان اور چوڑان مین رنگا رنگ کے لکیران کھینچنا لال پیلے اجلے یا خاکی یا کافرون کی کسی جماعت کے لباس اور وضع کی تشبہ کرنا اور مانند ان کامون کے جو ایمان کے منافی ہین انتہی اور شرک کے عقیدون سے ہی بدفالی لینا یعنے اللہ اور رسول نہین فرمائے سو چیزین فقط اپنے وہم سے مضرت کی تاثیر کا عقیدہ رکھنا جیسا فلانے روز سفر جانا یا فلانا کپڑا پہننا ہمارے خاندان مین راس نہین آتا ہے جاننا یا شیخ کے گھر ہمارے ہان لڑکی گئی تو ناندتی نہین سمجھنا یا فلانیکا نام رکھنا ہمین مبارک نہین ہوتا ہے کہنا یا آمنے سامنے کے گھر والونکو یعنے ایک ہی گھر مین بیٹی دینے اور بیٹی لینے کو منحوس جاننا اور ایک ہی گھر سے دو لڑکیان لینے کو برا ماننا اسی ہی اعتقاد کرنا شب کے وقت بیمار پرسی کو جانے واسطے اندیشہ کرنا یا عورت موئی سو سال مین پھر دوسری عورت کرنے کو نحس ہی پوچھنا اور کسی بزرگ کے نام سے مقرر کیئے ہوئے چراغون کی رات کو یا اس سے پہلی شادی شروع کرنے کو یا سفر نکلنے نحس جاننا اور جوگنی اور رجال الغیب اور زہرہ کے ستارے کے مقابل اور قمر در عقرب مین سفر کرنے نامبارک سمجھنا اور سکّہ ٹیڈ وزا اور کال چکر اور ستارونکی ساعت کے قاعدے پر ہر کام شروع کرنا اور مانند اسکے بہت بدفالیان ہین جو ہندو والے جاہل مسلمان ہندوونکی صحبت سے اختیار کر لیئے ہین اور شرک کے عقیدون سے ہی گیارھوین کے چراغان کرنے مین اپنی بھلائی کا عقیدہ رکھنا اور سکی تعظیم اور آداب بجالانا بلکہ چراغون کے آگے ادب سے کھڑے رہنا اور اس طرف تسلیمات کرنا بعینہ آتش پرستی ہے مجوس اس عقیدے سے بہت خوش ہونگے اور ہر مہینے کی گیارھوین کی ضیافت پہلے جو نکالی سو سید حسین علیخان بارہہ ان مین جو امیر الامرا یعنے بخشی تھے فرخ سیر بادشاہ دہلی کے سرکار کے یہہ بات سرو آزاد مین مذکور ہے لیکن اس سید مرحوم نے کچھ منت مراد بیت وغیرہ بیان کر نہین مقرر کیئے تھے بلکہ فقط ضیافت مسلمین کیا کرتے تھے رفتہ رفتہ بدعتیون [illegible] قیود خلاف شرع لگا کر اس نوبت کو پہنچائے اگلے اسکے کوئی جانتا ہی نتھا کہ گیارھوین کیا چیز ہے اب تلک بھی روم بلخ بخارا شام [illegible] جاہلان مین کوئی جانتا نہین بلکہ بغداد مین اس رسم کا ٹھکانا ہی نہین اور غوث الاعظم کے مریدان اور فرزندان اور پوتے ان کی گیارھوین اور گیارھوین کے چراغان نہین کئے ہین اور کوئی عالم بھی نہین لکھا پھر اسکو دین سمجھنا بے دینی ہے کیونکہ دین کے کام جتنے تھے سب کے سب کتابون مین لکھ چکے پھر یہہ ایسا دین کا کام ہوا کہ کسی کتاب مین اصلا جسکا مذکور نہین ہے اور یہہ بھی جاننا چاہیئے کہ اگر گیارھوین کو دنیا کے کامون سے جانتے ہون تو پھر اتنا قدر تعظیم کرنا اور اسکو سبب برکت کا ماننا اور اسکام کے منکر کو گمراہ ٹھہرانا صرف گمراہی اور بے دینی ہے کیونکہ دنیا کے اور بھی کامان ہین جیسا گھر باندھنا اور جھاڑ کاٹنا اور جامہ پہننا اور مانند انکے کسی نے ان کام کے منکر کو بے دین اور گمراہ نہین کہا پھر گیارھوین کے منکر کو گمراہ کہنا گمراہی ہے اگر اس کام کو دین کے کامون سے مانتے ہون تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ غوث الاعظم کے فرزندان اور مریدان اور انکے بعد کے محدثان اور علما سب کے سب دینداری مین قاصر تھے جو کبھو گیارھوین نہین کیئے بلکہ جاہل بھی تھے جانتے بھی نہین کہ گیارھوین کیا چیز ہے اسواسطے نہ آپ کیئے نہ دوسرون سے کئے نہ کسی کتاب مین لکھے معاذ اللہ اور یہہ بھی جاننا چاہیئے کہ گیارھوین دنیا کا کام بھی نہین کیونکہ اسکے نکرنے سے دنیا کے کسی کام مین خلل نہین پڑتا پھر یہہ کام نہ دین کا ہوا نہ دنیا کا لو یہہ سب ایک طرف حدیث صحیح مین آیا ہے من احدث فی امرنا ہذا فہو رد یعنے جس کسی نے

نئی تراشی گئی ہمارے اس دین میں تو وہ کام مردود ہی پھر یاروں کی نئی تراش کب قابل تعظیم کے رہی دیکھو تو صحابہ علیہم الرضوان دین میں نئی بات کرنے سے
ایسا ڈرتے تھے جیسا کسی نے آگ کو ہاتھ میں لینے سے اسی واسطے صحابہ نے قرآن کو ایک جگہ اس ترتیب خاص پر جمع کرنے سے ڈرتے تھے اگرچہ اسمیں
کلام اللہ کی محافظت تھی اور مسلمانوں کا دینی اور دنیوی فایدہ تھا لیکن آنحضرت کے وقت میں جمع نہیں ہوا تھا کہ اس کام سے ڈرتے تھے پھر اللہ تعالی
کو تو اسکی حفاظت منظور تھی سو سب کے دلوں میں جمع کرنے کے واسطے الہام کیا پھر سب کے سب اس بات پر اجماع کئے تو قرآن جمع ہوا اللہ اکبر صحابہ قرآن
کو جمع کرنے سے ڈرتے اور یہہ لوگ اصلا ڈرتے نہیں جو جی چاہا سو تراش کر نکالتے ہیں اور اسکو تبرک جانتے اور تعظیم اسکی کرتے اور قریب خدا کے
نہ چھوڑتے اللہ کی پناہ اور گیارھوین کرنے مین برکت کا عقیدہ رکھنا حقیقت میں اللہ پر بہتان ہی فمن اظلم ممن افتری علی اللہ الکذب
یعنے کون ظالم زیادہ ہی اس شخص سے جو بہتان کیا اللہ تعالی پر کیونکہ اللہ تعالی نے سرور عالم کو خبر نہیں دیا کہ گیارھوین کرنے مین برکت ہی اور سرور
عالم بھی نہیں فرمائے اور کوئی صحابی بھی نہیں کہا اور کوئی امام نے بارہ اماموں سے اور کوئی مجتہد نے مجتہدوں سے اپنے قیاس سے اور کوئی [illegible]
بھی سب کے چار اماموں سے اپنے اجتہاد سے اور کوئی کشف والا اپنی کشف سے اور کوئی محدث اور کوئی فقیہ کسی قاعدے سے شریعت کے استنباط
کر کہیں لکھا کہ گیارھوین کرنا برکت کا کام ہی پھر جو گیارھوین کرنے مین برکت کا عقیدہ رکھے سو وہ کیا نہیں کہ تم پر وحی اتری یا تم کو کشف ہوا یا الہام
یا خواب میں جان لئے یا اپنے اجتہاد سے ٹھہرائے جو برکت کے منکروں کی تکفیر کرنے لگے یہہ عقیدہ تمہاری گمراہی ہی [illegible] اگر غوث الاعظم یا اپنے پیر
صاحبزادوں یا مریدوں نے گیارھوین کرنے واسطے فرمائے یا گیارھوین کئے سو کسی معتبر کتاب سے نکال دے تو ہمارا سر [illegible]
بلا دلیل کے ہیں تو تمکو سند نہیں اور خود تم کو بھی ایسی باتوں میں باپ دادے کی پیروی کرنا منع ہی خصوصا نئی تراشوں میں [illegible]
پیروی کرنے والونکی مذمت جابجا قرآن مجید میں وارد ہی چنانچہ یہہ آیت اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله یعنے ٹھہرائے
اپنے مولویوں کو اور مشایخوں کو رب کرکے ورے اللہ تعالی کے اور حذیفہ صحابی نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہی لم یعبدوهم من دون الله
لکن احلوا لهم وحرموا علیهم فاتبعوهم یعنے وے لوگ جنکے حق میں یہہ آیت اتری ہی پرستش نہیں کئے تھے مولویوں کی اور مشایخوں کی
لیکن انھوں نے یعنے مولویوں اور مشایخوں نے ان کے واسطے کتنے چیز حلال کردئے اور کتنے چیزونکو ان پر حرام ٹھہرائے سو وے لوگ اسمیں انکی پیروی کرلئے
یعنے انکے حلال کئے ہوئے کو حلال جانیں اور انکے حرام کئے ہوئے کو حرام مانے اور حرام ٹھہرانا اور حلال ٹھہرانا شان خدا کا ہی پھر جسکے واسطے اس شان کو ثابت کرے اسکی
خدائی کے قایل ہوئے سو ایسا لکھا ہی اسی طرح کہا ابن حزم نبذ الکافیہ کی کتاب میں پھر ہم کو اور تم کو یہہ سب جانکر نئی تراشوں میں ہر فرقہ کی پیروی کرنا گمراہی ہی [illegible]
تعالی فرمایا اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء یعنے پیروی کرو اس چیز کی جو تمہاری طرف اتاری گئی ہی تمہارے پروردگار
کی طرف سے اور مت پیروی کرو اسکے سوائے تمہارے اور دوستوں کے اور یہہ بھی جاننا ضرور ہی کہ اللہ تعالی نے کافروں پر جس بات کا انکار کیا اس بات سے بچنا
مسلمانوں کو لازم ہی نہیں تو انکی مذمت میں اتری سو آیت مسلمانوں پر ٹھیک اتریگی جیسا نئی تراشوں میں تو انکی پیروی کرنا ہر تو قرآن سے منع ہی
پھر جو کوئی نئی تراشوں میں پیروی بزرگوں کی کریگا اسپر یہہ منع ثابت ہوگی اللہ توفیق نیک دیوے اور وہ جو بعضے بے سمجھوں نے کہا کرتے ہیں کہ ایسی گیارھوین کرنے سے
کہاں مجتہد منع لکھا ہی جو تم منع کرتے ہو جواب اسکا یہہ ہی کہ اگر یہہ کام مجتہدوں کے زمانے میں ہوتا تو البتہ بالخصوص اس کام سے منع فرماتے جیسا کسی
بادشاہ نے عید کی نماز واسطے اذان دلایا تو سب بزرگ علما اسکو منع کئے اور وہ رسم اٹھا دئے جیسا علی مرتضی عیدگاہ میں عید کے روز کسی نے نفل
نماز پڑھنا چاہا تو اسکو منع کئے جب نماز اذان سے منع کئے البتہ اس کام کے کرنے سے اور برکت کا عقیدہ رکھنے سے بالخصوص منع فرمائے ہوتے
جب یہہ کام انکے زمانے میں نہیں تھا منع مخصوص گیارھوین کرنے سے نہیں آیا بلکہ قوانین کلیہ شرعیہ اور قواعد اصولیہ سے منع اسکا صاف پایا جاتا ہی

جیسا حدیث مین آیا ہی نئی تراش دین مین کرنا اگر ایسی ہی چال سے صاف ظاہر ہوا گیارھوین کرنا اس صفت اور عقیدہ سے جواب مروج ہی منع
ہی اللہ توفیق دینے والا ہی اور یہہ بھی جانا چاہیے کہ حدیث مین آیا ہی فی الشاۃ برکۃ یعنے بکری پالنے مین برکت ہی اور دوسری حدیث مین آیا ہی
کہ جو خاص گھر مین ہوا گر بکا اس گھر مین فاقہ بچا گا کیونکہ جو شے مین اللہ تعالی نے برکت رکھی دیا ہی اب دیکھو مسلمانو کہ برکت لی وہ تو خیر کی حدیث
سے ثابت ہوی تیسیر صحابہ کے زمانے سے لیکر آج تلک کسی دیندار نے بکرے کے قدم پر پر دھر انہ جوتے پر آنکھہ ملا نہ اسکو بوسہ دیا پھر گیارھوین
مین تم ہی دل سے اس برکت کا عقیدہ رکھہ کر اسکی اسقدر تعظیم کرنے لگے اور اس کھانے کو آنکھہ پر ملنے لگے اللہ توفیق نیکی کی دیو امام زروق نے حزب
البحر کی شرح مین امام مالک سے روایت کیا ہی کہا اُس نے ان ما لم یجر بہ عمل السلف فلا خیر فیہ لانھم کانوا احرص علی الخیر
واعلم بالسنۃ حاصل اسکے مضمون کا یہہ ہی کہ سلف جو کام کو عمل مین نہین لائے سو اس مین بھلائی نہین ہی کیونکہ وے لوگ حرص زیادہ
رکھتے تھے نیکی کرنے پر اور بہت جاننے والے تھے سنت کو پھر انہون نے کیے سو کرنا انھون نے نہین کیے سو ہم نکرنا اور بُرے بدعتون سے ہی خطبہ عید
کا آگے نماز کے پڑھنا اور سونے روپے کے باسن کو دوسری قیمتی چیز بدلے خیال کر کر وزن سے زیادہ سونا روپا دیکر مول لینا ایسی خرید و فروخت ربا کی
خرید و فروخت ہی جایز نہین اور اسیطرح بدعت ہی اذان دینا عیدین کی نماز واسطے اور مسلمان کو اسکے کافر سگے کی میراث دلانا جیسا مولانا
عبد العلی ابو العیاش تراویح کی ذکر مین اپنی کتاب ارکان اربعہ مین کہا ہی سو عبارت اسکی یہہ ہی ومحدثات الامور ما احدث بعد
زمان الخلفاء الراشدین کخطبۃ مروان قبل صلوۃ العید وجعل الجودۃ مقومۃ فی الاموال الربویۃ اذا قوبلت
بجنسہا حدثت فی زمن معاویۃ یعنے نو پیدا چیزان جو کہتے مین سو وے مین کہ نو پیدا ہوے خلفاے راشدین کے زمانیکے بعد جیسا خطبہ پڑھنا
مروان کا آگے نماز عید کی اور ربا والی چیز کی بہتری کو اعتبار کرکے قیمت اسکی وزن سے زیادہ دینا اور لینا جب بیچا جاوے ہم جنس کے ساتھہ یعنے جب قیمت اور مبیع
بیچنے بیچی گئی سو چیز ایک ہی جنس ہون تب وزن سے زیادہ دینا لینا حرام ہی معاویہ کے زمانے مین پیدا ہوا ہان اگر جنس بدلے تو اسوقت مین کچھہ مضایقہ
نہین ہی لیکن اس صورت مین قیمت اور مبیع کو دست بدست دینا لینا شرط ہی اور تفصیل اس مقدمے کی امام مالک کی موطا مین ہی سو یہہ ہی
ان معاویۃ ابن ابی سفیان باع سقایۃ من ذھب او ورق باکثر من وزنہا فقال لہ ابو الدرداء سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ینہی عن مثل ھذا الا مثلا بمثل فقال لہ معاویۃ ما اری بمثل ھذا باسا فقال ابو الدرداء
انا اخبرہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یخبرنی عن رایہ لا اساکنک بارض انت بہا الحدیث
یعنے بیچا معاویہ نے خود آپ ایک باسن سونیکا یا روپیکا زیادہ وزن سے اسکے سو کہا اس سے ابو الدرداء صحابی نے کہ سنا ہون مین سرور انبیا صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ منع فرمایا ہی اسطرح سکے بیچنے سے مگر برابر کہا معاویہ نے اسطرح کے بیچنے مین کچھہ ڈر نہین دیکھتا ہون مین پھر کہا ابو الدرداء
نے کہ مین خبر دیتا ہون اسکو سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور وہ خبر دیتا ہی اپنی عقل سے ای معاویہ تیرے ساتھہ نہ رہونگا مین جس زمین پر کہ تو ہی
اور امام قرطبی نے اپنے تذکرے مین کہا سو یہہ ہی اول معاویۃ اعلن بالربا فاجاز بیع سقایۃ الذھب باکثر من وزنہا اخرجہ
اھل الصحیح یعنے علانیہ کیا معاویہ نے سود کو اور جایز رکھا بیچنے کو سونیکے باسن کے زیادے سے اسکے وزن کے اور ذکر کیے اس قصے کو اہل صحیح
انتہی اور جاننا چاہیے کہ مولانا عبد العلی جو نسبت کیا خطبہ آگے نماز عید کے پڑھنے کو مروان طرف سو وہ بھی ایک روایت ہی ہو گی نہین تو حافظ جلال
الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا مین منسوب کیا اس کام کو حضرت معاویہ طرف اور کہا قال الزھری اول من احدث الخطبۃ قبل الصلوۃ
فی العید معاویۃ اخرجہ عبد الرزاق فی مصنفہ یعنے کہا زہری نے کہ پہلے جو نو پیدا کیا خطبہ پڑھنا آگے نماز عید کے سو معاویہ ہی

روایت کیا اسکو عبدالرزاق اپنی کتاب مصنف مین اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری مین متعین کرنے مین اس شخص کے جو خطبے کو آگے عید کے مقرر
کیا ہی مختلف روایات بیان کرکے قاضی عیاض کے قول کو جمع کیا ہی ان روایتون مین ذکر کیا سو عبدالحق دہلوی نے سفر السعادت کی شرح مین لکھا ہی
سو عبارت اسکی یہہ ہی عبدالرزاق از ابن جریج از زہری آوردہ کہ اول و اثر مروان کہ در آن نسبت تقدیم خطبہ بوی واقع شدہ زیرا کہ مرو
از زہری و بعضے مروان و زیاد عامل معاویہ بودند پس محمول بر آن بود کہ ابتدا علی ان معاویہ بود و ایشان اتباع آن کردند اور اسی طرح بد بدعتون سے
ہی اذان دینا عید کی نماز واسطے اور پہلے یہہ کام کیا سو معاویہ ہی جیسا حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ مین اسبات کو ذکر کیا اور کہا عن سعید بن
المسیب اول من اذان واقام یوم الفطر والنحر معاویۃ یعنے کہا سعید بن المسیب نے کہ پہلے جو اذان دینا اور اقامت کہنا واسطے عید کے نکالا سو
معاویہ اور عبدالحق دہلوی سفر السعادت کی شرح مین لکھا ہی عبارت اسکی یہہ ہی ابن ابی شیبہ باسناد صحیح از سعید بن المسیب آوردہ
کہ اول کسیکہ احداث کرد اذان را برای عید معاویہ بود و بعضے گفتہ اند کہ مروان و بعضے گفتہ اند حجاج و بعضے زیاد و صحیح آنست کہ معاویہ بود و
بعد از وی اینہا اخذ کردہ اند انتہی اور اسی قبیل سے ہی کافر کی میراث دلانا مسلمان کو اور اسلام مین پہلے یہہ کام کیا سو حضرت معاویہ ہی جیسا ابن
کثیر نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا ہی سو عبارت اسکی یہہ ہی مضت السنۃ ان لا یرث الکافر المسلم والمسلم الکافر واول من ورث المسلم
من الکافر معاویۃ وقضی بذلک بنو امیۃ بعدہ حتی کان عمر ابن عبد العزیز فراجع السنۃ واعاد ہشام
ما قضی بہ معاویۃ یعنے گذری سنت وارث نکرنے پر مسلمان کو کافر کا اور کافر کو مسلمان کا اور پہلے جو وارث کیا مسلمان کو کافر کا سو معاویہ ہی اور
حکم کیا اسی کے موافق بنی امیہ بعد معاویہ کے یہان تک کہ عمر ابن عبدالعزیز نے خلیفہ ہوا پھر عود کری سنت اپنی جگہہ مین اور اٹھہ گیا حکم معاویہ کا اور جب
ہشام بادشاہ ہوا پھر حکم کیا جیسا معاویہ حکم کیا تھا دیکھو تو جب معاویہ بربکھا صحابی نو تراشی کیا تو کسی نے اسکو قبول نہ کیا حالانکہ ہم سب اہل سنت
کے مذہب مین ادنی صحابی کا مرتبہ بڑے ولی کے مرتبے سے بڑھکر ہی جیسا سعید ابن مسیب سے کسی نے پوچھا کہ معاویہ مرتبے مین بڑے یا عمر بن عبدالعزیز تو
فرمائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صحبت مین جو معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک مین گرد پہنچی سو ہزار عمر بن عبدالعزیز سے بہتر ہی باوجود
عمر بن عبدالعزیز بڑے قطب تھے اور یہہ بات لب اللباب فی مناقب الاصحاب مین لکھا ہی پھر دوسرے کی نو تراشی کو کوئی دیندار کیسا قبول کریگا اور
حرام بدعتون سے ہی سلام علیکم کی جگہہ مین عشق اللہ کہنا اور علیکم السلام کی جگہہ پر سدا را عشق کہنا جیسا ہند کے مشایخ اور فقرا مین یہہ کام بہت
رواج پایا ہی مجھے حیرت ہی مشایخ صاحبون سے کہ جانتے ہین جب حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتون پر سلام کیا انہون نے جواب اسکا دیئے پھر اللہ تعالی نے
حضرت آدم کو فرمایا ایسا سلام وایسا ہی جواب تیرا اور تیری اولاد تحیت یعنے سلام علیکی ہی پھر اسکا رواج سب پیغمبرون مین ہوتا ہوا ہمارے پیغمبر
تک پہنچا اور آنحضرت نے اسکی فضیلت مین احادیث فرمائے ہین اور سلام شرعی سنت موکدہ اور شعار اسلام ہی اور جواب اسکا فرض کفایہ با این
ان مشایخون نے جاہلون کو فقیر بنا کر بھیکہہ مانگنے اور لوگون کو ایذا دینے کے واسطے چھوڑ دیتے ہین پہلے اپنے پیرونکو بعدہ دوسرے مشایخون اور فقیرون نے
کو السلام علیکم کے عوض مین عشق اللہ کہتے ہین پیر انا اور دوسرے مشایخان جواب مین سدا را عشق بکتے یہہ کیا ستم ہی آدم سے خاتم تک چلی آئی سو سنت
کو اٹھا دیکر اسکے عوض مین بے معنی کلام مقرر کیئے ہین سو صاف سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شریعت کے ایک عمدہ حکم کو منسوخ کر دیئے معاذ اللہ
یہہ عجب پیری اور مریدی ہی کہ سرور انبیا کے برخلاف کرنے کو اختیار کر لئے ہین اب کے پیرون کے فقیر ہونے مین دو چیز انکی نذر کرنا پڑتا ہی پہلے پہل تو نشان
داڑھی کے دوسرا ایمان کیونکہ سلام علیکی کے عوض مین پیر کو سجدہ کرنا اور عشق اللہ کہنا سکھلاتے ہین اگر داڑھی کے منڈھوانے کو حلال جانتے ہون
تو وہ بھی ایمان کھونے کی چیز مین داخل ہی اللہ توفیق دیوے اگر فقیران آپس مین عشق اللہ کہنا افضل السلام علیکم سے جانین یا آپس مین سلام

علیکم بولنا عیب اور بدکلام سمجھیں اور اسلئے عشق اللہ کہنا اختیار کر لئے ہوں تو یہہ بدعت کفر کی ہوگی معاذ اللہ اور ایسی قسم سے عورتیں جو رواج
پانوں پڑنے اور بلا لینے کا پھیلا ہے اور اصل میں یہہ رسم کافروں میں ہے انسے مسلمانوں کی عورتیں سیکھی ہیں دوسری بات یہہ ہے کہ شرعی سلام کرنا
ان پر بھی ہے سو چھوڑ کر اسکے عوض میں پانوں پڑنا اور بلا لینا ٹھہرائے ہیں یہاں تلک اس بدرسم پر ثابت ہوئے ہیں کہ اگر اسمیں کچھہ کمی زیادتی
پائی جاوے تو آپسمیں قضیہ بکھیڑا کرتے ہیں اور بات جیت علیک علیک موقوف ہوتا ہے قطع رحمی تلک نوبت پہنچتی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون لطیفہ
سلام علیکم کو چھوڑنا جنتیوں کا طریقہ نہیں کیونکہ اللہ تعالی نے جنتیوں کے حق میں فرمایا ہے تحیتہم فیہا سلام یعنے تحیت جنتیوں کی جنت میں سلام
ہے اور بھی ملائکہ جو جنتیوں کو کہینگے سو اس بات میں فرمایا ہے سلام علیکم طبتم فادخلوہا خالدین یعنے سلام تم پر خوب ہو تم جاؤ
جنت میں ہمیشہ رہنے اور بھی فرمایا ہے لا یسمعون فیہا لغوا ولا تاثیما الا قیلا سلاما سلاما یعنے نہیں سنتے وہاں بکنا اور نہ
جھوٹھہ لگانا مگر ایک بولنا سلام پھر ان آیتوں سے اور دوسری کئی آیتوں سے بھی معلوم ہوا کہ جنتیوں کو آپسمیں السلام علیکم اور علیکم السلام کا
طریقہ ملیگا دوزخیوں کو نہیں یہہ بھی جاننا چاہئے کہ حرام بدعتوں سے ہی عقیدے کی بدعت و بدنی عبادت کی بدعت اور عقیدے کی بدعت
دو قسم پر ہوا کرتی ہے ایک کفر او شرک کی دوسری گناہ کبیرہ سے زیادہ گناہ رکھنے والی تفصیل عقیدونکی بدعتوں کی یہہ ہے کہ جسطرح آنحضرت
اور انکے یاروں نے عقیدہ رکھے ہیں اللہ پاک جلشانہ کی جناب میں اور اسکے پیغمبروں کے حق میں سو ہمپر ویساہی رکھنا فرض ہے اور اسکے برخلاف عقیدہ
رکھنا کفر کی بدعت ہی پھر جو بعضے گمراہوں نے کہا کرتے ہیں کہ اللہ پاک جلشانہ کو جسم ہے اور حقیقت میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا ہی ہیں
لباس بشریت کا پکڑا آئے ہیں لیکن شریعت کی ظاہر داری کے واسطے اپنی اسبات کو ظاہر نکئے آزاد فقیروں کا نقیب جو علانیہ پکار کر کہا کرتا ہے بارہا دیدہ ام
بخلوت دل نور علی اللہ وغیرہ باطل ہیں یہہ سب عقیدے کفر کے ہیں نصاری حضرت عیسی کے ساتھہ اور ملحدان بعضے بزرگوں کے ساتھہ ایسے ہی عقیدے رکھا
کرتے ہیں اور بعضے گمراہ حشر کا اور حساب کتاب اور عذاب دوزخ کا عقیدہ نہیں رکھتے اور کہتے ہیں کہ یہہ جیران ہونے والی نہیں شریعت میں
جو ثابت ہوئے ہیں سو شرعی دھوکے ہیں اور مریدوں کو بھی ایسے عقیدے سکھلا کر کافر بنا دئے نعوذ باللہ منہا اور بعضے گمراہوں نے یہہ اعتقاد رکھا کرتے ہیں
کہ اللہ تعالی جلشانہ بعضے مخلوقات کی مثال پھر پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتا ہے یہہ احمق اتنا نہیں سمجھتے ہیں کہ معدوم چیز کو ایکبار تو پیدا کیا
پھر دوسری بار اسکی سریکھی چیز کو پیدا کرنا کیا مشکل ہے اور اسبات سے کونسی چیز مانع ہے قادر علی الاطلاق فرماتا ہے اولیس الذی خلق
السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلہم بلی وہو الخلاق العلیم انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ
کن فیکون فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شیء والیہ ترجعون یعنے کیا جسنے بنائے آسمان اور زمین نہیں سکتا کہ بناوے
ویسے اور کیوں نہیں اور وہ ہے اصل بنانے والا سب جانتا اسکا حکم یہی ہے جب چاہے کسی چیز کو کہے اسکو ہو سو وہ ہو جاوے سو پاک ہے وہ
ذات جسکے ہاتھہ ہے حکومت ہر چیز کی اور اسیکے طرف پھر جاؤگے اگر کوئی چیز اسکی قدرت میں محال ہو تو جیسا شریک باری تعالی کا سو پیدا کرنا اسکا ابتدا ہی
سے محال ہے یہہ نہیں کہ ایکبار شریک باری تعالی کا تو ہو سکتا ہے دوسری بار محال ہے ایسی بات سوا احمق کے کوئی کہیگا نہیں اسیطرح عدم اور وجود کو
ایک وقت ایک جگہہ میں ایک ہی اعتبار سے جمع کرنا ابتدا ہی سے محال ہے کبھو ظہور میں نہ آیا ہے نہ آویگا یہہ نہیں کہ ایکبار وجود اور عدم کو نقیضین
کے ساتھہ جمع کر دیا پھر دوسری بار مثال اسکی پیدا کرنا محال ہو گیا ایسی احمق بات سوا احمق و بے وقوف کے کوئی کہیگا نہیں ایسے بے وقوف گمراہوں
کے مکر سے پروردگار جلشانہ ہمکو اور سب مسلمانوں کو اپنی پناہ میں رکھے ہاں اگر اللہ تعالی نے خبر دیا ہو کہ پھر ایسا مخلوق پیدا نکرونگا تو ممکن بقدرت کے
رہتے محال نہوگا بلکہ وعدے کے رو سے البتہ ظہور میں نہ آویگا اور یہہ بھی جانو کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ [illegible] اور دوں نے منت نذر اللہ کی [illegible]

مشکلون مین کسی سے التجا کئے مین اور اپنا کام نکلنے کے واسطے اسی سے عرض کئے اور مراد مقصود اسی سے چاہے اور بھروسا ہر کام مین اسی پر کئے مین
اور مسلمانون کو حکم بھی ایسا ہی کئے ہین پھر برخلاف اسکے بعضے خاص ہندو نکی نذر ماننا اور مشکلون مین انکو پکارنا اور مراد مقصود انسے مانگنا اور
بھروسا ان پر رکھنا اور اپنا کام نکلتے ان سے عرض کرنا شرک کا عقیدہ ہی ہان بزرگون سے دوستی رکھنا انکی تعظیم کرنا اور انکے فرمان کو جان و دل
سے ماننا اور حاجت پانے انکو اللہ پاک جلشانہ کے جناب مین وسیلہ کرنا دین کی بات ہی وہ بھی اس واسطے ہی کہ وے لوگ اللہ پاک جلشانہ کے خاصے بندے
ہین اور اسکے فرمان بردار اور ہمارے محسن ہین کیونکہ ہم سب بندے ہین اللہ پاک جلشانہ کے اور ملک خالص اسکی ہماری نمک حلالی یہہ ہی کہ جیسا اُسنے فرمایا
ویسا کیا چاہئے پھر جنکی تعظیم اور محبت اور اطاعت کا حکم کیا ہم اسکے امر کو بجالانا اور جس بات کا حکم نہ فرمایا اُس سے باز رہنا ہی پھر کہو کہ کون سے
سورے مین اور کونسی آیت مین ہمکو حکم کیا کہ بزرگون سے منت مانا کرو اور انکو مشکلون مین پکارا کرو اور انکی تعظیم کے واسطے سجدہ کیا کرو اور ان سے مراد
مقصد مانگا کرو بلکہ اپنے غیر کے ساتھ ان چیزون کو کرنے سے جابجا قرآن مین منع فرمایا ہی پھر ہمکو چاہئے کہ اُن کامون کو کسی کے ساتھ نکرین کیونکہ
ہمارا خداوند ہمکو منع کیا اسپر کسینے غیر کے ساتھ ایسے کام کیا تو سخت نمک حرام ٹھہرا اور ان کئے بھی مردود ہوا اللہ کی پناہ اور عقیدے کی بدعتون
سے ہی نفع ضرر بدعت کے رسمو نمین جاننا جیسا مولوی اسلمی صاحب نے اپنے سفینے کے بہترویں صفحے مین لکھا ہی عبارت اسکی یہہ ہی اما منکرات

اعتقادیہ پس از اعتقاد مذموم کہ بدی آخرت منجر باشد چون اعتقاد کردن عوام نفع و ضرر را در رسوم و عادات معمولہ ایشان در ادعیہ و فواتح

واعراس بزرگان وماندان و ترسیدن از ضرر ترک آن کہ از اشد منکرات است و شرک ازین لازم می آید انتہی حاصل ترجمے کا یہہ ہی کہ عقیدے
سے علاوہ رکھتے سو بد کامون سے ہی اعتقاد کرنا اپنے فایدون کو معمولی عادات اور رسوم کے کرنے مین جو شادیان اور عرسون مین بزرگون کے کیا کرتے
ہین اور انکے چھوڑنے مین ضرر پہنچنے سے ڈرنا ایسا اعتقاد برا ہی اور شرک اس سے لازم آتا ہی یہہ بات مولوی اسلمی صاحب نے لکھا ہی سو حق ہی
مطابق قرآن و حدیث کے اور اسطرح شرک کے عقیدون سے ہی عقیدہ فایدے کا رکھنا کرنے مین ان رسمون و عادتون کے جو معمولی ہین ہندوانون
مین شادیان اور ماتمون اور عرسون و فاتحون مین بزرگون کی اور عقیدہ ضرر پہنچنے کا رکھنا ان کے چھوڑنے مین اور اسطرح شرک ہی عقیدے کا
بچون کو ہنسلی بدّی طوق بیڑی اور انشان بزرگون کے نامون سے پہنانے مین تھوڑی بھی بھلائی کا گمان لانا اور پہناتے پہناتے چھوڑنے مین اُن کو
برائی سمجھنا اور بچون کی سلکھ کے باسن بھرنے یا انکی دیگ کرنے مین یا ان کو کسی بزرگ کی ضمانت عہد مین دینے یا اُن کو کسی بزرگ پاس یا کسی
بزرگ کے گھرانے مین پہنچنے مین انکی بھلائی اور عمر دراز ہو اور یے کام کرتے کرتے چھوڑنے مین انکی برائی کا تصور کرنا یہہ سب شرک ہی اور اسطرح وے قید اور
شرطین جو حضرت بی بی کی صحنک اور رابعہ بصری کی کھچڑی کو کھانے واسطے لگایا کرتے ہین اور اسکے کرنے مین برکت و فایدہ اور اسکے چھوڑنے
مین نحوست اور ضرر کا عقیدہ رکھا کرتے ہین شاید وے لوگ اللہ پاک کی جناب سے رزق دینے اور ضرر پہنچانے کا ایسا یقین راسخ نہین رکھتے ہین جو ان
شرطون کو توڑنے مین ضرر پہنچنے کا عقیدہ رکھتے ہین اسی واسطے رب العزت کے مقرر کئے ہوے حدون اور شرطون کو ہنستے ہنستے توڑ ڈالتے ہین اور
ایک بات کی بات مین [illegible] خوف یا ڈر ان کے دل پر آتا نہین پر ایک شرط اور ایک قید کو اپنے پاس سے کے نکالے [illegible]
سے توڑنے کو ایسا ڈرتے ہین کہ کوئی فرا لو بھی ان کو ہاتھ مین لینے سے و سیا نہ ڈریگا اور ان قید اور ان شرط کے ساتھ ایسے عقیدے لگانے کے سبب
فال بد کی قسم مین داخل ہی فال بد تو شرک ہی صحیح حدیث مین ہی الطیرۃ شرک اور ان قید اور شرط کو [illegible] محنت کر کے ہر دن کی حیل حجت
کر کے دانتون سے پکڑ رکھنا اور اسکے بجالانے مین فرضون سے زیادہ اہتمام کرنا حرام و بدعت ہی ایسے مقام مین یہہ ہی چاہئے کہ ایسے قید اور شرط
لگانے مین ایک نوع کی مشابہت کافرون کی چال کے ساتھ ہوا کرتی ہی جیسا اللہ تعالی جلشانہ نے [illegible] کیا سو فرمایا قالوا

هٰذہ انعام وحرث حجر لا یطعمہا الا من نشاء یعنے کہتے ہین کافران کہ یہہ مواشی اور کھیتی اچھوتی ہی نکھاوے اسکو مگر وہی کہ چاہین ہم اسکو
اور دوسری آیت مین ہی وقالوا ما فی بطون ہٰذہ الانعام خالصۃ لذکورنا ومحرم علیٰ ازواجنا وان یکن میتۃ فہم فیہ
شرکاء یعنے اور کہتے ہین جوان مواشی کے پیٹ مین ہو سو نرا ہمارے مردونکا ہی اور حرام ہی ہماری عورتون کو اگر مردہ ہوا تو مین سب شریک ہون اب
یہان جاننا چاہئے کہ ان دونون آیت سے صاف کھل پڑا کہ کسی کھانے کو قید لگانا اس طور سے کہ اسکو عورتین ہی کھاوین مرد نہ کھاوین یا اسی کو ملا
ہی جسکو ہم چاہین یہہ چال کافرون کی ہی کہ جس چال کی مذمت حق جلشانہ نے کی پھر اس ملک مین جو حضرت بی بی کے نام کے باسن کو اور رابعہ بصری
کی کھچڑی کو اور عبد الحق کے توشے کو اور برنق کی ترقی ہونے واسطے جو روٹ تیار کیا کرتے ہین سو اسکو قید لگایا کرتے ہین کہ اسکو عورت ہی کھاوے
نہ مرد اور اسکو آزاد ہی کھاوے نہ غلام باندی اور اسکو حقہ کش نکھاوے اور اسکو اشراف ہی کھاوے نہ کم ذات اور ان سب کو اچھوتا نام رکھا سو اصل
اسکا کافرون کا طریقہ ہی دین اسلام مین کہین نہین آیا مین ان لوگ سے پوچھتا ہون کہ اگر وہ کھانا حلال مال سے تیار ہوا ہی تو تم پر بھی حلال
ہی اور ہر دیندار پر صاحب ہو یا غلام یا بی بی ہو یا باندی اشراف ہو یا کم ذات اگر حرام مال سے تیار ہوا ہی تو سب پر حرام ہی تم پر اور دوسرون پر
پھر تم صاحبون اور بی بیون نے جو ایسے کھانون کو اپنے پر اور جنکو تم چاہین اُن پر حلال کئے اور دوسرون پر حرام سو کسی کتاب سے دین کے اسپر سند رکھتے
ہو یا تمکو نئی وحی اس بات مین آپ پر اتری یا اس بات کا الہام ہوا سو ابتلک معلوم نہین اگر فقط بڑون کی پیروی ہی تو اللہ تعالیٰ جلشانہ نے بد بختی
بڑونکی پیروی کو جو نو تراش مین ہو مذمت کیا اور فرمایا قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ آباءنا ولو کان آباؤہم لا یہتدون یعنے
بس ہی ہم کو وہ چیز جسپر پائے ہم اپنے باپونکو اب خدا تعالیٰ فرماتا ہی اگرچہ باپ ان کے بے ہدایت تھے تو بھی باپون کی پیروی بس ہی کہتے ہین اور یہہ
بھی جاننا چاہئے کہ بڑونکی پیروی کو سند کئے تو مر بد بختی ایسا ہی کہا کریگا کہ یہہ چال ہمارے بڑون سے چلی آئی ہی بڑے ہمارے ایسے تھے کچھ سمجھ کر کئے
ہونگے ہم اسی پر چلے جاتے ہین بلکہ رافضی خارجی بھی ایسا ہی کہا کرینگے پھر قرآن و حدیث و مذہب کے کتاب سب کے سب عبث اور ہیچ ہوگئے خداوند
تعالیٰ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا اور ان پر کتاب اتارا سو بے فایدہ ہوا کیونکہ اسوقت کے لوگ بھی اپنے بڑون کی پیروی کر رہے تھے پھر
پیغمبر کو بھیجنے کی اور قرآن اتارنے کی حاجت تھی جب پیغمبر کو بھیجا اور قرآن اتارا اور اس مین بڑونکی پیروی کرنیکی مذمت کیا تو معلوم ہوا کہ پیغمبر
کو بھیجنے اور قرآن کو اتارنے سے مقصود خدا تعالیٰ کا بڑون کی عادتون کو اٹھانا اور انکی پیروی چھڑا کر خدا و رسول کی طاعت پر لانا ہی پھر
جسنے پیروی بڑونکی ترے بد عتون نہین چھوڑا اسنے اللہ و رسول کو نہین مانا گو کہ زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سو بار کہا پر رسالت کے حکمون کو نہ
مانا تو اس زبانی پڑھنے سے کیا حصول اللہ توفیق دینے والا ہی اور بس اگر اُن قیدون کو بجا لانے مین دنیوی فایدے اور چھوڑنے مین دنیوی ضرر عقیدہ
رکھین تو فال بد کی قسم سے ہی وہ تو شرک ہی حدیث صحیح مین آیا ہی الطیرۃ شرک یعنے فال بد لینا شرک ہی اللہ کی پناہ اور بدعت ہی خاص کرنا
کسی قسم کا کھانا کسی بزرگ کے فاتحہ واسطے اس طور سے کہ اسکے عوض مین دوسری قسم کا کھانا جایز نہ جاننا اور نہ پکانا جیسا محرم مین کھچڑا
شربت اور روٹ چونگے اور سہ منی مین قورما چپاتیان اور اصحاب کہف کے توشے مین سرکا سالن اور زندہ شاہ مدار کے فاتحہ مین سُتریان اور
حضرت بی بی کی صحنک واسطے دال خشکہ شکر بھاجی دہی اور رابعہ بصری کے فاتحہ کے واسطے کھچڑی اور سید جلال بخاری کے فاتحہ کے واسطے دہی خشکے
کا لندا بھی مال اس صفت سے جو مشہور ہی اگر غیر کا مان بدی کے نذر سے ہووین تو اجماعی حرام ہی نہین تو بدعت مکروہ اور محرمہ ہی اور معین
کرنا دن تاریخ کا فاتحہ واسطے بھی منع ہی جیسا جنگ مین یعنے مجموعہ مین مولوی نظام الدین صاحب عمدہ کی کتاب ہی جو شرح ہی تنبیہ کی لکھا ہی
سو عبارت اسکی یہہ ہی ومن البدع المنکرات تخصیص الحبوب للسبعۃ بعاشورا والاجتماع علی القبر فی الیوم الثالث

وتقسیم الورد والطیب والتنبول والثمار وغیرها ثمتہ وکذلک اطعام الطعام فی الایام المخصوصۃ کالثالث و
العاشر والعشرین والاربعین وشہر السادس والعام یعنے برے بدعتوں سے ہی مخصوص محرم کی دسویں کو سات طرح کا اناج
خاص کرنا یعنے اس دن سات قسم کا اناج ملا کر پکانا جسکو اس ملک میں کھچڑا کہا کرتے ہیں اور جمع ہونا قبر پر تیسرے دن اور بانٹنا وہاں خوشبو
اور پھول اور پان اور میوہ وغیرہ سوائے ان کے اور چیزوں کو اور اسیطرح برے بدعتوں سے ہی کھانا کھلانا کسی کے مرنے کے بعد مخصوص دنوں میں جیسا تیسرے
دن اور دسویں دن اور بیسویں دن اور چالیسویں دن اور چھے مہینے اور برسی کو کیونکہ رواج ایسے کاموں کا نہ تھا زمانہ میں نبی ہمارے کے دین میں نئے کام نہیں
آئے اور نئے کاموں کا دن تاریخ مہینا خاص کرنیکے سبب بھی بدعت ٹھہرے پھر نئے کام دو وجہ سے بدعت ہوا اللہ کی پناہ ہاں اگر کسی کو ثواب
پہنچانیکے واسطے اسوقت کی انتظاری کرے کہ جسمیں نیک کام کرنے سے ثواب زیادہ اور وقتوں سے ملنے کی خبر صاحب شرع سے آئی ہو جیسا
رمضان کا مہینا اور جمعہ کا روز حدیث میں بیہقی کے آیا ہے کہ فرمائے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من تقرب فیہ بخصلۃ من الخیر
کان کمن ادی فریضۃ فیما سواہ یعنے جو کوئی تقرب کریگا اس مہینے میں یعنے رمضان کے مہینے میں کسی ایک خصلت نیک سے تو ہوگا جیسا
کسینے ادا کیا ایک فرض کو دوسرے دنوں میں اور دوسری حدیث میں آیا ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا دخل
شہر رمضان اطلق کل اسیر واعطی کل سائل رواہ البیہقی یعنے سرور عالم چھوڑ دیتے تھے ہر قیدی کو رمضان کے مہینے میں اور دیتے
تھے ہر مانگنے والے کو یہ دونوں حدیث مشکاۃ شریف میں ہیں اور بھی ایک حدیث میں آیا ہے من عمل خیرا فی یوم الجمعۃ ضوعف بعشرۃ
اضعاف فی سائر الایام یعنے جس کسینے نیک کام کریگا جمعہ کے روز تو دس حصہ زیادہ ثواب دیا جاویگا دوسرے دنوں کے ثواب سے تو اسمیں مضایقہ
نہیں ہے کیونکہ حدیثوں کے بیچ اس مہینے میں نیک کام زیادہ کرنے پر اور ثواب زیادہ ملنے پر رغبت دلائی ہے نہیں تو کسی کی موت کا دن تخصیص
کرنا یا موسے سو تیسرا دن یا دسواں یا بیسواں یا چہلم سو کسی روایت میں آیا نہیں ہے لیکن اگر کئے تو ہندوؤں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے کیونکہ وے
دن تاریخ مقرر کیا کرتے ہیں پھر ان روایتوں سے صاف کھل گیا کہ اگر کسی چیز کا قید دل سے تراش کر لگانا بری بدعت ہے اگرچہ بھوکے کو کھانا کھلانا
اپنی ذات میں کچھ برا کام نہیں ہے مگر قید و شرط لگانے سے اور اسکو کسی صفت سے اور نئی تراش سے خاص کرنے سے اس طور پر کہ خلاف اسکا کرنا
روا نجانا وہی کھانا کھلانا برا کام ہو گیا سو بے حکم شرع کے خوب دن خطا است بلکہ خون بعقوبی بر بربری دوست بنا اور بہت لوگ ایسے ہیں
کہ ان رسموں کو چھوڑنے سے جس قدر ان کو خوف آیا کرتا ہے اسکا دسواں حصہ بھی اللہ و رسول کے مقرر کئے رسموں کو چھوڑنے سے ڈرتے نہیں لیکن زبان
سے ایمان کا دعوا چلا جاتا ہے خاک پر ایسے جھوٹھے دعوے پر اور عقیدہ میں بدعتوں سے ہے کہ کسی بزرگ کے فاتحہ کرنے سے مقصود پانا اس بزرگ سے
ارادہ رکھنا جیسا کہ گمراہوں نے گیارھویں کرنے سے ایسا ارادہ رکھا کرتے ہیں اور ایسے قصد سے فاتحہ کرنا برا کام ہے جیسا مولوی اسلمی صاحب نے
اپنے سفینے کے تین سو ستر چوتھے صفحے میں لکھا ہے … اسکی یہ ہے فاتحہ آن بزرگ اگر خالصاً للہ کردہ باشد ثواب بر آن در آخرت مرتب
خواہد شد و گر نہ ہیچ … ہمچو کردہ … دنیا و نہ در آخرت بلکہ زیانکار شود و اگر بہ نیت قضای حاجات خود کند و حصول مراد از آن بزرگ بسبب
آن مقصود دارد کہ خسارہ دنیا و آخرت برای خود … دانستہ باشد انتہی یعنے فاتحہ اس بزرگ کے … ثواب سے ملیگا اگر
للہ نہیں کیا ہے تو اس سے کچھ فائدہ نہ اٹھائیگا نہ دنیا میں نہ آخرت میں بلکہ زیانکار ہوگا اور اگر اسے فاتحہ کرنے سے کسی حاجت کا بر آنا اور حاصل
ہونا اس بزرگ سے مقصود رکھا … کیا کرتا ہے … معقول اصلی حاجت … [illegible] کر لیتے ہیں اللہ اپنی پناہ میں رکھے اور یہ
بھی جاننا چاہئے کہ جو لوگ بزرگوں کے فاتحہ تعظیم ان کی دنیا کی مراد پانیکا مقصود رکھکر کیا کرتے ہیں سو اگلے مشرکوں سے بھی کم ہمت

ہین کیونکہ مشرکان جو نیک آدمیون کی صورتون کا پوجا کیا کرتے تھے سو اسی واسطے تھا کہ نیک مردان انکو اللہ تعالی کے نزدیک کر دیوین جیسا اللہ
نے انکے حال سے خبر دیا اور فرمایا ما نعبدهم الا لیقربونا الی اللہ زلفی یعنے پرستش انکی نہین کرتے ہین ہم مگر اسواسطے کہ ہمین نزدیک کر دیوین
ہم کو خدا سے دیکھو تو تمھاری نیت سے انکی نیت بہتر ہوئی اسطرح ہی جو لوگون نے دنیا حاصل ہونے واسطے اللہ کے نامونکا ختم پڑھا کرتے ہین سو وہ ان
سے بدتر ہین اگلے مشرکون سے کیونکہ نام اللہ ملک کے بڑی بزرگی والے ہین پھر کسطرح سے ان کے پڑھنے سے دنیا کا حاصل ہونا مقصود رکھتے جیسا امام شعرانی
طبقات مین قطب الوقت سید ابراہیم سے نقل کیا کہ اسنے کہا ان اسماء اللہ تعالی فی غایۃ العظمۃ فکیف یجعلون تلاوتہا للحصول
شئی خسیس من الدنیا یعنے بیشک نام اللہ تعالی کے نہایت بزرگی کے درجے مین ہین پھر کیونکر ٹھہراتے ہین انکے پڑھنے کو کسی ہلکی چیز کے حاصل
ہونیکے واسطے جو دنیا ہے اور امام غزالی نے منہاج العابدین مین اس کام کو ریا کے کامون مین گنے ہین اور مولوی اسلمی صاحب نے اپنے مسفینے کے تین سو ستر
پر پانچوین صفحے مین لکھا ہے وازانجملہ رسوم محرم است کہ در تمامی عوام و خواص شایع و ذایع شدہ و از اہم امور در نظر ایشان گشتہ و حالانکہ در شرع
ہیچ اصلی ندارد بلکہ دین و ایمان ہمہ را برباد میدہد و فاتحہ امام حسین رضی اللہ عنہ بصدقات مالیہ و بدنیہ بمحبت دلی خالصا للہ غایۃ الامر آنکہ مستحسن
بود و مستحب و چون بشایبۂ این منکرات فعلہا آن کہ شناعتش بنہایت رسیدہ و قباحتش بنہایت کشیدہ بوجوہ چند اول تشابہ ذن چیزہا چون
توابیت و انصاب نعول بمشابہت بت پرستان و تعظیم و توقیر آن کہ کفر است شنیع دوم اسراف کردن مال بمصارف بیجا از کثرت روشنی مشعلہا
و چراغہا و دادن مال بفساقان بی حیا و بی مروت کہ سخت حرام باشد سیوم پوشیدن لباسہای سبز و سیاہ و بر بستن اذناب طویلہ بر پشت
و انداختن رشتہای سبز و سرخ در گلو و دست چہارم تشبہ و تشکل بانواع و اقسام و انمودن و بہ نظرہا لہو و لعب و سخریت و استہزا بدین و کتاب
و سنت و مسلمین و نکوہش اہل صلاح بفسق و فجور و فحش و شرور مرتکب شدن کہ از دین و ایمان بالکل دست شستن است و ہیچ صاحب مروت
آن را روا ندارد و گوارا نکند و اینہمہ ضلالتہا است مفرطہ و جہالتہا است از حد گذشتہ و کوشش بلیغ در تعزیہ داری و سینہ کوبی و مرثیہ خوانی و بد
گوئی بزرگان کہ زیادہ تر از عبادت در آن اہتمام میکنند و علاوہ بر آن ضلالت است آغشتہ شود با استحبابش کجا باقی ماند و یا این کفریات بسیار و
منکرات بلیتہا امریکہ اصلش مستحب باشد مستدل بکفر غلیظ گردد انتہی حاصل معنی اس عبارت کا یہ ہے کہ ان منکرات سے ہین رسوم محرم کے جو سب
خواص و عوام مین مشہور و معمول ہین اور بڑے ضروری کامون سے انکے پاس ٹھہرے حالانکہ شریعت مین ان رسمونکو کچھ ٹھکانا ہی نہین بلکہ دین و ایمان کو
ان تمام لوگ کے ہوا برباد دیتے ہین اور فاتحہ حضرت امام حسین کے مال کی عبادت سے ہو یا بدن کی دل کی محبت سے فقط اللہ ہی کی خشنودی کے واسطے
کرنا نہایت یہ بات ہے کہ مستحب اور مستحسن ہے اور جب ان منکرات کے ساتھ ہون جیسا تابوتون کو کھڑے کرنا شدے وغیرہ بھلانا اور نعل گھوڑے کے
بھلانا مشابہت سے بت پرستون کے اور تعظیم اور توقیر ان چیزون کی جو کفر ہے اور خرچ کرنا مال کا بیجا کامون مین جیسا روشنی کرنا اور دینا مال بے حیا گنہ
گارون کو جیسا محرم کے فقیرون کو دینا سخت حرام ہے اور پہننا کالے اور ہرے کپڑون کا اور کمر پر دم پر کھا باندھنا کہ جسکو لنگر کہتے ہین اور گلے اور
ہاتھ مین انٹیان ہرے اور لال ڈالنا اور طرح طرح کی شکل بنانا اور قسم قسم کا کھیل کھیلنا اور ٹھٹھا دین کا اور کتاب و سنت کا اور مسلمانون کا
اور مذمت نیک لوگونکی کرنا اور قسم قسم کے بد کامون کے مرتکب ہونا دین و ایمان سے ہاتھ دھونا ہے اور کوئی حیا اور مروت والا ان کامونکو
پسند نکریگا یہ تمام کام گمراہی اور جہالت کے ہین اور بڑی کوشش کرنا تعزیہ داری مین جیسا سینہ کوبی کرنا اور جھوٹے مرثیے پڑھنا اور بزرگون
کے گالیان کو عبادت سے زیادہ جاننا علاوہ ہے اس گمراہی پر پھر مستحب ہونا فاتحہ کا ان کامون کے ساتھ کہان باقی رہتا ہے بلکہ مستحب ہونا جاکر کفر
غلیظ ہوتا ہے اب یہان جاننا چاہئے کہ مولوی اسلمی صاحب کے لکھنے سے بلکہ آیات و احادیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ محرم کی بدعتان اور حرام

تماشے کے کام سب حرام ہین پھر محرم کے فقیرون کو دینا دلانا روا نہین کیونکہ سبب دینے کا یہہ فقیری کا پرتی ہی اگر وہی لوگ فقیر محرم کے نہین کر مانگتے پھرین تو ظلم دو ظلم کے اوپر کوئی نہین دیتا فقیر محرم کے بن نیکے سبب سے ہر ایک کے پاس سے دس پانچ ملا کرتے ہین جب سبب اس دینے لینے کا وہی فقیر کا جو حرام ہی پہری تو یہہ دینا لینا بھی حرام ہوا اور ہر محرم مین ان فقیرون کو دینے کے سبب سے محرم کے فقیران بہت ہوا اور قسم قسم کے بھیس بدلنے لگے اگر دینا دلانا موقوف ہو جاوے تو فقیر بننے کا رسم بھی گھٹ جائیگا اللہ تعالی نے فرمایا ہی وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان یعنی آپس مین مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نکرو گناہ پر اور زیادتی پر اسی ہو منوا اللہ تعالی نے تو حکم فرمایا ہی ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون یعنی چاہئے تم مین سے ایک گروہ جو بلایا کرے بھلائی کی طرف شرعی کام فرماتے ہوئے اور خلاف شرع سے منع کرتے ہوئے اور وہی ہی مراد پانے والے لیکن اب کے اسی مسلمانون کو جو اُنمین سے جماعتین برائی کے بلانے والے ہین اور خلاف شرع کے ترغیب کرنے والے اور شرعی کامون سے باز رکھنے والے پیدا ہوے مین یہہ تو فرعونون کا منصب ہی چنانچہ حق سبحانہ وتعالی نے فرمایا ہی وجعلناہم ائمۃ یدعون الی النار یعنی کیا ہمنے انکو سردار بلانے دوزخ کی طرف اور نادر کام یہہ ہی کہ بھلے آدمیان اپنی عورتون کو بلند بلند مکانون پر بٹھلا کر تماشا محرم کا اور محرم کے فقیرونکا بتلاتے ہین اور بعضون نے گاڑیون مین چہز پر جالدار پردے پڑے ہوے ہون بٹھلا کر کوچہ وبازار مین تماشا دکھلاتے ہوے نامحرمون کا حسن وجمال انکو چھاتے پھرتے ہین کسی نیدار نے اس کام سے منع کیا اور ایسی چال کو غیرت اور حیا کا مقتضا نہین کہا تو جواب دیتے ہین کہ کیا مضایقہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عایشہ صدیقہ کو حبشیون کا کھیل بتائے ہین جواب اس بیہودہ بات کا یہہ ہی کہ آنحضرت نے حبشیونکا تماشا بتلائے سو سچ ہی پر چھپنے کی آیات اترنے کے آگے جیسا بعضے صحابہ نے شراب حرام ہونیکے آگے شراب پئے ہین پھر اسکو سند کرکے اب کوئی شراب پیا تو درے شریعت کے کھائیگا اور اسکے سوائے اسوقت مین عمر حضرت عایشہ کی آٹھ برس کی تھی کچھ جوان نتھے اور وہ کھیل حبشیونکا تھا سو مقدمہ عبادت کا تھا جیسا عبد الحق دہلوی شرح سفر السعادت مین لکھا ہی عادت حبشہ ست کہ بہ نیزہا بازی میکنند وگفتہ اند کہ این بازی ایشان یعنی حبشہ از مبادی ساز جنگ ست با اعدای دین وبازی قصد از جملہ عبادات ومبادی آن گردد مثل تیر اندازی ونیزہ بازی مبارزان در روز عید این جملہ در صحن مسجد شریف این عمل میکردند بسبب گفتہ کہ این حدیث دلالت دارد بر اباحت در ایام فرح وسرور مثل روز عید ومانند آن یعنی عادت حبشیونکی ہی عید کے دن کھیلا کرتے ہین اور علما کہے ہین کہ یہہ کھیل حبشیونکا دین کے دشمنون سے لڑائی کرنیکے ساز وسامان سے ہی اور اس ارادہ سے یہہ کھیل مقدمے سے عبادتونکے ہوتا ہی جیسا تیر چلانا اور نیزہ پھینکنا جنگ کرنے والونکا عید کے روز یہہ کام مسجد شریف کے آنگن مین کرتے تھے اور یہہ حدیث دلالت کرتی ہی مباح ہونے پر اس کھیل کی خوشی کے دنون مین جیسا عید کا روز اور مانند اسکے پھر اس سے صاف معلوم ہوا کہ تمہارا تماشا دکھلانا اس صورت پر نہین ہی پھر سخت حرام ہی اللہ کی پناہ کیونکہ جوان جوان بندیونکو اور خوبصورت عورتونکو بد عملونکا تماشا اور بیگانے مردون کی صورتان بتلایا کرتے ہین اور اجنبی کو دیکھنا برا کام ہی اللہ تعالی فرمایا کہ قل للمومنات یغضضن من ابصارہن یعنی کہدے ایمان والیون کو نیچے رکھین تنگ اپنی آنکھین اور اس سے آگے ہی فرمایا کہ قل للمومنین یغضوا من ابصارہم یعنی کہدے ایمان والون کو نیچے رکھین تنگ اپنی آنکھین حدیث مین آیا ہی النظر سہم مسموم من سہام ابلیس یعنی نظر کرنا بیگانی طرف ایک تیر ہی زہر دیئے گئی ابلیس کے تیرون سے اور ابوداؤد اور ترمذی کی حدیث مین آیا ام سلمہ سے کہ کنت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعندہ میمونۃ فاقبل ابن ام مکتوم وذلک بعد ان امرنا بالحجاب فدخل علینا فقال احتجبا منہ فقلنا یا رسول اللہ الیس اعمی لا یبصرنا ولا یعرفنا قال افعمیان انتما الستما تبصرانہ

بیٹھے تھی مین سرور انبیا کے اور میمونہ بھی تھی سو دکھلائی دیا ابن ام مکتوم نے اور یہہ اتفاق جو ہوا سو حکم پردے کا آئے پر تھا پھر آگیا سامنے تھوڑے سو فرمائے
سرور انبیا نے ہم دونو کو گوشہ ہونے واسطے تو ہم عرض کیے کہ یا رسول اللہ وہ اندھا ہی نہ دیکھتا ہم کو نہ پہچانتا فرمائے سرور انبیا نے صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم وہ تو اندھا ہی سو سچ ہی ہم کو دیکھتا نہین لیکن تم دونو بھی اندھے ہو اسکو دیکھتے نہین کیا دیکھو مسلمانو یہہ حدیث پر عمل
کرنا اور اس قصہ کو جو حضرت عایشہ کے بچپنے کے عالم مین تھا سو سند کرنا گمراہی نہین تو پھر کیا ہی اور ان آیتون اور حدیثون سے صاف
معلوم ہوا کہ جیسا مردون کو حرام ہی نامحرم عورتون پر نظر کرنا اسیطرح عورتون کو بھی حرام ہی نامحرم مردونکو دیکھنا کیونکہ جب ام سلمہ اور میمونہ
عرض کیے کہ یا رسول اللہ وہ شخص تو اندھا ہی ہمکو نہین دیکھتا پھر ہم کس لئے گوشہ ہونا شاید وے بھی اسیطرح سمجھے کہ گوشہ فقط نامحرم مردون سے
آپکو چھپانے کو کہتے ہین اگر آپ ان کو دیکھ لیوین تو مضایقہ نہین سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے کہ تم تو اندھیان نہین ہو اسکو دیکھتے
ہو یعنے جیسا نامحرم مردونکو آپ کو دیکھنا حرام ہی ویسا ہی آپ بھی انکو دیکھنا حرام پھر جو تم اپنے عورتون کو چلونون اور جھروکون سے نامحرمون
کو جھنکایا کرتے ہو یا ان کے جھانکنے پر راضی رہتے ہو سو کس دلیل سے ہی بتلاو بھلا ہم تم سے پوچھتے ہین جب ہم کو تمھاری عورتان جھانکا کرنا
روا ہوا تو پھر ہم بھی ان کو دیکھ لینا جایز ہوا کیونکہ جیسا مردون کو نامحرم عورتون پر نظر کرنا حرام ہی ویسا ہی عورتون کو نامحرم مردون کو دیکھنا
حرام ہی چنانچہ آگے معلوم ہو چکا پھر اب تم کہتے ہین اگر ہم بھی تمھارے گھرون مین جھانکا کرین تو راضی ہو جاو جیسا تم اپنی عورتان ہم کو جھانکنے
تو راضی تھے مین پھر جب ایسا ہوا تو پردیکی حاجت اٹھ جاتی ہی کیونکہ پردہ اسی واسطے تھا کہ نامحرمون کو دیکھنے نہ دے بعضے زن مرید جب اسطرح کی
تقریر ان سے کیجاتی ہی تو کہتے ہین حاجی صاحب مکے مدینے مین عورتان برقع اوڑھے ہوے نکلتے مین سو کیا نامحرم مردون کی شکل نظر نہین پڑتی پھر ہماری
عورتان جھانکین تو کیا قباحت ہی اسکا جواب یہہ ہی کہ مکے مدینے مین جو عورتین برقع پہنے ہوئے نکلتے ہین سو واسطے عبادت کے اور بعضے اترافی
لوگ اپنی حاجتون کے لئے برقع پہنے سر نیچے کیے ہوئے نکلتے ہین نہ کہ نامحرمون کو دیکھنے کے لئے اگر وے نامحرمون کو دیکھنے نکلین تو وہ بھی تمھارے
سریکھے ہوے پھر انکی سند کیا اور نامحرمون پر نظر ڈالنے سے قرآن مین بھی منع ہی چنانچہ قل للمومنات یغضضن من ابصارھن کی آگے مذکور ہو چکی
اور تفسیر حسینی مین اسکی تفسیر یون کیا ہی بگو مر زنان گرویدہ را کہ از روی عفت بپوشند دیدہ ہای خود را ونگرند بمردان نامحرم یعنے اور کہہ دے ای محمد صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان والی عورتون کو کہ نیچے رکھیں اپنے آنکھون کو اور نہ دیکھین نامحرم مردون کو اب کہیے صاحب اب کونسی دلیل سے
عورتونکو جھنکانا جایز ہوا بھلا ہم تم سے پوچھتے ہین کہ تمھاری عورات جو جھانکا کرتے ہین کس حاجت اور عبادت کے لئے ہی سوائے تماشا اور ناچ دیکھنے
کے اگر تم مکے مدینے کے لوگ کے رویے پر چلتے ہو تو تمھاری عورتون کو بھی برقعے اڑھا مسجدونکو اور وعظ کی مجلسون کو کیون نہین بھیجتے اسکو
تو ننگ جانتا اور جھانکنے کو روا رکھنا واہ واہ کیا دینداری و غیرت ہی مشکاۃ کے باب الایمان بالقدر مین ابوہریرہ سے ایک حدیث مذکور ہی
سو اس مین ہی العینان زناھما النظر یعنے آنکھونکا زنا نامحرمون پر نظر کرنا ہی اور اسیطرح کانون کا زنا نامحرمونکا آواز رغبت سے سننا غضب
تو یہہ ہی کہ اس شہر حیدرآباد مین جہان مسلمانونکا حاکم حکومت پر قایم ہی امیرون کے یہان ناچ کی مجلسونمین چلونونکا اہتمام عورتونکا ہجوم
دھام کوئی جھروکے سے جھانکتی ہی اور کوئی چلون سے نظر بازی کرتی اور کوئی پردہ پھاڑ دیدہ لگائی ہوئی بیٹھے رہتی پھر جو مرد لوگ ناچ کے
تماشے کو حاضر ہوا کرتے ہین سو جب ناچ کا لطف اٹھاتے ادھر کنچنیونکا اور ادھر ان عورتوالیانکا بہار کسیکا دیدہ پردے کی سوراخ سے نظر
آتا ہی اور کسیکا آدھا منہ جھروکے سے دستا اور کسیکی ہاتھ چلون سے تھرکتی پھر جو تماشا دیکھنے کے لئے عورتونکا رکیلا ہوتا ہی سو دو دو ہاتھ سے
پردہ ڈھکیلا جاتا عجب طرح کا سیر حضار مجلس کو دکھلائی دیتا ہی سو یکایک جو رنڈی پردہ ہوا اسسے بچھکر ایک نظر آیا ادا سے بنی فی الحقیقت دیکھو

تو تماشائیون کو کنچنیون کا ناچ نہین دکھلاتے بلکہ گھر والیان اپنا تماشا عالم کو دکھلاتے ہین سو بتان پردہ اندر پردہ گستاخ ہو منہ پردہ اسطرح سوراخ سے چھون کو چیر پردہ پھاڑ عورات ہو نظر کرتے ہین مردون پر وہ بدذات ہر یک سوراخ سے آنکھین دسین یون ہو کہ پھولا ہو وے نرگس کا چمن ہو دکھاوے اپنی ہر سوراخ سے آنکھ ہو کوئی ٹھہرا بتا وے چاند سا جھانک ہو نظر آوے کسی کا ہار و مالا ہو کسی کی نتھ دسے جون مہ کا ہالا ہو کسی کو نہ بتلا کے بالا کرے ہے عشق کا عالم دوبالا ہو ای عورتو تمکو شرم نہین آتی کہ کنچنیان بیراتنیان بھی تمھارے سر کھلے عورتان تھے بے عصمت بے حیا ہونے سے فاحشہ کہلاتے تم کیا انکا تماشا دیکھتے ہو بلکہ شرم کے مارے مر رہو کہ تمھاری سر کھلی عورتان بھی ایسے کام کیا کرتے ہین اور بعضے زن مرید اپنی عورتون کو ڈولیون اور رتھون مین چڑھا کر میلے ٹھیلے مین پھراتے ہین خصوصا مولا کے پہاڑ کے جلسے کو جب جاتے ہین پھر تو کیا پوچھنا جو ڈولیون کی پردون سے جھانک تاک ہوتی ہے اور رتھون کی پردون کو چھلنی سا سوراخ دار کر دیتے ہین تماشا بیون نے تماشا چھوڑ کر اس مغت کے چمن کی سیر مین لگتے بلکہ اکثر عاشق مزاج ایسے جگھو مین بن ٹھن تنگ چست لباس پہن اتراتے پھرا کرتے ہین تا کوئی گاڑھی والی انکو دیکھے پھر تو اطراف رتھون کے شہدون کا ہجوم اور رندون کا دھوم اور ہر ایک بھی سمجھتا شاید کہ گاڑھی والیان کو مین اچھا لگون کہ سب دیوثی کا گناہ مردون کے نامۂ اعمال مین لکھا جاتا ہے حدیث مین آیا ہے کہ دیوث پر جنت حرام ہے اور اسیطرح جب کہ عورتان باغون کی سیر کو نکلتے ہین سو اس بے گوشگی کا کیا بیان ہو جیسے لباسان رنگا رنگ کے کوئی اودا کوئی کیسری کوئی گلابی کوئی مشکی کوئی لال اور کوئی کٹر پھول کا جوڑا پہن نامحرمون کی سیر بتلاتے ہوے پھرا کرتے ہین کوئی جھولی پر چڑھ کر جھونکے سے آپ کو دکھاتی ہے اور کوئی تیر نگاہ سے عالم کا دل استانی جو ملتا ہے دیکھے کھلے ہوے یون زار ایک غم کا تیر کرتے ہین نہ مردون کو غیرت اسبات کی نہ ان عورتون کو شرم پھر تو شہدون کو یہہ سیر منت لنصیب ہے ہے کتر باغ کے بازار و رستے پر ٹھہرے ہوے گھورا کرتے ہین او یہہ بیت پڑھا کرتے ہین گلزار کی بہار تو دیکھے ہزار ہا ہو پر حسن کی بہار جھو اور ہی بہار ہے ہو جب صفر کا آخری چہار شنبہ آتا ہے تو کیا آفت پوچھنا ہر جنگل اور باغ ان کے لباسون سے لال پیلا ہو جاتا ہے غرض برائے یار بچھڑے ہوئے اس روز مل رہتے ہین قیامت تو یہان ہے کہ وے سمجھتے ہین کہ اس روز باغونکو جانا اور خوشی کرنا سنت ہے اور اسپر چند واہی روایت بھی لاتے ہین حالانکہ کسی کتاب معتبر سے آخری چہار شنبے مین نئے کام کرنا ثابت نہین ہوتا اور بعضے لوگ اپنی عورتونکو مردونکا راگ سناتے اور کچھ شرماتے نہین کہ نامحرمونکا آواز کسطرح سننا نہین جانتے کہ جیسا نامحرم عورتونکا آواز مردون کو سننا منع ہے ویسا ہی نامحرم مردونکا آواز سننا عورتونکو منع چنانچہ آگے معلوم ہو چکا کہ آنکھہ کا زنا نامحرمون کو دیکھنا ہے اور کان کا زنا نامحرمونکا آواز سننا پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وقت ایک قافلہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو جاتا تھا اس قافلہ مین سرور انبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی تشریف رکھتے تھے اور عورتون کی اونٹ بھی اس قافلے مین تھے سو ایک شخص خوش آواز سے کچھہ بیت پڑھنے لگا تو آنحضرت فرمائے یا فلان رفقا بالقوادیر یعنے ای شخص شیشون کے ساتھہ نرمی کر یعنے عورتونکا دل مانند شیشہ کے ہے جیسے شیشے توٹ جانے کی آفت سے بچاتے ہین ویسا ہی انکے دل کو بھی ایسی باتون سے بچایا چاہئے تا کہین پرہیزگاری کا شیشہ نہ توٹے یہان حدیثون سے تو ثابت ہو چکا کہ نامحرمون کو دیکھنا اور انکا آواز سننا آنکھہ اور کان کا زنا ہے پھر جو تم نے کام اپنی عورتان کرنے سے راضی ہوتے ہو سو گویا تم انکے ہاتھہ سے اس قسم کا زنا کراتے ہو پھر تم بھی ایک قسم کے قلتبان ہو بھلا ہم ان مردون سے پوچھتے ہین تمھاری عورتین جھانک کے کبھو نامحرم مردون کا سیر دیکھتے کبھی وے انکا جھلک دیکھہ پاتے اور ایک حظ اٹھاتے ہین پر تم مفت ان باتون سے راضی ہو کر دیوث بن جاتے ہو گناہ بے مزا اسی کا نام ہے یعنے آپ بغیر کو لذت ہو قلتبانی اسیکو کہتے ہین ہو اور بعضے عورات اس طرح کی تقریر کرتے ہین کہ سب دل کے ساتھہ تعلق رکھتا ہے ہم جہان کے تو کیا ہمارا دل تو پاک ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ تم معصوم تو نہین ہو جو نفس اور شیطان کے دھوکے سے امن میں

[illegible]
[illegible]

رہین ہر وقت شیطان قابو ڈھونڈھ رہا ہی کہ کسطرح انسان کو فریب دیوے تم تو کیا ہو بڑے بڑے لوگون کو دھوکا دیا ہی مشکاۃ کے باب الایمان بالقدر

مین انس بن مالک سے روایت ہی کہ قال انس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکثر ان یقول یا مقلب القلوب ثبت قلبی

علی دینک فقلت یا نبی اللہ امنا بک و بما جئت بہ فہل تخاف علینا قال نعم ان قلوب بنی آدم بین اصبعین

من اصابع الرحمان یقلبہا کیف یشاء یعنے انس کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر یہہ فرماتے تھے کہ ای دلون کے پھیرنے والے میرا دل

تیرے دین پر ثابت رکھہ انس کہتے ہین کہ مین کہا یا رسول اللہ ہم ایمان لائے آپ پر اور آپ جو کچھہ لائیے اوسپر کیا آپ کو بھی دین سے پھر جانیکا ڈر

ہی تو فرمائے ہان دلان سب اللہ تعالی کی قدرت کے دو انگلیون مین ہی پھراتا ہی جون چاہتا ہی اور دوسری بات یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے جو سرور انبیا صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بی بیونکو تو سب پردے کا حکم فرمایا سو کیا وے پاک بی بیون کے دلونکا حال نہین جانتا تھا باوجود اسکے بھی باہر نکلنے سے کس لئے

منع کیا تمہاری عصمت کیا بڑی ہوئی جو کسی طرح کی تقید کی حاجت نہین رہی بھلا کچھہ نہین تو آنکھہ کا گناہ تو ہوتا ہی جو نامحرمون کو دیکھا کرتے

ہو اور کان کا گناہ جو نامحرم مردونکا راگ سنا کرتے ہو جب کوئی نیک عورت ایسے کامون سے باز رہے تو ئیے عورات بلیات اس غریب بیچاری پر طعن

کرتے اور کہتے کہ ہم بدعورتان ہین جھانکتے ہین تم نیک بی بی ہو نہ جھانکو غرض ایسے خرافات بہت بکا کرتے ہین اب سب بی بیونکی خدمت مین عرض

یہہ ہی کہ تمہاری نصیحت کے لئے اس عاصی نے جو بیان لکھا ہی سو خفا ہو کر خوب دیکھہ لینا اور حیا کو کام فرما کر سے مہملات چھوڑ دینا ضرور ہی اور اس

عاصی کو دعاے خیر کے ساتھہ یاد کرنا۔ تمھین کی بہتر حق ہمنے نصیحت ؞ دل اپنا ہم سے آزردہ کرو مت ؞ اگر تم دو گے جڑ ھہ کر مجھکو گالی ؞ تمھاری دینداری

پر ہی حجت ؞ اگر تم بات مانوگے ہماری ؞ رہیگی پھر سلامت خوب عفت ؞ بچین انکھین یہان نامحرمون سے ؞ وہان دیوے خدا جنت کی نعمت ؞ اور

یہہ بھی جانیو مسلمان بھائیو کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردون کو منع فرمائے ہین عورتون کو اٹاریون پر رکھنے سے اور انکو لکھنا سکھلانے

سے جیسا حدیث مین آیا ہی لا تسکنوھن الغلالی ولا تعلموھن الکتابۃ یعنے مت رہنے دو عورتون کو بلند اٹاریون پر اور مت سکھلاؤ

انکو لکھنا پھر جو مردان نسل مرید ہین سو عورتون کو اپنے پیغمبر کے فرمودے کے خلاف بلند بلند اٹاریون پر بٹھلاتے اور انکو لکھنا بھی سکھلاتے ہین پھر

جھوٹا دعوی سرور عالم کی محبت کا چلا جاتا ہی الغرض راز اس منع کا یہی ہوگا کہ عورتان ناقص العقل والدین مین بلند اٹاریون پر بیٹھنے

سے البتہ جھانکا جھونکی کرینگے اجنبی مردونکا حسن و جمال مشاہدہ کرینگے اگرچہ یہہ ہم قبول کئے کہ غیرت اور نام آوری خاندان کی بدکام کرنے سے مانع آئے

تو دل للچانے اور رغبت ہونے سے کوئی مانع نہین ہی کیونکہ شیطان جو دشمن ہی مسلمانونکا رات دن ساتھہ کمربستہ کھڑا ہوا ہی اور مشہور ہی کہ عورتون

کو شہوت مردون سے زیادہ رہتی ہی جب خوبصورت عورت پر مرد کی نظر جا پڑی تو اکثر یہہ ہی کہ دل اسکا رغبت کریگا اگر عورت کی نظر خوبصورت مرد پر

بار بار پڑی تو امکان کیا کہ دل نہ دوڑے اور جی نہ للچاوے پھر گمان ہی کہ واسطے سے لکھاوٹ کے یا کسی دلالہ کے اجنبی مرد سے کچھہ جواب و سوال بھی ہو

جاوے اسی واسطے عقلمند مرد عورتون کو جھانکا جھونکی سے منع کرتے ہین ۔ جھانکو نہ کوٹھون پہ دل چور ہوگا ؞ بیتی ہی نہ صدی کی عالم مین

شور ہوگا ؞ اور بعضے شریر بی بیون سے یقین ہی کہ اس بیان کو سنتے ہی کہینگے اوئی بہن وہ کون منڈی کاٹا ہی جو شراف بی بیون کی مسخری

کیا اور کوئی کہیگی دیکھو بوا یہہ کون موا ماتی ملا ہی جو ایسا کہتا ہی الہی اسپر بلا غرض ایسے گالیون سے کچھہ نقصان نہین تمہاری گالیان میرے حقمین

دعا ہو جائینگی انشاء اللہ تعالی اور سخت حرام بدعتون سے ہی لوگون کو ناچ دیکھنے کے واسطے بلانا یا ساز کے ساتھہ راگ سننے کے لئے یا بدعت

کا تماشا دیکھنے کی خاطر بلانا جیسا تشدون وغیرہ جاترے کے واسطے بلانا اور آنے والون سے معذرت کرنا کتاب تو تصدیع فرمائیے لیکن اس عاصی

کو تو اسی طرح اور بدعتونکا تماشا دیکھنے مہمان کرکے بلانا اور کوئی نہ آوے تو خفا ہونا اور نیچ کی دعوت کے شوقون میں

لکھا کہ تشریف لاکر بارونق افزا ہو کر مجھے ممنون و مشکور فرمانا یا حرام کھیل جیسا گنجفہ اور چوسر پچیسی جو کھیلنے بلانا یا ایسے کام کرنے کے واسطے اپنے مکانمین انکو جگہہ دینا یہ سب کام بدعت و سخت حرام ہین کیونکہ اسکے گناہ کے ساتھ ان سب لوگ کا گناہ بھی اسکے اعمال نامے مین لکھا جاتا ہی کیونکہ اُسنے انکے گناہ کرنے کا سبب پڑا ہی جیسا متفق علیہ حدیث مین آیا ہی کہ فرمایا ہے سرور انبیا نے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من دعا الی الھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من تبعہ ولا ینقص ذلک من اجورھم شیئا ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل اثام من تبعہ لا ینقص ذلک من اوزارھم شیئا یعنے جس کسینے بلایا نیک راہ طرف تو اسکو ثواب ملیگا جتنا ثواب اسکے بلانے سے عمل کرنے والون کو ملتا ہی بغیر گھٹنے کے انکے ثواب مین سے کچھہ اور جس کسینے بلایا گمراہی کے کام طرف تو اسکو گناہ ملتا ہی جتنا گناہ اسکے بلانے سے عمل کرنے والے کو ملتا ہی بغیر گھٹنے کے انکے گناہونمین سے کچھہ اور اسیطرح سخت منع ہی بدعتی کو جگہہ دینا جیسا حدیث مین آیا ہی من اوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ یعنے جو کوئی جگہہ دیویگا دین مین نو پیدا کرنے والے کو سو اسپر اللہ کی لعنت ہی نعوذ باللہ منہا اور حرام بدعت ہی گناہ اور بدعت کے مجاورون مین جانا جیسا حدیث مین آیا من کثر سواد قوم فھو منھم یعنے جس کسینے براد یا جمعیت کو کسی قوم کی آپ جاکر تو داخل اسکا بھی اُسی قوم مین ہی ہان اگر جاوے تو بدعت کو توڑنے جاوے اور بڑے بدعتو نمین یہہ بھی ہی رنگ کھیلنا شادیونمین اور نوروز کے دنونمین کیونکہ اسمین دو سبب حرام ہونیکے جمع ہوے مین ایک تو اسراف مال کا دوسرا آتش پرستون سے اور ہندوون سے مشابہت کا جیسا وے اپنے نوروز اور ہولی وغیرہ مین رنگ کھیلا کرتے ہین نے بھی اپنے شادیون وغیرہ مین رنگ کھیلتے ہین خصوصا جو نامحرم عورت کے ساتھہ کھیلتے ہین سو بہت بدی ہی لطف تو یہان ہی بعضے بوالہوس بوڑھے سپید ریش بھی جو ایسے کامون کی ہوس رکھتے ہین جب ایسی مجلسونمین شریک ہوتے ہین انکی داڑھی کو عجب طرح کا خضاب ہو جاتا ہی کسیکی داڑھی بگڑتی سرخ رنگی جاتی اور کسیکی گیندی اور گلابی ہو جاتی ہی آفرین ہی الیسی ریش و فش پر اور لوگ جب اس ملک مین رنگ کھیل کر رنگین کپڑے پہنے ہوے دکھائی دیتے ہین واللہ ثم باللہ انجان دیکھنے والا یقین کرتا ہی کہ یہ ہندو ہین ہولی کا رنگ کھیلے ہین حدیث مین آیا ہی من تشبہ بقوم فھو منھم اکیلا روزہ محرم کی دسوین کا یہود کے ساتھہ مشابہت ہونیکے سبب سے مکروہ ہوا حالانکہ روزہ اپنی ذات مین اللہ تعالی کی عبادت ہی پھر کھیل مین ہندوون سے مشابہ کرنا کتنا سخت منع ہوگا سو ظاہر ہی اللہ نیک توفیق دیوے اور حرام کی بدعتون سے ہی پرہیز کرنا گوشت و مٹھائی و پان کھانے سے اور اپنی عورت کے ساتھہ نزدیکی کرنے سے اور پلنگ پر سونے سے محرم کے دنونمین یا اور کسی کے ماتم کے روزونمین کسی کے مرنے کے سبب سے الغرض کھانے پینے سونے جاگنے پھرنے چلنے مین خلاف عادت کے کرنا براس سے اگرچہ ان کامون کے کرنے کو حرام نجانے تو بھی حرام ہی جیسا ذخیرۃ الملوک مین بھی اسبات طرف اشارہ کیا ہی اور قزوینی محدث کی کتاب مین عمران حصین اور برزہ کی روایت سے آیا ہی کہ ان دونون صحابیون نے کہا کہ نکلے ہم پیغمبر خدا کے ساتھہ کسی جنازے کے ہمراہ تو آنحضرت نے دیکھا ایک گروہ کو کہ چادرین اتار ڈالے ہین اور فقط کرتے ہی پہنے ہوے چلتے ہین تب آپنے فرمایا کیا جاہلیت کے کام کو پکڑتے ہو یا جاہلیت کے رسم کا سا ڈھب بناتے ہو مقرر مین نے قصد کیا یہہ کہ بد دعا کرون تم پر ایسی دعا کہ ہو جاؤ تم اپنی دوسری صورت مین اسی وقت ان لوگون نے اپنی چادرون کو اوڑھہ لیا اور اس کام کو پھر نہ کیا وہ حدیث یہہ ہی عمران بن حصین و ابو برزۃ قالا خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی جنازۃ فرای قوما قد طرحوا اردیتھم یمشون فی قمیص فقال الفعل الجاھلیۃ تاخذون او بصنیع الجاھلیۃ تشبھون لقد ھممت ان ادعوا علیکم دعوۃ ترجعون فی غیر صورکم فاخذوا اردیتھم ولم یعودوا لذلک للقزوینی

اور مولوی اسلمی صاحب نے بھی اس مقدمے کو اپنے سفینے کے تین سو نودے پانچوین صفحے پر لکھا ہے۔ از جملہ منکرات فعلیہ احتراز کردن از خوردن گوشت و شیر بیہا و برگ تنبول و ترک کردن جماع بازن خود و ترک کردن زن زینت خود را و ترک استراحت و خفتن بر سریر و باز احرام داشتن در ایام محرم ہر سال بعزای امام حسین رضی اللہ عنہ در ہمین ایام مخصوصہ نہ پیش از ان و نہ پس از ان کہ ہمہ بیہودگی و جہالت و افترا است بر خدا تعالیٰ و وعید و نکوہش کہ پیش ازین گفتہ شد بر ایشان ہم وارد باشد و ترک کردن مردم بر نجی ازین چیزہای مذکورہ در عزای خاصۂ خود از راہ عادت و رسم نہ از راہ تحریم نیز بدعتیست محرمہ و اہل عزا را پیش از دفن خوردن و آشامیدن مکروہ بود بلا ضرورت مگر بیمار و کودکان را کہ جایز ست زیرا کہ تعجیل در تجہیز میت بعد از تیقن بموتش مندوب بود بلکہ در بعض صورت واجب گردد و خورانیدن طعام اہل عزا را اگر جزع و نیاح نمیکنند اقربا و ہمسایہ ایشان را مستحب باشد انتہی اور کفر کے بدعتوں میں سے یہی ہے حرام کام پر یا حرام چیز پر مبارکباد دینا جیسا ملا علی قاری نے مسیح الازہر مین کہا ہے خلع سلطان او امیر علی خطیب او مدرس او غیرہما لباسا حراما فاتوہ اصحابہ و قالوا لہ مبارک کفر و الان المعصیۃ التی ہی الشوم عدوہا مبارکا یعنے حرام لباس کی خلعت دیا کسی پادشاہ نے یا امیر نے کسی خطیب یا مدرس کو یا اُن کے سوا اور کسی کو پھر آئے یاران اسکے اور کہے مبارک تو کافر ہو جاتے ہین کیونکہ گناہ شوم اور نحس ہے اس مین برکت کہان جو اسکو انھون نے برکت والی چیزون مین گنے ہین مگر خطیب اور مدرس کے منصب کا قصد کر کے مبارکباد دی یا تو کفر نہو گا پھر اس سے صاف کھل پڑا کہ بچون کو بڑی بدی ہے مسلی طوق بزرگو کے نام سے پہناوین یا کسی کے سر مین چوٹی یا چینڈی رکھاین تو اسکے رکھنے اور آثار نے پر مبارکبادی دینا کفر ہے کیونکہ یہ کام گناہ بلکہ شرک کے ہین وہ تو منحوس تر ہے سو اسکو برکت والا کام جاننا کفر ہے کیونکہ ایسی چیز کو ویسا جاننا تو کفر ہے پھر یہہ بھی کفر ہو اللہ کی پناہ اور کفر کے بدعتون سے ہے جسکی اہانت کرنیکا حکم ہے سو اسکی تعظیم کرنا جیسا تعظیم کرنا جاہلون کا اور گمراہون کا نشدون اور جھنڈونکی جیسا مولوی اسلمی صاحب نے اپنے سفینے کے بیالیسوین صفحے پر لکھا ہے عبارت اسکی یہہ ہے و آنچہ اہانت او مامور بہ ست تعظیمش کفر بود چون بزرگ داشتن کفار بتہا و طواغیت را و جہلۂ مومنین پنجہ ہا و نعول فرس و نعال را کہ در ہر محرم نصب میکنند و لوا ہا متین بزرگ باشد یا خورد چون لوای مولی علی و قادر ولی و امثال آن کہ تعظیم ہمہ اش کفرست انتہی یعنے جسکی اہانت کرنیکا شریعت مین حکم ہے اسکی بزرگی کرنا کفر ہے جیسا بزرگ رکھنا کافرون کا بتون کو اور شیطانون کو اور بزرگ رکھنا جاہل مسلمانون کا نشدون اور نعلون کو گھوڑے اور پنجے کے جو ہر محرم مین کھڑا کیا کرتے ہین اور ان چیزون کو جنکو خدا کے سوا پوجا کرتے ہین اور تعجب سے ہوتے لنبے ہوویں یا چھوٹے جیسا مولا علی کا جھنڈا یا قادر ولی کا جھنڈا اور مانند اسکے کہ تعظیم ان سب چیزون کی کفر ہے اللہ کی پناہ اب یہان یہہ بھی جاننا چاہیئے کہ ہندو والونے پوجا نشدون اور جھنڈون اور قبرون کا جو کیا کرتے ہین سو بھید اسمین یہہ ہے کہ ابلیس جب دیکھا کہ نور ہدایت محمدی نے عالم مین اپنا کام کر رہا ہے اور دین اسلام کو پھیلا دیا ہے کوئی مسلمان تو بت کا پوجا کرنیکا کیا ذکر کہ مشرکون کی جوق جوق مسلمان ہونے لگے اور لشکریان اپنے گھٹنے لگے سو دل مین اپنے بڑی پیچ کھایا کہ مدت کا جمایا ہوا نقشہ اٹھہ گیا پھر اس خیال مین پڑا کہ ایک تدبیر ایسی کیا چاہیئے کہ مقصود اپنا فوت نہووے اور بت پرستی تو مسلمانون مین بڑی عیب کی چیز ٹھہری ہے کبھو نکرینگے پھر اسکے عوض مین جھنڈون اور نشدون وغیرہ کی تعظیم کرنا نکالا کہ رفتہ رفتہ انکا پوجا ہی ہو جائیگا اب بالفعل تو کوئی شخص ان چیزون کو بت کرکے نہین کہتا ہے پھر یہہ تجویز دل مین آتی ہی بڑی خوشی سے بغلین بجاتا ہوا عربستان کو دوڑ گیا اور وہان کے لوگ کو آنحضرت کی قبر شریف پر جھکانا چاہا پھر وہان کے لوگون نے اسے دھکا دیئے سو روم شام بلخ بخارے کو دوڑ گیا مار قدرت سے کہین کہین کے لوگ مان لئے ہوینگے آخر نا امید ہوکر اس نا کارے نے ہندوستان کو آگیا اور یہان کے لوگ کو اپنے فرمان بردار پایا سوان کے دلونمین یہی ڈالا کہ پیر پیغمبر امام امامزادے اللہ

کہ پیار کرین اسکی جناب مین ہمارے وسیلہ اُنسے مراد مانگنا اور انکی نذر کرنا کیا مضایقہ ہی معشوق کی تعظیم عاشق کو اچھی ہی معلوم ہوتی ہی اور یادداشت
واسطے انکے نام کے جھنڈے اور شدے کھڑے کرنا اور انکی قبرون کے آگے جھکنا حقیقت مین بزرگون ہی کی تعظیم ہی پھر بزرگان ہمارے پر
مہربان رہینگے اور ہمارے کام بناوینگے اور یہ چیزان تو اللہ کے نام سے تو نہین کھڑے کرتے ہین جو انکی تعظیم کرنے سے شرک ہو کیونکہ شرک
ہے اللہ کے ملک کو دو سمجھنا ہم تو اللہ کو اللہ جانتے ہین اور بندے کو بندہ اور وہ پوجاریان شدون اور جھنڈون کو یہ نہین جانا کہ اللہ کے خصیصے
دوسرے سے کرنا بھی شرک ہی پھر اس ارادے سے پوجا انکا شروع کئے اور جو مشرکون نے بتونکی پاس کیا کرتے ہین سو ان چیزون کے کرنے لگے پھر
ابلیس نے مقصود اپنا جو شرک کرانا تھا سو اس پردہ مین حاصل کیا انا للہ وانا الیہ راجعون دیکھو جا جو لات و منات نیک مردان تھے سو
تو پر عرب کے مشرکون نے ابلیس ہی کے فریب سے انکی تصویرین بناکر پہلے پہلے فقط یادداشت واسطے رکھے پھر بعد پوجا ان نیک مردونکا تصویرون
کے پردے مین شروع کئے خدا تعالی کے ساتھ جو کام کیا کرتے تھے انکے ساتھ بھی کرنے لگے اسلئے مشرک بنے دو خدا نہی بولکر مشرک بنے سو نہین
کیونکہ اُسوقت کے کفار کہا کرتے تھے کہ مالک زمین و آسمان کا اور انمین ہی سو چیزونکا اللہ ہی ہی اور حکومت و سلطنت ہر چیز کی اُسیکے ہاتھ
ہی اور ایک اللہ ہی پناہ دینے والا اور اسکے عذاب سے کوئی پناہ دے نہین سکتا ہی جیسا حکایت کیا اللہ تعالی انکے حال کی اور کہا قل لمن الارض
ومن فیہا ان کنتم تعلمون سیقولون للہ قل افلا تذکرون قل من رب السموات السبع ورب العرش العظیم
سیقولون اللہ قل افلا تتقون قل من بیدہ ملکوت کل شیئ وھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون ٭
سیقولون اللہ قل فانی تسحرون یعنے تو کہہ کسکی ہی زمین اور جو کوئی اسکے بیچ ہی بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب کہینگے اللہ کو تو کہہ پھر تم
سوچ نہین کرتے تو کہہ کون ہی مالک سات آسمانونکا اور مالک اس بڑے تخت کا اب بتاوینگے اللہ کو تو کہہ پھر تم ڈر نہین رکھتے تو کہہ کس کے ہاتھ
ہی حکومت ہر چیز کی اور وہ بچالیتا ہی اور اس سے کوئی بچا نہین سکتا بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب بتاوینگے اللہ کو تو کہہ پھر کہان سے تم پر جادو
پڑ جاتا ہی یہہ آیت سورہ مومنون کے پانچوین رکوع مین ہی باوجود ایسے عقیدے کے بتون کو اور نیک مردون کے ارواحون کے ساتھ بعضے
کام ان کامون سے کرنے لگے سو مشرک بن گئے پھر خدا کے قائل رہنا اور اسکو ایک ماننا اور ان صفتون کو اُسکے ساتھ ثابت کرنا کچھ کام نہ آیا اور
ان صفتونکو خدا ہی کے ساتھ خاص کئے ہوتے تو مشرکی کے دائرے سے نکل جاتے تم بھی نام کے مسلمان نہ کام کے بالیقین ان صفتون کو خدا کے واسطے
ثابت کرتے ہین تیسرا اپنی گمراہی سے بعضے صفتونکو ان صفات سے خدا کے بعضے مقبول بندون کے واسطے بھی ثابت کرتے ہین اسلئے تم بھی شرک کے
دائرے مین جا پڑتے ہین خدا کو ایک بولنا اور ایسے صفات اسکے واسطے ثابت کرنا کیا فائدہ جب تک خاص اللہ ہی سے نکرین اللہ توفیق دیوے
حاصل یہہ ہی کہ جیسا اُسوقت کے کفار ارواحون کو اور بتونکو خدا ہی کرکے نہ کہتے تھے پر خدا کے خصیصے ان کے ساتھ کرنے لگے جیسا تم ہی
ہندوالے جھنڈون اور شدون اور پیرون اور قبرون کے ساتھ کیا کرتے ہین نہ تمان چیزون کو خدا ہی بولتے نہ وے لات و منات کو بولتے تھے
پھر تم اور وے ایک ہی ہوتے ہین اللہ فضل کرے اور یہہ بھی جاننا چاہئے کہ لوگون کو سیدھی راہ سے بھٹکانے اور انکو شرک و بدعت مین پھنسانے ابلیس
لعین شیخ نجدی اور دوسرے شیاطین الجن مشہور ہوگئے لیکن اب کے سجدہ لیو لبند رہنے مشایخ اور بدعتی عالمون نے اس خدمت کے بجا لانے مین
اور لوگون کو سیدھی راہ سے بھٹکانے مین شیخ نجدی اور دوسرے شیاطین الجن سے بڑھ گئے کیونکہ لوگ ان لبند رہنے ... ن کو اپنے ہی نوع جانکر
اُن پر اعتماد کئے سو انکے فریب مین آگئے اور انکو عالم مشایخ سمجھ کر انکی اطاعت کرنے لگے اور سرور عالم کا طریقہ چھوڑ کر ان کے بتلائے ہوئے راہ پر
چلنے لگے ابلیس بیچارہ اور دوسرے شیاطین الجن چھپے آتے ہین اور لاحول اعوذ پڑھنے سے بھاگ جاتے ہین اسکے خلیفون نے یعنے شیاطین

الانسن پر کچھ بھی بر خلاف بھاگتے نہیں علانیہ روبرو اگر راہ سے بھٹکا دیتے ہیں امام سیوطی نے تفسیر جلالین میں لکھا ہے آیۃ وکذلک جعلنا
لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن الی آخرہ کے لکھا سو عبارت اسکی یہ ہے قیل شیاطین الانس الذین یکونون علی
الطریقۃ الغیر المستقیم ومع ذلک یطلبون ان یکون غیرھم مثلھم وھم اشد من شیاطین الجن وذکر فی انھم
وقدموا علیھم الا بد لان شیطان الجن یذھب عند التعوذ باللہ وشیطان الانس لا یذھب ویجیئ یجیبں
الی المعاصی عیانا وفی الحدیث السوء شر من شیاطین الجن یعنی اللہ تعالی فرمایا کہ اسیطرح بنایا ہمنے ہر نبی کے لئے دشمن آدمی شیطان
اور جن شیطان تفسیر جلالین میں لکھا ہے کہ کہتے ہیں کہ آدمی شیطان وہ ہیں جو ٹیڑھے راستے پر ہیں اور باوجود اسکے چاہتے ہیں کہ اور شخص بھی انکا
سا ہو جاوے اور یہ لوگ جن شیطان سے بہی زیادہ سخت ہیں اسیواسطے اس آیت میں ان شیطانوں کے ساتھ اور انسے پہلے مذکور ہوئے ہیں اسکا
سبب یہہ ہے کہ جن شیطان اعوذ باللہ پڑھنے سے چلا جاتا ہے اور آدمی شیطان اعوذ سے بھی دفع نہیں ہوتا اور گناہوں کی طرف کھینچا کرتا ہے دیکھتے
دکھاتے اور حدیث میں ہے کہ برے رفیق جن شیطانوں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ ایسے آدمی شیطان کی صورتمیں عالموں کے اکثر ایمان چرایا کرتے ہیں
حدیث میں آیا ہے فاحذروھم فانہم لصوص الدین اور ایک حدیث میں ہے قرناء السوء شر من شیاطین یعنی بد رفیق بد
تر ہیں شیطانوں سے اس عاصی نے ایک وقت ایک شخص سے پوچھا کہ میں نے عاشورے کے دس دنمیں تجھکو دیکھا ہوں کہ تو دس دن تو شدے
کے پاس مجاور بنکر بیٹھا رہتا ہے اور اسکے پاس عود جلاتا اور روضۃ الشہدا پڑھتا بیٹھا رہتا سو سبب کیا ہے بتا اسکے واسطے ذرا بولیو تو کہا میں
جاہل ہوں مجھے کچھ معلوم نہیں مگر میرے باپ دادے کو ایسا کرتے ہوے دیکھا ہوں سو میں بھی کرتا ہوں تب میں نے کہا تیرے باپ دادے گمراہ تھے تو بھی
گمراہ ہے صحابہ اور مجتہدان اور اماموں کی پیروی کرنا تجھکو نجات ملے قرآن میں لکھا ہے کہ باپ دادے کی پیروی کرنے سے منع آیا ہے چھوڑ دے اور کہا
میں نے تیرا اور میرا سوال و جواب بعینہ حضرت ابراہیم اور انکی قوم کا سوال و جواب معلوم ہوتا ہے جیسا اللہ تعالی خبر دیا ہے اسکی جو فرمایا اذ قال
لابیہ وقومہ ما ھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون قالوا وجدنا اباءنا لھا عابدین قال لقد کنتم انتم واباؤکم
فی ضلال مبین یعنی جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ سے اور اپنے قوم سے کہ یہ کیا صورتیں ہیں جن پر تم جمے بیٹھے رہتے ہو تو کہے پائیے ہم اپنے باپ دادوں
کو عبادت کرتے ہوے ان صورتوں کی پھر ہم انکی پیروی کرتے ہیں تب ابراہیم نے کہا تحقیق تم اور تمھارے باپ دادے کھلی گمراہی میں ہیں بعد اسکے میں نے کہا
ای فلانے تو بھی اور تیری قوم بھی ایسا ہی گمراہی پر ہیں اللہ کی پناہ اور ایکبار اس گناہگار کو عجب اتفاق ہوا کہ جب دنگل میں قصہ ماجرا ہندو مسلمان
کا سنکر ملا الفغال سے حیدرآباد کو گیا اور اس کتاب کو بنانا شروع کیا قضارا اس اثنا میں جہاں یہہ فقیر اترا تھا اسی مکان والے نے اپنے داد
کا میلا کیا سو تماشا بینی کے واسطے ہندو مسلمان سکھہ جات آتش پرست وغیرہ ملکر بیٹھے ہوے تھے اور اس مجمع میں ایک لوہی یہ عاصی بھی
بیٹھا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا جب بیٹھکر ایک آتش پرست ملاسیاہ کی شرم سے جو اس میں لوہے کے ساتھ یارانہ رکھتا تھا کہا کہ ای فلانے تمام خلایق
کا پیدا کرنے والا ایک ہی ہے تم آتش پرستوں نے جو دو ٹھہرائے ہو سو صرف تمھاری نادانی ہے اور آگ کو پوجنا صرف گمراہی ہے ان کاموں سے باز آئیے
فاعل مختار ایک اللہ ہی کو جانئے کیونکہ بغیر اللہ کے آگ لاچار اور لایق پوجنے کے وہی ایک ہی پروردگار جو پیدا کیا ہے تمکو اور تمھاری آگ کو اور
سارے خلایق کو تب وہ آتش پرست نے جواب دیا کہ آپ کی بات صدیقوں کی بات سریکھی ہے پر کام آپکے زندیقوں کے کام سریکھے ہیں آپ فضیحت
ہوتا دوسرے کو نصیحت کرنا بڑی گمراہی اور احمقی ہے مولوی صاحب نے کہا ہم نے کیا گمراہی کیا جو تم نے طعن و تشنیع کرتے ہو تب وہ آتش پرست
کہا غصہ مت کرو اور آواز بلند نہ ہونے دو آپکے گمراہیاں مجھ سے سنو تم دائی کے سامنے گرجہ کو چھپانا چاہتے ہو سنیو مولوی صاحب

کہ آپنے فلانے سن کے بارہویں کو جو غوث الاعظم کے نام کے چراغون کو تسلیمات کئے اور آگے چراغون کے ہاتھ باندھے ہوئے کھڑے رہے سو کیا آتش پرستی
نہین ہوئی اور آپ کے صاحبزادے کی لنگر جو کھینچوائے اور اطراف لاویکے پھر آئے اور اسکے سکھ کے کندے بھر لئے اور مولا علی کے جھنڈے سے یہ
سہرہ بندھوائے اور نیز بزرگون کی کیا کرتے ہو اور امیرون کے بازو پر امام ضامن کے نام کا روپیہ باندھا کرتے ہو اور بے وقوف برہمنون سے سجدہ
کیا کرتے ہو اور بزرگون کے قبرون کی اطراف پھرا کرتے ہو اور آپکے بی بی صاحبہ نے جو پیران کا طبق دیا کرتے اور نجومیون سے غیب کی باتین پوچھا کیا
کرتے اور ان کے کہے موافق عمل کیا کرتے اور برہمنون سے ستارونکا جپ کروایا کرتے ہین سو کیا یہ سب شرک نہین ہے اور آپ کی ذات بھائی
مشایخ جو کوئی سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدائی کا اور کوئی غوث الاعظم کی الوہیت کا قائل ہے اور کوئی سید محمد گیسو دراز کو اور
کوئی خواجہ معین الدین چشتی کو مراد مقصود دینے والے جانتا ہے سو کیا یہ سب کام شرک کے نہین اور اتنے خدا ٹھہرائے پر بھی انکی توحید مین خلل نہین
آیا ہم بیچارے وہ خدا بولتے ہی مشرک ہو گئے ایسی بات کہنے سے آپکا دل شرم نہ کیا ہم سچ کہتے ہین کہ ایسی بات کہنا اور توحید کا دعوی کرنا ان مولویون
کو زیبا تھا جو اللہ کی توحید پوری بیان کرتے تھے جنکو مولوی سید محمد علی اور مولوی ولایت علی کہتے ہین وے پکے موحد اور سچے محمدی تھے تم کو دیکھو
ایسی بڑی بڑی باتین دیکھو جتنا منہہ ہے اتنا ہی نوالا لیا چاہئے پھر بار دیگر ایسی بات زبان پر نہ لائیے یہہ جواب دندان شکن وہ مولوی سنتے ہی چور
کو جھجو لگتے سر نیچا ہوا نہ بکار سکتا نہ ٹھہر سکتا آہستہ دبے پاؤن چلا گیا کم بخت نے کافر کو چھیڑا مسلمانون نے لت دیا جب اسی کا
تفصیل وار سنا اور افسوس کیا وہ نگول مین لالہ لعل چند کے ہاتھ میرے دل پر داغ جو لگا تھا اسپر پھاہا جا نمک پاشی کیا یہہ سب ہمارے اعمال کی شامت
قبرون اور جھنڈون کو پوجنے کی آفت اللہ فضل کرے قصہ دراز ہو گیا اصل مطلب طرف آتا ہون کہ جو بدعت کفر نہین پر کبیرہ گناہون سے زیادہ
گناہ رکھنے والی ہے سو انکار کرنا خدا کی دیدار کا اور شفاعت کا جو قیامت کے روز باذن اللہ ہوگی اور کلام اللہ کو مخلوق جاننا اور بندے کو اپنے
فعل کا آپ پیدا کرنے والا ہے اللہ ہی پیدا کیا سو ... اور آلات سے سمجھنا اور تینو خلیفون کو اور دوسرے صحابہ کو دشمن اہلبیت کے مین کر کے اعتقاد
رکھنا اور مانند انکے دوسرے بدعقیدے بد مذہبون کے جو ضروریات دین کے صاف مخالف نہ پڑین سو سب کے سب بڑے گناہ اور کبیرہ سے بھی بدتر
ہین اب یہان جاننا چاہئے کہ بدن کی عبادت خالص مین جو بدعت ہو سو بری ہی رہتی ہے تفصیل عبادتونمین کی بدعتونکی یہہ ہے کہ جو طریقہ بدنی
عبادت کی صحابون کے زمانے مین نہین تھا سو بری بدعت ہے بدنی عبادت محض مین جیسا نماز روزہ اور تلاوۃ قرآن کی ہے کہ ان عبادتونمین
سوا بدعت سیئہ کے بدعت حسنہ ہی نہین پائی جاتی ہے کیونکہ یہہ نیا طریقہ کسی عبادت کا جو صحابہ کے زمانے مین نہین تھا سو اسکا کچھ سبب چاہئے یا تو
انکو اسی نکلی ہوئی عبادت کی احتیاج نہتی سو نہین کئے یا اسکی حاجت تو رکھتے تھے پر کسی مانع کے سبب سے نہین کئے یا اسکی عبادت ہونیکی خبر نہین
رکھتے تھے یا خبر رکھکے سستی سے نہین کئے یا اس عبادت کو اور اس خاص صفت کو جو اب نئی نکلی ہے مکروہ جانتے تھے جو نہین کئے پھر پہلے کے
دونو بات تو صحابہ کے حق مین بدنی عبادت مین بن سکتے ہی نہین کیونکہ اللہ پاک جلشانہ کے تقرب کی احتیاج کسی وقت مین موقوف ہونیوالی
نہین اور اسلام کے بعد کوئی چیز عبادت کو ظاہر کرنے سے مانع بھی نہ رہی اور اسیطرح محال ہے انکا خبردار نہ ہونا عبادت پر اور خبردار ہوکر سستی سے
نکرنا یہے دونو بات بھی ان سے خصوصا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محال ہین باقی رہی سو بات یہی ہے کہ ایسی عبادت کو مکروہ جانتے ہونگے
اس لئے عمل مین نہ لائے اگر فقط عبادت پنا ہوتا کسی فعل مین جو دلیل اسکی بہتری کی ہوتی تو نمازون مین بدعت سیئہ اور مکروہ پائی ہی نجاتی حالانکہ
تصریح کئے عالمون نے اپنی تصنیفون مین کئی عبادتونکو بدعت ہونے پر جیسا نماز لیلۃ الرغائب کی اور نماز شعبان کی پندرھوین کی اس
صفت سے جو معمول ہے اور دوگانہ عاشورہ کا اور دوگانہ نماز قضاء عمری کے عوض کی اور درود پڑھنا خطبہ سنتے سننے اور اگلے جنازے

کے ذکر کیا کر کرتے چلے جانا اور نماز پڑھتے ہی اللہ اکبر ہو تبا سوائے ایام تشریق کے یہ بات نصاب الاحتساب مین ہے شرح سیر کبیر کے عبارت اسکی یہ ہے
اذا کبر وابتدأ الصلوٰة علی اثرها یکره وانه بدعة یعنے نماز پڑھتے ہی تکبیر کہین تو مکروہ اور بدعت ہے اور سوائے انکے منکرہ بدعان عبادت
مین بہت ہین اور امام شافعی نے امام نووی سے مرات الجنان مین نقل کیا ہے کہ اسنے نماز لیلۃ الرغائب کی اور شعبان کے پندرھوین کی نکالا سو شخص
کے حق مین کہا قاتل اللہ واضعہما یعنے ہلاک کرے اللہ تعالیٰ ان دونون نماز و نکو نکالا سو شخص کو اور ابن حجر مکی نے فتح المبین شرح اربعین
مین لکھا ہے ومنه الصلوٰة لیلة الرغائب اول جمعة فی رجب ولیلة النصف من شعبان فهما بدعتان مذمومتان
وحدیثهما موضوع یعنے حرام بدعتون سے جنکی طاعت ہونیکا لوگ کو گمان ہوتا ہے سو نماز لیلۃ الرغائب کی یعنے رجب کی پہلی جمعہ کی رات
اور نماز شعبان کی پندرھوین کی پھر یہہ دونون بدعت مذموم ہین اور حدیث انکی جھوٹی ہے اور شیخ علامہ مخدوم زین الدین جو مصنف
فتح المبین کا ہے نقل کرکے آخری باب مین ارشاد العباد کی کتاب مین لکھا ہے ومن البدع المذمومة التی یاثم فاعلها ویجب
علی ولاة الامر منع فاعلها صلوٰة الرغائب وصلوٰة لیلة نصف من شعبان بالصفة المخصوصة والکیفیة
المعروفة وصلوٰة اخر جمعة بنیة قضاء الصلوٰة التی لم یتیقنها وصلوٰة یوم عاشوراء والصلوٰة الاسبوع
اما احادیثها فموضوعة باطلة لا تغتر بمن ذکرها یعنے بد بدعتون سے ہین کہ جنکا کرنے والا انکا گنہگار ہوتا ہے اور واجب
ہے حاکمون پر کہ ان کے کرنے والون کو منع کرین اور نماز شعبان کے پندرھوین کی مخصوص صفت سے اور مشہور کیفیت سے نہین تو مطلق نفل
پڑھنا اور نفلون کی طرح شعبان کی پندرھوین کو حدیثون مین آیا ہے پر مخصوص کیفیت سے پڑھنے مین کلام ہے اور نماز پچھلی جمعہ کی نیت سے
ادا کرنے سو نماز رغائب کی پہلی جمعہ کی رات کو پڑھتے مین ان چھوٹ گئے سو نماز ونکو جنکو یقین سے نہین جانتا کہ کتنے مین اور نماز عاشورے
کی اور نماز ہفتے کی لیکن حدیثان ان سب نماز ونکی جو بعضے لوگ ذکر کیا کرتے ہین سو سب تراشے ہوئے ہین اور بے اصل جانئے کر فریب نکھاو تو کسیکو
ذکر کرنے پر ان تراشی ہوئی حدیثون پر اور ان نمازون پر اور علامہ محدث علی ابن احمد فنانی نے اپنے شعب الایمان کی کتاب مین لکھا ہے قال
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تختصوا لیلة الجمعة بقیام من بین اللیالی الحدیث واستدل العلماء بهذا الحدیث علی
ان صلوٰة الرغائب التی فی لیلة اول جمعة من رجب منهی عنها وبالغ النووی فی شرح مسلم فی تقبیحها وتضلیل
مبتدعها وصرح فی شرح المهذب بانها وصلوٰة لیلة نصف من شعبان بدعتان مذمومتان ومنکرتان
قبیحتان وقال الامام ابوشامة لا اصل لها وصرح کثیر من الائمة بان خبرها موضوع ومن عمل بها واجتهد فیها
فهو من خدمة الشیاطین الی ان قال وینبغی ان یواظب علی وظیفة فی کل زمان ومکان فالتوجه الی العبادة
فی رمضان والاعراض عنها بعده ضلالة وعرور وان کانت زیادة الصدقة والقراة والجد فی الطاعة فیه
مستحبة یعنے فرمائے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جمعہ ہی کی رات کو دوسری راتون مین نماز واسطے مخصوص مت کرو بعد اسکے کہا اس
حدیث سے دلیل لئے ہین عالمون نے لیلۃ الرغائب کی نماز حرام ہونے پر جو رجب کی پہلی جمعہ کی شب کو پڑھا کرتے ہین اور مبالغہ کیا امام نووی
نے مسلم کی شرح مین اس نماز کے بد ہونے پر اور اسکو نکالنے والے کو گمراہ ٹھہرائے مین اور صاف کہا ہے مہذب کی شرح مین کہ وہ نماز اور شعبان کی
پندرھوین کی نماز اس صفت خاص سے جو مروج ہے بد بدعت ہین اور منکر ہین اور کہا امام ابوشامہ نے کہ ان نمازون کو اصل ہی نہین ہے
اور صاف صاف لکھے ہین بہت عالمون نے کہ ان دونون نماز کی حدیثان تراشے ہوئے ہین اور جو کوئی عمل کریگا اس غلط حدیث پر اور کوشش

کریگا اُن نمازوں کے پڑھنے میں سو وہ شیطانوں کے مددگاروں میں کا ہی اور نزاو ریہہ ہی کہ کوئی وظیفہ اپنے واسطے مقرر کیا تو اسپر ہمیشگی کرے
ہر مکان میں اور ہر زمان میں پھر متوجہ ہونا عبادت طرف رمضان ہی کے مہینے میں اور بعد رمضان کے اسکو چھوڑ دینا گمراہی ہی اور بہت سے لوگ
اگرچہ ہمیشہ سے زیادہ کرنا خیرات کا اور قرأت کا اور طاعت میں کوشش کرنا رمضان کے مہینے میں مستحب ہی خاص کرنا ایک مہینے میں یا ایک
روز میں اور چھوڑ دینا اور دنوں میں اور باقی کے دنوں میں منع ہی اور مولوی باقر آگاہ عاشورہ کے دوگانہ کے حق میں ریاض الجنان میں کہا ہی سو جو
احادیث سے نہ سنت ہی نہ اگرچہ ہو وے نماز بدعت ہی سو جانو مسلمان بھائیو کہ نماز اللہ تعالیٰ کی عبادت تو نہایت بڑی عبادت ہی اور تمام اسمین
اللہ پاک کی تعظیم اور ثنا اور بندیکی عاجزی اور دعا ہی تسپر آنحضرت کے زمانے میں مروج نہیں ہوئی تھی سو نماز کو محدثان اور مجتہدان حرام بدعت ٹھہرا کر
جیسا قریب معلوم ہو چکا پھر اس صورت میں بزرگوں کے فاتحہ جو اب رواج ہی نہیں آنحضرت کے زمانے سے چاروں امام اور اُن کے شاگردوں
کے زمانے تک کوئی سنا نہ دیکھا کہ فاتحہ کیا ہی پھر ایسی چیز کو مستحب ٹھہرانا اور اسکو ادا کرنے میں دین کے ضروری کاموں سے زیادہ کوشش
کرنا یہہ بدعت سیئہ ہونیکا کیا سبب ہی سو کچھ عقل میں نہیں آتا اور اسکے سوائے دوسری بدعتان کرنے میں کوشش کرنا بھی اسیطرح ہی جیسا
گیارھویں بارھویں کے فاتیان اور چاندرات کی روٹی وغیرہ کرنا اس عقیدہ اور نیت کے ساتھہ جو اپنے عوام کیا کرتے ہیں اور اسکو سعد
برکت اور فایدے کا جانتے ہیں کہ اسقدر امید تلاوت سے کلام اللہ کے نہیں رکھتے اور آداب گیارھویں کے کھانیکے اور رقوم تین نزدیک اسکے
اسقدر کیا کرتے ہیں کہ قرآن و احادیث کے آگے نہیں کرتے پھر ایمان اُن لوگ کا معلوم ہی دیکھا اللہ توفیق دینے والا ہی اور یہہ بات بھی مقرر ہی
کہ جو چیز کرنے کا سبب آنحضرت کے زمانے میں موجود ہو وے پر آنحضرت اس چیز کو نہ آپ کئے نہ دوسرے کو اس چیز طرف ترغیب بھی دئیے پھر اس
چیز کو بڑا شمار دین کو تغیر دینا ہی کیونکہ اگر اس میں کچھ مصلحت ہوتی تو البتہ سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسکو کئے ہوتے یا اس کی طرف ترغیب
دئیے ہوتے کیونکہ مقتضی اسکا موجود تھا بغیر مانع کے پھر اس سے معلوم ہوا کہ ایسی عبادت جو تراش کر نکالے میں بدبدعت ہی جیسا اذان دینا عیدین
کی نماز واسطے کیونکہ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان نمازوں کے واسطے اذان کا حکم نہ فرمائے باوجودیکہ جمعہ اور پنجوقتہ نماز واسطے اذان
کو مقرر کئے ہیں اور اذان اللہ تعالیٰ کی ذکر ہی اور مسلمانوں کو نماز طرف بلانا ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ومن احسن قولا ممن دعی الی اللہ یعنے
اور اس سے بہتر کسکی بات جسنے بلایا اللہ کی طرف پھر اگر کسینے اُن دونوں فایدے طرف نظر کرکے عیدین واسطے اذان دینا مقرر کیا تو بدعت کیا
جیسا بعضے بادشاہوں نے ان دونوں بات طرف نظر کرکے عیدین واسطے اذان دلائے تو سب اُسوقت کے عالموں نے اسکی بدعت ہونیکا
پر فتوی دئیے اور اسیطرح ہی اذان دینا مینہہ واسطے کیونکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بار بار ان کی کشش کے دنوں میں مینہہ واسطے
اذان نہ دئیے باوجود مقتضی ہونیکے بغیر مانع کے بلکہ اسکے واسطے دعا اور نماز مقرر فرمائے حالانکہ اذان کی بہتری حضرت کو خوب معلوم تھی پھر ہم اگر مینہہ
مانگنے واسطے اذان کو مقرر کریں تو ایک تو حضرت پیغمبر نے مقرر فرمائے سو چیز کو نسخ کئے پر لکھا ہوتا ہی دوسرا یہہ کہ دین میں تازی بدعت نکالنا
ہی سو یہ دونوں کام بد میں سنا گیا ہی معتبر لوگ سے جب مولوی جمال نے اپنے ساتھہ ایک جماعت کو جاہلوں کی لیکر مسجد الاعجاز میں مینہہ واسطے
اذان دیا تو معتمد الاسلام بدر الدولہ نے اس کام کی بدعت ہونے پر ایک فتوی الحامد للحدیثون سے اور اسپر مدراس کے عالموں نے سب کے سب
مہریں کر دئیے پھر اُس سال سے وہ بدعت اس شہر سے اُٹھہ گئی اور اسیطرح وبا کی دفع کے لئے اذان دینا جیسا اسوقت مروج ہی کہ بعد عشا کے
وقت سات اذان دیتے ہیں حالانکہ خلفاء راشدین کے وقت اور مجتہدوں کے وقت بہت بار وبا چلی پر کوئی اسکی دفع واسطے اذان نہ دیا مگر غول
بیابان کی دفع واسطے اذان دینا حدیث سے ثابت ہی استعینوا بالاذان عند تغول الغیلان یعنے اذان سے مدد چاہو غول بیابانی کے

نمود کے وقت پھر دوسرے کام واسطے سوائے نماز مکتوبہ کے اذان دینا بدعت ہے کیونکہ ان کام کے لئے اذان دینے مین نہ حدیث آئی نہ عمل صحابہ اور مجتہدون کا ہے اور حاصل یہہ ہے کہ جو عبادتی بدعت مین مصلحت اور فضیلت ٹھہرائے سو اگر وہ مصلحت پیغمبر کے وقت مین موجود تھے ہوئے نکلے ہو تو پھر ویسی چیز کا ترک کرنا سنت ہے پھر جس کسی نے اسکو عمل مین لایا اگر چہ اسکے غیر مشروع ہونیکا اعتقاد رکھتا ہو تو گنہگار اور بدعتی ہوا اور اگر اسکو عبادت جانا اور بزرگی والی چیز سمجھا اور اس سے امید ثواب کی رکھا تو پھر مشاقق یعنے خلاف کرنے والا اللہ اور رسول کا ہوا اور اچھا سمجھا اسکو جسکو شریعت نے مکروہ رکھا اور اصول فقہ مین مقرر ہو چکا ہے کہ بھلائی اور برائی عملونکی جن پر ثواب اور عقاب ملے سو حکم پر شارع کے موقوف ہے نہ ذات فعل پر امام غزالی نے اربعین فی اصول الدین کی کتاب مین لکھا ہے ایاک ان تتصرف بعقلک وتقول کل ما کان خیرا ونافعا فھو افضل فان عقلک لا تھتدی الی اسرار الالوھیۃ وانما یتعقلھا قوۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فعلیک بالاتباع اوماتری کیف امرت الی الصلوۃ فی بعض النھار ونھیت عنھا فی بعضھا وامرت بترکھا بعد الصبح والعصر وعند الطلوع والغروب یعنے ڈر تو اپنی عقل سے تصرف کرنے کو اور کہنے کو کہ ہر نیکی اور ہر فایدہ دینے والی چیز اللہ تعالی کے نزدیک بہتر ہے کیونکہ عقل تیری راہ نہین پاتی ہے ربوبیت کے اسرار تلک اور اسکو پیغمبر ہی سمجھتا ہے پھر تجھ پر پیروی کرنا لازم ہے کیا تو نہین جانتا کہ کسطرح سے حکم کیا گیا تو نماز واسطے بعضے وقتونمین اور منع کیا گیا تو اسی نماز سے بعضے وقتونمین جیسا بعد نماز صبح و عصر کے اور وقت طلوع اور غروب کے اگرچہ عقل چاہتی ہے کہ اللہ تعالی کی بندگی سب وقتونمین محمود ہے اور صاحب مجمع البحرین شرح مین اسکے لکھا ہے ان رجلا یوم العید فی الجبانۃ اراد ان یصلی قبل صلوۃ العید فنھاہ علی کرم اللہ وجہہ فقال الرجل یا امیر المومنین انی اعلم ان اللہ تعالی لا یعذب علی الصلوۃ فقال علی کرم اللہ وجہہ انی اعلم ان اللہ تعالی لا یثیب علی فعل حتی یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او حث علیہ فیکون صلوتک عبثا والعبث حرام فلعلہ تعالی یعذبک بہ لمخالفتک لنبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنے ایک شخص عیدگاہ مین عید کے روز آگے نماز عید کے نفل نماز پڑھنا چاہا سو منع کئے علی مرتضی نے اسی نماز سے تو کہا اس نے یا امیر المومنین مین خوب جانتا ہون کہ اللہ تعالی نماز پڑھنے پر عذاب نکریگا تب فرمائے حضرت علی نے مین بھی خوب جانتا ہون کہ ثواب نہ دیویگا اللہ تعالی نے کسی کام کے کرنے پر جبتک کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکئے ہون یا ترغیب اس کام طرف ندئیے ہون پھر اس صورت مین یہہ نماز تیری عبث بیفائدہ کام ٹھہری اور عبث کام کرنا تو حرام ہے پھر شاید اللہ تعالی عذاب کرے تجھ پر اس عبث کام کے سبب سے واسطے مخالفت کرنے تیرے اپنے پیغمبر کی جانیو مسلمانو کلام فاتحہ مین بہت ہے اور اقسام اور احکام اسکے مختلف کوئی قسم مین شرک کوئی قسم مین بدعت اور کوئی قسم مین مستحب پائیے جاتا ہے اسلئے اسکے بیان کو خاتمہ مین ذکر کرتا ہون اور تھوڑے احکام اور اقسام اسکے آگے ہی بدعت کے بیانمین برمحل ذکر کئے گئے اور باقی بیان یہان مذکور ہوتا ہے خاتمہ چھتے فصل کا فاتحہ کے بیانمین جانیو مسلمانو کہ فاتحہ اصل مین تو الحمد کے سورہ کا نام ہے اس رو سے فاتحہ اللہ کا کلام اور قرآن مجید کا سورہ ہے فلانی میت کے فاتحہ کہنا بمعنی آیات اور فلانے کے فاتحہ کا کھانا کہنا اور بھی مہمل ہے مگر ہندوالون کی بول چال ہین بے قیدی کے دسبب بے بان رواج پائے ہین سو اسمین یہہ بھی مروج ہوا ہے کہ کسی میت کے نام پر جو ہند کے رسم کے موافق کھانا کرتے ہین سو اسکے سامنے ایک لنبی عبارت عربی یا فارسی کہ جسکو فاتحہ کا درجہ کہتے ہین پڑھتے ہین یا بعد اسکے الحمد قل ہو اللہ بھی پڑھنے کا رسم ہے تب وہ کھانا خرچ مین لاتے ہین اسکو ہندوالون کی اصطلاح مین فاتحہ کہتے ہین ایسے فاتحہ پڑھنے پڑھانے کے آگے میت کے نام کا کھانا کسیکو کھانے نہین دیتے کیونکہ انکے برے عقیدہ مین وہ کھانا اچھوتا تھا سو چھوتا ہوتا

پھر ایسے رسم کو فاتحہ کہنے کے نام رکھنا بے ادبی ہی اگرچہ ان بد اعتقادوں کے خیال میں ایسے عمل سموں سے میتوں کو ثواب پہنچانا ضرور ہی لیکن شریعت
مقدس کے موافق میتونکو ثواب پہنچانا اور طرح سے ہو سکتا ہی وہ یہہ ہی کہ بغیر مقرر کرنے دن تاریخ اور جنس طعام اور شیرینی کے اور بغیر قید و
شرط کے کھانے میں ہو یا کھانے والوں میں ہو اور بغیر نذر کرنے کسی مخلوق کے اور بغیر قصد ریا اور سمعہ کے محض ثواب پہنچنے کے ارادہ سے کھانا کھلانا
یا قرآن پڑھنا یا درود و دلائل الخیرات یا اور کوئی نیک کام کرنا ہی اور عقاید کے کتابوں میں مردے کو ثواب پہنچانیکے مقدمے میں اتنا ہی لکھتے ہیں
ان فی دعاء الاحیاء للاموات والاستغفار لهم والصدقة عنهم نفع لهم یعنے زندونکی دعا کرنے میں مردوں کے واسطے
اور استغفار کرنے اور خیرات دینے میں انکے مردوں کے لئے فائدہ ہی مردونکا امام زیلعی نے کہا ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله
لغیره صلوة او صوما او صدقة او حجا او قراءة القرآن والاذکار وغیر ذلک من جمیع انواع البر ویصل ذلک
الی المیت وینفعه یعنے مقرر آدمی کو جایز ہی کہ ثواب اپنے عملونکا کسی کو بخش دیوے نماز ہو یا روزہ یا حج ہو یا قرات قرآن کی یا ذکر اور سوائے
ان کے کوئی بھی نیک کام ہو اور پہنچتا ہی میت کو ثواب ان نیک کاموں کا اسیطرح ہی عالمگیری میں لیکن بعضے حنفیوں کے اور مشہور روایت
میں امام شافعی کے ثواب عبادت بدنی کا پہنچتا ہی نہیں جیسا مواہب اللدنیہ میں کہا سو عبارت اسکی یہہ ہی کہ قد اختلف العلماء فی
ثواب القراءة هل یصل الی المیت فذهب الاکثرون الی المنع وهو المشهور من مذهب الامام الشافعی والامام
مالک ونقل عن جماعة من الحنفیة وقال کثیر من الشافعیة والحنفیة یصل وبه قال الامام احمد بن حنبل یعنے
مقرر اختلاف کئے ہیں عالموں نے قراءة کا ثواب میت کو پہنچتے ہیں اور گئے ہیں اکثر انہیں سے منع طرف اور یہی بات مشہور ہی امام شافعی امام
مالک کے مذہب میں اور یہی بات منقول ہی حنفیونکی ایک جماعت سے اور کہے بہت شافعیوں میں سے اور حنفیوں میں سے کہ ثواب قرات کا
بھی پہنچتا ہی اور اسی بات کا قائل ہی امام احمد ابن حنبل اور بحر الرائق میں ہی ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلوة او
صوما او صدقة او قراءة قرآن او ذکرا او طوافا او حجا او عمرة وغیر ذلک عند اصحابنا فان من صام او صلی او
تصدق وجعل ثوابه لغیره من الاموات والاحیاء جاز ویصل ثوابها الیهم عند اهل السنة والجماعة کذا فی
البدایع والظاهر انه لا فرق بین ان ینوی به عند الفعل للغیر او یفعله لنفسه ثم بعد ذلک یجعل ثوابه لغیره ولم
ار حکم من اخذ شیئا وجعل من عبادته للمعطی ینبغی ان لا یصح وظاهر اطلاقهم یقتضی انه لا فرق بین الفرض
والنفل کما اذا صلی فریضة وجعل ثوابها لغیره فانه یصح لکن لا یعود الفرض فی ذمته لان عدم الثواب لا
یستلزم عدم السقوط عن ذمته ولم ار من صنعه یعنے جایز ہی آدمی کو یہہ کہ بخشے ثواب اپنے نیک کاموں کا اپنے غیر کو ہمارے
عالموں کے نزدیک وہ نیک کام نماز ہو یا روزہ یا خیرات یا قرات قرآن کی یا ذکر یا طواف یا حج یا عمرہ اور سوائے انکے کوئی کام بھی ہو پھر کسی نے روزہ رکھا یا نماز کیا
یا خیرات دیا اور ثواب اسکا غیر کو بخشا خواہ وہ جیتا ہو خواہ موا جایز ہی اور پہنچتا ہی ثواب اسکا انکی طرف اہل سنت جماعت کے نزدیک اسیطرح ہی
بدایع میں اور ظاہر یہہ بات ہی کہ فرق نہیں ہی اس بات میں کہ اس غیر کو ثواب پہنچنے کی نیت نیک کام کرنے کے وقت پر رکھے یا اپنے واسطے کرے
بعد اسکے ثواب اس کام کا غیر کو بخشے اور بحر الرائق والا کہتا ہی کہ کسی سے کچھ لیکر اپنے بعضی عبادت کا ثواب اسکو بخشنے کا حکم دیکھا نہیں
ہوں لیکن سزاوار یہہ بات ہی کہ اسطرح کرنا صحیح نہیں ہی اور کہا کہ ظاہر فقہا کے اطلاق سے یہہ بات ہی کہ فرق نہیں ہی فرض اور نفل میں
یعنے ثواب پہنچانیکے واسطے عمل فرض ہو یا نفل برابر ہی جیسا کسی نے فرض نماز ادا کیا اور ثواب اسکا دوسرے کو بخشا تو صحیح ہوتا ہی لیکن

فرض بنا اُس نماز کا اُسکے ذمہ سے ساقط ہوجاتا ہی پھر اعادہ کرنا لازم نہین ہی کیونکہ کوئی عمل بے ثواب ہونے سے لازم نہین آتا ہی کہ ذمے سے
ساقط بھی ہووے جیسا کسی نے ریا کے قصد سے نماز ادا کیا تو فرض بنا تو ذمے سے ساقط ہوتا ہی پر اُس نماز سے ثواب نہ ملیگا لیکن اس بات کی ہوا
کہین نہین پایا ہون اب دیکھو تو ان سب کتابون مین مطلق ثواب پہنچانا ذکر کئے ہین دن تاریخ ثواب پہنچانے واسطے کسینے نہین لکھا اور ثواب
پہنچانے واسطے روٹی ہی پکانا یا قورما روٹی یا مالیدہ یا کستمہ پان یا کوئی قید یا شرط کسی کو ثواب پہنچانے واسطے نہین کیا پھر اس سے صاف
معلوم ہوا کہ یہ سب کام بدعت ہین شرعی ثواب پہنچانے واسطے کوئی بھی نیک کام کرنا ہی کسی دن کسی تاریخ مین ہو لیکن معتزلہ کہتے ثواب
غیر کے عملون کا دوسرے کو پہنچتا نہین ہی یہہ مذہب مردود ہی قرآن سے اور حدیثون سے اور اجماع سے چنانچہ قرآن مین حکم اللہ تعالی کا ہی
دعا کرنیکا مسلمانون کے واسطے جیسا فرمایا واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات یعنے اور معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے
اور ایماندار مردون عورتون کے لئے اور یہہ استغفار عمل غیر کا ہی کہ دوسرے کو فایدہ بخشتا ہی اور احادیث بھی اسبا مین بہت ہین انمین سے
ہر حدیث حضرت علی سے ہی کہ فرمایا سرور انبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من مر علی المقابر و قرأ قل ھو اللہ احد عشر مرات ثم وھب من
اجرھا للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات رواہ الدار قطنی یعنے جس کسینے گذر کیا قبرستان پر اور پڑھا سورہ
اخلاص گیارہ بار اور بخشدیا ثواب اسکا موتی کو تو ثواب دیا جائیگا وہ پڑھنے والا موتی کے عدد برابر اور انس کی حدیث مین ہی من دخل
المقابر فقرأ سورة یس خفف عنھم یومئذ وکان لہ بعدد من فیھا حسنات یعنے جس کسینے کیا ایک قبرستان کو اور
پڑھا سورہ یس کا تو کم کیا جائیگا عذاب ان پر سے اس دن اور اس پڑھنے والے کو ثواب ملیگا موتی کے عدد برابر اور پھر انس کی حدیث مین آیا ہی کہ اُسنے
پوچھا سرور انبیا سے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ای رسول خدا کے ہم خیرات کرتے ہین ہمارے موتا کی طرف سے اور حج کرتے ہین ہم انکی طرف سے اور دعا
کرتے ہین ہم انکے واسطے کیا یہہ پہنچتا ہی اُن کو تو فرمایے ہان پہنچتا ہی انکو اور خوش ہوتے ہین اُس سے جیسا خوش ہوتا کسی ایک نے تمھارے
مین سے کسی دوست کیطرف سے طبق ہدیہ آیا تو روایت کیا اس حدیث کو ابو حفص عسکری نے اور لفظ حدیث کا یہہ ہی عن انس انہ سأل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فقال یا رسول اللہ انا نتصدق عن موتانا و نحج عنھم و ندعولھم فھل یصل ذلک
الیھم قال نعم انہ لیصل الیھم و یفرحون بہ کما یفرح احدکم بالطبق اذا اھدی الیہ رواہ ابو حفص العسکری اور متفق علیہ
حدیث مین ہی انہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ضحی بکبشین املحین احدھما عن نفسہ والاخر عن امتہ یعنے سرور انبیا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے قربانی کئے دو دنبے آسمانی رنگ کے ایک اپنی طرف سے دوسرا اپنی امت کی طرف سے یعنے بخشنے ثواب کو اس دوسرے بکرے کا اپنی
امت کو اس حدیث سے بھی صاف کھل گیا کہ غیر کے عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچتا ہی لیکن قول اللہ تعالی کا ان لیس للانسان الا ما سعی ہی
سو فرمائے عبد اللہ ابن عباس کہ یہہ آیت منسوخ ہی آیت سے والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم وما
التناھم من عملھم من شیء کی آیت سے اور بعضے کہے ہین حکم خاص ہی قوم کو موسی کی اور ابراہیم کی کیونکہ یہہ آیت حکایت کے طریق سے
اس چیز کی ہی جو انکے صحیفون مین ہی کیونکہ فرمایا اللہ صاحب نے ام لم ینبأ بما فی صحف موسی و ابراھیم الذی وفی ان لیس
للانسان الا ما سعی اور کہا بعضون نے کہ لام للانسان کا علی کے معنی سے ہی جیسا اس آیت مین ہی وان اسأتم فلھا ای فعلیھا
یعنی اس بیان کو تھوڑا طوالت دیا کہ ایک شامی جاہل کو دین معتزلہ کے مذہب کو دانتون سے گھوٹ پکڑ لیکر کہتا تھا کہ ثواب ایک کے عمل کا
دوسرے کو پہنچتا نہین اسلئے اسکو مذہب کے واسطے کچھ تفصیل کیا اب اصل مطلب کی طرف آتا ہون الغرض ترجیح ثواب پہنچانا وہی ٹھہرا کہ بغیر تعین

کیفیت یا بیع ذن کہ اور بغیر قید اور شرط کے اللہ ہی کی خوشنودی واسطے پیغمبر کے فرمودے موافق کوئی بھی نیک کام کسی میت کو ثواب پہنچنے کے لئے کرنا پھر جو
کھانا کہ موتا کی طرف سے فقیرون کو کھلانیکے ارادے سے پکاتے ہین تا ثواب اُسکا ان کو پہنچے سو سوا فقیرونکے دوسرونکو حلال نہین جیسا جامع
البرکات سے عبد الحق دہلوی کے آگے آویگا لیکن فاتحہ کے کھانے پر الحمد قل ہو اللہ پڑھنا اور وہ پڑھے تک اُسمین سے ایک لقمہ کو جان بھوک سے
جاوے تو بھی نہ دینا اور اس کھانے کی تعظیم معمول کے کھانے سے بڑھکر کرنا بدعت سیئہ ہے اور وہ کھانا خدا واسطے کا نہین ہوا کیونکہ اللہ کی خوشنودی
واسطے کا کھانا ایسے قیدون مین گرفتار نہین رہتا ہے بلکہ بزرگون کی نذر اور تقرب کے ارادے سے ہی پکائے ہوگے جو اُسپر نام بزرگونکا لیا
کرتے ہو اور ایسے قید اور شرطین لگاتے سو حلال کھانے کو حرام کر ڈالتے ہو نعوذ باللہ منہا کیا تم نہین جانتے کہ جو حلال چیز خدا کی خشنودی کے
واسطے دیتے ہو اُسمین ثواب ملتا ہے پھر جسکو بخشے وہ ثواب پہنچیگا انشاء اللہ تعالی اگرچہ اُسپر کسی بزرگ کا نام زبان سے نہ لیوین اور
شرط ایک بھی ان شرطون مین سے اُسکے ساتھ بجا نہ لاوے پھر کس فایدے واسطے یہہ شرطین اور قید نکالکر حلال کھانے کو حرام یا مکروہ کر دیتے ہو عقل
ضرور بھلا اگر ثواب پہنچنے کھانا پکائے ہو تو پھر یہہ کیا بدعت ہے جو دیگ پر کھڑے ہوے الحمد قل ہو اللہ پڑھکر نام میت کا لیکر ثواب اُس
الحمد قل ہو اللہ کا میت کو بخش دیتے ہو اس مین کیا بھید ہے سو ابتلک کچھ عقل مین نہین آیا کیا الحمد قل ہو اللہ کو اور وقت ہین یا ایسی وقت
کھانا پر نہ کھڑے ہو کر پڑھے تو ثواب حاصل ہوتا نہین ہے جو ایسا کرنا لازم کر لیئے ہو اور فاتحہ کے کھانے کی تعظیم جو معمول کے کھانے سے بڑھکر کرتے ہو شاید
نام بزرگ کا منہہ سے نکلتے ہی اُس دیگ مین گھس جاتا ہے اسلئے اُس کھانے کی تعظیم دوسرے کھانون سے زیادہ کرتے ہو یا اسواسطے ہے کہ روح
مبارک اُس بزرگ کی اس کھانے مین گھس جاتی ہے شاید اسواسطے ہوگا جو بزرگ کے نام سے فاتحہ دینے کے وقت دیگ کو کھلی رکھتے ہو تا اس مین بزرگ
کو یا نام کو اسکے گھسنے مین تکلیف نہووے مشقت گھسن جاوے یا کوئی اور وجہ ہو تو بیان کیجئے بھلا گھسنے کی تکلیف نہونے واسطے یہہ تدبیر تو کیا
پھر اگر کھانا گرم رہا تو تکلیف باقی کی باقی ہے اسکی کیا تدبیر کرتے ہو سو کیجئے اور یہان ایک لطیفہ لکھا جاتا ہے کان دھر کر سننا چاہئے کہ بزرگون
کے نام کے کھانے کی تعظیم تو بے شمار کرتے ہین لیکن خدا کے نام کے کھانے کی اور قربانی کے گوشت کی اور زکاۃ کے پیسونکی جو ئے کام اللہ کے نام سے
ہوا کرتے ہین سو کچھ تعظیم نہین کرتے سو کیا سبب ہے شاید تمہارے دلو مین اللہ کی محبت سے بڑھکر بزرگونکی محبت ملتقی گئی سو ایسا کیا کرتے ہو اللہ
تعالی نے ایسے ہی لوگ کے حق مین فرمایا ہے یحبونہم کحب اللہ والذین آمنوا اشد حبا للہ یعنے محبت رکھتے انکی جیسے محبت اللہ
تعالی کی ایمان والون کو اُس سے زیادہ محبت ہے اللہ کی اور زاد الآخرت کی کتاب مین کہتا ہے کہ فاتحہ رسمی مثلا زمین را تسبلیدن و گل
اندودن و جای مخصوص را شستن و اطعمہ فاتحہ را در ظروف پلیتن و داشتن و آب تازہ در آوند گلی نو پر کردہ نزد مطعومات گذاشتن
و لوبان سوختن و سلک گل بر سر ظروف وغیرہ نہادن و قریب آن با ادب نشستن یا ایستادن و دست بر داشتہ سورۂ فاتحہ وجز آن خواندہ
و امتناع تصرف در آن قبل از ادای مرسوم و اہمیہ نمودن و ایصال ثواب بدون حضور طعام مراعات این چیزہا نہ انستن بدعت سیئہ حرام
است و در دایرہ کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار داخل پس احتراز ازان متحتم و اجتناب از آن لازم انتہی یعنے جو طریق رسمی فاتحہ کا زمین
کو لیپنا ہے اور ایک خاص جاگہہ کو دھونا اور کھانا فاتحہ کا باسنون مین رکھا سوا روبرو رکھنا اور تازہ پانی مٹی کے نئے باسن مین بھر کر کھانے کے
رکھنا اور عود جلانا اور پھول کا ہار باسنون پر رکھنا اور نزدیک اس کھانیکے ادب کے ساتھ بیٹھنا یا کھڑے رہنا اور ہاتھ اُٹھائے ہو سورۂ
فاتحہ وغیرہ اُسپر پڑھنا اور جب تلک ان واہی رسمون کو ادا کرے تب تلک اس کھانے مین سے کسیکو نہ دینا اور ثواب پہنچانا بغیر حاضر کرنے
کے اور بغیر ادا کرنے ان چیزون کے روا نہ جاننا بُری بدعت اور حرام ہے اور دایرے مین کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار کے داخل یعنے ہر بدعت

سب ہی گمراہی کا اور ہر گمراہی کرنے والا دوزخ مین ہے لیس بچنا ایسے رسمون اور بدعتون سے واجب و لازم ہے اور ہند کے فتوے مین جسپر بڑے
عالمون کے مہرین ہوئے ہین سو لکھا ہوا ہے کہ فاتحہ باخصوصا اینکہ درین دیار مروج است بدعت و تشبیہ است بر ہنود مردود و در جمیع کتب
معتبرہ یافتہ نشد انتہی یعنے فاتحہ کرنا اس طریق سے اور ان مخصوص رسمون سے جو اس ملک مین رواج پائے ہین سو بدعت ہے اور ہندوون
کے ساتھہ مشابہت کیونکہ ایسے قیدان اور رسمان انہی کے طریقے مین ہین جو اپنے بڑون کے بدر وزین کرتے ہین تو جا لگہہ لیپتے اور عود جلاتے
اور تازہ پانی لے آتے اور دن تاریخ مقرر کرتے اور اُس کھانے پر کچھہ پڑھتے پڑھاتے اور ہمارے دینکی کتابون مین ایک رسم بھی ان رسمون سے نہین ہے پھر
اُنکے ساتھہ مشابہ ہونے سے بچنا لازم ہے صحیح حدیث مین آیا ہے من تشبہ بقوم فھو منھم یعنے جس کسینے مشابہت پیدا کریگا کسو
ایک قوم کے ساتھہ تو وہ شخص اُنہی مین کا ہے اور یہہ بھی جاننا چاہیئے کہ تینون زمانے والون نے نیک کام کرنے کی بڑی حرص رکھتے تھے اور نیک
چیز ذرہ بھی ہو تو اسکو کرنے واسطے انکو ہرگز سستی نہین آتی تھی اور ان کو نیک و بد کا علم بھی ہم سے خوب تھا باوجود اسکے کبھو ایک سیر
روٹیون پر سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نام سے فاتحہ نہین پڑھے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فاتحہ کے واسطے ایک مرغی
بھی نہین ذبح کئے اور اسیطرح ایک امام بارہ امامون سے مین آنحضرت کے نام سے یا اور کسی امام کے نام سے نہین کئے یا امام ابو حنیفہ اپنے
باپ استاد کے نام سے اسیطرح امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد حنبل اپنے باپ استادون کے نام سے اور غوث الاعظم اپنے پیر کے نام سے یا غوث
الاعظم کے فرزندان غوث الاعظم کے نام سے یا گیارھوین یا چراغان انکے نام کے اللہ کی قسم ہے کہ نہین کئے اور جو بات لوگ فوفون نے مشہور کئے
ہین کہ غوث الاعظم نے ہر مہینے کی دسوین کو امام حسین علیہ السلام کے فاتحہ واسطے کھچڑی اور بھاجی پکایا کرتے تھے سو بڑا بہتان ہے غوث الاعظم
پر بہتان کرنے والیکا منہہ کالا اللہ کی پناہ شاید کہ صحابہ سے غوث الاعظم تلک کے لوگون کو نیکی کرنے مین سستی تھی سو فاتحہ کیسلئے نہین کئے یا اس
کام کے بہتر ہونیکا ان کو علم ہی نہین تھا اسلئے نہین کئے پھر تم نیک کام ہین ایسے جانکے نکلے جو فاتحہ چراغان وغیرہ ملک نہین چھوڑتے یا علم
اسکی بہتری کا تم ہی کو خدا نے دیا سو تم کرنے لگے نعوذ باللہ منہا ہان وے تینون زمانیکے لوگ سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دین کو بالا کرنے واسطے
تلوارین مارے اور اسواسطے جان تلک بھی دئیے اور کفار کو مسلمان کئے اور راہ بھٹکون کو سیدھے راستے پر لائے الغرض آنحضرت صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو فرمائے اور ارشاد کئے سو اسپر قایم رہے اور جسسے منع فرمایا اسکے نزدیک نہین گئے لیکن کسینے ایسے فاتحہ نہین کیا
مگر بعضون نے جو ندرت سے ثواب پہنچانے واسطے بغیر متعین کرنے دن تاریخ اور مہینے کے کچھہ خیرات کئے تو اگر دو تم بھی ایسا ہی کیا کرو
کچھہ مضایقہ نہین اگر اُن کے تابعدار ہو تو نہین تو من مانے سو کیا کرو اور بعضے بدعتیون نے بدعی فاتحہ کرنے کو بھی شکر گزاری کی قسم مین داخل
کردئیے ہین تا دروازہ مفت خوری کا بند ہو جاوے اور طرفہ تر یہہ ہے کہ ایسے فاتحہ نکرنے والے پر طعن تشنیع کیا کرتے ہین اور اسکو بزرگونکا منکر ٹھہراتے
اور یہہ نہین جانتے کہ یہہ طعن انکا صحابہ سے لیکر غوث الاعظم تک پہنچتا ہے کیونکہ کوئی ایک انمین سے ایسے فاتحہ نہین کیا بلکہ اکثر انہین سے خیرات
اور تصدق تخصیص میت واسطے نہین کئے اور نادر بات یہہ ہی کہ آپ ایسے بدعی فاتحہ کے جواز پر دوسرون کو فتوا دیتے اور آپ باوجود دولتمند
تنہا سیکڑون روپے پایا کرتے ہین پر کبھو ایک سیر پلاؤ پر فاتحہ دیکر کسی کو کھلاتے نہین لیکن حلوا پلاؤ مفت مین کھانے واسطے دوسرون کو
فرایض سے زیادہ ترغیب دیا کرتے ہین اور کوئی بے وقوف اُنسے پوچھتا نہین کہ حضرت جو ایسے فاتحہ کے مناقب بیان فرماتے ہو اور آپ خود نہین
کرتے سو کیا سبب ہے کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون یعنے بڑی بیزاری ہے اللہ کی یہان کہ کہو وہ چیز جو نکرو اور میت
کو ثواب پہنچانے کھانا پکانے اور خیرات اور شرعی ضیافتان کرنیمین بھی شرط ہے کہ حلال مال رہے اور سود سے لیا سو پیسہ نہو اور حق لوگ کا اپنے

ذمہ پر رکھتا ہووے نہین تو اس خیرات اور پکوان اور ضیافت وغیرہ مین ثواب نہین ہے مفت پیسہ ضایع ہوتا ہے کیونکہ جتقدر فرضون کا حق کہ ادا کرنا
جنکا فرض ہے باقی رہتے ہووے خیرات کرتا رہا نہین جیسا فرض نماز ذمے پر باقی رہتی ہووے نفل نماز پڑھنا بے حاصل ہے جیسا خزانۃ الروایۃ مین
مین عوارف کی کتاب سے نقل کیا کہ کہا علی الخواص نے کہ سزاوار ہے نفل نماز پڑھنے والے کو کہ واسطے نفلون کی نیت اُن فرضون کی کرے کہ اس سے
چھوٹ گئے ہین اگر نیت فرضون کی نہین کیا تو بے حاصل ہے کیونکہ اللہ صاحب قبول نہین فرماتا ہے نفل کو مگر اُس سے جس پر قضا فرض نہو اور کہتا ہے
اللہ صاحب اُن کو جو فرض گردن پر رکھکر نفل پڑھتے ہین ای لوگ تمہاری مثال اس بد بندے کے سو ہی ہے جو گردن پر قرض باقی رکھکر
ہدیہ بھیجتا ہے انتہی اور حضرت غوث الاعظم کے فرزند غوث الاعظم کے اقوال کو جمع کئے سو کتاب ہین جسکا نام فتوح الغیب ہے سو مذکور ہے کہ فرمائے غوث الاعظم
نے ان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرایض لم یقبل منہ واہین فمثلہ کمثل رجل یدعوہ الملک الی خدمتہ فلا
یاتی الیہ ویقف فی خدمۃ الامیر الذی ہو غلام الملک وخادمہ وتحت یدہ و ولایتہ فکذلک من
ترک السنۃ واشتغل بالنوافل انتہی عبد الحق دہلوی نے اسکے ترجمے مین کہا سو حاصل اُسکا یہہ ہے اگر مشغول ہووے ادا کرنے طرف سنتون
کے اور نفلون کے آگے ادا کرنے فرضون کے مقبول نہونگی بلکہ خوار کئے جاینگے اور حال اسکا جو چھوڑتا ہے فرضون کو اور ادا کرتا ہے سنتون اور نفلون کو
اس شخص کے حال سریکھا ہے جو بلایا اسکو بادشاہ نے اپنی خدمت کرنے واسطے اور اُسنے بادشاہ طرف نجا کر نوکری کرتا ہے ایک امیر کی جو غلام اور
خادم ہے بادشاہ کا اور یہی حکم ہے اس شخص کا جو چھوڑ دیا سنت کو اور ادا کیا نفلون کو اب لکھنے والا کہتا ہے کہ نادان یہہ بھی ایک گمراہ
جاہل مولوی اسلمی صاحب کا شاگرد غوث الاعظم کی اس تشبیہ کو دیکھکر غوث الاعظم سے بدعقیدہ ہو گیا اور لگا کہنے کہ دیکھو تو غوث الاعظم
نے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسی ملکی تشبیہ دیئے ہین یہہ بات تو ہم نہ مانینگے تب اُسے کہا ارے بے وقوف گمراہ تیری عقل کدھر گئی
جو اسقدر نہین جانتا کہ غوث الاعظم جو تشبیہ دیئے سو حق ہے اور اس سے قصد اہانت کا نہین کئے ہین سارے انبیا اولیا اللہ تعالی کے غلام
نہین تو پھر کیا ہین پروردگار سب بندون کے سردار ہین خصوصا ہمارے پیغمبر سارے پیغمبرون اور سب ولیون کے بادشاہ ہین اور آنحضرت ہی کے نور سے
ساری کائنات کا ظہور ہوا ہے کیونکہ حق تعالی نے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کرنے سے سلطنت خدائی ظاہر کیا تسپر آنحضرت
بھی اللہ پاک جل شانہ کے خاص الخاص بندے ہین اور یہی ملعون نے بغیر اہانت کے اس نمط کی تشبیہ دیئے ہین جیسا تیرا استاد مولوی اسلمی صاحب نے
بھی ایسی ہی تشبیہ دیا ہے جیسا اپنے سفینے کے دوسو انتیسوین صفحے پر لکھا ہے سو عبارت اسکی یہہ ہے احادیث پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کہ در غایت بلاغت اند با وجود آن بعبارات قرآن مجید و آیات او ہیچ مناسبتے ندارند چون امتیاز در شہوار بحذف پاریہا تمیز در میان
آنہا حاصل است انتہی یعنے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثان جو نہایت بلاغت رکھتے ہین باوجود اسکے قرآن مجید اور اسکی آیتون
کے ساتھ مناسبت جیسے ایک کو ہزار کے ساتھ ہے ایسی بھی نہین رکھتے ہین یعنے حدیثون کو کلام اللہ کے ساتھ ہزار حصون مین سے ایک حصہ
مناسبت بھی نہین جیسا در شہوار یعنے [illegible] اور ٹھیکریون مین فرق ہے ان دونون کلام مین ویسا ہی فرق ہے دیکھو تو جیسے سرور
انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم فرض ہے اور ذری بھی اہانت اُنکی کفر اسیطرح آنحضرت کے کلام کی بھی تعظیم لازم اور اہانت اسکی کفر پھر
آنحضرت کے کلام کو ٹھیکریون کے ساتھ تشبیہ دینا رب العزت کے کلام کے مقابلے مین کفر نہوا اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی کے بندے مین بولنا
یا ویسی تشبیہ دینا تیرے نزدیک بد ٹھہرا شاید غوث الاعظم سید ہین کرکے اُنسے دشمنی رکھتا ہے نہین تو ان کے کلام پر بے موقع اعتراض نکرتا اللہ
تعالی توفیق دے اور یہہ بھی جاننا چاہئے کہ اکثر لوگ بدعت پسندان بدعتون پر اور فاتحہ کے کھانیکے قید و شرط پر عامل رہنے کے سبب سے انکی

بہتری لازم نہین اتی ہے اللہ تعالی فرماتا ہی وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ یعنے اگر اطاعت کریگا تو اکثر لوگ کہ جو
زمین پر بسا کرتے ہین بہکا دینگے تجھکو سیدھے راستے سے جو دین ہے اللہ کا اور ابو علی فضیل بن عیاض نے فرمایا اتبع طرق الھدی ولا یضرک
قلۃ السالکین وایاک وطرق اھل الضلال لا تغتر بکثرۃ الھالکین یعنے پیروی کر سیدھی راہ کی اگرچہ اس راہ پر چلنے والے تھوڑے
ہون اسمین تجھے کچھ ضرر نہین اور دور رہ گمراہونکی راہ سے اور فریب مت کھا اگرچہ اس راہ پر چلنے والے بہت لوگ ہین اور ماں باپ کی اور پیر
استاد کی پیروی کرنا شریعت کے جائز کامونمین ہے مکروہ اور حرام کامونمین نہین ہے صحیح حدیث مین آیا ہے لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ
الخالق یعنے جایز نہین ہے فرمان برداری کسی مخلوق کی خالق کے گناہ مین اور امام غزالی فرماتا ہی لا یجوز ان یقلد الانسان فی الدین
الا من ھو معصوم وھو صاحب الشریعۃ او من شھد لہ صاحب الشریعۃ بالخیر وھم اھل القرون الثلثۃ یعنے جایز
نہین پیروی کرنا کسی آدمی کی دین کے مقدمے مین مگر معصوم کی جو صاحب شریعت ہے یا اس شخص کی جو معصوم نے اسکی بہتری پر گواہی دیا اور وہ
تو تین زمانے والے لوگ ہین اور بس ابکے جاہلون نے کہا کرتے ہین کہ بڑے ہمارے ان کامونکی سند پائے ہونگے نہین تو ان کامون پر مستقیم نہ ہوتے جواب
اسکا یہ ہے کہ ان کام کے منع پر بالفعل دلائل عقلی موجود مین سو انکو چھوڑ دیکر کہنا کہ ان کے جواز پر سند ہوگی ڈھونڈھنے سے کہین نکل آئیگی
نہ دینداری کی بات ہے نہ عقلمندی کی اور حسن ظن سے پیروی کرنیکے قابل لوگ ورمیں ماوشما نہین جیسا امام غزالی نے فرمایا ہے ان التقلید
والاقتداء بالغیر انما یجوز بمجرد حسن الظن لمن کان مجتھدا عدلا لا لمن کان مقلدا یعنے مقرر روا نہین پیروی کرنا غیر کی فقط
نیک گمان سے مگر ان مجتہدون کی جو متقی پرہیزگار ہوویں نہ انکی جو خود پیرو ہین دوسرون کے پھر دیکھئے کہ ہندوستان بدعتونکو نکالنے مین سو
نہ عالم تھے نہ کامل تمہارے سرکھے جاہل ہونگے اگر ہم فرض بھی کئے کہ وے عالم تھے لیکن نا ان تین زمانے والون سے ہین نہ مجتہدون سے بلکہ پرہیزگارون سے
بھی نہین کیونکہ تم ہی معتقدون کے کہنے سے معلوم ہوا کہ وے بدعتان کرتے تھے پھر انکی پیروی کرنا بدعتونمین فقط نیک گمانی سے وہ بزرگ ہونگے کرکے گمراہی ہے
انصاف سے دیکھو تو تم لوگ اچھے مقلد ہو کیونکہ تم مین سے بہتونکے باپ دادے جھوٹھے موٹھے سید یا ولی کہلا گئے ہین تم جان بوجھکر اس جھوٹھی
سیادت یا ناحق کی ولایت کو ثابت کرنے کیا کیا جھوٹھے حجتان لاتے اور روایت کے کرامتان جتاتے ہو العیاذ باللہ ایسے لوگ سے یقین یہ بات
ہے کہ اگر انکے باپ یا دادے نبوت کا دعوی کئے ہوتے لوگ اسکو بھی مان لیتے اگر کوئی اسکے رد پر دلیل لاتا تو کہتے کہ ہمارے باپ دادے پرہیزگار تھے
البتہ کچھ سند پائے ہوئے اسلئے نبوت کا دعوا کئے ہین تو نہ کئے ہوتے معاذ اللہ یہ کیا حسن ظن ہے جو کفر تک پہنچاتا ہی اور بھی امام غزالی نے
کہا فانھا ای البدعات والمحدثات لکثرتھا وشیوعھا صارت کانھا من شعایر الدین او من الامور المفروضۃ
واخذناھا طاعۃ وعبادۃ وجعلناھا دینا لنا مقتضین فی ذلک آثار من سھی او غلط او غفل وجعلناہ
قلوۃ فی دیننا فاذا جاء احد وانکر علینا ما ارتکبنا من تلک الامور فان کان ممن لم توقیر فی قلوبنا نقول
ھذا جایز ذھب الی جوازہ فلان وتذکر لہ بعض ما تقدمنا من سھی او غلط او غفل وان کان ممن لا توقیر
لہ فی قلوبنا یسمع منا ما لا یظن ولا یخطر بالہ کل ذلک بسبب الجھل المرکب فینا یعنے تو یہ بدعتین اور نئے تراشین بہت
ہونے اور مشہور رہنے کے سبب سے دین کے شعار کے سر کھے ہو گئے ہین یا فرضون سر کھے اور ہم لوگ اسکو عادت و عبادت ٹھہرا لئے ہین اور اسکو دین
گردانے اور اسمین پیروی کئے ہین اس شخص کے آثارونکی جو سہو کیا یا غلطی یا غفلت اور ہم نے اسکو دین مین پیشوا ٹھہرا لیا پھر جب کوئی ہمارے
پر ان کامونکا انکار کرتا ہی سو اگر وہ شخص عزت والا ہے تو اسکے جواب مین یہی کہتے ہین کہ یہ کام جایز نہین اسکے جواز پر فلانا شخص گیا ہے اور فکر

کرتے ہین ہم اُسکے واسطے بعضونکا نام اُن لوگون مین سے جو سہو کئے ہین یا غلطی یا غفلت اور اگر وہ انکار کرنے والا عزت والون سے ہو تو ہم سنتا ہی
ہم سے ایسی باتونکو جو اُس نے گمان نہین رکھا تھا اور دل مین اسکے نہین گذرا تھا یہہ تمام ہماری جہل مرکب کے سبب سے ہے اسکی بنا اور یہہ بھی جاننا ضرور
ہے کہ پروردگار جلشانہ کی عبادت کو بھی کسی وزیا تاریخ یا مہینے سے خاص کرنا اپنے دل سے اور اسی وزیا اسی تاریخ یا اسی مہینے مین اسکو بجالانا
دوسرے وقت نہین جیسا اور راتونمین نوافل نہ پڑھکر شعبان ہی کی پندرھوین شب کو کسی طرح کی نفل پڑھنا خالی کراہت سے نہین اگرچہ
وہ نفل بغیر تازہ صفت کے مطلق نفل ہو چنانچہ مسلم کی حدیث مین آیا ہے لاتختصوا لیلۃ الجمعۃ بقیام من بین اللیالی ولا تختصوا
یوم الجمعۃ بصیام من بین الایام یعنے روز جمعہ کو روزہ رکھنے کے واسطے خاص مت کرو دوسرے دنونمین سے اور جمعہ کی رات نماز
نفل پڑھنے کے واسطے خاص مت کرو دوسری راتونمین سے ہان اگر ہمیشہ راتون کو تھوڑی نوافل پڑھا کرتے ہون تو شعبان کی پندرھوین شب
کو مطلق نوافل بغیر تازی کیفیت اور نئی صفت کے قضاء عمری یعنی رکھنے والا پڑھا تو روا ہی جیسا شعب الایمان سے ابن فنانی کا اشارہ
اس بات طرف ہو چکا ہان تعین کسی چیز کا یا کسی عبادت کا شریعت سے ثابت ہوا ہو تو وہ بھی عبادت ہی نہین تو بدعت ہے اسواسطے نماز
مین ایک سورے کو خاص کرکے ہمیشہ پڑھا کرنے کو فقہا مکروہ رکھتے ہین سوا ان سورونکے جو حدیث مین آئے ہین سو ہم کسی کے فاتحہ کے کھانے کو
یا کھانے والے کو خاص کرنا بطریق اولی مکروہ ہوگا اگر بغیر کسی اعتقاد کے ہو تو نہین تو حرام یا کفر ہوگا جیسا آگے معلوم ہوا حاصل ان سب تحریرات
کا یہہ ہی کہ نیک کام کرنا ثواب پہنچانے واسطے خوب کام ہی باقی کے قید اور شرط اور دوسرے جہلات جو فاتحہ مین اور اسیطرح جو برے چالی اور شادیونمین
کیا کرتے ہین سو سب کے سب بد کام ہین یا ہی صاحبو اس بات سے ہمارے پر غصہ نکرو کیونکہ بڑے معتبر کتابون کو حدیث و فقہ و تفسیر کے صفحے صفحے
ہم دیکھ چلے کسی امام نے چارو اماموئمین سے او انکے شاگردان اور دوسرے عالمان اُنکے تابعون سے کسی کتاب کے باب الجنایز مین تیجا دسوان بیسوان
چہلم برسی کو نہین لکھا اور ثواب پہنچانے واسطے دن تاریخ مقرر نہین کیا اور کسی کے فاتحہ واسطے کسی قسم کا کھانا متعین نہین فرمایا اور کوئی
قید و شرط کسی کے فاتحہ واسطے نہین لگایا اور جنازے پر قبر پر پھولونکی چادر ڈالنا یا سہاگن کے جنازے پر خواہ مخواہ لال چادر اڑانا یا جنازے
کے ساتھ عود بتیان جلانا یا جنازے پر یا قبر پر شامیانہ استادہ کرنا اور جنازے کے ساتھ پکار کے ذکر کرنا یا مولود پڑھانا قبر پر غلاف ڈالنا اور
باب المواریث مین مرنے کے ترکہ سے اسکا تیجا دسوان بیسوان چہلم برسی وغیرہ کرنا کہین نہین لکھا اور باب النکاح مین رسم ہلدی مہندی تیل
بری و تورن اور کنگن اور پٹ چھیڑنا سہرہ اور گود کا ناریل اور شب گشت لو پہلے چانول عروس کے ہاتھ سے پھینکوانا اور ڈھنگانہ واسطے
کھڑے رہنا اور جمعگیان کرنا اور شادی شروع کرنیکے وقت باسن بھرنا اور پیر ملاؤنی روتی کرنا اور پہلے محرم کی دس دن اور پہلے صفر کے تیرا
دن مین عروس و نوشہ کو جدا رکھنا اسکے اور دوسرے جہلات جو مروج ہین سو نہین لکھے اور باب العقیقہ مین چھلہ چھتی اور دس دس دن کو
پلنگ نہ چاکا پھرانا اور گود بھرنا اور چھتی کا باسن دینا اور چھلے کے روز باسن بھرنا و سوا اسکے دوسرے جہلات جو رواج پائے ہین سو نہین
لکھے پھر یہ کام ان خوب ہون تو یہان خطا ان اماموں اور عالمون کی ہی جو نہین لکھے حالانکہ وے ہی بزرگون چنانچہ اپنی کتابونمین پاخانے کے آداب
اور ڈھیلا لینے کی طریق تک لکھ دئے ہین اب ہمارے پر کچھ حرف نہین ہم تو اُن کے تابعدار ہین اور تم اپنے بڑون کے پیرو اور ان امامون اور عالمون
کا تم کو خلاف کرنا اور اپنے بڑونکی پیروی کرنا پہنچتا ہی ہم کو نہین لیکن تم کو یہہ بھی چاہیے کہ حنفی یا شافعی نہ کہلاوین بلکہ مذہب مین بھی اپنے کو اپنے
بڑون طرف منسوب کرین اگر ان کامون کو بد ہونیکے سبب سے امامان نہین لکھے ہین سو تم بھی قایل ہون تو پھر تم کو بھی چھوڑنا ان کامونکا واجب ہوا
الحاصل کھانا فاتحہ کا کتنی حالت رکھتا ہی اگر میت کی نذر کرکے اور اسکے تقرب کے قصد سے ہو تو اسکا پکانا اور کھانا دونو حرام ہین جیسا دلایل

اسکے آگے نذر کے بیان مین معلوم ہو چکے اگر اللہ پاک جل شانہ کی نذر کر کے پکاوے اور ثواب اسکا کسیکو پہنچاوے تو روا ہی پر مالدارون اور بنی ہاشم کو کھانا
اسکا حلال نہین ہی اور اگر نام اور بڑائی کے قصد سے پکاوے تو کھانا اسکا بھی سبکو منع ہی جلیسا تفصیل اس بیان کی آگے نذر کے فصل مین مذکور
ہو چکی اور اس وقت مین تو لوگ کے اقوال و افعال سے ظاہر ہوتا ہی کہ فاتحہ کرنا ان کا بزرگون کے نام سے محض بڑائی اور لوگ کو دکھلانے اور سنانے
واسطے ہی للہ نہین اسی واسطے تنبیہ والون کو اکثر کھلایا کرتے ہین اور مالدارون کے گھرون کو تورے لگا کر بھیجوا دیتے ہین اور محتاج جو ہین انکو دور سے
ہانک دیتے اور اگر کسی کو کہے کہ آپ کو قرض کر کر فاتحہ کرنا کیا ضرور تو کہتے ہین کہ لوگ کہینگے فلانا شخص ماہوار آٹھ دس روپے پاتا ہی تسپر سال
مین ایکبار باپ دادا پیر استاد کے فاتحہ نہین کرتا اور اگر کسی کو کہے کہ دست رس ہی تو کھانا پکانا نہین تو درود اور قرآن پڑھنا اور پیاسے کو میٹھا
پانی پلانا بس ہی تو کہتا ہی واہ واہ آپ تو اچھی عقل دیتے کہ لوگون نے ہمارے واسطے حصے بھیجا کرتے ہین ہم سال مین ایکبار بھی نہ بھیجین تو وے لوگ
کہینگے فلانا شخص ماہوار چالیس روپے پایا کرتا ہی تسپر سال مین ایکبار بھی باپ پیر کے فاتحہ نہین کرتا ہی درود اور قرآن ہی پڑھ کر ٹال دیتا ہی —
اگر الحمد خواہی صمد خواند برعام بود اور بعضون کو فاتحہ مین مقدور سے بڑھ کر تکلف کرنے سے منع کئے تو ایسا کہتے ہین کہ فاتحہ کئے تو نام کے موافق
کرنا نہین تو لوگ ہنسی کرینگے اور کوئی کہتا کہ ہم پیر کے فاتحہ سال مین ایکبار بھی کرین تو لوگ منہ پر تھوکینگے اور کوئی بلغمی کہتا ہی کہ بزرگون کے فاتحہ
کے کھانے مین گوشت گھی برابر نہ دیے تو بزرگونکی تسخیری ہی چنانچہ اسبات کو اپنے باپ سے بھی نقل کرتا ہی سو مفت کھانے پہ لپک مرتا ہی۔
باپ سے اپنے نقل کرتا ہی۔ اور کوئی کہتا کہ کل فلانے شخص کے یہان بریانی پکی سو اچھی تھی سیر کو سیر گوشت سیر گھی دیا تھا لیکن ہم نے سوا سیر گھی سوا
سیر گوشت دیکر پکائے تو البتہ مزے مین اس کھانے سے بڑھکے ہوگی اور لوگ کھا کر تعریف کرینگے پھر پکائے پر کھانے والون سے پوچھتا ہی صاحبو سانچ
کہو ہمارے یہان کی بریانی مزے مین اچھی ہی یا فلانے کے یہان کی تھی پھر یہ لالچی جھوٹے کھاؤ کہتے ہین سبحان اللہ آپکے یہان کی بریانی کو کیا پوچھنا چاہیے
کہ مزہ اسکا بیان مین آتا نہین یہ سب انکی نیت کی برکت ہی خاک پڑے ایسی نیت پر اور کھانا مزہ دار ہونے مین نیت کو کیا دخل ہی اسباب
پر اور پکانے والے کی استادی پر موقوف ہی بھلا کسی نے فاتحہ کے کھانے مین گھی ڈالکر اسکے عوض مین نیت کو داخل کر کے دیکھو تو بریانی کیسی
بنتی ہی اور حدیث مین جو آیا ہی سو ثواب عمل کا نیت پر موقوف ہی کر کے آیا ہی یہ نہین آیا کہ مزہ کھانے کا نیت پر موقوف ہی اور کوئی
کہتا کہ دال خشکے پر فاتحہ دیون تو لوگ سنکر ہنسینگے اور مجھے بخیلی طرف منسوب کرینگے مین تو ایسا نکرونگا بلکہ قرض ہوا تو ہوا پلاؤ ہی پکاؤنگا
اگر اچھا قرض بھی نہ ملے تو گھر بیچون یا ولایتی خط کا قرآن مجید گرو ڈالون پر طور پلاؤ سو پکاؤن اور بعضے لوگ بارہ وفات کے کھچڑان یا پوریان اور
حضرت بی بی کی صحنک اور پیر ملاؤ کی روٹی بھیکھ مانگ کر فاتحہ کرتے ہین اگر ان کو بھیکھ مانگنے سے منع کئے تو کہتے ہین کہ نیت ہماری ایسی ہی ہی
آپ منع نہ فرماؤ اول تو بھیکھ مانگنا بے ضرورت شرعی کے حرام ہی پھر اسکو بزرگون کے فاتحہ مین خرچ کرنا اور اس سے امید فلاح کی رکھنا یہ
دوسری بدی ہی معاذ اللہ ایک بوڑھے بیوقوف ایکروز اس گناہ گار سے پوچھا کہ مین نے ایسا سنا ہی کہ آپ فاتحہ نہین کرتے ہو شاید آپ کو
بزرگون سے انکار ہی تب اس گنہگار امیدوار رحمت پروردگار نے کہا اجی جیسے حضرت جلیسا پوچھے تیسا کان رکھ کر سن لیجئے کہ فاتحہ سے مراد
آپ کی کیا ہی اگر بزرگون کو ثواب پہنچانا ہی پھر نیک کام اللہ تعالی کے فضل سے ہمارے سے جو ظہور مین آتے ہین سو انکا ثواب ہمارے حقدارون
کو جیسا پیغمبر اور پیر استاد ماں باپ کو بھی پہنچتا ہی ہم نیت پہنچانیکی کرین یا نکرین اسواسطے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور امامون اور مجتہدون
مین عمل خیر مخصوص ہوتا کہ واسطے کر کے ثواب انکو پہنچانیکا رواج بہت کم تھا ہان ہم کچھ خیرات اور کوئی نیک کام بھی اسوقت یاد
ہوا انکے واسطے کیا کرتے ہین لیکن ایک دن مقرر کر کے اس روز کھانا پکا کر اس پاس کھڑے رہکر ہاتھ اٹھاتے ہوئے الحمد قل ہو اللہ پڑھنا لو

یہہ کھانا فلانے کی فاتحہ کا ہی کرکے لوگون سے بولنا ہمارا کام نہین ہی پہر اگر مخصوص کوئی عمل خیر کسی خاص روز مین ہو تو اسواسطے نکرنے سے بزرگون کا انکار
ہوتا ہی تو صحابہ سے لیکر مجتہدون تلک سب کے سب منکر بزرگون کے ٹھہرتے ہین معاذ اللہ اگر مراد تمھاری فاتحہ سے یہہ ہی جو اب لوگ مین رواج
پایا ہی کہ خواہ مخواہ ہو سے سوون جگہہ لیپنا اور دیگ کھانیکی اد کھلی وہان رکھنا اور عود جلانا اور دیگ پاس دب سے کھڑے ہو کے الحمد قل ہو اللہ پڑھنا اور
دوسرے قیود اور شروط اور کئی بدعات عمل مین لانا پہر تو ہم اللہ کے فضل سے ایسی بدعتون سے بیزار ہین اور حقیقت مین تمھارا فاتحہ کرنا بزرگون
کو ثواب پہنچانے واسطے نہین اگر یہہ ارادہ ہوتا تو فاتحہ کو بدعتون سے پاک رکھتے اور وہ کھانا غربا کو کھلاتے بلکہ تم فاتحہ جو کرتے ہو سو شکم پیری کے
کرتے ہو اسلئے اپنا جی چاہتا سو پکاتے ہو اور آپ ہی کھالیتے ہو بطور شکم پیری کو خوش کرتے ہو مردون کو ناحق بدنام کرتے ہو اس مقدمے مین شاہ آل
محمد نے خوب کہا ہی ؎ فاتحہ کرنے والون نے کیا ہی عجائب کام کیا؛ آپ پکایا آپ ہی کھایا مردون کو بدنام کیا؛ دوسرے نے کہا ؎ سیم ہفتم دہم بستم اور
چہلم برسی سب؛ آپ تو انکو واجب جانا اور ونکو اعلام کیا؛ پس تمام رسمین اور شرطین صاف ریا اور سمعہ و ریا کی ہین لیس ایسے کھانے اگر بے قید
اور بے شرط بھی ہون تو حرام ہین پہر جب ایسے قید اور شرط سے ہون تو کیا پوچھنا جب یہہ سب جان لئے یہہ بھی جان لینا ضرور ہی کہ تیجے ونکی زیارت
دسوان بیسوان چہلم اور چھماہی اور برسی کرنا بدعت ہی نکیا چاہیئے اور ان کامون مین ثواب کی امید رکھنا نادانی ہی بلکہ کفر بھی ہو تو کچھ دور نہین
کیونکہ اسمین بدکام کو نیک کام سمجھنا ہوتا ہی اس رو سے کفر ہو تو عجب نہین اور ہم ان کامونکو بدعت کہے سو دلیل اسکی یہہ ہی کہ کسی فقہ کی کتاب
مین اور کسی حدیث مین برسی اور چہلم دہم سیوم کا ٹھکانا ہی نہین بلکہ یہہ رسم ہند ہی و دیکہا ہی نوادر الفتاوی کے باب الکراہیۃ مین لکھا ہی اجابت
کردن طعام کہ بعد از مردہ ساختہ باشند مکروہ است سہ روزہ و عشرہ و ماہیانہ و سالیانہ وغیران یعنے مکروہ ہی قبول کرنا اس کھانے کو جو
بعد مرنے کے کیا جاتا ہی جیسا تیسرے روز اور دسوین اور مہینے کو اور برس کو اور سوائے اسکے عبد الحق دہلوی جامع البرکات مین اور صاحب
کشف الغطا کشف الغطا مین جو مولوی باقر کی کشف الغطا کے سوائے ہی سو لکھے ہین کہ برسی اور چھماہی اور چہلم کو اس ملک مین کھانا پکایا
کرتے ہین اور بانٹتے ہین سو اس کھانے کو نہ کھانا بہتر ہی انتہی اسیواسطے اگلے کامل مشایخان ویسے کھانے کھاتے نتھے اور اپنے مریدون کو بھی نکھانے واسطے وصیت
کیا کرتے تھے اب کے چھوٹے کھاؤ فقیران و مشایخ نما کھایا کرین تو کیا اعتبار اور ظاہر ہی کہ نماز اور اذان سریکھی چیز جب نئے طریق احدثی صفت سے ہو
جیسا جماعت کے ساتھہ نفل نماز پڑھنا اور وقت طلوع کے نماز ادا کرنا اور عیدین کی نماز واسطے اذان دینا جب یہہ سب حرام اور مکروہ ہو جاتے
ہون پہر خیرات کرنا اور کھانا کھلانا ثواب واسطے جو نئے طریق سے ہو خلاف قانونات شرعیہ کئے تو بطریق اولی مکروہ اور حرام ہونگے اور اگر فاتحہ
کا کہنا محض میت کو ثواب پہنچنے کے واسطے پکائے ہین تو ایسا کھانا محتاجون ہی کو کھلانا ہی دوسرون کو نہین لیکن پرہیزگار محتاجون کو
کھلانے مین ثواب زیادہ ہی اور اگر مسلمانونکی ضیافت کے طریق پر پکائے ہون تو کھانا اسکا مالدار اور محتاج اور فقیر سب کو روا ہی جیسا عبد الحق
دہلوی جامع البرکات کی کتاب مین لکھا ہی سو عبارت اسکی یہہ ہی وطعامیکہ بہ نیت تصدق بر فقرا از اموات پزند تا ثواب آن بایشان رسد
جز فقیر را روا نبود چہ تصدق بر فقرا می باشد و ہدیہ بر اغنیا و آنچہ بہ نیت ضیافت مسلمین طیار کنند ہر کہ باشد خواہ غنی باشد یا فقیر ولایہ آنچہ فقرا
و محتاجان بخورند مورث ثواب باید خواہد بود و آنچہ غیر فقرا خورند نیز موجب عتاب نخواہد شد مگر آنچہ ظالم را بخورانند کہ بقوت آن از آن طعام در
بدن ما و حاصل کرد دستم بر مردم کنند انتہی مردون کے کھانون پر مرنے والو یہہ عبارت شیخ عبد الحق دہلوی کی کتاب مین دیکھہ کر شاد مرگ مت ہو کہ اسمین
تمھارا مدعا نہین نکلتا کیونکہ آگے ہی شیخ نے اسی کتاب مین چہلم وغیرہ کے کھانیکی کراہت بیان کر چکے ہین چنانچہ مذکور کر کے آیا ہون اور اس عبارت
مین یہہ بیان کئے ہین کہ کھانے کھلانے مردون کو ثواب پہنچانے دو طرح پر ہوا کرتا ہی ایک پکا کھانا پکا کر فقیران کو صدقہ دینا کسی کا ان غیر معین؛

دوسرا اسکا دن ضیافت مسلمانونکی کرنا جب چاہے تب پھر اس سے مردون کے دسوین بیسوین چہلم کے کھلا کھانے کا حکم نہ کئے کیونکہ خیال نہ رکھے لیکن
کہ خوش آوے اسکے بہت میٹھی بات نہ جسکو بھاوے ہمیشہ کر واجبات نہ حلوے مانندے پر جو منہ آبد ذات نہ عیش چاہنے ہی موسونکا وفات نہ قبر سا
اسکے منہہ مین پڑیو خاک نہ چون لحاظ اسکا نیت ہو پہچان نہ مردون کے کھانونکا شوق ایسا پھیلا ہے اب جو کوئی کسی بڑے آدمی کی موت کی خبر سنتا ہے
اسکے جنازے پر اور زیارت وغیرہ کو دوڑا جایا کرتا ہے کیونکہ یون آنے والون کو چہلم کے توسے ملتے ہین اگر نہ ملے تو کمال ناخوش اور گلہ مند ہوا
کرتے ہین سبحان اللہ بیچارے غسال ان طامعون سے لاکھہ بار بہتر ہین اور ضیافت مسلمان بھائیونکی کرنا اور ان کے واسطے مزے دار کھانا
پکانا اور انکو کھلانا بلا کسی قید اور شرط اور کوئی بدعت کے سبب بڑا ثواب ملنے کا ہے جیسا ارشاد العباد کی کتاب مین ابن ابی الدنیا سے
اسنے ابن حبان سے اسنے ابن ابی جبرہ سے ایک حدیث ذکر کیا ہے سو یہہ ہے ان اسرع صدقۃ الی السماء ان یصنع الرجل طعاما طیبا
ثم یدعو علیہ ناسا من اخوانہ یعنے آسمان طرف جلد جانے والا صدقہ وہ ہے کہ تیار کرے کوئی مرد اچھا کھانا پھر بلاوے اسپر لوگون کو اپنے
بھائیون مین سے یعنے مسلمان بھائیون کو کھلاوے پھر یہہ ثواب اگر کسی کو بخشدیوے تو ہو سکتا ہے ایسے اچھے طریقون کو ثواب ملنے کے چھوڑ کر
بدعت کے راستون مین جا پڑنا فقط گمراہی ہے اللہ کی پناہ اب یہان سمجھنا چاہیئے کہ مثوبات یعنے ثواب ملنے کے ارادے سے جو کام کیا کرتے ہین سو دو
طور پر ہوا کرتے ہین ایک تو یہہ ہے کہ جسکو اللہ اور رسول نے سبب گردانا ہے ثواب ملنے کا عقاید کا مسئلہ ہے الحسن ما حسنہ الشرع والقبیح
ما قبحہ الشرع یعنے نیک کام جسپر ثواب ملتا ہے سو وہ ہے کہ جسکو شریعت نے نیک ٹھہرائی اور بد کام جسپر عقاب ہوتا ہے سو وہ ہے کہ جسکو
شریعت نے بد ٹھہرائی یہہ طریقہ اور عقیدہ مسلمانونکا ہے پھر اگر جان لینے کو کسی آدمی کے شریعت واجب کی ہو تو اسکے جان لینے مین امید ثواب
کی ہے پھر اگر کسینے ایسے شخص کا جان بغیر وجہ شرعی کے فقط اسپر رحم کرکے بچالیا تو اسپر عقاب ہوگا یہہ نہین کہ جان بچانا عقل نے اچھا کام ٹھہرا
کر کیا اس جان بچانے مین ثواب ملے اور اسیطرح چور کا ہاتھہ کاٹنا ہے پھر اگر کسینے رحم کرکر چور کا ہاتھہ نہ کاٹا تو اللہ تعالی کے عذاب مین گرفتار ہوگا اور پانی
پلانا اگرچہ اپنی ذات مین اچھا کام ہے لیکن بدکام کرنے واسطے جانیوالون کو یا بدعت کے تماشابینون کو یا جاترے کو جانیوالون کو پلانا بدکام
ہے کیونکہ فسق کرنے پر انکے مددگار ہونا ہے اور مدد کرنا بدکام کرنے پر قرآن مین منع آیا ہے جیسا فرمایا اللہ تعالی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان یعنے
مدد مت کرو گناہ کرنے پر اور سرکشی پر پھر جاہل مسلمان جو محرم کے تماشابینون کے واسطے آبدارخانے ہر کوچہ و بازار مین بنایا کرتے ہین اور تماشابینان
جب پیاسے ہوتے ہین کسی ایک آبدارخانے سے پانی پیکر تازہ دم ہوکر پھر تماشا دیکھتے پھرتے ہین سو یہہ گناہ کرنے پر تائید کرنا ہے اور اسیطرح محرم کی
دہم کو تماشابینون کے واسطے کھچڑی اور انبیل گھڑون مین بھرکر بر سر راہ رکھا کرتے ہین اور اس کام مین ثواب جانتے ہین یہہ انکی بے سمجھی اور گمراہی ہے کہ بد
کام پر تائید کرنا اور اسمین ثواب کی امید رکھنا حرام ہے کیونکہ حرام کام کرنے پر کیسی بھی اچھی نیت ہو اسکو اعتبار نہین نیت اچھی جو کام آتی ہے سو مباحات
مین کام آتی ہے پھر اگر کسینے مباح کام کرنے مین نیت کسی مسلمان کو نفع پہنچانے کی یا اور کوئی اچھے کام کی کیا تو ثواب پاویگا جیسا کسینے اپنی کھڑکی پر
دریچہ رکھا اور اسمین نیت یہہ کیا کہ آواز اذان کا اس سے جلدی میرے کان مین پہنچے پھر اس مباح کام پر نیت کے سبب سے ثواب ملیگا لیکن حرام کام کرنے پر کیسی
بھی اچھی نیت رکھو گناہ کے سوائے کچھہ نہ ملیگا اسیطرح لکھا ہے عبد الحق دہلوی نے مرج البحرین کے رسالے مین ایک بزرگ کسی نکہ ریشنے لوگ اپنی داڑھی پر ملنے کر
گنہگار ہوتے ہین کہ اپنی داڑھی منڈوایا تا لوگ گناہ سے باز رہین پھر اس نیت پر کچھہ ثواب نہ پاویگا سو آگے بیان کے کیونکہ آگے ہی معلوم ہو چکا کہ اچھی
نیت کو تاثیر نہین حرام کام کرنے مین اور یہہ بھی جاننا چاہیئے کہ حصول ثواب کا اللہ تعالی کی خوشنودی مین ہے اور اللہ کی خوشنودی نہین ملتی ہے مگر جب
رسول اللہ صلعم کے مقصود کے موافق کرے اسیواسطے حضرت شیخ سعدی نے فرمایا ہے بہ بی حکم شرع آب خوردن خطاست بخون گر بفتوی بریزی رواست

بلکہ نیکی یا کسی چیز کا نہیں ہوتا جب تک کہ اسکا نیک ہونا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے نہ پہنچے وہ چیز اپنی ذات میں کیسی ہی بہتر ہو جیسا
مولانا عبد العلی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی کی شرح میں لکھے ہیں ایمان عبارتست از تصدیق وصداقیت و سایر ما جاء بہ النبی من عند اللہ و اقرار نمودن آنست
بآن یعنی تصدیق و اقرار بآنجہت باشد کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ ہمین ایمان خیر است و ہمچنین اعمال دیگر کہ خیر اند کہ عمل کنند بجہت آنکہ
امر فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بآن و حق تعالی جل شانہ بلسان رسول خود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خیریت و خبر داد واگر بآنجہت نباشد
خیر نیست و دوسرے یہ ہے کہ اپنی عقل میں جو اچھا معلوم ہوا یا دوسروں کو اسمین فایدہ اور نفع پہنچتا ہے یا اپنے بڑے کرتے ہوے آئے ہیں سو کام ہو تو اسمیں
ثواب ملنے کی امید رکھنا یہ طریقہ اور عقیدہ ہندوؤں کا ہے اسیواسطے گائی کو ذبح کرنا ہندوان کنے نہایت بد ہے اور اسکو پوجنا اور اسکا پیشاب
پینا بڑی عبادت ہے کیونکہ ان کے بڑے یہ کام کئے ہیں اور اسیطرح انکے پاس پانی پلانا اگرچہ فسق اور کفر کرتے جاتے سو لوگ کو سو بڑا ثواب لکھتا ہے
اور کنچنیوں کو نوکر رکھنا اس ارادے سے کہ اگر کوئی عیاش برہمن بے تیسیر شہوت کے غلبے سے بیقرار ہووے تو ان کنچنیوں سے قربت کرکے اپنی حاجت روا
کرلیوے اور چین سے رہے اور ایسے کام کو سبب ثواب ملنے کا جانتے ہین کیونکہ اسمین بھی خلق کی حاجت روائی ہے اور اسکا نام ہندوؤں
کے کام دان ہے یعنی شہوت کی خیرات ہے تم نام کے مسلمان تو تم بھی اسی مشرب کو اختیار کرلئے اور ثواب وعقاب شریعت ہی کے حکم پر موقوف نہیں
رکھے سو کہنے لگے کہ بڑائی واسطے پکا سو کھانا ہو یا نذر بندے کی کئے سو ہو یا ریا و سمعہ کا ہو یا امام ضامن کے نام کا روپیہ ہو ان سب کا کھانا کھلانا دینا لینا
درست ہے کسواسطے کہ اسمین غریبونکا بھلا ہے اور غریبونکو نفع پہنچانے میں ثواب ہے واہ واہ کیا ایمان ہے ایسی دینداری پر تصدق ہو جانا
بھلا ہندوؤں کو تو شریعت پیغمبر کی نہونیکے سبب سے اپنی عقل سے اور بڑونکی چال سے ایک طریقہ ٹھہرالئے تم تو اللہ کے فضل سے شریعت محمدیہ رکھتے
ہو پھر ہندوؤں کی چال کو کس لئے اختیار کرلئے ہو ایک شخص کہتا ہے جو لوگ کہ بڑائی ریا یا نذر کے کھانے لیوروا نہیں ہوتے لیکن نہیں کہاتے سو انکی بدنصیبی
ہے کہ ایسے مرغن روٹیاں اور پلاؤ وغیرہ سے محروم رہتے ہین واہ واہ تمھاری بات دھیڑوں کی بات سے مشابہ پڑتی ہے کیونکہ ایک دھیڑنے
دوسرے دھیڑوں سے کہا کہ مسلمان بڑے بدنصیب ہین کیسے کیسے فربہ چرب بکرے وغیرہ مرجانیکے سبب سے انکو نہ کھاکر یونہی پھینک دیتے ہین اپنے مارے
ہوے کو تو کھاتے خدا کے مارے ہوے کو حرام جانتے مسلمانوں کی اوندھی عقل ہے شاید انپر اللہ کا قہر اترا ہے جو ایسے فربہ بکروں کا چرب گوشت ان کو ملتا
نہیں تم بھی نام کے مسلمان کام کے ایسا ہی کہا کرتے ہو اللہ کی پناہ حاصل یہ ہے کہ عقل کے رو سے جو کام فایدہ کا ہے سو روا اور نقصان کا ہے سو ناروا جاننا
غلط بات ہے اسیواسطے ذکر اور تعریف اللہ و رسول کی اگرچہ عقل کے رو سے ہر وقت ہر صورت میں اچھا کام ہے پر شریعت کے رو سے بعضے وقتوں میں اچھا
کام اور بعضے وقتون اور بعضے جگہوں میں بد کام ہے جیسا ملا علی قاری نے وقایہ کی شرح میں کہا اعلم انہ یحرم التسبیح والتکبیر والصلوۃ علی النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عند عمل محرم اذا کبر او سبح او ہلل او صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی مجلس الفسق و
اللہو فہو حرام یاثم فیہ ومن ہنا یعلم ان بالاولی حرام ذکر اللہ او النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع الرباب والزمارۃ
یعنی جانئے کہ حرام ہے سبحان اللہ کہنا یا اللہ اکبر یا درود بھیجنا حرام کام کرتے وقت جیسا کسی نے اللہ اکبر کہا یا سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ کہا یا درود بھیجا
سرود اور گناہ کی مجلس میں یا کھیل کی بس یہ حرام ہے گناہ گار ہوتا ہے اسمین اور یہان سے بوجھا گیا کہ بالاولی حرام ہے ذکر اللہ کا یا سرور انبیا کا رباب
بجاتے ہوے یا زمارہ یعنے بنگی پھونکتے ہوے بلکہ خلاصے میں کہتا ہے کہ قرآن پڑھنا دف بجاتے ہوئے کفر ہے اور ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں بعد نقل کرنے
اس کلام کے کہا ہے کہ قریب اسیکے ہے دف بجانا اللہ کا ذکر کرتے ہوئے یا تعریف سرور عالم کی اور اسی طرح ہے تالی بجاتے ہوے عبارت ملا علی قاری کے خلاصے
کی عبارت سمیت یہ ہے فی الخلاصۃ من قراء القرآن علی ضرب الدف والقضیب یکفر قلت ویقرب منہ ضرب الدف و

التضييع مع ذكر الله تعالى ونعت المصطفى صلى الله عليه وآله وسلم وكذا التضييق على الذكر انتهى یعنی تو ذکر اللہ کا اور رسول کا کیسا بہتر کام ہے سو سب جانتے ہیں لیکن کتنے وقتوں اور جگہوں میں جو شریعت میں وارد نہیں ہیں سو حرام ہو گیا اور اسی طرح نماز پڑھنا اللہ تعالی کی بڑی عبادت ہے اور عقل کہتی ہے ہر وقت عبادت کرنا اللہ کی بہتر کام ہے پر شریعت کے رو سے بعضے وقتوں میں حرام اور مکروہ ہے جیسا طلوع اور غروب آفتاب کے اور بعد از فرض عصر کے نفل پڑھنا اور بعد طلوع صبح صادق کے سنت دوگانہ کے سوائے اور نفل نماز پڑھنا حرام اور مکروہ ہے اگرچہ ہم سریکھے عاقلوں کے نزدیک کسی جگہہ پر کسی وقت میں سو عبادت کرنا اور اللہ و رسول کا ذکر کرنا بہتر کام ہے معاذ اللہ اسی طرح بعضی صورتوں میں کھانا کھلانا اور کھانا حرام اور مکروہ ہے پھر شکم پرور نفس کے بندے شریعت کے رو سے روا نہیں سو کھانے کو روا ہی کہتے تو کوئی دیندار نہ مانیگا ویسے ہی اگر وہ یہاں پسند کریں تو کیا اعتبار اللہ توفیق دیوے اور یہہ بھی جاننا چاہئے کہ نام واسطے خیرات کرنا اور کھانا کھلانا اور ریا کی نماز کرنا اور روزہ رکھنا سب برباد ہے اور ایسے کام سے امید ثواب کی رکھنا اور کہنا کہ خیرات میں تو فایدہ ہی محتاجوں کا اور نماز روزے میں اللہ پاک کی تعظیم ہے پھر ریا ہو یا سمعہ ہو اسمیں سے ثواب ملیگا اور ایسے فرضی ثواب کو کسیکے واسطے بخش دینا صرف نادانی ہے حدیث میں مشکوٰۃ کے باب الریاء میں امام احمد کی روایت سے وارد ہے کہ فرمائے سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من صلی یرائی فقد اشرك ومن صام یرائی فقد اشرك ومن تصدق یرائی فقد اشرك یعنے حاصل معنے کا یہہ ہے کہ جو کوئی لوگوں کو دکھلانے نماز پڑھا یا روزہ رکھا یا خیرات کیا تو مقرر اسنے شرک کیا یعنے شرک اصغر کیا اور کتاب العلم میں مشکوٰۃ کے مسلم کی روایت سے ایک حدیث ذکر کیا ہے سو یہہ ہے ان اول الناس یقضی علیہ یوم القیمۃ رجل استشهد فاتی به فعرفه نعمته فعرفها قال فما عملت فيها قال قاتلت فيك حتی استشهدت قال كذبت ولكنك قاتلت لان يقال جرئ فقد قيل ثم امر به فسحب على وجهه حتى القی فی النار ورجل تعلم العلم وعلمه وقرأ القرآن فاتی به فعرفه نعمته فعرفها فقال فما عملت فيها قال تعلمت العلم وعلمته وقرأت فيك القرآن قال كذبت ولكنك تعلمت العلم ليقال انك عالم وقرأت القرآن ليقال هو قارئ فقد قيل ثم امر به فسحب على وجهه حتى القی فی النار ورجل وسع الله عليه واعطاه من اصناف المال كله فاتی به فعرفه نعمته فعرفها فقال فما عملت فيها قال ما تركت من سبيل تحب ان ينفق فيها الا انفقت فيها لك قال كذبت ولكنك فعلت ليقال هو جواد فقد قيل ثم امر به فسحب على وجهه ثم القی فی النار حاصل معنے کا یہہ ہے کہ قیامت کے روز ایک شہید اور ایک مولوی اور ایک سخی سے پوچھینگے کہ تم کو ہم یہہ نعمتیں دئے سو تم اسکی شکر گزاری میں کیا کئے تب شہید کہیگا کہ میں نے تیری راہ میں لڑائی کیا یہاں تلک کہ شہید ہوا اور مولوی کہینگا کہ میں نے علم پڑھا اور لوگوں کو سکھلایا اور قرآن پڑھا تیرے ہی واسطے سخی کہیگا کہ میں نے تیری مرضی موافق مال کو خرچ کیا پھر شہید سے ایسا کہا جائیگا کہ تو جھوٹ کہا ولیکن تو نے جو لڑا سو نام واسطے لڑا تا لوگ تجھکو جوانمرد کہیں پھر لوگ تو ویسا ہی کہہ چکے اور مولوی سے کہا جائیگا تو بھی جھوٹا ہے تو جو علم پڑھا سو نام واسطے پڑھا تا لوگ تجھکو مولوی کہیں پھر ویسا ہی لوگوں نے کہے اور قرآن پڑھا سو اسواسطے پڑھا تا لوگ تجھکو قاری کہیں پھر ویسا ہی لوگوں نے کہے سخی سے کہا جائیگا کہ تو بھی جھوٹا ہے ولیکن تو نے جو اتنا خرچ کیا سو نام واسطے کیا تا لوگ تجھے سخی کہیں پھر ویسا ہی لوگوں نے تجھکو کہہ چکے پھر حکم ہوگا انکو دوزخ میں ڈالنیکا تو فرشتے ہر ایک کو انکے اوندھے منہہ کھینچتے ہوے دوزخ میں پہنچائینگے دیکھو مسلمانو کہ ریا اور نام واسطے تم کیسا ہی بہتر مرغن پلاو پکا کر اسپر فاتحہ دلاوین اور تورے لگا کر تقسیم کریں آخر دوزخ میں جانا پڑیگا پھر چاہئے کہ فقط اللہ تعالی کی خوشنودی کے واسطے سرور انبیاء کے فرمودے موافق پکاتے کھلاتے دیتے دلاتے رہیں نہیں تو یہاں مال ضایع وہاں دوزخ میں پھنسنا پڑیگا اللہ کی پناہ اور یہہ بھی جاننا چاہئے کہ کسی نیک عمل میں فقط اللہ کی خوشنودی کی نیت رکھنا اور لوگوں کو نفع پہنچانیکا ارادہ کرنا کچھ کام نہیں آتا جب تلک

کہ وہ عمل سرور انبیا کے فرمان کے مطابق اور انکی شریعت کے موافق نہ ہوئے وہ کام برباد ہے اور گناہ اسپر لازم اسیطرح کسی کام مین نیت نام اور ریا کی
رکھے اگرچہ صورت اس عمل کی شریعت کے موافق اور رسول اللہ کے فرمودے کے برابر رہے تو بھی کچھ فایدہ نہین ہے بلکہ یہ دو نو بات جبکہ کام مین جمع ہوئے
وہ کام مقبول ہو سکتا ہے ایک بھی فوت ہو تو مردود جیسا عبد الحق دہلوی نے تعظیم لامر اللہ کے رسالے مین لکھا ہے عبارت اسکی یہ ہے باید دانست کہ
مبنا و مدار تمامی کمالات و حلوی و شامل سایر حسنات این دو چیز است نیت صحیح و عمل صحیح اگر این ہر دو جمع گردد و لیسے نادر افتد کہ جمع گردد کار تمام شود و
مسلمانی کمال پذیرد و نیت صحیح ہمان بود کہ کاریکہ کنند برای خدا کنند و بقصد تقرب و طلب رضای حق تعالی و بامید ثواب آخرت کنند این در اکثر خلق
از فرق درویشان و اقسام طوایف ایشان پیدا میشود حتی این ملنگان و آتش افروزان کہ ہم در دنیا بعذاب آتش گرفتار اند و برہنگان کہ بحکم
حدیث لعن اللہ الناظر والمنظور محل طرد و لعن الہی اند و غیر ایشان ہمہ بزعم خود و اعتقاد فاسدہ خویش نیت صادق دارند و سلوک طریق قرب حق
مینمایند و تقرب بحق میجویند اما عمل صحیح کو تا بمقصد رسند و روی مقصود ببینند و عمل صحیح آن بود کہ مرضی حق و موافق طریقہ دین و شریعت و
فرمودہ شارع باشد و ریاضتہا و مجاہدہا باید کہ موافق طریق و مرضیات الہی باشد تا اثری کند و اعتبار را شاید یعنی مجاہدہ و ریاضت جلیست یعنی
نفس را بزور و مشقت موافق حق ساختن و منقاد و مطیع شریعت گردانیدن و ہمچنانکہ نیت صحیح بے عمل صورت نمی بندد عمل صحیح نیز بے نیت فایدہ
ندارد و بریا و سمعہ میکشد این شخص نیز از آخرت و رضای حق محروم باشد کہ انما الاعمال بالنیات پس نیت صحیح و عمل صحیح ہر دو باید تا کار کشاید
و باللہ التوفیق انتہی یعنے جاننا چاہئے کہ سب خوبیان ان دو چیزون مین ہے ایک صحیح رکھنا دوسری عمل درست ہونا اور یہ دو نو چیز جمع ہونا نادر تو یہ
بھی جمع ہون تو مسلمانی کے دین کو کمال ہوا اور نیت صحیح وہی ہے کہ جو کام کیا کرتے ہین سو اللہ ہی کے واسطے کیا کرنا اور اس کام کے کرنے سے فقط اسکی
خشنودی اور تقرب اور ثواب ملنیکا قصد رکھنا اور ایسا قصد اکثر فقیرون مین پائے جاتا ہے یہان تلک کہ یہ ملنگان اور آتش افروزان یعنے
دھونیے والے کہ اسی دنیا مین آتش کے عذاب مین گرفتار مین ننگے منگے فقیران جو ستر بتایا کرتے ہین سو حکم سے حدیث کے لعن اللہ الناظر والمنظور
کے ملعون و مردود ہین سوائے ان کے اور فقیران سب کے سب اپنے زعم مین اور اپنے بگڑے عقیدہ مین ایسے کامون مین بھی نیت صادق رکھتے ہین اور
طریق حق پر چلنے مین اور ان کامون سے خشنودی اللہ کی اور تقرب اسکا مقصود رکھتے ہین یہان کتاب بنانے والا کہتا ہے کہ اسی قسم سے ہے سینہ
کوبی کرنے رافضیونکی حضرت امام علیہ السلام کے غم مین اور راگ سننا نفس پرست فقیرونکا آلات و مزامیر کے ساتھ اللہ کی محبت اور شوق
کے لاف سے اور آگ کھندلنا مداریونکا اور بزرگونکی تعظیم خدا کی تعظیم سی رکھنا اللہ تعالی کی خشنودی کے خیال سے اور کسیکو کھانا کھلانا یا کپڑا
پہنانا ریا سے انتہی لیکن عمل صحیح کہان ہے تا مقصد کو پہنچین اور مراد کو پاوین اور عمل صحیح وہی ہے کہ موافق طریقہ دین و شریعت کے اور مطابق
فرمودہ شارع کے رہے اس کتاب کا لکھنے والا کہتا ہے کہ اس قسم سے ہے کہ بدعتی طریق سے کھانا کھلانا اور پانی پلانا انتہی اور چاہئے کہ ریاضتان اور
محنتان موافق طریقہ حق کے اور خشنودی اللہ تعالی کی ہووین تا اثر کرین اور قابل اعتبار کے ہووین یعنے ریاضت اور مجاہدہ جو کہتے ہین سو نفس کو
زور و مشقت سے موافق حق کے رکھنا اور موافق شریعت کے کرنا جیسا نیت صحیح بے عمل صحیح کے بن سکتی نہین ویسا ہی عمل صحیح بے نیت صحیح کے
فایدہ بخشتا نہین ہے جیسا کسی کو عمل صحیح میسر ہووے اور موافق فرمودہ شارع کے ظاہر مین کوئی کام کرے لیکن جب اسکے ساتھ نیت صحیح نہو
جیسا لوگون کو دکھلانے یا سنانے کے قصد سے کیا ہو پھر ایسا شخص آخرت کے ثواب سے محروم ہے کہ عمل مین ثواب نہین ہے بغیر نیت کے پس چاہئے
کہ نیت صحیح اور عمل صحیح دو نو جمع رہین تا کام نکلے اور توفیق اللہ کے ہاتھ ہے انتہی پھر ان سب تحریرات سے صاف معلوم ہوا کہ کھانا کھلانا
اور پانی پلانا اور کسی قسم کا نفع پہنچانا اللہ تعالی کی خشنودی واسطے سرور انبیا کے فرمودے موافق رہے تو امید مقبولی کی ہے اور اسپر ثواب

کی توقع لیکن یقین نہیں کہ اللہ تعالی کی جناب میں قبول ہووے اور اسپر ثواب ملیگا کیا تو نہیں جانتا کہ جنید بغدادی کو موئے پر کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا
کہے بطلت العبارات واضمحلت الاشارات ومانفعتنی الا رکیعات فی جوف اللیل یعنے باطل ہوگئیں سب عبارتیں اور
ناچیز ہوگئے سب اشارتیں اور کام نہ آئے مجھے مگر چند رکعتیں جو آدھی رات کو پڑھتا تھا اسکو ذکر کیا امام شعرانی نے اپنے طبقات میں اور عبد الحق
دہلوی نے بعضے رسالو میں دیکھو تو جنید بغدادی کے اعمال کیسے خالص اور بے نقصان ہونگے تسپر کام آئے سو وہی تہجد کی نماز پھر جو عمل موافق
کتاب و سنت کے نہو بالیقین مردود ہے اور کھانا کھلانے سے نفع پہنچانا ہی منظور ہو تو شرعی ڈھب کیا تم کو ملتا نہیں جو بدعی ڈھب کو نفع
پہنچانے واسطے اختیار کر لیتے ہو جیسا ضیافت کرنا مسلمانونکی بغیر قصد ریا اور سمعہ کے اور للہ خیرات کرنا اور زکاۃ دینا اور فطرہ اور قربانی
اور عقیقہ اور صلۂ رحمی کرنا جو شرعی نہج پر ہو تم تو ایسے کامان کرنیکے واسطے عذر کرتے ہو کہ ہم قرضدار یا تنگدست ہیں پھر ہوائے نفسانی اور بدعی کامون
کے واسطے سیکڑون خرچ کرتے یہان بے تنگدستی کا عذر نہیں لاتے یہ اللہ کا غضب ہے اللہ کی پناہ سو دین ہی تک تو مال خرچنا قرض کے
باعث چھوڑ دیا کنچنیون اور ڈومنیون کو تو بے تنگ انعام کیا اب یہاں ایک لطیفہ لکھتا ہوں اسکو کان رکھکر سننا چاہئے کہ بدعتیان کرنے
کی نقد شامت تو یہی ہے کہ انکے ادا کرنیکے واسطے بھیکھ مانگنا پڑتا ہے چنانچہ بعضے بدعتیان گدا ادارون سے عرض کرتے ہیں کہ آج ہمارے مرشد کا میلا ہے یا دادا
صاحب کا عرس یا لڑکی کا نوماسا یا بہو کا چھلہ یا بچے کی لنگر یا فرزند کی شادی ہے کچھ تصدق عنایت ہوا تو سرراہ دیا جائیگا اور آپکو حسنات ملیگا
ایسے کامونکو دینے تو خاک حسنات ملیگا غرض کچھ ملے یا نہ ملے مانگ کر ذلیل تو ہوئے ہیں السوال ذل یعنے مانگنے کی ذلت تو نقد مل چکی اب عاقبت
کی ذلت کا بیان سن لیجو کہ مانگنا بے ضرورت شرعی کے حرام ہے اگرچہ مباح کام واسطے ہو پھر بدعتون کو ادا کرنے واسطے کتنا بڑا حرام ہوگا سو سب
پر ظاہر ہے جسکا دینے والا بھی گنہگار ہوتا ہے پس خسر الدنیا والآخرۃ ایسے ہی شخص کے حق میں ٹھیک ہے اگر ان بدعتون کو چھوڑ دیا تو نہ
حاجت بھیکھ مانگنے کی ہے نہ احتیاج قرض کی پھر کیا خوب گذران کیا جائیگا نہ قرضدار ہوگا نہ محتاج نہ ذلیل ملیگا اللہ تعالی توفیق دیوے اور خوب
صاف سے دیکھو سید صاحب کی رحمت ہے جو قرض تمھارے مال کے برابر ہو تو زکاۃ اور فطرہ اور قربانی واجب نہیں ہوتی میں پر شیطان کے فریب
سے تم اپنے ہاتون گرفتاری میں پڑتے ہو کہ ہر چند تم پر قرض ہے تم سو بدعتونکا کرنا چھوڑتے نہیں قرضدار ہوتے ہو پھر قرض کر کر بدعتونکو ادا
کرتے ہیں خدا خراب کیا تو کوئی کیا کرے اور یہہ بھی جاننا چاہئے کہ جب حضرت خاتون جنت کی صحنک اور رابعہ بصری کی کھچڑی جاہلون کنے سب
فاتحون سے حتی پیغمبر کے فاتحہ سے بڑی بزرگی رکھتی ہے اور اسکو رکن ایمان کا جانتے ہیں اسلئے اسکو تکملہ میں جدا ذکر کرتا ہون تکملہ چھٹے فصل
کا سنیو سنی بھائیو کہ صحنک حضرت خاتون جنت کی اور کھچڑی رابعہ بصری کی کرنے والے اسکے واسطے ایسے قید تراشے ہیں کہ بالکل دین
حق سے باہر ہو جاتے ہیں جیسا کہتے ہیں کہ ان کھانون کو باندی غلام سوریت زادے کو ہر چند پرہیزگار دوست خدا کے تابعدار شریعت رسول مختار
کے ہوں نہ کھلانا اگر کھلا وین تو کھلانے والے اور کھانے والے کا ہاتھون ہاتھ پر پھوٹتا ہے اور دانت ٹوٹتا یا گھر جلتا یا بچہ مرتا یا کشتی ڈوبتی
یا کھیتی خراب ہوتی یا آنکھ پھوٹتی یا سر یا پیٹھ درد کرتا کچھ نہیں تو پاؤن پھسل کر گرتا ہے الغرض کچھ نہیں تو کچھ سزا پاتا ہے دیکھو زمانہ ایک
سال کے اندر کچھ ضرر ہوتا ہی کئی بار ہم دیکھ چکے ہیں کہ نہیں کھانے والے کھاتے ہیں تو ضرر پاتے ہیں سبحان اللہ ایمان کا دعوی کرنا پھر ایسی
بات زبان سے نکالنا بہت نادر ہے کیونکہ قرآن اور احادیث اور جہان کے عقاید کی کتابو میں بھی آیا ہے کہ ایک اللہ ہی ہے ضرر دینے والا اور
نفع پہنچانے ہارا ہم ہمیشہ سے جانتے تھے ھو النافع الضار یعنے وہی ایک اللہ ہی نفع دینے والا اور ضرر کرنے ہارا اب معلوم ہوا الصحنک
والکھچڑی یضران وینفعان یعنے صحنک اور کھچڑی بھی ضرر کرتے ہیں اور نفع دیتے اس صورت میں یہہ کام ایک اللہ ہی کا نہ ہوا قرآن اور

احادیث اور عقاید ونمین جو یہہ کلام ایک اللہ ہی کا ہی کرکے آیا ہی سو غلط ہوگیا اگر یہہ کہین کہ یہان بھلی اللہ ہی سزا دیا کرتا ہی اس بات سے تو ہزار
حیرت دل پر آتی ہی کیونکہ اللہ پاک جلشانہٗ نے نماز روزہ فرض کیا اور حدیثون مین اسکے ادا کرنے پر بڑی تاکید آئی اور اسیطرح شراب پینا اور ناحق
خون کرنا اور مال کسیکا زبردستی سے چھین لینا اور سرورعالم اور انکے اہلبیت اطہار کو گالیان دینا اور ان کو ایذا پہنچانا بڑا سخت حرام اور سخت
کبیرہ گناہ ہی باوجود اسکے شرابیون کو اور ناحق کے خون ریزون کو ناحق مال چھین لینے والونکو اور گالیان دینے والون کو صحابہ اور اہلبیت
کے خصوصا چار خلیفے اور امام حسن اور امام حسین اور بی بی عائشہ صدیقہ کے بدبولنے والونکو ہاتھون ہاتھ تو کچھ سزا دیتا نہین پھر تم
نکالے سو بدعت کی صحنک اور کھچڑی جدا کیئے ان بزرگون سے زیادہ تر ایسی کیا بزرگی رکھتی ہی جو اسپر ہاتھون ہاتھ سزا دینے لگا حالانکہ اللہ
تعالی قرآن مین یا اسکا رسول اکرم حدیث مین سورت زادونکو اور باندی غلام کو بی بی کی صحنک اور رابعہ بصری کی کھچڑی کہانے سے منع نہین
پھر آپ منع کیئے سو چیز کرنے پر سزا نہ دینا اور منع نہین کیئے سو چیز پر ہاتھون ہاتھ سزا دینا ظلم ہی اللہ جلشانہٗ ظلم سے بری ہی پھر ان کھانون
کے کھانے پر سزا ہرگز نہ دیویگا بلکہ یقین ہی کہ ایسے قید کے کھانے کرنے والون پر بڑا غضب کریگا قیامت کے روز کیونکہ اللہ اور اسکا رسول نہین
فرمائے سو قید و شرط نکالے ہین اگر یہہ کہین کہ اللہ تعالی سزا دیتا نہین بلکہ حضرت خاتون جنت اور رابعہ بصری سزا دیتے ہین جواب اسکا
یہہ ہی کہ اول تو غیر اللہ کو قدرت کہان کہ اپنے اختیار سے کسیکا برا کرین یا بھلا دوسرا یہہ ہی کہ حضرت خاتون جنت اور رابعہ بصری
اپنی صحنک اور کھچڑی کرو کرکے تمکو فرمائے نہین اور باندی غلام اور سورت زادونکو اپنی صحنک اور کھچڑی کہانے سے منع کیئے نہین تم
اپنے دل سے تراش نکالنے مین سو اسپر سزا کاہیکو دیوینگے ہان اگر منع فرماتے ہوتے پھر بات ٹال کر کہاتے تو انکی رحمت اور کرم سے
یقین تھا کہ خطا انکی معاف فرماتے بھلا معاف نہین کیئے تو اسوقت سزا دیتے تو دیتے منع نکر کر سزا دینا ظلم ہی وہ بی بی ظلم کرنے سے پاک ہین تیسرا
یہہ ہی کہ سورت زادونمین بعضے سید بھی ہین حضرت خاتون جنت کی اولاد پھر حضرت خاتون جنت اپنے فاتحہ کا کھانا کھایا کرکے اپنے فرزند
کی آنکھ ہرگز نہ پھوڑینگے کوئی سنگدل بھی ایسی ذری بات پر اپنے فرزند کی آنکھ نہ پھوڑیگا پھر خاتون قیامت تو رحمۃ للعالمین کی بیٹی ہین
اتنی بات پر اپنے فرزند کی آنکھ کب پھوڑینگی بلکہ کسی اور مسلمان کی بھی آنکھ اتنی بات پر نہ پھوڑینگے چنانچہ داؤد نام غلام نظام الدولہ بہادر کا حضرت
خاتون جنت کی صحنک اور رابعہ بصری کی کھچڑی کیا کرتا تھا آپ کھاتا اور اپنے جورو بچون کو کھلاتا حضرت خاتون جنت اور رابعہ بصری تو
یہان حلم فرماتے اور رحم کیئے سو باس اور کھچڑی پر سزائیں دیتے ہین سو بات نادانی کی ہی اللہ ہدایت عقل دیوے اور ہشام ابن عبد الملک
حضرت زید شہید کو جو فرزند تھے حضرت امام زین العابدین کے شہید کیا اور انکی جسم مبارک کو جلا کر راکھ بنا کر ہوا پر اڑا دیا پھر حضرت خاتون
جنت ایسے بڑے ظلم پر کیون صبر فرمائے اور یہان اتنی ذری بات پر کسواسطے غصہ ہوتے وہ قصہ حضرت زید شہید کا ابن حجر مکی نے تحفہ مین ذکر کیا ہی
اور ایک بادشاہ ظالم ایرانی نے حضرت غوث الاعظم کے قبر مبارک کے ساتھہ بجز بے ادبیان کیا اسپر بھی حلم فرمائے اب اتنی ذری بات پر اپنے
معتقدون کو سزا دینے لگے معاذ اللہ نئے لوگ حضرت خاتون جنت پر بڑی بہتان باندھتے ہین قیامت مین سزا اسکی پاوینگے اور اکثر لوگون
کی چال یہہ ہی کہ جب کسی بیماری سے نجات پاتے ہین یا چھلے کا غسل لیتے ہین تو کوئی صحنک کرتا کوئی کھچڑی رابعہ بصری کی پکاتا کوئی امام علی
موسی رضا کے نام کی دیگ کھڑ کاتا کوئی غوث الاعظم کے نام سے مٹھائی فاتحہ دلاتا اور کوئی قادر ولی کے جھنڈے پر گوم چڑھاتا کوئی انکی گنبذ
کو روپیکا دروازہ لگاتا کوئی سونیکا کلس بنا کر لیجاتا کوئی بدوح شہید کی قبر پر غلاف اڑھاتا کوئی کچھہ فاتحہ کرتا کوئی کچھہ لیکن کسیکو ہم
ندیکھا کہ اللہ کی شکر گزاری واسطے اللہ کے محتاج بندونکو کھانا کھلایا یا کپڑے پہنایا یا مسجد مین جا کر دس بیس دوگانے نماز ادا کیا ہو دیکھو

تو بکات حیف والا اور جھگڑے کرنے ہارا وہی ایک اللہ پاک جلشانہ ہے جو پیدا کیا ہے بغیر سفارش کسیکی موافق اپنے ارادہ آزلی کے اور کوئی ہووے
اسلئے مختار کامل نہین ہے پھر اسکو کچھہ سمجھتے ہی نہین یہہ کیا ایمان ہے خدا فضل کرے جب ان بدعتیون کو ایسے دلیلون سے عاجز کردین اور شریعت
محمدیہ طرف بلائین تو کہتے ہین کہ ہم جاہل کیا جانین ہمارے بزرگان جاننے والے تھے البتہ کچھہ سمجھہ کر کئے ہونگے ہم انکی پیروی کرلیئے مین جواب اسکے تین ہین
پہلا جواب خود اللہ تعالی جلشانہ فرماتا ہے جو کہا ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا سواء السبیل
یعنے مت چلو خیال پر ایک لوگون کے جو بھٹک گئے ہین آگے اور بہکا گئے بہوتون کو اور بھولے سیدھی راہ سے دوسرا جواب اسکا یہہ ہے کہ رافضیون
اور خارجیون کو بھی پہنچتا ہے کہ جب انکو سنی بننے کے واسطے کہین تو ایسا ہی بکین کہ ہمارے بزرگان بڑے بڑے عالمان اور محدثان ہوگئے ہین
مذہب تشیع کا اور خروج کا البتہ کچھہ بہتر سمجھہ کر اختیار کرلیئے ہونگے ہم کیسا چھوڑین اگر تم یہہ کہینگے مذہب انکا باطل ہے دلیلون کی رو سے پھر پیروی
کرنا بڑونکی باطل کام مین روا نہین ہم تم کو بھی ایسا ہی کہینگے پھر تم اگر کچھ کج بحثی کرینگے تو شیعہ خوارج بھی ویسی ہی کج بحثی کرینگے نہ تم
سدھروگے نہ وے کیونکہ تم اپنے بڑون کو جیسا بزرگ معتبر جانتے ہو وے بھی اپنے بڑونکو ویسا ہی جانتے ہین بلکہ ان کے بزرگان بڑے
محدثان اور علما تھے سو سنت جماعت کے عالمان بھی جانتے ہین تمہارے بزرگان محدثان و عالمان تھے سو تم ہی کہتے ہو اور کسی سے نہین
سنے خدا جانے کوئی تو اپنے بزرگون کو موکعبہ عالم یا ولی یا پیر بزرگ بنایا کرتا ہے اور تیسرا جواب یہہ ہے کہ ہر مذہب والا اپنے اپنے مذہب قدیم کتاب
رکھتا ہے جسمین مذہب کے قول سب کے سب لکھے رہتے ہین جیسا حنفی مذہب مین اور شافعی مذہب مین اور مالکی مذہب مین اور حنبلی مذہب
مین پرانے پرانے کتاب ہین جن مین مذہب کے سب مسئلے لکھے ہوتے ہین پھر تمہارے ایسے کامونکو بھی تمہارے بڑے کسی کتابون مین لکھے ہوان تو میدان مین نکالو
جیسا اللہ تعالی جلشانہ نے فرمایا ام لکم کتاب فیہ تدرسون ان لکم فیہ لما تخیرون کیا تم پاس کوئی کتاب ہے جسمین پڑھتے ہو
مین ملتا ہے تمکو جو پسند کرو اور اگر ایسی کتاب نہو تو نئے تراشون سے توبہ کرو کیونکہ کل بدعۃ ضلالۃ حدیث ہے یعنے ہر نئی تراشش گمراہی ہے نادر تو
یہہ بات ہے کہ ادھر ان کی ولایت کا دعوی چلا جاتا ہے اور ادھر انکی فاسقی آپ ہی بیان کرتے ہین یہہ دو ضد ایک شخص مین کیسا
جمع ہوگے پھر اس صورت مین ولایت کا دعوی بہتان ہے یا ان بدعتیون کی نسبت ان طرف غلط اور پیروی بڑونکی او جسے بڑی
چال ہے بڑی بری بلا ہے بہت لوگ کی راہ ماری ہے حق کا پردہ ہوگئے کافرون کو کفر پر بدعتیون کو بدعت پر وہی مستقیم رکھتی ہے اللہ
بلا سے نجات دیو سو اسلئے یہہ بات بھی تم خوب جان لو کہ جب تم ایسے بدکام کرتے ہین تمہاری گواہی بندون کے حق مین مردود ہے پھر
مردون کے حق مین کب قبول پڑیگی تمہارے بڑون نے بدکام کئے ہون تو ان کے حق مین استغفار کیا کرنا یہہ نہین کہ ان کے بدکامون کو
کے ساتھ ذکر کرکے انکو رسوا کرنا واہ واہ کیا لائق اولاد ہوئی کہ متقی ہوگئے سو باپ دادے گمراہان اور بدچالان جو ناحق انکے ہوگئے
سو عالم مین فاش کرکے ان کو بدنام کرتے ہین اور آپ گمراہ ہوتے اگر وے لوگ اپنے آخر دم مین توفیق توبہ کی پائے ہون تو تم ناخلف ناحق
انکو بدنام کرکے آپ گناہ گار ہوتے ہین اور حدیث مین بھی آیا ہے اذکروا محاسن موتاکم ذکر کرو تمہارے موتا کی نیکیونکو اور اگلے لوگ
صاف دل او سادہ مزاج اور بھولے تھے مکر اور فریب اور تعصب ان مین کم تھا اگر انکی فہمایش علم کے دلیلون سے ہوتی البتہ وے سب بدعت کامون سے
تابعدار شریعت کے ہوجاتے اور ان دنون مین لوگ کو علم بھی بہت کم تھا یہان تک کہ مفتاح الصلوۃ اور فتاوی برہنہ کے مسئلے بیان کرنے والا
ان کنے جاوز بردست شعلہ تھا اور شرح ملا مسکین پڑہا ہوا مولوی کہتا تھا اگر کوئی [illegible] پڑہا [illegible] کہا جاتا تھا تو ان متقدمین کے مسئلے
اور باریکیان علم کے جانتا تھا اور اس وقت مین جو کتب [illegible] مدینہ منورہ شام وغیرہ سے [illegible] بڑے بڑے کتابان بھی

اب علم بھی بہت ہوا اور باریکیان اسکے بھی بہت پھیلے اور طرح طرح کی کتابان بھی وردو رسے اگر جمع بھی ہوئے ہو یا ہین اب کے اکثر لوگ بھی ایسے باتونکا
علم نہین رکھتے ہین پھر یہان اگلے لوگ کو علم کہان ہوگا غیر تمہارے بزرگونکو ارحم الراحمین پر سونپ دینا اور انکے واسطے دعا اور استغفار کیا
کرنا اور آپ تابعدار شریعت محمدیہ کے رہنا یہہ چال دیندارونکی ہے اور باپ دادا کی بدچال کو دانتون سے پکڑ کر رکھنا کافرونکی اور رافضیونکی اور
خارجیونکی اور دوسرے بدعتیون کی چال ہے سنی مسلمان کو اس سے بچنا لازم ہے نہین تو سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون یعنے
قریب ہے کہ جان لیوینگے وے لوگ جو ظلم کیا کرتے ہین اپنے نفس پر یا غیر پر سو کون سی جاگہہ مین کروٹ لیوینگے اور یہہ بات حق ہے کہ جسکا کلمہ
پڑھین اسیکی سنت کو دین ٹھہرائین یہہ نہین کہ کلمہ پڑھین رسول اللہ کا اور باپ دادا کی چال کو دین پکڑین لو نادر یہہ ہے کہ تمہارے بزرگان
نیک کامان بھی کیا کرتے تھے جیسا نماز روزہ خیرات صدقات اور اخلاق حلم سخاوت اور آپ نہ کھانا دوسرے کو کھلانا اور اپنا کام چھوڑ کر دوسرے
کے کام واسطے کوشش کرنا اور سوائے اسکے بہت نیک کام کیا کرتے تھے تم تو ان کامون سے ہاتھ اٹھا دا اسمین انکی پیروی تو کیا کرینگے زبان پر نہین لاتے
پھر انکے بد کامون کو دانتون سے پکڑ لیے یہان تک کہ کوئی بدعت انکی چھوٹنے نہین پاتی چھوٹی ہو یا بڑی اور ان کامون کے کرنے مین انکی پیروی کو عذر
لاتے ہو رے نیک کامو نمین پیروی نہ کرنا بدکامون کو نیک ٹھہرا کر انکی پیروی پکڑ کر انڈھا فقط گمراہی ہے اللہ کی پناہ اور عادت ان لوگ کی یہہ ہے
کہ اپنی خواہش کے کامونمین اور شان و شوکت کے فعلون مین کسی بزرگ سے اسکا ادنا فعل ضعیف روایت سے بھی ثابت ہوا ہو تو اسکو سند
لیتے ہین شادی اور ماتم کے رسمان اور کھانے کے قیدان و شرطان جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اہلبیت کرام اور اصحاب عظام اور چارون
امام ہین کئے سو قطعی روایتون سے اور امت کے اجماع سے ثابت ہوا ہے اس بات کو سند کرکے ان رسمون کو چھوڑتے نہین اور اس کے
چھوڑنے مین پیروی ان مقدسونکی نہین کرتے سو سبب کیا ہے واللہ اعلم اسکا سوائے گمراہی و شیطان کی پیروی کے اور کچھ نہین ہے اللہ توفیق نیک
دیوے اور ان صاحبونکی چوپان اور مکران دیکھو کہ فطرہ قربانی اور صلہ رحمی کرنیکے واسطے تنگ دستی کو عذر لاتے اور بدعتون مین اور گناہ
کے رسمون مین خرچنے کے واسطے حاتم وقت بنتے یہہ سب انکی گمراہی ہے اللہ کی پناہ اور علاوہ یہہ ہے کہ مال سے بڑھکر قرض ہو تو فرض نماز کوۃ
کا اور واجب ہونا قربانی اور فطرے کا ساقط ہوجاتا ہے لیکن ان رسمون کے کرنے کے واسطے کتنا بھی قرض ہووے رسمان سو ساقط نہین ہوتے بلکہ
تازہ قرض کرکے ان رسمون کو ادا کرتے ہین اس سے بھی معلوم ہوا کہ یہہ بدعتان شیطانی ہین نہ رحمانی کیونکہ لاحرج فی الاسلام اور حدیث
مین آیا ہے آنی بعثت الی السمحۃ السہلۃ یعنے مین آسان دین طرف بھیجا گیا ہون اور بڑا ظلم و کفر یہہ ہے کہ حضرت خاتون جنت کی صحنک
فقط نکاح کرلئے سو بی بی کو نہین کھلانا اور اسکو حقیر جاننا اور کافرون کے رسمون سے شادی کرلئے سو عورت کو وہ صحنک کھلانا اور اسکو اپنے
برابر کی بی بی جاننا صاف شریعت محمدیہ کا رد اور اہانت ہے اجماعی مسئلہ ہے انکار حکم من احکام الشریعۃ والاستخفاف بہا
کفر یعنے انکار کرنا کسی ایک حکم کا حکمونمین سے شریعت کے اور سبک جاننا اسکو کسی وجہ سے ہو کفر ہے جب یہہ صحنک کرنا سبب کفر انکا پڑا
صحنک کرنا کفر ہوگیا کیونکہ جو چیز کفر کا سبب پڑتی ہے اس سبب کا اور اس چیز کا حکم ایک ہی ہوتا ہے اسی واسطے حنفیہ کہتے لڑکا مسلمان کا بالغ ہو گیا تو ختنہ
اس کے کرنا حرام ہوجاتا ہے کیونکہ ختنہ کرنے مین اسکے ستر پر نظر کرنا لازم آتا ہے جب یہہ سنت ختنہ کی سبب پڑے حرام کام کی تو وہ سنت حرام ہوگئی
اسیطرح [illegible] شرح [illegible] مشکاۃ کے جو عبد الحق دہلوی سے ہے اور [illegible] سو دیکھ کر دیکھو کہ حضرت [illegible] بحالفقہ [illegible]
نکاح [illegible] بی بی کو انکے [illegible] کھلانا [illegible] نہین تو پھر لیا [illegible] رسمون سے شادی کر [illegible]
کی صحنک [illegible] حضرت [illegible] رسمون [illegible]

خاتون جنت کے برخلاف شادی کی ہوی ہے اسلئے اسکو نہ دیوین تو عیب بات ہی پر فقط نکاح والی بی بی کو جو حضرت خاتون جنت کے چال
چلے ہی سو اسکی حقارت کرنا اُس چال کے سبب سے حضرت خاتون جنت کی بلکہ شریعت محمدیہ کی حقارت ہی یہہ تو کافری اور نادانی ہی واہ واہ کیا
جوانمرد لوگ ہین کہ بزرگونکی پیروی پایا گیا تمک بھی چھوڑتے نہین لعنت انکی اس جوانمردی پر اس مقدمے مین ناقص العقل والدین عورتون
پر گیا رووین انکے مردان بھی ایسے ہی بنے مین خاک پڑے وایسے مردینے پر جو عورتونکی اطاعت اور خوشنودی کے واسطے ایمان سے ہاتھ
اٹھا دیئے اور دوزخ مین جانیکو تیار ہو گئے نکاح والی بی بی کی اہانت کرنے والے لوگ قیامت کے روز اگر حضرت خاتون جنت کنے التجا لیجاینگے
تو حضرت بی بی اُن سے فرماینگے مین نکاح والی ہون تم شادی والی کے پیر سے التجا لاؤ تم کو سخت عیب ہے تم کسی شادی والی کنے جائیو پھر اسوقت مین نے
شادی والی بی بیان کیا جواب دینگے سو معلوم نہین شاید شرمندگی سے تل مُندی ہو کر حیران پریشان پھرینگے اور بعضے احمقان ایسے کام کرنے
والے یہہ کرتے ہین کہ اللہ غفور الرحیم ہے ہم اسکی رحمت کی امید رکھتے ہین جواب اسکا یہہ ہی کہ سچ ہے اللہ بڑا غفور اور رحیم ہے پر اُن گناہگارون کو
جو خطا او سہو سے گناہ کیا کرتے ہین نہ اُن بدکارون کو جو جان بوجھکر شریعت کے برضد کرتے ہین اور ترک کے کام عمل مین لاتے اور رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو اٹھا دیتے اور گناہون سے توبہ نہین کرتے اگر ایسے بھی لوگ کو بخشدینا منظور ہوتا تو پیغمبرونکو بھیجنا لغو کام
ہوتا ہی کیونکہ اسمین کچھ حاصل نہین لوگ کفر کے کام بے محابا اور گناہون پر اصرار کیا کرین تسپر خدا تعالی انکو بخشدے تو پھر پیغمبران احکام خدا کو
طرف سے ماکے سمجھانے مین کیا حصول او پیغمبرونکو نہ بھیجکر بھی یہہ کام کیا ہوتا تو کون مانع تھا ای لوگو یہہ فریب ہی شیطان کا اس سے دور
ہو اور بدکامون سے توبہ کرو نہین تو کئے کی سزا پاوینگے اللہ تعالی تو فرمایا ہی انی غفار لمن تاب یعنی بخشنے والا ہون اسکو جو توبہ
کرے [illegible] یعنی سو توبہ کے حق مین یہہ آیت ہی فلا یجزی الذین عملوا السیات الا ما کانوا یعملون یعنی سو برائیان کرنے والے
ایسے بدلے پاوینگے جو [illegible] تھے اللہ توفیق دیوے ہمین اور تمھین اب یہان یہہ بات بھی جانا چاہئے کہ دین حق پیروی کرنا آیتون کا اور حدیثون
اور مجتہدونکی ہی یہہ کسیمے نہین لکھا کہ مدعی باپ دادا کی چال پر چلنا بھی دین مین داخل ہو پھر جو لوگ ویسے باپ دادا کے رسم کو سند پکڑتے
ہین [illegible] یعنی اللہ تعالی فرمایا ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین یعنی
اور جو کوئی چاہئے سوا اسلام کی حکم برداری کے اور دین سو اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت مین خراب ہی اور فرمایا اللہ جل شانہ نے
ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل یعنی پیروی مت کرو اُن قوم کی خواہشونکی جو تحقیق گمراہ ہو چکے ہین آگے سے اور شرعی دلیل بھی
چار ہین ایک قرآن مجید دوسرا احادیث تیسرا اجماع مجتہدونکا چوتھا انکی قیاس لیکن یہہ کسیمے نہین لکھا کہ مدعی باپ دادا کی چال پکڑ رکھنا
بھی شرعی دلیلون مین داخل ہی بلکہ اللہ تعالی نے باپ دادے کی چال پکڑنے والون کی قرآن مجید مین مذمت کیا از انجملہ یہہ آیت
ہے واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ اباءنا یعنی اور جب کہئے انکو آؤ اس چیز
طرف جو اللہ پاک نے نازل فرمایا اور آؤ اسکے پیغمبر کی طرف تو کہے ہمکو بس ہی وہ چیز جسپر پائے ہین ہمارے باپونکو اس ملک کے لوگ بھی کیا کرتے ہین
[illegible] انکو کسطرح چھوڑین کہ ہمارے باپ دادا کرتے ہوے چلے آئے واہ واہ کیا ایمان ہی اللہ و رسول اور مجتہدین کے فرمودے کے آگے باپ دادا
کا [illegible] رکھتے ہین جو انکے فعل کو اللہ اور رسول اور مجتہدون کے اقوال کے مقابلے مین لاتے ہو حقیقت مین ایسے لوگ باپ دادا ہی پر ایمان لائے ہین نہ
خدا اور رسول پر اور کلمہ بھی باپ دادا کا پڑھین تو خوب ہی اللہ کی پناہ اور جب انکو کہین کہ باپ دادا کے بے دلیل کامون پر چلنا گمراہی ہی تو کہتے
ہین کہ آپ کے سو سچ ہی لیکن البتہ انکو بھی کچھ دلیل اُن کامون پر ملی ہوگی اگرچہ ہماری نظر نہین پڑی کیونکہ وہ لوگ ہمارے سے بہتر تھے اور

عالم والے اگر ایسی مرض میں ہونگے رد اسکا یہہ ہی کہ یہہ بات تمھاری یہود کی بات سے ملتی ہی جو حدیث میں ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم کے ابن عباس سے روایت
کئے ہیں سو آیا ہی کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہودیوں سے ہمکلام ہو کر خوبیان مسلمانی کے ایسے ایسے دلیلوں سے بیان فرمانے کہ
آخر لاجواب ہو گئے آخر رافع ابن خارجہ اور مالک ابن عوف انہیں سے کہنے لگے کہ آپنے جو فرمائے سو سچ ہی لیکن نتبع ما وجدنا علیہ
اباءنا فانهم کانوا اعلم وخیر امنا یعنے پیروی کرتے ہیں ہم اس چیز کی جسپر پائے ہم اپنے باپ دادا کو کیونکہ وے ہمارے سے بہت جاننے والے اور ہم سے
نیک نہاد تھے پھر اللہ تعالی نے اس آیت کو اتارا بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا یعنے ہم چلینگے اسپر کہ دیکھا اپنے باپ دادا کو اب دیکھو مسلمانو
کہ ہمارے تمھارے میں سے سرور انبیا کی بات سے ملتی کسکی بات برتی ہی اور یہودیوں کی بات سے ملتی کسکی بات اللہ توفیق دینے والا ہی اور یہہ بھی ضرور جاننا
ہی کہ امام امت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میرے قول کی سند نہ پاوے تبتلک میرے قول پر فتوی مت دو واسی واسطے انکے مذہب والے امام کے
جس قول کی سند نہ پاوے یا سند کو انکی ضعیف دیکھے امام کے قول کو چھوڑ دیتے ان کے شاگرد کا قول جو قوی سند رکھتا ہو سو اختیار کر لیتے وہ قول
امام کا جو ذکر کیا ملا علی قاری نے سم العوارض فی ذم الروافض کی کتاب میں ہی سو یہہ ہی قال ابو حنیفۃ لا یحل لاحد ان یفتی بقولنا ما لم یعلم
من این قلنا یعنے کہا امام ابو حنیفہ نے کہ نہیں ہی کسی ایک کو فتوی دینا ہمارے قول پر جب تلک نہ دریافت کرے کہ [illegible]
کیا دیکھتے ہیں پھر تمھارے بزرگان ایسے شیخ زعفران کہاں سے ہیں کہ انکے فعل واسطے تجھے سپرد [illegible] اسکی پیروی
لینا لازم ہو گیا شاید اُن لوگ کے عقیدے میں انکے باپ دادا معصوم تھے اسلئے اس حد تلک انکی بعد [illegible]
ہو تو بھی اسکو چھوڑتے نہیں اور اسکو موافق شریعت کے جانتے اور معتبر لوگوں سے ایسا سنا گیا ہی کہ بعضے رکاتی مشایخوں نے باپ دادا پیر مرشد کی پیری
کرنے میں یہاں تلک غلو کئے ہیں کہ جو ہی طریقہ کہ بزرگ باپ دادا میں ایک جو طریقہ ٹھہرائے ہیں اور جو ہی طریقے کو نبوی طریقے پر اختیار کر لئے ہیں یہاں
تلک کہ اسکے چھوڑنے والے کو کچھ نہیں بولتے بلکہ خوش ہوتے اور جو طریقے کو چھوڑنے والے پر آفت ڈالتے اور اسپر طعن کرتے یہاں سے سمجھ جاتے انکی دینداری
کو اور بعضے ان سے حضرت سعدی کی مشہور بیت کو اس طور سے بدلائے ہیں حضرت سعدی کی وہ بیت یہہ ہی بیت خلاف پیمبر کسی رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید سو مشایخ نما دیا سو یہہ ہی کہ خلاف ابا و جد کسی رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید انا للہ وانا الیہ راجعون
ایسے ہی لوگ کے حق میں اللہ تعالی فرمایا ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخاسرین اور ایسے ہی
لوگوں کی مذمت میں جو پیر و مرشد باپ دادا کے حلال کئی ہوئی چیز کو حلال اور حرام کئی ہوئی چیز کو حرام جانتے ہیں یا ان کو سجدہ کیا کرتے ہیں یہہ
آیت ہی اسکی تفسیر سمیت جو قاضی بیضاوی نے کیا ہی یہاں لکھی جاتی ہی اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ بان
اطاعوھم فی تحریم ما احل اللہ وتحلیل ما حرم اللہ او بالسجود لھم والمسیح ابن مریم بان جعلوہ ابن اللہ وما
امروا الا فیما امروا المتخذون اربابا الا لیعبدوا الا لیطیعوا الھا واحدا وھو اللہ تعالی واما طاعۃ الرسول فھو من امر
اللہ تعالی بطاعتہ فھو فی الحقیقۃ طاعۃ اللہ تعالی یعنے ٹھہرائے ہیں مولویوں کو اور عابدوں کو اپنے رب کر کے ورے
اللہ تعالی کے اس طور سے کہ اطاعت کئے انکی حرام کرنے میں اس چیز کے جو اللہ نے اسکو حلال کیا ہی اور حلال کرنے میں اس چیز کے جسکو اللہ نے
حرام کیا ہی یا ان کو رب ٹھہرائے سو اس طور سے ہی کہ انکو سجدہ کیا کرتے ہیں اس سے صاف معلوم ہوا کہ پیر و مرشد باپ دادا کو سجدہ کرنا یا شریعت
کی برخلافی میں انکی بات کو اختیار کر لینا انکو رب ٹھہرائے سے رکھا ہی یہہ نہیں کہ فقط دو رب لانا شرک ہی ربوبیت میں بلکہ جسنے کام جو خدا کو
ہو سکے اسکے ساتھ کیا تو اسکو رب کہے سے رکھا ہوا اور اسکو ربوبیت میں شریک کیا اللہ کی پناہ اور بدعتوں کے کرنے پر اپنی بدعتی بزرگوں کو

سند ملی ہوگی کرکے سمجھنا چاہیے اور بیچ و توفا و گمراہ ہے ہر بدعتی ایسا ہی کہہ سکتا ہے یہہ بات جہت تعصب اور نفسانیت کی ہے ہان تمہارے دعوے
پر شریعت سے دلیل ملے تب تم انکی چال کو ظاہر مین برخلاف قوانین شریعت کے بتری چھوڑ دیکر دلیل اسکی ڈھونڈھتے ہو جب ملے تب اختیار
کرو فقط تمہارے تجربے کسیکام کو کئے ہووین تو اس کام کے جائز ہونیکی دلیل نہین ہے کیونکہ یہہ تو پیغمبر معصوم ہی کی صفت ہے نہ دوسرے کی اور تم
جو یہہ کہا کرتے ہو کہ شدا اور جھنڈے وغیرہ بدعتین جیسا ثواب پہنچانے واسطے دن تاریخ یا کسی قسم کا کھانا معین کرنا اور تھیلہ چھیتی اور
رابعہ بصری کی کھچری کرنا اور حضرت بی بی کی صحنک بھرنا اور وقت رزق کھکرنا اور امام علی موسی رضا کے نام کا پیسہ بازو پر مسافر اور بیمار کے
باندھنا اور سیتلہ کو بری ہین چھاون چھوت سے ورنا اور خم و سر چھیتے کو چاندر پونپنا اور آگ کے لکتیان اسپر سے اتارنا اور کسی بزرگ کے
چراغان کرنا اور یوتیان بچون کے ہاتھ سے پکڑانا اور بزرگون کے تہوار اور بدیان اور ہسلیان اور بادلیان بچونکو پہنانا اور بچے کو کسیکے
گھر نہین بیچنا اور آگ کو دو شخص کے بیچ مین سے لیجانے کو ان دونومین دشمنی پڑنیکا سبب جاننا اور حضرت پیغمبر کے نام کے چاندان بچون کے گلے
مین ڈالنا اور ایسے ویسے کام جو مدتون سے ہمارے بزرگان کرتے چلے آتے ہین البتہ اچھے کام ہونگے نہین تو اس مدت سے کیون ہوا کرتے جواب
اسکا یہہ ہے کہ سورۂ شعرا مین ہے قالوا بل وجدنا آباءنا کذلک یفعلون یعنی بلکہ ہمنے پائے اپنے باپ دادا یہی کرتے اس آیت کی تفسیر
مین بیضاوی مین لکھا ہے فان التقدم لا یدل علی الصحۃ ولا ینقلب به الباطل حقا یعنی پہلے کرتے چلے آنا کسی کام کے درست ہونے
کی دلیل نہین باطل کام تھا سو حق نہین ہوتا پھر وہ سب بدعتان تمہارے بڑے مدتون سے کرنیکے سبب سے روا نہین ہونہین تو رافضی بنا
اور خارجی بنا ان بدعتون کے بھی اگلے سے چلے آتا ہے بہر حال کہ رافضیان اور خارجیونکو پہنچتا ہے کہ ایسا ہی کہین جیسا تم کہتے ہین بلکہ شرک تو سب
کے اگلے سے چلے آتا ہے پھر اگلے سے چلے آنا دلیل اسکی بہتر ہونے پر نہین خوب سمجھو اور ہوش پکڑو ایسی بیہودہ بات نہ بکو اللہ توفیق دیوے اور خوب
غور و تامل سے دیکھو کہ سرور عالم کے زمانے سے آج تلک کسی ملک مین سوائے اس گمراہ ہندوستان کے کسی قسم کے کھانے کو قید اور شرط لگائے نہین
اور کھلانے کو قید لگانا سرور عالم کے فرمان مطلق کے صاف برخلاف ہے جو حضرت نے فرمائے ہیں اطعموا الجائع یعنی ہر بھوکے کو کھلاؤ دیکھو
تو ہر بھوکا عام ہے سید ہو یا شیخ غلام ہو یا صاحب اشراف ہو یا کم ذات بی بی ہو یا باندی ہو اور لفظ کھانیکا بھی عام ہے کسیطرح کا حلال
کھانا ہو اور ایک حدیث مین آیا ہے اطعموهم مما تطعمون یعنی کھلاؤ باندی غلام کو اس کھانے مین سے جو تم کھایا کرتے ہو پھر یہہ کھانا بھی
عام ہے پھر اس عموم کو خاص کرنا نادانی ہے پس انصاف کرو دیندار و کہ صحنک و کھچری کرنا نیاز کی روا نہین چنانچہ اگلے بیانون سے
معلوم ہو چکا پھر اگر تم اسکو روا جانکر کرتے ہو تو آپ ہی کھانا اسمین سے بڑے دن اور کم ذاتون کو اگر چہ وے لوگ اللہ و رسول کے فرمان بردار اور
دوستدار ہین اپنی خدمتی باندی غلام کو نا کھلانا ان حدیثون کے جو مطلق کھلانے پر دلالت کرتے ہین خلاف کرنا ہے ابن حجر مکی نے تحفہ شرح
منہاج مین لکھا ہے کہ سنت ہے باندی غلام کو کھلانا اس کھانے مین سے جو آپ کھاتے ہین اگر چہ تھوڑا سے قول اسکا یہہ ہے ویسن ان
ینا وله مما یتنعم به من طعام و ادم یعنی مسنون ہے دینا غلام کو اس اچھے کھانے مین اور سالن مین سے جو آپ کھاتے ہین جب کھانے
کو مقید کرنے والے اس تقریر کو سنتے ہین تو کہتے ہین کہ ہم باندی غلام واسطے ویسی ہی کھچری اور کھانا جدا تیار کرکے دیتے ہین جواب اسکا یہہ ہے کہ اس
کھانے مین سے نہ دینا اور ویسا کھانا جدا تیار کرکے دینا صاف انکی تحقیر اور توہین پر دلالت کرتا ہے اور کسی کو حقیر جاننا بڑا کبیرہ گناہ ہے اگر چہ غلام ہو
کیونکہ اسکا خاتمہ خوب ہوگا سو معلوم نہین جسکا خاتمہ خوب ہو وہی نجات پایا اسی واسطے حدیث مین آیا ہے کہ روز قیامت مین اسکو بڑی
حسرت ہوگی جو وہ دوزخ طرف چلے اور غلام اسکا بہشت طرف چلے جاتا تمہر کسی کا مخفی ہے کوئی شخص کسیکی اہانت نکرنا اور اسکو حقیر نجاننا روا ہے

کہ ایک روز کسی بے ادب نے بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ سچ کہو حضرت تمہاری داڑھی اچھی ہے یا کتے کی دم تو فرمائے اگر میں ایمان پر مروں تو میری
داڑھی اچھی ہے نہیں تو کتے کی دم دیکھو تو ایسے بزرگ ولی خوف خاتمہ سے کیسی بات فرماتے ہیں یہہ روایت مسیلح الانز میں ہے اور قرآن شریف
میں بھی مطلق کھانا کھلانے کی تعریف آئی ہے جیسا فرمایا اللہ پاک نے ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا یعنے اور کھلاتے
ہیں کھانا اسکی محبت پر محتاجوں کو اور بن باپ کے لڑکے اور قیدی کو اللہ پاک نے تعریف کیا مسکین و یتیم اور اسیر کو کھانا کھلانے کو سو لوگ
اشراف ہیں یا کم ذات سید ہیں یا شیخ غلام ہیں یا صاحب باندی ہے یا بی بی بلکہ اللہ نے قید کرنے والے کافروں کی مذمت کیا جو فرمایا
ہٰذہ انعام و حرث حجر لا یطعمہا الا من نشاء یعنے کہا اللہ صاحب نے سورہ انعام میں اور کہے ہیں یعنے کافروں نے یہ مواشی
اور کھیتی اچھوتی ہے نہ کھاوے اسکو مگر وہ جیکہ چاہیں ہم اسکو پھر دیکھو تو اچھوتا کہنا اور جنکو آپ چاہیں اسکو کھلانا اور دوسروں کو کھلانا
روا نجاننا کافروں کی چال ہے اللہ پاک نے جس کام کی مذمت کیا مسلمان کو لازم ہے کہ اس سے دور رہے اور انصاف سے دیکھو کہ حضرت خاتون جنت
نے مولا علی لائے سو پانی ڈالکر اپنے ہاتھ سے آٹا گوندھکر پکائے سو روٹی مسکین و یتیم او قیدی کو دئے اس کام پر انکی تعریف میں آیت
اتری پھر تم جو اپنے ہاتھ سے پکاتے سو کھانا اسپر حضرت بی بی کا نام لگانے سے اور رابعہ بصری کی نام کی کھچڑی دوسروں کو نہ دیتے سو برا
برا کام کرتے ہیں شاید اس روٹی سے اس کھانے اور کھچڑی کو تم افضل تر جانتے ہو گے نعوذ باللہ منہا اور اسیطرح بد ہے وہ قید جو رزق کے روٹ
کو لگایا کرتے ہیں یعنے میٹھی روٹی رزق کی ترقی کے واسطے منت کرکے پکاتے اور لڑکیوں کو نہیں کھلاتے اس اندیشے سے کہ لڑکیاں تو غیر گھر جانے
والی ہیں مبادا ہمارا رزق ساتھ انکے نہ چلا جاوے دیکھو مسلمانو یہہ شرک کا عقیدہ ہے کیونکہ ایک کا رزق دوسرے کو نہیں جاتا اسپر ایسا قید لگانا
صاف کافروں کی چال ہے جیسا اللہ تعالی نے فرمایا وقالوا ما فی بطون ہٰذہ الانعام خالصۃ لذکورنا ومحرم علی ازواجنا
یعنے کہے کافروں نے کہ جو ان چارپایوں کے پیٹ میں ہے سو خاص ہمارے مردوں کو ہے اور حرام ہے ہمارے عورتوں پر دیکھو کسی چیز کو مردوں
پر حلال کرنا اور عورتوں پر حرام یا عورتوں پر حلال مردوں پر حرام جیسا رابعہ بصری کے فاتحہ کی کھچڑی سو کافروں کی چال ہے اللہ کی پناہ اگر کوئی
کہے کہ ہماری منت ایسی ہی ہے اسلئے ہم قید کرتے ہیں جواب اسکا یہہ ہے کہ عذر گناہ بدتر از گناہ اسی کو کہتے ہیں کیونکہ مخلوق کی منت ماننا اجماعی
حرام ہے جیسا جان چکے پھر ایسی منت کب روا ہے جو تم کئے ہو اور یہہ بھی جانا چاہئے کہ عوام کہتے ہیں کہ حضرت خاتون جنت کی کی اکثر تاثیر
ہے کہ صحنک نہیں کھانے نا محرم کھایا تو ضرر پاتا ہے ہم کہتے ہیں کہ سالیانہ کے فاتحہ اُنہی حضرت بی بی کے جو ہر کوئی کیا کرتا ہے اور ہر کسی کو کھلاتا ہے
لیکن کسیکو کچھہ ضرر نہیں ہوتا سو کیا سبب ہے اس سے صاف کھلتا ہے کہ ضرر پہنچنا حضرت بی بی کے نام کا اثر نہیں بلکہ چنے کی دال اور میدہ
اور شکر او بھاجی ایک کوری صحنک میں ایک جا جمع ہونے سے یہہ تاثیر اسمیں پیدا ہوئی یہہ عجب معجون مرکب ہے جو نہیں کھانے والا
کھایا تو ضرر پانے لگا اور ایک بات یہہ ہے کہ فاتحہ کے کھانوں کو خصوصا صحنک اور رابعہ بصری کی کھچڑی کو تبرک جانتے ہیں سو صاف انکی
گمراہی ہے اگر اسلئے تبرک ہونے او باندی غلام اور جنب کھائے تو ضرر پانے پر کچھہ دلیل پاتے ہوں تو کسی معتبر کتاب سے بتلا دو اور طرفہ یہہ ہے کہ
اس صحنک اور کھچڑی کا ادب قرآن و حدیث سے بڑھکر کرتے ہیں جنابت والی کی چھاؤں اسپر پڑنے نہیں دیتا اور وہ کھانا کھانے
پر ایک جدے پاک باسن میں ہاتھہ کو دھوتے اور اس کھانے طرف پاؤں نہیں کرتے اللہ دیا سو رزق ہے کر کھیتے تعظیمات کرتے تو ہم کھانے
کے ساتھہ کیا کرتے بلکہ فاتحہ کا کھانا ہی کر کرئے تعظیمات ایجاد کئے ہیں دیکھو مسلمانو کہ صحنک اور کھچڑی او فاتحہ دینے سے کیا چیز انمیں
بڑھہ گئی جو اتنی تعظیم اسکی کیا کرتے ہو زبان سے الحمد تل ہوا اللہ او نام حضرت بی بی کا اور رابعہ بصری کا نکلتے ہی ہوا پر کیا کھانے تک

نہین ہوجاتا بلکہ کہانا جیسیکا تیساہی رہ گیا پہراس کہانے مین کونسی تازی صفت پیدا ہوئی ہے جو اتنی تعظیم کے لایق ہو گیا اور سرور عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے کے کہانے کو اسکی آدہی تعظیم نہین کرتے اور سب کو کہلاتے جیسا پیر پہلوان اور بدوح شہید کے فاتحہ
کے کہانے کو سب کہاتے اور ہر کسیکو کہلاتے شاید تم لوگ کہو حضرت پیغمبر رابعہ بصری سے کم تہے خاک پڑو ایسی الٹی سمجہ پر ایمان تو کہان
رہتا ہے اور احمق اور گمراہ ہے دیکہو کہ خود حضرت بی بی کے سالیانے کی فاتحہ جب کرتے ہین تو سب کو کہلاتے باندی غلام کو بہی دیتے اور ادب
اور تعظیم اس کہانیکی اتنی نہین کرتے اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تعظیم اور آداب حضرت بی بی کے نام کی نہین ہے اگر نام کی ہوتی تو اس کہانے
کی بہی کیا کرتے کیونکہ اسی مبارک نام سے اس کہانے پر بہی فاتحہ دیا کرتے ہین بلکہ وہ ادب اور تعظیم اس تازی اختراع کا ہے جو نئے صحنک مین گہی کا
دورہ دیا ہوا خشکہ بہر کر اسپر دال دہی شکر اور بہاجی رکہا کرتے ہین سبحان اللہ یہہ عجب بدعت ہے کہ جسکی تاثیر یہان تلک ہوئی کہ
تعظیم مین کلام اللہ سے بڑھ گئی اگر یہہ کہینگے کہ یہہ تاثیر ہماری منت کی ہے کہ ہم منت ایسی ہی کئے تہے جواب اسکا یہہ ہے کہ منت کرنا بندے سے حرام ہے سو لگے
ہی لکہا گیا پہر حرام چیز مین یہہ تاثیر کہان ہے اور یہہ بہی جانا چاہئے کہ اگر صحنک کی تعظیم اسلئے کرتے ہین کہ اسکو نام مبارک حضرت بی بی خاتون دو
جہان کا لگائے ہین تو پہلے یہہ بات ہے کہ خود نام مبارک کی تعظیم اتنی نہین کرتے حیض والی بہی نام مبارک کو لیتی اور جنابت والا بہی زبان
پر لاتا پہر نام لگائے سو کہانا کہانے مین کیا خلل آ گیا اور جو ہوتی سو معلوم نہین ہوا دوسری بات یہہ ہے کہ سید کو فرزند خاتون جنت کا کہتے
ہین اس صورت مین صحنک خاتون جنت کی اور فرزند خاتون جنت کا بولنے مین نام لگانے مین دونو برابر ہے پہر سید کی اتنی تعظیم نہین کرتے
سو کیا سبب حالانکہ سید جز نبی خاتون جنت کا ہے کیا اور صحنک جز نہین ہے اس سے تم لوگ کا ایمان اور عقل معلوم ہو چکی اللہ کی پناہ بعضو نے بدعتی
عقیدہ رکہنے مین ہندؤون پر سبقت لیگئے سو حضرت قادر ولی کی درگاہ کے نئے کہیر کی متکی جو پہوڑا کرتے ہین سو اس کہیر مین سے کچہہ
لوٹ لیا ذکر یا کسی سے مانگ لیکر ملکے ملک تبرک جان کر لئے پہرتے ہین اور گہر بگہر دو دو دانے اسمین سے بہیجو اتے ہین اور ان دانون کو
آنکہون پر رکہتے مگر ہندؤون کے پرشاد کے قیاس پر تبرک ٹہہرائے ہونگے کیونکہ انکے پاس برہمن کے نام کا پرشاد بہت عزت رکہتا ہے
لیکن یہی ہی تعظیم کیا کرتے ہین اور اسکو تبرک ٹہہرا کر شہر شہر لئے پہرتے ہین نہین تو ہمارے دین مین ایسے باتو کا کہین ٹہکانا نہین مسلم کی حدیث مین
آیا ہے من عمل عملا لیس علیہ امرنا فہو رد یعنے جس کام پر ہمارا حکم نہین سو وہ کام مردود ہے اور اسیطرح ہے جو صندل کی متکی یا پیالہ رکہہ
کر جمعیت کے ساتہہ طاسہ مرفع بجواتے اور باجا وغیرہ کرواتے ہوے لیجاتے ہین سو بہی ہندؤون سے لئے ہین کیونکہ انہون نے بت کو نہلانے کے پانیکا
گہڑا اسیطرح ترک اور شان سے نقارہ وہیتیان بجواتے ہوے بڑی جمعیت کے ساتہہ لیجایا کرتے ہین نعوذ باللہ منہا نادر تماشا یہہ ہے کہ فرض نماز پڑہتے
نہین اور زکاۃ دیتے نہین اور صلہ رحمی اگرچہ حسن اخلاق سے ہے کرتے نہین اور غیبت مسلمانون کی کرنا کہ اشد زنا ہے چہوڑتے نہین اور جہوٹہہ
بولے سوا رہتے نہین اور قبرونکا طواف کرتے اور انپر غلاف ڈالتے صندل لگاتے جو اکہیلتے اور اقسام کے فحش و فحوش کرتے تشبیر زیارت
قبرون کی کرنا فرضون سے زیادہ لازم کر لئے ہین اُنسے پوچہے تو کہتے ہین کہ یہے سب مان کرکے گناہگار تو ہو گیا زیارت قبرونکی چہوڑ کر رہ
ہی بن جائین اسکی وہی کہاوت ہے کہ ایک شخص تہا کہ رمضان مین روزہ نہین رہتا پر سحر خوانخواہ کیا کرتا تہا لوگ اُس سے پوچہے کہ
تو روزہ نہین رکہتا پہر سحر کرنیکا کیا سبب تو جواب دیتا کہ فرض روزہ چہوڑ کر تو گناہگار ہوا کیا سحر کرنیکی سنت چہوڑ کر کافر ہو جاؤن
معاذ اللہ اور بعضے جاہلان شادی کے رسوم اور فاتحہ کے قیود اور شروط خصوصا حضرت بی بی کی صحنک اور رابعہ بصری کی کہچڑی اُن
قیدون اور شرطون کے ساتہہ کرنے پر اس طور سے سند بیان کرتے ہین کہ ہمارے فلانے دادا صاحب نے جو بڑے ولی کرامت والے تہے اور فلانے ہمارے

پیرزادے نے جو بڑے عارف اور صوفی تھے سو ان رسموں کو کئے ہیں اور قیدوں اور شرطوں سے فاتحہ کئے ہیں اور فلانی بستی کے فلانے ولی ان کاموں
کو اب بالفعل کیا کرتے ہیں پھر اگر یہ رسوم اور شروط بد ہوتے تو البتہ ان بزرگوں نے ان کاموں کے کرنے پر ہمیشگی نہ کئے ہوتے جواب اسکا یہہ ہے کہ یہ پہلے
تو یہ بزرگان ان رسموں کو کیا کرتے تھے سو کون سے متقی اخبار یعنی حدیثوں سے اور پرہیزگاروں سے ثابت ہوا ہے جو ہم تمہاری بات کو مان لیں بیش ازین نیست
کہ تمہارے بدعتی باپ بھائی چچا ماموں تمہارے روبرو بیان کئے ہونگے ہم تو بدعتیوں کی بات کو بدعتوں کے جواز پر سند نہیں کرینگے اور کوئی دیندار
عقلمند بدعتیوں کے قول کو بدعتوں کے جواز پر قبول نکریگا جیسا اصول حدیث میں قاعدہ مقرر ہے کہ شیعہ اگر راست گو ہو تو اسکی روایت کو
قبول کرتے ہیں مگر جب تشیع کے مذہب کی تائید کی روایت لایا تو اس روایت کو نہ مانینگے دوسری بات یہہ ہے کہ ولایت شریعت پر سیدھا چلنے
کو کہتے ہیں الولایۃ ھو الاستقامۃ علی الشریعۃ وارد ہے اور عقاید کی کتابیں لکھے ہیں کہ ولی وہ ہے جو شریعت پر برابر چلے جیسا تکمیل
الایمان میں بھی یہہ بات لکھے ہیں پھر اس صورت میں تمہارے ہی اقرار سے وہ دونو بزرگ بدعت کے کام ہمیشہ کیا کرتے تھے پھر ولایت انکی معلوم
اگر تمہارے وہ بزرگان اتنی بدعتیں اور بدعقیدے رکھتے ہو کر ولی ٹھہریں اور عارف بنیں تو شیعہ بھی کہینگے کہ ہمارے فلانے فلانے بڑے
بڑے محدث اور فقیہ تھے پھر سب صحابہ اگر بد کام ہوتا تو البتہ نہ کئے ہوتے جب لئے تو معلوم ہوا کہ بد نہ ہوگا کیونکہ اتنے بڑے محدثان اور علما
جان بوجھکر بد کام پر الکھتے نہ ہونگے اگر ہم انکو کہینگے کہ تمہارے بزرگان علم والے تو تھے اس لئے گمراہی پر رہگئے تو شیعہ سب کے سب ہنستے ہوئے کہینگے کہ سچ ہے یہی
جواب ہمکو کوئی لگتی نہیں ہم کہتا تمہارے بزرگان تو اتنی بدعت اور بدعقیدے رکھے پر بھی ولایت اور ہدایت انکی نہیں گئی ہمارے بزرگان ایک سنت
صحابہ کرنے ہی گمراہ ٹھہرے سبحان اللہ کیا انصاف اور خدا ترسی ہے پھر اسوقت ہمکو الزام کھا کر شرمندے ہو کے رہنا پڑیگا جب تم ہی اور دکھ
دئے اور بات کو تمہارے کاٹ دیئے تو ان کو بھی دندان شکن جواب دے سکینگے واللہ ولی التوفیق اور تم وہ جو کہے کہ کرامتیں ان سے صادر ہوئے
ہیں سو جانئے کہ ظہور خرق عادات کا ان سے یقینی نہیں کہ انکی اولاد اور مریدیں بھی بیان کرتے ہیں اگر یقین بھی ہو تو ولایت انکی کب یقینی
ہے کیونکہ خرق عادات ولی سے بھی ہوتے ہیں اور جادوگر سے اور طلسمات کرنے والے سے بھی اور دعوتی سے بھی ہمکو تو اتنا یقین ہے کہ وہ بزرگان
ولی نہیں تھے کیونکہ شرط ولایت کا شریعت پر برابر چلنا ہے وہ تو تمہارے ہی اظہار سے پایا نہ گیا اذا فات الشرط فات المشروط یعنے جب
شرط نہ پائے جاوے تو مشروط بھی نہ پائے جائیگا پھر یہہ بات ٹھہری کہ ان کے ہاتھ کوئی ایک اسم لگا تھا سو اسکی دعوت کے بل سے کبھو خرق عادت
ظاہر کئے ہونگے یا سحر میں کمال رکھتے تھے یا طلسمات میں سو دنیادار کام ان سے صادر ہوئے ہونگے اور ہندؤوں کی جہار سوں سے بھی خرق عادات ظاہر
ہوا کرتے ہیں پھر خرق عادت کا ظاہر ہونا ولایت ہی پر دلیل نہیں کیا تم دجال کا احوال حدیثوں میں دیکھے نہیں اسلئے فقط کرامتوں کو دلیل
ولایت کی ٹھہرالئے ہوں ہاں ولایت ہی پر دلیل ہے سو فقط برابر چلنا ہے شریعت پر اور اگلے اولیاء اللہ فرمائے ہیں کہ خلاف شریعت کا کرنے
والا ہوا پر بھی اڑے یا پانی پر چلے تو بھی اسکو ولی نہ ماننا جیسا حضرت امام شعرانی اپنے طبقات میں ایسے بہت اقوال ذکر کئے از انجملہ یہہ قول
ہے صوفیوں کے سردار کا جو جنید بغدادی ہے کہ کہا اسنے طریقتنا ھذا مشید بالکتاب والسنۃ فلو رأیتم رجلا قد تربع فی
الھواء فلا تقتدوا بہ حتی تنظروا عند الامر والنہی یعنے یہہ طریقہ ہم صوفیوں کا مضبوط کیا گیا ہے قرآن و حدیث سے پھر اگر
تم کسی کو دیکھو گے کہ ہوا پر چار زانو بیٹھا تو پیروی اسکی مت کرئیے جبتک کہ برابر نہ دیکھیں اسلام و نہی کرتے تب از انجملہ یہہ قول ہے الطریق
مسدودۃ الا علی المقتفین آثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فمن لم یحفظ القرآن ولم یکتب الحدیث
لا یقتدی بہ یعنے خدا کو پانیکا راستہ بند ہے مگر ان لوگوں پر بند نہیں ہے جو پیچھے پیچھے سرور انبیا کے چلے جاتے ہیں پھر جس نے از بر کیا

وان کو اور نہ لکھا حدیث کو سو اقتدا انکے لیے اسکی اور ملفوظ شریف سے غوث الاعظم کے پانچ سو بیناالیسوین سبق کے وعظ مین ہی کہ فرمایا غوث
الاعظم نے من لم یکن الشرع رفیقہ فی جمیع احوالہ فہو ہالک مع الہالکین یعنے شریعت جسکے ساتھ نہو اسکی سب حالتو مین وہ
ہلاک ہونے والا ہی ہلاک ہونے والون کے ساتھ اور امام شعرانی اپنے طبقات مین شافعی سے نقل کیا کہ کہا اسنے لو رایت صاحب بدعۃ
یمشی علی الماء ما قبلتہ یعنے اگرچہ دیکھونگا مین کسی بدعتی کو پانی پر چلتا ہوا تو اسکو مقبول نہ رکھونگا اور اسکو نہ مانونگا دیکھو کسیئے یہہ نہ کہا کہ ایسے
کرامت والے البتہ کچھہ سند پاکر تے ہونگے انکے کئے کو ماننا ہی پھر اب گمراہان ایسی بات کہے تو کوئی بدبخت ہی مانیگا اللہ توفیق نیک دیوے
اور قطب الوقت شیخ عدی بن مسافر نے کہا ہی جو امام شعرانی نے اپنے طبقات مین ذکر کیا عبارت اسکی یہہ ہی اذا رایتم الرجل تظہر لہ
الکرامات والخوارق فلا تعبأوا بہ حتی تنظروہ عند الاوامر والنواہی فان جماعۃ من الرہبان اظہروا خوارق
وعجایب وہم کفار یعنے جسوقت تم دیکھو گے کسی مرد کو کہ کرامات ظاہر کرتا ہی تو اعتبار اسکا مت کرو جب تلگ کہ تم نہ دیکھو گے اسکو
امر و نہی کنے یعنے شریعت کے حکمونکو بجالانے والا اور اسکی منہیات سے باز رہنے والا دیسے کیونکہ نصارا ہی کے زاہدان بھی ظاہر کیئے مین خرق
عادتون کو اور نادر کامونکو حالانکہ وے کافران ہین سو اسواسطے خرق عادت کو اعتبار نہین اور ظہور انکا ولایت پر اور اللہ تعالی کنے مقبول
ہونے پر دلیل نہین ہی انتہی چنانچہ معتبر راویون سے سنا گیا ہی کہ سن بارہ سو بیناالیس مین شہر مدراس کے بیچ ایک برہمن کہین سے آیا تھا
سو ایک دو گز کی بلندی پر ہوا مین الگ چارزانو بیٹھا کرتا تھا پھر خرق عادت کو کیا اعتبار مگر جان اسکے ساتھ شریعت کی تابعداری پایئے
جاوے تو البتہ اسکو اعتبار ہی اگر یہہ کہین کہ یہہ سب برا ہی لیکن ہم کہتے ہین کہ انکو ان کامونکی سند نہین ملی ہوگی سو کئیے ہین سند انکی نہ پاتے
تو البتہ نہ کئے ہوتے جواب اسکا یہہ ہی کہ شریعت احکام ظاہری کا نام ہی کچھہ کوشش بکوشش چلے آیا سو راز نہین پھر تم سندان کامونکی حدیث
و قرآن سے بتلاو اور کون سی کتاب مین ان کامونکا جواز لکھا ہی سو نکال دو اور فقط کہنا کہ وے بزرگان سند انکی پایئے ہونگے معتبر نہین
ہی کیونکہ ہر ملحد ریش تراش اور فقیر سجدہ لیو اپنے الحاد اور ریش تراشی سجدہ لینے پر ایسا ہی کہا کریگا کہ فلانا ولی الحاد بکا تھا اور فلانا ولی داڑھی مونڈوایا تھا
سجدہ لیتا تھا البتہ کہین کچھہ سند پائے ہونگے نہ پایئے ہوتے تو ایسے کام نہ کئے ہوتے پھر اگر تمھاری بات قبول کیئے تو انکی بات کو بھی مان لینا پڑیگا
یہہ بھی غلط وہ بھی غلط اور اسیطرح ہر بدعتی اپنے دادا پردادا کو اولیا ٹھہرا کر انکے کئے کو سند کریگا اور بدعت کو تائید کریگا پھر قرآن و
سنت اور نبی کا آنا عبث ہوتا ہی ہر کام کی بات وہی ہی کہ سند انکی بیان کرو نہین تو ان کامون سے باز آؤ اور یہہ بھی جان لیا چاہئے کہ مذہب
تمھارا اور تمھارے بزرگونکا یا حنفی ہوگا یا شافعی یا مالکی یا حنبلی لیکن کسی ایک امام نے ان چار اماموں سے ایک کام کو بھی ان کامون مین سے
نہ آپ کیا نہ کتاب مین لکھا پھر تم اور تمھارے بڑے کہان سے نکالے یہ کام نہ قرآن و حدیث مین ہی نہ مذہب کے کتابون مین اور سب عالمون کا اتفاق
ہی اس بات پر کہ جو عقیدہ ان چار مذہب سے خارج رہے سو وہ گمراہی ہی اور تم حنفی یا شافعی کہلاتے سو بہت عجب ہی کیونکہ پیروی تو باپ
دادا کی کر رہے ہین پھر ابوی یا جدی کہلانا مناسب ہی نہ حنفی نہ شافعی اللہ توفیق دیوے والا ہی اور امام غزالی نے پیرون کے کام کو سند کرنے
والون کی مذمت مین کہا ہی سو آگے بدعتون کے بیان کے اوایل مین مذکور ہو چکا لیکن پھر یاد دہی کے واسطے یہان بھی اس عبارت سے کچھہ
نقل کی جاتی ہی وہ عبارت یہہ ہی فاذا جاء احد وانکر علینا ما ارتکبنا من تلک الامور فان کان ممن لہ توقیر فی
قلوبنا نقول ہذا جایز ذہب الی جوازہ فلان ونذکر لہ بعض ما نقد منا من سہی او غلط او غفل وان کان
ممن لا توقیر لہ فی قلوبنا نسمع منہ ما لا نظنہ ولا یخطر ببالہ کل ذلک بسبب الجہل المرکب فینا یعنے پھر جب کوئی ہمارے

پر ان بدعتوں کو انکار کرتا ہے پس اگر وہ شخص عزت والا ہے تو اسکے جواب میں یہہ کہتے ہیں کہ ہم نے کام جائز ہیں اسکے جواز پر فلانا شخص گیا ہے اور
ہم ذکر کرتے ہیں اسکے آگے بعضوں کا نام ان لوگوں میں سے جو سہو کئے یا غلطی یا غفلت ما کرو انکار کرنے والا عزت والا نہ ہو تو پھر سنتا ہے
ہم سلے بسی یا تو انکو جو اسکا گمان بھی نہیں رکھتا تھا اور دلمیں اسکے نہیں گذرتا تھا یہہ تمام ہمارے جہل مرکب کے سبب سے ہے اللہ کی پناہ پھر آئیے ہم پہلے
مطلب کی تتمہ طرف کہ اگر تمہاری خاطر سے تمہارے بڑون کو ولی بھی ہم ٹھہرالئے تو خلاف شریعت میں انکی پیروی حرام ہے کیونکہ شریعت ظاہر
ہے کچھ مخفی گوشہ بگوشہ پہنچنے والی چیزون سے نہیں ہے پھر ان کاموں کی سند شریعت میں بتلا دیو تو ہم بھی مان لینگے اگر یہہ کہیں کہ وے
بزرگان سندان سموں کی کہیں پائے ہونگے جواب اسکا یہہ ہے کہ ان سموں کا خلاف شریعت کے ہونا ہم بالفعل تم کو بتلا دیتے ہیں اور موافق
شریعت کے ہونے میں تم شک پڑا ہے یقین کو چھوڑ کر شک کو لینا دینداروں کا کام نہیں ہے اور عقلمند لوگ بھی ایسا کام نہ کرینگے سعدی شیرازی نے خوب
کہا ہے بیت خلاف پیمبر کسی رہ گزید * کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید * اللہ توفیق دینے والا ہے جب ان بدعتوں کو دلیلوں سے عاجز کریں تب شرمندے
ہو کر ایک بڑے ولی پر جسکی کرامت سب لوگ میں مشہور ہے سو جا کرتے ہیں اور اسپر تو طیہ باندھتے کہ فلانا بڑا ولی فلانا کام ایک بدعت کا
نام لیکر کہتے ہیں کیا ہے چنانچہ ایک بدعتی نے غوث الاعظم قدس سرہ کا نام لیکر کہا کہ انھوں نے اپنے ایک فرزند کی قبر پر آپ [illegible] گنبد بنوائے
دیکھو اگر گنبد بنانا بد کام ہوتا تو وہ کاہے کو کئے ہو جواب اسکا یہہ ہے کہ اس بات کو سوائے بدعتیان جاہل کے کوئی عالم فاضل نہیں کہتا ہے بدعتیوں کی بات
خصوصا بدعت کی تائید میں کب سند ہے اور سوائے اسکے یہہ ہے دیکھو کہ مناقب نویسان اولیا کے جو غوث الاعظم کا احوال تفصیل وار لکھے ہیں
سو کسی نے انمیں سے اپکے احوال میں لکھا نہیں کہ آپنے اپنے جیتے اپنے فرزند کی قبر پر گنبد بنوائے پھر بدعتوں کے مشہور کرنے کو کیا اعتبار ہے
آزاد فقیران گانجہ کش داڑھی منڈھوانے اور چوڑیاں پہننے پر بہت سے نقلیات تراش کر بڑے بڑے بزرگوں کی طرف منسوب کر دئے ہیں
اپنی داڑھی منڈھوانے اور چوڑیاں پہننے کو سند رہے پھر جو دیندار ہے سو ایسے نقلیات اور روایات پر غلط کو گوز شتر جانیگا اور صراط مستقیم
پر چلا جائیگا واللہ یہدی من یشاء الی سواء السبیل اگر ہم فرض کئے کہ کوئی کام خلاف شریعت کا کسی بزرگ مشہور ولی طرف ثقات
کی روایت سے منسوب بھی ہوا پر انکی پیروی کرنا اس کام میں حرام ہے کیونکہ ولی کے دو حال ہیں سکر اور صحو سکر کے حال کے کام کو اور بات کو
سند کرنا کسی مسلمان کو نہ چاہئے اور اللہ تعالے فرمایا ما اتاکم الرسول فخذوہ یعنے کچھ رسول اللہ نے دئے ہیں سو لیو اور اسپر عمل کرو
اور یہہ نہ کہا ما اتاکم الولی فخذوہ یعنے جو ولی نے دیا ہے سو لیو اور اسپر عمل کرو ہاں اگر ولی کا قول یا فعل قوانین شرعیہ کے برابر پڑا تو وہ رسول
اللہ ہی کا قول اور فعل ہے اسکو مان لیا ہے اور نہیں برابر پڑا تو آن پر سو نیت دینا کہ کس حال میں کیا جانکر کیا ہے سو خدا جانتا ہے اب ایک بات کام
کی ہے ذرا کان دھر کر سنئے کہ اللہ پاک جل شانہ نے فرمایا الرجال قوامون علی النساء یعنے مرداں اپنے عورتوں پر حاکم ہیں اسی واسطے
فرمانبرداری مردونکی عورتوں پر اور عورتونکو احکام دین کے سکھلانا مردوں پر واجب کیا پھر اگر مرداں احکام دین کے عورتوں کو نہ سکھلاویں
اور انکو واجبات ادا کرنے اور بدعات چھوڑ دینے واسطے حکم نکریں تو اللہ جبار ذو البطش الشدید کے غضب میں پڑینگے اعوذ
باللہ من غضب الجبار پھر جنہوں نے بدعات کرنے میں رعایت عورتونکی کیا کرتے ہیں سو اللہ پاک جل شانہ کی لعنت کے سزاوار ہونگے
میں حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے روز ایک عورت کو حاضر کرینگے جب اسکو دوزخ میں ڈالنے واسطے حکم ہوگا تب وہ عرض کریگی ای
رب العزت میرے سب تقصیر پدر بزرگوار کو بھی دے اللہ پاک جل شانہ فرمائیگا کہ تیرے باپ کو کسطرح بھیجا ہوگا تب وہ عورت عرض کریگی ای
رب العزت سچ ہے تقصیر کے کام میں نے ہی کئے پر سبب اسکا پدر بزرگوار میرا ہے کیونکہ جبتک کہ میں اسکی حکومت میں تھی تب تلک بھو

سیکھ نہین نہ احکام نماز کے سکھلایا نہ دینکی بات سنایا نہ بدعتی کی برائی بتلایا بلکہ بدعت کرنے مین میرا مددگار رہا کرتا تھا اور مین تجھ پر زور نہین
تھی علم دینکا جب باپ نے سکھلایا اور نہ برے بھلے سے نہ جتایا پھر کسطرح مجھے معلوم ہو وے تب رب العزت نے فرماویگا مان سچ کہی تب باپ
کو ساتھ لئی ہوئی چلے جاتب پھر عرض کریگی ای میرے رب میرے بھائی کو بھی میرے ساتھ کر دے اللہ پاک جلشانہ فرماویگا تیرا بھائی کیا کیا ہے
تب عرض کریگی کہ باپ کے پیچھے بھائی صاحب نے والی میرا تھہرا سو پھر اسنے بھی وہی غفلت وہی بے پروائی کرنے لگا نہ دین کا علم سکھلایا نہ
بدعتونکی برائی جتایا جو فکر اسکو تھی سو یہی تھی کہ میری شادی کر دیا اور کبھی میرے دینکے واسطے فکر نہ کیا اور مجھے سخت گوشے مین رکھا کہیں
جاکر سیکھنے بھی نہ دیا اور نہ آپ سکھلایا پھر جاہل نہ رہوں تو کیا کروں تب رب العزت فرماویگا تو سچ کہی اسکو بھی ساتھ لئی ہوئی چلے جاتب
پھر عرض کریگی اے رب العزت میرے مرد کو بھی میرے ساتھ کر دے تب اللہ پاک جلشانہ فرماویگا تیرا مرد کیا کیا جو تو ساتھ لیجانا چاہتی ہے تو عرض کریگی کہ
بھائی میرا جب شادی کر دیا مین اپنے مرد کے علاقے مین آگئی پھر مرد میرا حاکم ہوا کبھو دین کے احکام نہ سکھلایا اور نہ علم دینکا پڑھایا بلکہ بدعتونمین
میرا مددگار رہا جو بدعت مین کرنا چاہی اسباب مہیا کر دیا حاکم ہو کر میرا محکوم بن گیا اور کبھو سالن بے مزہ پکائی تو مجھکو لاٹھی سے مارا اور
کھانا بگاڑی تو گالیان دیا لیکن کبھو نماز نہ پڑھنے پر ایک دھول بھی نہ لگایا اور بدعتان چھوڑنے واسطے ایک تکھی بھی نہ مارا اور روزہ
چھوڑنے پر ایک سخت بات بھی نہ کہا اور علم دین کا نہین سیکھنے کے سبب ہون پر گرہ بھی نہ ڈالا اسلئے مین جاہل رہ گئی اور بدعتان
کی تب رب العزت فرماویگا سچ کہی اسکو بھی ساتھ اپنے لیجاتب پھر عرض کریگی ای پروردگار میرا ایک بیٹا باقی رہگیا ہے سو
اسکو بھی میرے ساتھ کر دے تب اللہ پاک جلشانہ فرماویگا بیٹا تیرا کیا کیا تو عرض کریگی کہ مرد مرگیا پر بیٹا میرا والی ہو گیا پر کبھو دین کا علم سیکھنے
واسطے ترغیب دیا اور بدعتون کے کرنے پر تیرے عذاب سے نہ ڈرایا اور نماز واسطے تیرا ڈر نہ بتلایا غرض کھانا بروقت نہ ہوا تو مجھ سے خفا
ہوتا اور رسن پھونک کر پھرتا تھا لیکن کبھو دین کے کام واسطے مجھ سے خفا نہوا اور کبھو فقہ عقاید پڑھنے واسطے کوشش نہ کیا پھر
مین جاہل نہ رہون تو کیا کرون تب رب العزت فرمایگا سچ کہی اسکو بھی ساتھ لیجا تب وہ عورت ان چار مردون کو ساتھ لئی ہوئی بڑے
تجمل سے دوزخ مین چلے جائیگی دیکھو مسلمانو ایک عورت کے واسطے چار مرد دوزخی بنینگے تم کس خیال مین ہو یہین عورتونکو علم دین
کا پڑھاؤ اور انکو بدعتون سے باز رکھو اور نیک کامون پر لے آؤ نہین تو کل دوزخ مین تمکو لیجاینگے اور اسیطرح ہر شخص جو آج خلاف
شریعت مین بڑون کی پیروی کر رہا ہے سو کل انہی بڑونکا دشمن بنیگا اور اللہ کے آگے انکے واسطے بد دعا کریگا جیسا اللہ تعالی نے فرمایا

یوم تقلب وجوههم فی النار یقولون یالیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسولا وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا و
کبراءنا فاضلونا السبیلا ربنا اٰتهم ضعفین من العذاب والعنهم لعنا کبیرا یعنے جس دن اوندھے ڈالے جاوین
انکے منہہ آگ مین کہینگے کسطرح ہمنے کہا مانا ہوتا اللہ کا اور کہا مانا ہوتا رسول کا اور کہینگے ای رب یعنے کہا مانا اپنے سردارونکا اور اپنے
بڑونکا پھر انھون نے بھٹکا دیا ہمکو راہ سے ای رب انکو دے دونی مار اور پھٹکار دے انکو بڑی پھٹکار پھر اسوقت کیا فائدہ اب ہے
ہوشیار ہونا اور اپنے تابعون کو سیدھی راہ بتلانا اور دینکا علم سکھلانا اور بدعتونکی برائی جتانا نہین پھر بھی راہ سے بھٹک جاوین تو انکا
گناہ انہی پر ہے خصوصا اپنی عورت بچون مان بہن کو جیسا قرآن وحدیث مین آیا ہے انکے ساتھ معاملہ کرنا فرمائے سرور عالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے مروا صبیانکم بالصلوۃ اذا بلغوا سبعا واضربوهم اذا بلغوا عشرا یعنے حکم کرو اپنے بچونکو نماز ادا کرنے
واسطے جب عمر انکی سات برس کی ہوگی اور مارو انکو نماز واسطے جب عمر انکی دس برس کی ہو اور اللہ تعالی فرماتا ہے سورۂ تحریم مین یا

ایها الذین امنوا قوا انفسکم واهلیکم نارا یعنی ای ایمان والو بچاؤ اپنے جانوں کو اور اپنے لوگوں کو آگ سے یعنی دوزخ سے
تفسیر بیضاوی میں لکھا ہی کہ یا ایها الذین امنوا قوا انفسکم بترک المعاصی وفعل الطاعة واهلیکم نارا بالنصح و
التادیب یعنی ای ایمان والو بچاؤ اپنے جان گناہوں سے چھوڑ کر اور طاعت کرکے بچاؤ اپنے لوگوں کو دوزخ سے نصیحت سے اور ادب
شرعی سکھلا کر پھر اگر کسی کی جورو شریعت کی باتوں کو سیکھنے میں بے پروائی یا غرور کرے اور حکم نہ مانے تو اسکو ماریت کیا چاہیے
کیونکہ جب عورت مرد کی نافرمان برداری کرنے لگی تو اللہ تعالی نے فرمایا ہی جزو پانچویں سورۃ النسا میں واللاتی تخافون نشوزهن
فعظوهن واهجروهن فی المضاجع واضربوهن یعنی جن عورتوں کی بدخوئی کا ڈر ہو تمکو تو انکو سمجھاؤ اور اللہ کا ڈر بتاؤ
اور جدا کرو سونے میں اور مارو ان کو سر نہ پھوٹے ہاڑ نہ ٹوٹے پر لکھا پھر جب عورت شریعت کے حکموں کو سیکھنے میں مرد کی نافرمان
برداری کی تو کیا کچھ گوشمالی کے سزاوار ہو گی دیکھو مسلمانو کہ اب کے لوگوں نے یہہ سب چھوڑ دئے بلکہ منہیات اور بدعتوں میں انکی اطاعت
کرنے لگے نسبت کہتے ہیں کہ ہم کیا کریں کم بخت عورتیں مانتے نہیں خاک پڑے ایسی غیرت پر کہ اپنی عورت دین کے مقدمے میں اپنی بات سنتی
نہیں کرکے عذر کرتے ہیں اس بات سے کچھ شرماتے نہیں انکا نان و نفقہ تمہارے ہاتھ ہی وے بیچارے سب طرح سے تمہارے محکوم ہیں اگر
انکو بدعتوں اور رسموں کی برائی اور نماز روزے کی بھلائی سمجھانے لگیں تو رفتہ رفتہ مان لیوینگے تم ہی لوگ انکی تعظیم میں قصور کرو
اور انکے سکھلانے میں سستی کرنے سے وہ تو ناقص العقل والدین ہیں سیدھی راہ پر نہیں آتے ہیں آخر انکے ساتھ دوزخ میں جا پڑیگا
اللہ کی پناہ اور مفتاح السعادت میں لکھا ہی رجل له امرأة لا تصلی طلقها یعنی کسی مرد کی عورت نماز نہ پڑھے تو اسکو طلاق
دیوے دیکھو مسلمانو جب نماز واسطے ایسا ہو پھر جو عورت کہ بدعقیدے اور شرک و بدعت کے کام نہ چھوڑے تو اسکی کیا کچھ تعزیر ہوگی یہہ
کہیں نہیں لکھا کہ عورت شرک میں پڑنیکے اندیشے سے آپ بدعت اور گناہ کبایر کیا کرنا اور دوزخ تلک اسکی رفاقت دینا ایسے
کام کی نسبت مقدس بزرگوں طرف کرنا نیر بہتان ہی اللہ کی پناہ بعضے کتے ملایاں اور کچھے طالب العلما کہا کرتے ہیں کہ ہم لوگ
عورتوں کے بدعتوں کو جو بحال رکھے ہیں اور انکے نکلنے دینے سے آپ بھی کرلیتے ہیں سبب اسکا یہہ ہی کہ بالفعل بدعت کا کام
ہی سو برا ہی لیکن اگر کرنے ندیں تو آیندہ عورتوں کے مشرکی کا سبب ہوگا کیونکہ اگر کوئی حادثہ ہو جاوے تو عورتاں کہنے لگیں گیاں کہ فلانا
کام نکرنے سے یہہ حادثہ ہوا اگر کئے ہوتے تو کوئی حادثہ نہوتا پھر اس سبب سے مشرک ہو جاوینگیاں جواب اسکا یہہ ہی کہ تمہاری عورتوں کو جو
یہہ عقیدہ ہی کہ فلانے فلانی بدعت نکرنے سے حادثے اور آفتاں ہوا کرتے ہیں اور ان بدعتوں کے کرنے میں امن و امان رہتا ہی جانتے ہیں
تو تمہاری عورات بالفعل مشرک ہیں کوئی حادثہ ہووے پر مشرکی کا پورا ظہور ہوگا افسوس ہی کہ ملا اور طالب العلم کہلاتے ہو پر مشرک
عورت کو چھوڑ نہیں دیتے بلکہ اگر تم ٹھیک مومن ہو اور تمہاری جوروئیں پہلے ہی سے شرک کے عقیدوں میں پڑے ہوں تو تمہارا نکاح ہی
درست نہوا اللہ تعالی فرماتا ہی ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن ولامة مؤمنة خیر من مشرکة ولو اعجبتکم یعنی
نکاح میں نہ لاؤ مشرک عورتوں کو جبتلک وے ایمان نہ لاویں اور البتہ مومن باندی بہتر ہی کسی شرک والی سے اگرچہ تم کو خوش آوے
اور بھی فرمایا ہی اٹھاوسویں جزو سورۂ صفہ میں ولا تمسکوا بعصم الکوافر یعنی قبضے میں مت رکھو ناموس کافر عورتوں
کی اور بیضاوی میں لکھا ہی کہ اس سے مراد منع کرنا ہی مومنوں کو ٹھہرے رہنے سے نکاح پر مشرک عورتوں کے اور اگر نکاح کرنیکے وقت
تم اور وے ٹھیک مومن تھے اور بعد بیاہ کے وے شرک کے عقیدے پر ہوگئی اور تم ٹھیک مومن کے مومن رہے تو بھی نکاح تو ٹوٹ گیا اللہ

کی بناء آس عاصی نے بیان بدعتوں کا اور عرفی فاتحہ کا اور برائی انکی تفصیل وار بیان کر دیا تا مسلمانوں کو جو برائی ان کلموں کی نہ جانکر
کیا کرتے ہیں سو اس کتاب کے دیکھنے اور پڑھنے سے انکی برائی پر خبردار ہو جاویں اور خدا چاہا تو چھوڑ بھی دیویں کیونکہ جانکر انجان
کو خبردار نکرنا برا کام ہے جمع الفواید کی کتاب میں ایک حدیث شیخ العلامہ رزین کی روایت سے ذکر کیا ہے عن ابی ھریرۃ
انہ قال کنا نسمع ان الرجل یتعلق بالرجل یوم القیمۃ وھو لا یعرفہ فیقول لہ مالک ولی وما بینی وبینک
معرفۃ فیقول کنت ترانی علی الخطاء وعلی المنکر ولا تنہانی یعنے کہا ابوہریرہ نے سنتے تھے ہم سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے کہ روز قیامت میں ایک شخص دوسرے ایک شخص کو جو اسکو جانتا نہیں کہ کون ہے سو پکڑیگا تو وہ اس سے کہیگا تجھے میرے
کیا کام ہے اور تیرے میرے میں تو کچھ پہچانت ہی نہیں پھر کس لئے تو مجھکو پکڑا ہے وہ کہیگا میں بد کام کیا کرتا تھا سو تو دیکھکر بھی مجھے منع نہیں
کیا سو آج اسکا تقاضا ہے جب اس حدیث کو دیکھا دل کانپ گیا اور ہر شخص کو منع کرنا بد کام کرنے سے تو ہو سکتا تھا اسلئے اس بیان
کو بہت دراز لکھا کیونکہ بہت لوگ خصوصاً عورتیں جھٹک اور کچھری اور بدعتیں اور بد رسوم بجا لاتی ہیں ایمان کھو دیتے ہیں سو اسطے
دلیلوں اور مثالوں سے انکے سمجھانیکے واسطے صاف صاف لکھا لیکن سیدھی راہ پر چلانا اللہ کا کام ہے ہمارا کام اللہ کی مدد سے ہم کہہ چکے
اب اللہ جسکو چاہے ہدایت دیتا ہے اب یہاں چند ابیات شاعر آل محمد کے جو فاتحہ بدعتی کے مقدمہ میں کہا ہے لکھے جاتے ہیں تا لوگ اسکو ازبر کریں
وہ ابیات یہہ ہیں ابیات فاتحہ وہ ہے اہل بدعت پاس ٭ جسمین ہو رسم ہندوی کا پاس ٭ کھانا میوہ مٹھائی اور اجناس ٭ پان پاس اور
تراب بلکہ لباس ٭ میتوں کو ئے سب چڑھاتے ہیں ٭ پیچھے الحمد و قل پڑھاتے ہیں ٭ پھر سبھوں کو انہیں سناتا ہے ٭ کہ فلانے کا آج کھانا ہے
اسپہ تبرک کو لاکے لیتا ہے ٭ ایسے فتحے سب کو ثواب جاتا ہے ٭ یہ نہیں پھر تو کسی امام کا قول ٭ فعل شیطان ہے پڑھو لاحول ٭ فاتحہ ایسے جب
دیتے ہیں ٭ بدعتی کھاتے اور کھلاتے ہیں ٭ جھوٹے کھانے پہ دل چلاتے ہیں ٭ جھوٹے جھوٹے دلیلیں لاتے ہیں ٭ کہتے ہیں نام حق میں اصحاب
دیکھو لکھا ہے فاتحہ واجب ٭ ہاں ہے واجب نماز میں اے جان ٭ فاتحہ سورۃ مثل الطمینان ٭ پہر موتی ہے مستحب قرآن ٭ نہ رسوم ہنود بے ایمان
خفیہ جو خیر ہو سکے کیجے ٭ اجر میت کو شوق سے دیجے ٭ خیر سب سنت رسول میں ہے ٭ اور ثواب عمل قبول میں ہے ٭ پھر احکام کے عدول
میں ہے ٭ یہہ سخن فقہ اور اصول میں ہے ٭ فعل بدعت میں کچھ ثواب نہیں ٭ اور ریا ہے خطا صواب نہیں ٭ بیت اغنیا کے گھر جو کھانا
میت کا جائے ہے ٭ اسکے لینے کو انہیں تب ننگ یا خوف آئے ہے ٭ پر اسے دربان لے بیرون در رکھوا ہے ٭ جو گھورے ہو سو اسکو ڈرتے
ڈرتے کھائے ہے ٭ چھوت سے میت کے ڈرتے ہیں کہیں لگ جائیگی ٭ کھائیں کیا میت کا کھانا موت آجی کھائیگی ٭ نوجوان میت
کے ماتم کا جو آتا ہے طعام ٭ ڈر کے مارے کام ہے ندو نکا ہوتا ہے تمام ٭ کہتے ہیں بچنا ہے لازم ایسے کھانوں سے مدام ٭ ابتدا القصہ میں جنکے عمر کا
ہے اختصار نوجوان میت کا دل رہتا ہے حسرت سے بھرا ٭ انکا کھانا بھی جو کوئی کھایا سو حسرت میں مرا ٭ گر بکا کھانا مزیکا تو کہیں سب
بدعتی ٭ جسکے کھانے میں ہے لذت ہے وہ میت جنتی ٭ کم ذرا آب و نمک ہو جائے اسمیں یک رتی ٭ تب کریں مشہور مردہ دوزخی ہے
لعنتی ٭ گھر بگھر بیچارے اس میت کی رسوائی ہوئی ٭ خوب یہہ رسوا جہلا اور چھچھیا ہی ہوئی ٭ کیا کہوں ماتم زدونکی بھی ہے کیا بے غیرتی
دیکھ کر میت کے کھانیکی یہہ کچھ بے عزتی ٭ پھر وہیں بھیجیں وہ کھانا سو جہاں بے حرمتی ٭ کیا بلا اشتیاق ذلت کے بھی ہیں یہ بدعتی
اسقدر بدعت کے کاموں میں ہے انکا اہتمام ٭ عقل و دین و مال و عزت تک بھی کھو دیں والسلام ٭ دین تک رخ چنا ہوئے تو ئے
زر پرست ٭ بے زر کیا عذر لاویں اور نہیں سب تنگدست ٭ بدعتوں میں مال کھوتا ہے تو سب ہے مال مست ٭ مسرفی کا دست بالا کرکے خود

ہوتے ہین بیت ∴ الغرض بدعت کا کرنا اسقدر ہے انپو فرض ∴ ہاتھ خالی ہو تو جا کر سود سے بھی لیوین قرض ∴ انکو نفرت شرع احمد کے ہی دائم
کام سے ∴ رام ہین وے سب کشش کے خوش رسوم حرام سے ∴ دشمنی رکھتے ہین دل سے وے اُنھون کے نام سے ∴ کام ہی رکھتے نہین ہین شرع کے
احکام سے ∴ سمجھ نہ ذہین جو انکو بولین فرض جانین ہین اسے ∴ اگرچہ ہو وہ کفر بھی سے دین نامین ہین سے ∴ ہے یہی حکم شریعت سن لہ ای
صاحب کمال ∴ جو کہ مومن امی یا عالم کرے ہے انتقال ∴ غسل دیکر اسکو پہناوین کفن سنت مثال ∴ پیڑھ نماز اسپر اُسے سو پین بفضل ذو
الجلال ∴ حکم قرآن و حدیث و فقہ کا تو ہے یہی ∴ اور بدعت جو ہین گمراہی سراسر ہین یہی ∴ سیجی تیجا دسوان و چہلم اور برسی کہین ∴
فقہ و قرآن حدیثون مین ٹھکانا ہی نہین ∴ کرنے سارے دین کے کامون سے ہوے آگاہی ہین ∴ فقہ مین انکو لکھے ہوتے امامون نے وہین ∴
ڈھیلے کے بھی تھے سب تلک تو لکھ چلے ہین عالمان ∴ تیجے دسوین کا کتابون مین نہین نام و نشان ∴ آل اور اصحاب پیغمبر کے تھے سب نیک ذات
حرص نیکی کے تھی کامون پر انھین دن اور رات ∴ شادی اور غم مین کئے بدعت نہین وے خوش صفات ∴ سو کہان سے تم نکالے اسطرح
کے جہلات ∴ گر ثواب ان بدعتون مین پاتے اصحاب رسول ∴ انکو البتہ دل و جان سے کئے ہوتے قبول ∴ اہل بدعت کو جو ہین شادی بیاہ کا ہے
خیال ∴ دین و ایمان دہر ہین پہلے ہی دیتے ہین نکال ∴ غیب کے بات و نکالا کرتے ہین نجومی سے سوال ∴ کفر کے رسمونکو شادی ہین سمجھتے اپنا حلال ∴ اپنا گھر
آباد و دین کے گھر کی بربادی کئے ∴ موت پر اسلام کے افسوس نے شادی کئے ∴ پہلے شادی کے کرین پانیکا پوجا بے نماز ∴ پھوڑتے ہین اسمین نیز
بنوا پھوس کے وے لاجواز ∴ خضر پیغمبر کی اسکو مانتے ہین نے نیاز ∴ جانتے ہین عمر اپنی اسمین ہوتی ہے دراز ∴ عمر لانبی تو کسیکی کوئی کرتا
ہی نہین ∴ ہین اجل آئیکے ہرگز کوئی مرتا ہی نہین ∴ شادیون مین سیندُون سا باندھتے ہین تو نہین ∴ روبرو نوشہ کے شب کو بھی نچاوین
کنچنین ∴ خلق کو بلواتے مجلس مین ہین کرکر منتین ∴ تا وہ دیکھین رنڈیون کو اور راگ انکا سنین ∴ اہل بدعت کو بڑی ہے قلتبانی کی چاہ ∴
ناچ دکھلاو فاسقون کو ہوتے ہین سب روسیاہ ∴ باندھ سہرہ منہہ پہ نوشہ کے وے سب بے دم خران ∴ کنچنین تخت روان پر بیٹھ واسطے
پس روان ∴ شرع کے برضد تھا وین انکو سوئے آسمان ∴ نا قبل اُس سے سر پونکے لعن کا ہی سائبان ∴ شرع مین کیا تھی برائی تم لو ای دین موتو ∴
کفر نے رسمون ∴ پہ ان چھو رکھو ہے ہوا ایمان کو ∴ دیکھ دکھلا شرع کے برضد کرین فسق و فجور ∴ اسکو ٹھہرا ہی لیا تم شرافت کا ضرور ∴ طعن و تکفیر
اسپہ کرتے فسق سے جو ہو وے دور ∴ حکم پر اللہ کے کرتے ہین نے اتنا غرور ∴ جو کہ چھوڑے دین کو اسکی ان کنے توقیر ہے ∴ شرع پر قایم ہے
سو شخص کی تحقیر ہے ∴ حق تعالی کے تو پیغمبر محمد مصطفی ∴ جز نکاح ایسے نہین رسمین کئے ہرگز ادا ∴ سب صحابہ انکے نجم آسمان اہتدا ∴ بس نکاح
اپنے کئے ہین لڑکیونکا حضرتان ∴ اہلبیت پاک مین بھی تو یہی دستور تھا ∴ بحر علم و معرفت کا جنکے دولت پور تھا ∴ اہل بدعت کے جو گھر بچہ
کوئی پیدا ہوا ∴ شکر ہرگز حق تعالی کا نہین کرتے ادا ∴ بلکہ کہتے ہین کہ یہہ تو ہے بزرگونکا دیا ∴ اسلئے نام اسکا رکھتے ہین غلام اولیا ∴ خالق
اللہ ہی ہے سب لاہوت اور ناسوت کا ∴ اسکا منکر سو وہی ہے معتقد طاغوت کا ∴ مانتے چھٹی کو اور رکھتے ہین اس سے اعتقاد ∴ لکھتے
بھون کے کہین تقدیر چھٹی بد نہاد ∴ نوین دن کھانا پکا پاس بھرین حد سے زیاد ∴ اور جو کچھ بھی کرین وے شن کہ چھٹی ہووے شاد
نیک اور اچھی لکھے بچے کی تا تقدیر کو ∴ کہئے کیا ای مومنو اس کفر کی تدبیر کو ∴ بچا جینے پیر پوجین منتین مانا کرین ∴ تعزیہ شدے نشانون
پاس جا نذرین دھرین ∴ بال اسکے سر مین رکھ قبرون پہ منڈھواتے پھرین ∴ بالی بدہی بیڑی ڈالین اور کھینچین ملنگرین ∴ ترک و بدعت
کو ایسا کسنے سکھلایا تھین ∴ راستہ دوزخ کا ہی ہے کون دکھلایا تھین ∴ کفر کے احکام سارے دل سے کرتین قبول ∴ دین پر ملو آئے
ان کو ہوتے ہین ملول ∴ عاقبت کے ڈر کو وو دین کی گئے دنیا پہ بھول ∴ قتل دینکو کر کہین رکھتے ہین ہم حب رسول ∴ شرع کے برضد کرین

مین کام سارے برملا ۞ تسپہ دعوا رکھتے مین حب رسول اللہ کا ۞ یا الٰہی شرع احمد پر چلا ہمکو مدام ۞ دے ہمین نیکی کی ہی توفیق یارب صبح و شام ۞
یا غفور اب بخش دے عصیان ہمارے تو تمام ۞ دے نکی نصرت ہمیں کروا شرع کے لیے ہم سے کام ۞ ہم سبھونکا تو بحق آل پاک خاتم ۞ یارب اپنے
فضل سے ایمان پر کر خاتمہ ۞ بھیج تو یارب محمد پر درود بے حد ۞ اور صلوات و سلام ایسے کہ ہون بے حد و عد ۞ آل اور اصحاب پر بھی اسکے ای
رب صمد ۞ اسکی ازواج امہات مؤمنین پر تا ابد ۞ بھیج بارہ تو صلوٰۃ انپر ہمیشہ اور سلام ۞ آسمان پر جبتلک ہی حور و جنت کا قیام

فایدہ آسپاس قبر کے پھرنا اسکی بزرگی کے قصد سے حرام ہی ۞ اگر اسکو جایز جانا گیا تو کفر ہی ملا علی قاری نے شرح مناسک مین کہا سو عبارت
اسکی یہہ ہی ولا يطوف اي لا يدور حول البقعة الشريفة لان الطواف من مختصات الكعبة المنيفة فيحرم
حول قبور الانبياء والاولياء ولا عبرة بما يفعل عامة الجهلة ولو كانوا في صورة المشايخ والعلماء یعنے پھرنا گرد
آسپاس بقعہ شریفہ کے یعنے قبر شریف کے کیونکہ آسپاس پھرنا خاص ہی کعبہ شریفہ کو پھر حرام ہی پھرنا آسپاس قبور انبیا اور اولیا کے اور کچھہ اعتبار نہین
ہی کئے جاہلون کے اگرچہ وے رہین دیکھنے مین مشایخ اور عالمان اور کہا معراج الدرایہ مین لو طاف حول مسجد سوى الكعبة يخشى
عليه الكفر یعنے اگر کعبہ کے سوا اور کسی مسجد کے آسپاس پھرا تو اسپر خوف کفر کا ہی اسیطرح ہی کفایہ حاشیہ ہدایہ مین پھر جو کوئی اس کام
کو سوا کعبہ کے کہین بھی حلال جانتا تو بالیقین کافر ہوتا ہی کیونکہ حلال جاننا گناہ کا صغیرہ ہو یا کبیرہ کفر ہی جیسا شرح عقاید مین کہا استحلال
المعصية صغيرة كانت او كبيرة كفر پھر اگر کسی کتاب مین یا کسی روایت مین جواز طواف قبر کا پائے جاوے تو مردود ہی کیونکہ بڑے بڑے
محدثان اور فقہا اسبات کو حرام لکھے اور کوئی پکا صوفی کامل عارف بھی آداب مین پیرون کے اسبات کو اور سجدے کو نہین ذکر کیا اگر لکھا ہوتا
تو بھی شریعت کے خلاف پڑھنے سے سند نہین تھی لیکن کسینے لکھا بھی نہین الحمد للہ علی ذلک اور امام نووی کتاب ایضاح مین جہان
آداب زیارت قبر شریف کی ذکر کیا ہی سو وہان کہتا ہی الثامنة انه لا يجوز ان يطاف بقبره صلى الله عليه وآله وسلم ويكره الصاق
البطن والظهر بجدار القبر الشريف قاله الحليمي وغيره قال ويكره مسحه باليد وتقبيله بل الادب ان يبعد منه
لو كان حاضرا في حياته صلى الله عليه وآله وسلم هذا هو الصواب وهذا الذي قاله العلماء واطبقوا عليه وينبغي ان
لا يغتر بكثير من العوام في مخالفتهم ذلك فان الاقتداء والعمل انما يكون باقوال العلماء ولا يلتفت الى محدثات
امور العوام وجهالاتهم الى ان قال ومن خطر بباله ان المسح بيده ونحوه ابلغ في البركة فهو من جهالته وغفلته
لان البركة انما هي فيما وافق الشرع واقوال العلماء خلاصہ اس عبارت کے مضمون کا یہہ ہی کہ آسپاس قبر شریف کے پھرنا ناروا ہی اور
پیٹ اور پیٹھ قبر شریف کی دیوار کو لگانا اور قبر شریف کو ہاتھہ سے چھونا اور اسکو بوسہ دینا مکروہ ہی یعنے تحریمی بلکہ ادب یہہ ہی آنحضرت حیات
مین رہتے تو جسقدر یہہ زیارت کرنے والا دور بیٹھتا اسیقدر اب قبر شریف سے دور رہے یہہ کام اچھا ہی اور سب علما اسی بات پر اتفاق
کئے ہین اور فریب کھانا عوام کے خلاف کرنے پر ان باتون مین کیونکہ پیروی عالمون کے قولون کی لازم ہی اور اصلا التفات نکریئے نئے تراش
پر عوام کے اور انکی جہالتون پر اور قبر شریف کو ہاتھہ سے چھونے مین کچھہ برکت نہین خیال اس بات کا لانا جہالت ہی کیونکہ برکت نہوا کرتی
ہی مگر اس چیز مین جو موافق رہے شریعت کے اور اقوال علما کے شیخ العلامہ حبر الفہامہ احمد بن محمد مقری مغربی نے فتح المتعال فی ذکر النعال
مین ابن الحاج کی کتاب مدخل سے نقل کیا ہی کہ کہا اسنے الحذر مما يفعله بعضهم عن طوافه بقبره عليه الصلوة والسلام و
كذلك يمسه وذلك من البدع لان التبرك انما يكون بالاتباع له عليه الصلوة والسلام وما كانت عبادة

الجاہلیۃ للاصنام الا من ہذا التقبیل ولاجل ذلک کرہ علماءنا التمسح بجدار المسجد والمصحف لان تعظیم المصحف
قراءتہ والعمل بما فیہ لا تقبیلہ ولا التمسح بہ کما یفعل بعضہم فی زماننا ہذا والمسجد تعظیمہ الصلوۃ فیہ واحترامہ
لا التمسح بجدرانہ وکذلک الورقۃ یجد بہا الانسان مطروحۃ فیہا اسم اللہ تعالی او نبی او غیر ذلک فتعظیمہا
بازالتہا من موضع المنتن لا تقبیلہا وکذلک الولی تعظیمہ اتباعہ لا تقبیل یدہ انتہی یعنے بچنا چاہیئے اس سے جو کیا کرتے ہین
بعضے لوگ طواف آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی قبر مبارک کا اور ایسا ہی چھو لینا اسکا اور یہہ بدعتون مین کی ایک بدعت ہے کیونکہ برکت
پانا جو ہے سو سرور عالم کی پیروی مین ہے اور جاہلیۃ کا بت پوجنا تھا سو اُسی ڈھب سے تھا یعنے بت کے آس پاس پھرنا اور اسکو ہاتھ چھو
کے منہ یا آنکھون پر پھیر لینا اسیواسطے ہمارے عالمون نے ناپسند کئے ہین مسجد کی دیوار کو یا مصحف کو چھو لینا کیونکہ مصحف کی تعظیم جو ہے
سو مصحف کو پڑھنا اور اسکے موافق عمل کرنا ہے نہ کہ اسکو بوسہ دینا اور اسکے لانے پر اٹھہ کھڑے ہونا جیسے ہمارے زمانے مین بعضے لوگ
کیا کرتے ہین اور مسجد کی تعظیم ہے سو اسمین نماز پڑھنا ہے نہ کہ اسکی دیوارونکو چھو لینا اسیطرح ہے آدمی جو کاغذ پاوے کہ اُسمین اللہ تعالی
نام لکھا ہو یا کسی نبی وغیرہ کا نام تو تعظیم اس کاغذ کی ہے سو اسکو اس گندے جاگہہ سے نکال لینا ہے نہ کہ اسکو بوسہ دینا اسیطرح تعظیم ولی
کی ہے سو اسکی پیروی کرنا ہے نہ کہ اسکے ہاتھ کا بوسہ لینا واللہ الموفق اگر کسینے کہا کہ بعضے بڑے لوگ بعضی تعظیم والی چیزونکو جیسا مصحف
اور منبر شریف اور پائے مبارک سرور عالم کو بوسہ دئیے ہین پھر یہہ منع کیا ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ رقت غالب ہوتے شوق اور محبت
کے بغیر اختیار کئے یہ کام ان بعض کرام سے وقوع مین آیا ہے اگر قصد و اختیار سے برکت جانکر کئے ہوتے تو ہمیشہ کیا کرتے اور خلفاء راشدین
اس کام پر مداومت کرتے اور جب سرور عالم سے ملاقات ہوتی پائے مبارک کو بوسہ دیا کرتے یہہ بات تو ثابت نہین ہوئی پھر اس
سے معلوم ہوا کہ جسنے یہہ کام کیا ہے محبت اور شوق کے غلبے کے وقت کیا ہے ایسے وقت کا کام دلیل نہین ہو سکتا اور اسی قبیل
سے ہے جو حدیث ہین مشکاۃ کی روایت سے بیہقی کے وارد ہوا ہے عبارت اسکی یہہ ہے عن عبد الرحمن بن ابی قراد ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم توضأ یوما فجعل اصحابہ یتمسحون بوضوئہ فقال لہم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ما یحملکم علی ہذا قالوا حب اللہ ورسولہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من سرہ ان یحب اللہ ورسولہ
او یحبہ اللہ ورسولہ فلیصدق حدیثہ اذا حدث ولیؤد امانتہ اذا ائتمن ولیحسن جوار من جاورہ
یعنے روایت کیا عبد الرحمن ابن ابی قراد نے کہ پیغمبر خدا نے وضو کئے ایک روز سو صحابیون نے آنحضرت وضو کئے سو پانی کو لیکر بدن پر لگا لئے
پھر پوچھے ان سے سرور عالم نے تم کسواسطے یہہ کام کئے ہو تو عرض کئے اللہ رسول کی محبت سے پھر فرمائے حضرت نے جو کوئی دوست
رکھے اللہ کو اور اسکے رسول کو تو بات سچ کہا کرے جب بات کرتا ہے اور امانت ادا کرے جب امانت اس کنے رکھی جاوے اور نیکی کرے پڑوسی
کے ساتھ پس اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ محبت پیغمبر کی پوری ہوتی نہین وضو کا پانی لیکر لینے سے جیسا کہا ہے سید نور الدین
نے مشکاۃ کے حاشیہ مین تحت مین اس حدیث کے عبارت اسکی یہہ ہے ان ادعاء محبۃ اللہ ورسولہ لا یتم بتمسح الوضوء بل
بہذا الامور انتہی فائدہ قبر پر غلاف اوڑھانا شرعی کام نہین ہے جیسا نصاب الاحتساب مین لکھا ہے تسجیۃ القبر غیر
مشروع اصلا فی حق الرجال وبعد تسویۃ اللبن فی حق النساء ومر علی علیہ السلام بقبر رجل قد سجی
فنہاہ یعنے قبرون کو مردونکی ڈھانپنا اصلا شرعی کام نہین ہے مگر عورت کی قبر کو ڈھانپنا ہے سو قبر موچ دئیے تلک ہی ہے پھر جب

قبر کو موج دئیے تو ڈھانپنا خلاف شرع ہی اور گذر گئے علی مرتضی ایک عورت کی قبر پر جو ڈھانپی گئی تھی تو منع فرمائے اسکو اور مطالب
المومنین میں بھی قبر کو ڈھانپنے سے منع لکھا ہی فائدہ قبر کو بلند کرنا ایک بالشت تک روا ہی زیادہ اسپر مکروہ بحر الرائق میں ہی
ویسنم قدر شبر قیل قدر اربع اصابع یعنے اونٹ کی پیٹھ سریکھی بناوے ایک بالشت او نچی بعضوں نے کہے کہ چار انگل او نچی ویسی
بناوے اور حدیث میں مسلم اور ترمذی کے آیا ہی کہ فرمائے سرور عالم نے علی مرتضی کو کہ جا کر کسی تصویر کو مٹائے بن نچھوڑ اور کسی بلند قبر
کو برابر نچھوڑ وہ حدیث یہہ ہی اذهب فلا تدع تمثالا الا طمسته ولا قبرا مشرفا الا سويته فائدہ مناسب ہی اسکو
جو ساتھ جنازے کے ہوتا ہی خاموش رہے اور مکروہ تحریمی ہی آواز کو بلند کرنا اللہ کی ذکر کرتے ہوئے یا قرآن پڑھتے ہوئے ہمراہ جنازے کے او ظہیریہ
میں ہی کہ اگر کسی نے ذکر کا ارادہ کیا تو دل میں اپنے ذکر کرے نہ پکار کر یہہ بات بحر الرائق وغیرہ میں موجود ہی پھر جو لوگ ہمراہ جنازے کے
کلمہ شہادت کو پکار پکار کر پڑھا کرتے ہیں سو مکروہ کام کیا کرتے ہیں اللہ کی پناہ عجائب یہہ ہی کہ مولود ذکر کے جو مشہور کئے ہیں سو کچھ اشعار
ہیں جو آگے سے پڑھا کرتے ہیں انکو جنازے کے آگے آگے پڑھتے چلنا بڑا ہی کام سمجھتے ہیں اسکے منع کرنے والے کو برا بولتے اور کہتے ہیں کہ دیکھو
کرستان لوگ اپنے مردے کے ساتھ کیا کیا خوش آوازی سے پڑھتے جاتے ہیں ہمکو مسلمانکی میت کے ساتھ مولود پڑھانے سے یہہ شخص منع کرتا
ہی سو کرستانوں سے بھی بدتر ہی واہ واہ کیا اچھا عمل اور کیا اچھی سند فائدہ قبر پر شامیانہ کھڑا کرنا اور خیمہ استادہ کرنا مکروہ تحریمی ہی حدیث
میں بخاری کے ہی کہ دیکھا عبد اللہ بن عمر نے خیمہ استادہ کیا ہوا قبر عبد الرحمن کے سو فرمایا انزعه يا غلام فانما يظله عمله یعنے دور کر
اس خیمہ کو اے چھوکرے کیونکہ عمل اسکا اسپر سایہ کرتا ہی اور شرعۃ الاسلام میں ہی يكره ان يضرب عليه اي على القبر
فسطاط او قبة یعنے مکروہ تحریمی ہی خیمے استادہ کرنا قبر پر اور قبہ بنانا اور شیخ عبد الحق دہلوی نے بھی ذکر کیا کراہت کو ان کاموں
کی مشکوۃ کے ترجمے میں اور مطلق مکروہ سے مراد امام محمد کے نزدیک حرام ہی اور دوسرے اماموں کے نزدیک تحریم جیسا مذکور ہی فقہ کی کتب میں
طحطاوی میں جو حاشیہ ہی در المختار کا سو کہا ہی اذا اطلق المكروه في كلامهم فالمراد منه التحريم الا ان ينص على كراهة
التنزيه قال ابو يوسف رحمه قلت لابي حنيفة رحمه اذا قلت لشيء اكرهه فما رايك فيه قال التحريم یعنے لفظ
مکروہ کا بے قید ذکر کیا جاوے فقیہوں کے کلام میں تو مراد اس سے حرمت ہی مگر جب نص کریں کراہت تنزیہی ہونے پر اسکے اور روایت ہی
کہ کہا ابو یوسف نے امام سے کہ جب آپ کسی چیز پر مکروہ کا اطلاق کریں تو مراد آپ کی اس سے کیا ہی تو فرمائے حرمت مراد ہی بلکہ اصول
کی کتابوں میں لکھے ہیں کہ اصل منع میں تحریمی ہی اور در المختار میں ہی کہ مکروہ تحریمی کرنے والا گناہ گار ہی اور عقاید کی کتابوں میں لکھے ہیں
کہ گناہ صغیرہ کو ہمیشہ کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہی فائدہ قبر پر گنبذ بنانا بدعت ہی [illegible] حدیث میں مسلم کے ہی نهى ان يجصص القبر وان
يبنى عليه یعنے منع فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر کو گچ کرنے سے اور اسپر بنا بنانے سے اور اسکے توڑنے میں امید ثواب
کی ہی جیسا ابن حجر مکی نے تحفہ کے باب الجنائز میں کہا عبارت اسکی یہہ ہی وقد افتى جمع [illegible] بهدم كل ما بقرافة مصر من الابنية حتى قبة
امامنا الشافعي رضي الله عنه التي بناها بعض الملوك وينبغي لكل احد هدم ذلك ما لم يخش منه مفسدة فيتعين
الرفع للامام یعنے فتوی دی ایک جماعت نے ڈھا دینے پر ہر بنا کے جو مصر کے قبرستان میں ہی یہاں تک کہ قبہ ہمارے امام شافعی کا جو بنا کئے ہیں
اسکو بعضے بادشاہوں نے او سزاوار ہی ہر مسلمان پر کہ ڈھا دیوے ہر بنا کو جو قبرستان میں ہی اگر اندیشہ فساد کا نہو اگر ہو تو پھر امام پر یعینی واجب ہی
دور کرنا اسکا اور فتح المعین شرح قرۃ العین بن شیخ العلامہ مخدوم عبد العزیز نے کہا وکرہ بناء له اي للقبر وعليه لصحة النهي و

محل کراہتہ البناء اذا کان بملکہ فان کان بناء نفس القبر بغیر حاجۃ ماسۃ او بخوف قبۃ علیہ عسبلۃ وھی ما اعتاد
اھل البلد للدفن فیہا او موقوفۃ حرام وھدم وجوبا یعنی مکروہ ہی مضبوط کرنا قبر کو اور گنبذ بنانا اسپر کیونکہ اس کام سے منع ثابت ہوا ہی
اور یہہ کام جو مکروہ ہی سو اس جگہہ مین ہی کہ وہ جگہہ اسکی ملک مین ہو لیکن اگر مضبوط کرنا قبر کا اور اسپر گنبذ بنانا قبرستان مین ہی کہ جہان
بستی والے سب دفن کیا کرتے ہین یا زمین وقف مین ہو پھر اس صورتمین حرام ہی اور اسکو ڈھا دینا واجب ہی اور امام علامہ ابن القیم زاد المعاد
فی ہدی خیر العباد کی کتاب مین کہا ہی انہ لا یجوز ابقاء موضع الشرک والطواغیت بعد القدرۃ علی ھدمہا وابطالہا یوما
واحدا الی ان قال وھکذا حکم المشاھد التی بنیت علی القبور التی اتخذت اوثانا وطواغیت یعبد من دون اللہ
والاحجار التی یقصد التعظیم والتبرک والنذر والتقبیل لا یجوز ابقاء شیئی منہا علی وجہ الارض مع القدرۃ علی
ازالتہ حاصل اس عبارت کے مضمون کا یہہ ہی کہ شرک کے اور پوجنے کے چیزونکی جگہون کو ڈھا دینے اور نابود کرنے پر قدرت ہوتے ہوئے ایک
روز بھی جیسے ہناد ما نہ دیکر روا نہین ہی اور اسیطرح ہی گنبذون کا جو ان قبرون پر ہین کہ بتون کے سریکھے ٹھہرائے گئے ہین اور پرستش
کئے جاتے ہین اللہ تعالی کے سوائے اور اسیطرح ہی حکم ان پتھرون کا جایا کرتے ہین جنکی طرف تعظیم اور برکت کے ارادے سے اور نذر کرنے اور
انکو بوسہ دینے کے واسطے بس جایز نہین ہی باقی رہنے دینا ایک چیز کو بھی ان چیزون مین سے روئے زمین پر قدرت رکھنے والے کو ان چیزون کے زایل کرنے پر
فایدہ قبر کو بوسہ دینا اور اسپر پھول ڈالنا جیسا اس ملک مین کرتے ہین روا نہین ہی اگرچہ والدین کی قبر ہو جیسا مولانا اسحق نے شیخ عبد الحق
دہلوی کی مدارج النبوۃ سے نقل کیا عبارت اسکی یہہ ہی بوسہ دادن قبر را و سجدہ کردن آنرا و گل نہادن بران حرام است و ممنوع و در بوسہ
دادن قبر والدین روایت بعض فقہا نقل میکنند و صحیح آنست کہ لا یجوز ست انتہی یعنی قبر کو بوسہ دینا اور سجدہ کرنا اور اسپر پھول ڈالنا حرام ہی
اور ممنوع اور ماں باپ کی قبر کو بوسہ دینے مین بعضے فقیہون کی روایت نقل کرتے ہین صحیح بات یہہ ہی کہ جایز نہین اب یہان جاننا چاہئے
کہ ادنی مرتبہ عدم جواز کا گناہ صغیرہ ہی اور اسکو ہمیشہ کرنے لگنا کبیرہ ہی اسکو حلال یا اچھا جاننا کفر ہی اور منع ہی چھونا قبر کا برکت کے ارادے
سے ملا علی قاری نے عین العلم کی شرح مین لکھا سو عبارت اسکی یہہ ہی ولا یمس ای القبر ولا التابوت ولا الجدار فقد النہی عن مثل
ذلک بقبرہ علیہ السلام فکیف بقبور سایر الانام فلا یقبلہا یعنی نہ چھوئے قبر کو اور نہ تابوت کو میت کے اور نہ دیوار کو تبرک کے
ارادے سے کیونکہ نہی وارد ہوئی ہی ان کاموں مین قبر شریف کے ساتھہ کرنے سے پھر کیونکر کیا جاوے دوسرون کی قبرون کے ساتھہ اور قبر کو بوسہ
بھی نہ دیوے فایدہ اور اسیطرح بدعت ہی جھکنا قبر کی تعظیم واسطے وقت سلام کرنے کے جیسا ابن حجر مکی نے حسن التوسل فی آداب زیارت خیر
الرسل مین کہا ہی سو عبارت اسکی یہہ ہی منہا اجتناب الانحناء للقبر عند التسلیم قال ابن جماعۃ قال بعض العلماء
انہ من البدع ویظن من لا علم لہ انہ من شعار التعظیم واقبح منہ تقبیل الارض للقبر لم یفعلہ السلف الصالح والخیر
کلہ فی اتباعہم ومن خطر بیالہ ان تقبیل الارض ابلغ فی البرکۃ فہو من جہلہ لان البرکۃ انما ھی فیما وافق
الشرع واقوال السلف وعملہم وقال لیس عجبی ممن جہل ذلک فارتکبہ بل عجبی ممن افتی بتحسینہ مع علمہ
بقبحہ ومخالفتہ لعمل السلف واستشہد لذلک بالشعر انتہی بعد اسکے کہا قلت شاہدت بعض جہال القضاۃ
فعل ذلک بحضرۃ الملاء وزاد علیہ وضع الجبہۃ کہیئۃ الساجد فتبعہ العوام ولا قوۃ الا باللہ یعنے آدابون سے
زیارت قبر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے یہہ ہی کہ نہ جھکے قبر شریف کے وقت سلام کرنیکے اور کہا ابن جماعہ کہ کہی ایک گروہ

عالمونکی کہ یہہ جھکنا بدعت ہی اور بے علم گمان کرتا ہی کہ یہہ کام تعظیم کا نشان ہی یعنے تعظیم قبر والے کی اس کام سے بوجی جاتی ہی اور بدتر جھکنے سے زمین بوسی کرنا ہی قبر کی تعظیم کے واسطے اور یہہ کام نہ کئیں سلف صالح حالانکہ تمام نیکی انکی پیروی کرنے مین ہی اور اگر کسی کے دل مین گذر کرے کہ زمین بوسی مین پوری برکت ہی پس یہہ کام اسکے جہل اور غفلت سے ہی کیونکہ برکت نہین ہوا کرتی ہی مگر اس چیز مین کہ جو شریعت کے اور سلف کے قولون کے ساتھ اور انکے عمل کے برابر پڑے اور کہا ابن حجاعہ کہ مجھے عجب نہین آتا ہی ان لوگون سے جو ئے کام نکالن کرتے ہین بلکہ تعجب میرا ان لوگون سے ہی جو جانتے مین ئے کام برے ہین اور خلاف عمل سلف کے تسپر فتوی دیا کرتے ہین انکے اچھے ہونیکا اور گواہ لاتے ہین اسپر اشعار کو بعد اسکے کہتا ہی کہ مین اپنے آنکھہ سے دیکھا ہون بعضے جاہل قاضی کو کہ ئے کام کیا روبرو لوگون کے اور علاوہ زیادہ کیا پیشانی زمین پر رکھنے کو سجدہ کرنے والے کے برابر کیا پھر عوام نے پیروی کرلئے اسکی لا حول و لا قوۃ الا باللہ اب یہہ بات جاننا ضرور ہی کہ حلال سمجھنا گناہ کو کبیرہ ہو یا صغیرہ کفر ہی اور اسطرح مستحب جاننا مکروہ کو کفر اور ردت یعنے مرتد ہی جیسا مولوی اسلمی صاحب نے اپنے سفینے کے تین سو چھتیسوین صفحے پر لکھا ہی و استحباب منہیات شرعیہ را اگرچہ مکروہ باشد کفر و ردت ازان لازم می آید لا محالہ یعنے اچھا کام جاننا شرعی منع کے کامونکو اگرچہ مکروہ رہے کفر اور مرتد پنا اس سے لازم آتا ہی البتہ پھر اس صورت مین جو صاحبون نے قبر کنے جھکنے کو اور اسکو بوسہ دینے کو اور اسکے آس پاس پھرنیکو اچھا کام سمجھتے ہین سو انکا حکم ظاہر ہی اللہ کی پناہ فائدہ روشنی کرنا قبر کے پاس اسکی تعظیم اور بزرگی کے ارادے سے جایز نہین ہی بلکہ اس کام کے کرنے والے پر حدیث مین لعنت وارد ہی جیسا حدیث مین ابن عباس کے ہی کہ کہا لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زایرات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرج رواہ ابو داؤد والنسائی والترمذی یعنے لعنت کیا رسول خدا نے قبرون کی زیارت کرنے والی عورتون پر اور اسپر مسجد بنانے والون پر یا قبرون طرف سجدہ کرنے والون پر اور اسکے پاس چراغان سلگانے والون پر میت کی تعظیم کے ارادے سے روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی نے اور ملا علی قاری نے مرقات مین اس حدیث کے شرح مین کہا والنہی عن اتخاذ السرج اما لما فیہ من تضییع المال لانہ لا ینفع لاحد اتخاذ السرج او لانہا من اثار جہنم واما للاحتراز عن تعظیم القبور یعنے نہی جو وارد ہوی ہی سلگانے سے چراغون کے قبر پاس یا اسواسطے ہی کہ اسمین مال کو ضایع کرنا ہی کیونکہ قبرستانمین چراغان سلگانے سے کسیکو فائدہ نہین نہ میت کو نہ وارث میت کو اور نہ کسی غیر کو یا اسواسطے چراغ سلگانا قبرستانمین منع ہی کہ آگ نشانیون سے دوزخ کے ہی قبر کے پاس بے ضرورت کے کب مناسب ہی یا منع چراغ سلگانے کا اسواسطے ہی کہ چراغان سلگانے مین تعظیم قبر کی برخلاف حکم شریعت کے پائی جاتی ہی اسلئے وہان چراغان سلگانے سے منع آیا کیونکہ تعظیم میت کی اسیقدر ہی جو اسکے حیات مین تھی پھر حیات مین کسیکے ایسی تعظیم آئی نہین مو ئے پر بھی نکیا جاہیئے اور بعضے بے سمجھ کسی بزرگ کے نام سے چراغان کرتے اور اسکی تعظیم یہان تلک کرتے کہ اس بزرگ کی حیات مین کسینے اتنی تعظیم انکی کیا نہین حقیقت مین یہہ صورت آتش پرستی کی ہی اگر مجوس دیکھینگے تو انکو اپنے ہم مشرب جانینگے اور ان سے خوش رہینگے نعوذ باللہ منہا اور شیخ عبد الحق دہلوی ترجمہ مین مشکاۃ شریف کے اس حدیث کے شرح مین لکھا ہی سو عبارت انکی یہہ ہی و لعنت کردہ است رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کسانی را کہ میگیرند قبور را مسجد یعنے سجدہ برندگان بجانب قبور و کسانی را کہ میگیرند چراغہا را بر قبور بقصد تعظیم نزد بعضے حرام است اگرچہ نہ بقصد تعظیم باشد از جہت اسراف و تضییع مال و بعضے گویند اگر آن انجا رہگذر مردم باشد یا در سایہ چراغ کاری میکردہ باشند جایز است درین صورت چراغ گرفتن بجہت قبر نیست بلکہ بجہت کار دیگر است کہ قبر دران منظور نیست انتہی یعنے لعنت کیے رسول خدا نے ان لوگون پر جو قبرون طرف سجدہ کرتے ہین انکی تعظیم کے ارادے سے اور لعنت کئے ان لوگ پر جو چراغان سلگاتے ہین قبرون

کہ پاس انکی بزرگی ظاہر کرنے کے ارادہ سے اور بعضے علما کہتے ہین بے قصد تعظیم کے سلگانا بھی حرام ہے کیونکہ اسمین اسراف ہے اور مال کو ضایع کرنا لیکن بعضے کہتے ہین
کہ اگر قبرستان مین سے راستا ہو تو لوگون کے راستا پہچاننے کے واسطے یا اسکی روشنی مین کچھ کام کرنے کے واسطے موافق احتیاج کے سلگایا جاوے تو روا
ہے کیونکہ اس صورت مین چراغان سلگانا قبر کی تعظیم کے قصد سے نہین ہوا بلکہ دوسرے کام کے واسطے کہ جسمین لوگون کو فایدہ ہے اور نیت ہر ایک
کی خدا خوب جانتا ہے جس سے بدعتی کا کسی بزرگ کی قبر سر راہ واقع ہے اور اسپر چراغان لگایا کرتا ہے سو شیخ عبد الحق کی اس عبارت کو سند
کر کے کہتا ہے کہ ہم یہان چراغان جو کرتے ہین سو محض راہ چلنے ہارون کے فایدے کے واسطے ہے نہ قبر کی تعظیم کے واسطے جواب اسکا یہہ ہے کہ بزرگ جب تک
یہان دفن ہونیکے آگے تو چراغان نہین سلگاتا تھا اور اس قبر کو چھوڑ کر اور کسی سر راہ کی قبر یا مکان پر بھی چراغ نہین لگاتا مگر اسی قبر پر دیئے
چلاتا ہے اور اہل شرع کو ٹھگتا ہے کہ میری نیت راہ چلتونکی نفع پہنچانے پر ہے آپ بھائی علام الغیوب تو اللہ ہے تو اسکو نہ ٹھگا سکیگا عجب
ہے عزیزون نے اتنا خیال نہ کیا کہ یہہ بھی ایک بڑا معجزہ ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے معجزات مین سے بیان اسکا یہہ ہے کہ عرب جاہلیت
مین قبرونکو پوجتے نہ تھے اور نہ انکی تعظیم کے واسطے گنبذین بناتے نہ وہان روشنی کرتے باوجود اسکے آنحضرت نے جو قبرونکو سپت کر دینے
پر اور ان پر گنبذون کے بنانے پر اور وہان تعظیم کے واسطے چراغ لگانے پر لعنت کئے ہین سو اسکا سبب ظاہر ہے کہ آیندہ اپنی امت کی بدعتی
قبرونکی جہت سے مشرک کیا کرینگے سو اسواسطے آگے ہی سے اسکا منا لعنت فرما دیا پھر جسنے نہ مانا اسکی کم بختی ہے آنحضرت نے تو انبیا کا الم دا
کیا فائدہ چادر پھولونکی قبر پر رکھنا اگر قبر کی تعظیم اور تقرب کے ارادہ سے ہے ناروا ہے اور حرام اگر قبر کی زینت اور تجمل کے ارادہ سے ہو تو وہ بھی خلاف
شرع ہے کیونکہ قبر جا کہہ ------ عبرت لینے اور موت کو یاد کرنیکی ہے نہ جا کہہ سیر کرنے اور زینت اور تجمل کی حدیث شریف مین آیا ہے
زوروا القبور فانہا تزہد فی الدنیا و تذکر الآخرۃ یعنے زیارت کرو قبرونکی کیونکہ وہ سبب منہ پھرانیکا ہے دنیا سے اور وہ
یاد دلاتی ہے آخرت کو پھر جو کام اسکے برخلاف ہو سو شارع کا مقصود نہین ہے اور دوسری بات یہہ ہے کہ پھولونکا چادر قبر پر رکھنے مین اسراف بھی ہے
کیونکہ اس بڑائی کے کام مین نہ فائدہ میت کو نہ صاحب میت کو اور نہ کسی غیر کو پھر اگر اسکی قیمت کو خیرات کرین تو اس خیرات کرنے والے کو بھی
فایدہ اور اس محتاج کو بھی نفع اور اس قبر والے کو بھی فایدہ اتنے فایدونکا کام چھوڑ کر بے فایدہ کام کرنے والا ترتیب و قوف ٹھہرتا ہے گناہ
ایک طرف اور یہان یہہ بھی جاننا چاہئے کہ جو لوگ سبزہ اور گل قبر پر ڈالنے کو روا رکھتے ہین سو اس حدیث کو سند کرتے ہین جو مشکاۃ وغیرہ
مین مذکور ہے وہ یہہ ہے عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مر بقبرین فقال انہما لیعذبان فی کبیر اما
احدہما فکان لا یستبری من البول وفی روایۃ لمسلم لا یستنزہ عن البول واما الآخر فکان یمشی بالنمیمۃ
ثم اخذ جریدۃ رطبۃ فشقہا نصفین ثم غرز فی کل قبر واحدۃ قالوا یا رسول اللہ لم صنعت ہذا فقال لعلہ
ان یخفف عنہما ما لم ییبسا یعنے گذر کئے سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کسی دو قبر پر سو فرمائے یہہ دونو قبر والے گناہ کے واسطے
عذاب کئے جاتے ہین لیکن ایک ان دو مین سے اسواسطے عذاب کیا جاتا ہے کہ پیشاب سے پاکی نہین کیا کرتا تھا دوسرا اسواسطے کہ لگرائی کیا کرتا تھا
پھر ایک شاخ تر خرمے کی لیکر اسکو چیر کر دو کئے پھر گاڑے انمین سے ایک کو ایک قبر پر دوسری کو دوسری قبر پر تو صحابہ کہے یا رسول اللہ نے
ایسا کام کسواسطے کئے تو فرمائے شاید انسے عذاب قبر کا گھٹے جبتک یہہ شاخ نہ سوکھے اور شیخ عبد الحق دہلوی مشکاۃ کی شرح مین اس حدیث کے
نیچے لکھا ہے عبارت اسکی یہہ ہے تمسک کنند جماعۃ باین حدیث در انداختن گل و سبزہ و ریحان بر قبور و خطابی کہ از ائمہ اہل علم و قدوہ
شراح حدیث است این قول را رد کردہ است و انداختن سبزہ و گل را بر قبور و تمسک باین حدیث انکار نمودہ و گفتہ کہ این سخن اصلی ندارد

در صدر اول نبوده و بعضے گفتند کہ بنای این تحدید و توقیت بآن ست کہ آنحضرت شفاعت خواست در تخفیف عذاب پس قبول کردہ شد تخفیف تا مدت خشک شدن آن شاخ و لفظ لعل ناظر ست دریں معنی و کرمانی گفتہ کہ در جریدہ خاصیتی نیست در دفع عذاب و نبود آن مگر برکت دست مبارک جناب سید الانبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انتہی حاصل اسکے معنی کا یہہ ہے کہ اسی حدیث سے تمسک کی ایک گروہ نے قبر پر گل و سبزہ ڈالنے کے جواز کو لیکن خطابی جو اماموں سے علم والوں کے اور پیشواؤں سے شارحان حدیث کے ہے اس قول کو رد کیا اور ان کے اس تمسک پر انکار کیا اور کہا یہہ بات بے اصل ہے اور صحابہ کے زمانے میں مروج نہیں تھی اور کہا بعضوں نے کہ سرور عالم نے ان قبر والوں کی تخفیف عذاب واسطے شفاعت کی سو مقبول ہوئی وہ ڈالیاں خشک ہو تلک اور لفظ لعل کا جو معنی سے شاید کے ہے اسی بات کا فائدہ دیتا ہے اور کرمانی کہا کہ ڈالیوں میں تو کچھ عذاب کم کرنے کی تاثیر نہیں ہے اور ان قبر والوں سے جو کم ہونا عذاب کا تھا سو برکت تھی دست مبارک سرور عالم کی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اگر رطب و یابس نویس نے تحقیق جاہر بھی لکھا ہو تو کیا اعتبار اور امام عینی بخاری کی شرح میں لکھا ہے و

کذلک ما یفعلہ اکثر الناس من وضع ما فیہ الرطوبۃ من الریاحین والبقول ونحوھا علی القبور لیس بشیٔ

یعنے اسیطرح بے اصل ہے قبر پر رکھنا اکثر لوگ کا اس چیز کو جسمیں تراوت ہے سبزہ ہو یا کچھ اور ترکاری ہو اور مانند اسکے اور بعضے حنفیہ رطب و یابس نویس جو محدث نتھے قبر پر پھول رکھنے کو اپنی کتاب میں حسن ہے کہے ہیں یعنے بھلا کام اور اسکی قیمت خیرات کرنے کو احسن یعنے بہت بھلا کام لکھے ہیں یا اب لکھنے والا کہتا ہے کہ مراد حسن سے وہ بھلا کام ہے کہ جسکے کرنے سے ثواب ملے اور برا وہی ہے کہ جسکے کرنے سے سزا اور عقاب کے ہووے اور یہہ دونو مقدمے شرعی ہیں جیسا متن میں تکمیل الایمان کے ہے الحسن ما حسنہ الشرع والقبیح ما قبحہ الشرع پھر ان صاحبوں نے جو قبر پر پھول رکھنے کو حسن یعنے بھلا کام ٹھہرائے سو معلوم نہیں کہ قرآن سے پائے یا حدیثوں سے لئے یا اجماع سے یا مجتہدوں کے اجتہاد سے ہم تو ان سب کتب دینیہ جنکے پہنچی ہیں نہیں دیکھے پھر حسن کیسا ہوا ایک بات بے باگ ڈھیلی چھوڑ دیکر کہتا ہوں کہ حسن بھی فرض کئے تو خیرات کرنا اسکے قیمت کو جو احسن ہے تو کوئی عمل میں لا یا سو پھول ڈالنے کو چھوڑ دیکر تو اسپر طعن کرنا کسی حنفی کو نہیں پہنچتا پھر شافعی کو کہاں پہنچیگا اور یہہ بھی جانا چاہیئے کہ بعضے شافعی عالموں میں سے خرمے کی ڈالی کو قبر پر گاڑنے کو سنت لکھے ہیں اور تھوڑے شافعیوں میں سے پھول قبر پر ڈالنے کو اسپر قیاس کئے ہیں سو ہمارے قاعدے سے برابر نہیں کیونکہ سنت کی تعریف جیسا بحر اور نہر میں ہے یہہ ہے کہ جس کام کو آنحضرت نے عبادت کے طریق پر ہمیشہ کئے ہوں اور بغیر عذر کے کبھو نہ چھوڑے ہوں تو وہ سنت ہے یہہ قبر پر ڈالی خرمے کی گاڑنا جو آنحضرت تمام عمر میں ایک ہی بار کئے ہیں سو کسطرح سے سنت ہوگا مجھہ کو تعجب کرنا علماء ظاہر ہی کہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور کوئی امام مذہب کے چاروں اماموں میں سے یہہ کام کیا نہ لکھا نہ کہا اگر سنت ہوتی تو اتنے اکابر دین اسکو کیسا چھوڑ دیتے جب خرمے کی ڈالی کو گاڑنے کی بات ایسی سست ہو پھر پھول اور سبزہ ڈالنے کو اسپر قیاس کرنا کس قدر سست ہوگا اور یہہ بھی جاننا ضرور ہے کہ اگر شافعیہ کے نزدیک سنت بھی ہو تو حنفی ترک کرنے سے اسپر طعن کرنا نہیں پہنچتا اور یہہ بھی جانا چاہیئے کہ بحر الرائق میں کہا کہ سب جگہہ جو میت خوشبو کئے جاتی ہے سو تین میں نہ جیسا کہا

وجمیع ما یجمر فیہ المیت ثلث مواضع عند خروج روحہ لازالۃ الرائحۃ الکریھۃ وعند غسلہ وعند تکفینہ ولا یجمر خلفہ ولا فی القبر یعنے تمام جگہے جو انمیں میت خوشبو کیا جاتا ہے سو تین ہیں ایک جان نکلنے پر بدبوئی کو دور کرنیکے واسطے دوسرا نہلانیکے وقت تیسرا کفن پہنانیکے وقت اور خوشبوئی نکرے پیچھے جنازے کے اور نہ اسکے قبر میں جب بحر الرائق

والا سر کھپا محقق ہین جگہ ہے خوشبو کی کرنیکے ہین گر کے حصر کر دیا پھر جو تھی جگہہ نکالنے والا خطا کیا اور مراد تجمیر سے مطلق خوشبو کرنا ہی جیسا
بحر مین کہا والمراد بہ التطیب اگر قبر پر پھول ڈالنا فرشتون کے واسطے ہی جو حاضر ہوا کرتے ہین قبر کیے تو قبر کے اندر خوشبو کرنا اولی
تھا کیونکہ منکر نکیر کا آنا قبر مین صحت کو پہنچا ہی بحر الرائق والقواس سے بھی صاف منع کر چکا پھر جو تھی جگہہ جو جنازے پر یا قبر پر پھول ڈالنا
ہی سو ثابت نہ ہوگا اللہ توفیق دیوے نکتہ آداب شرعی مین آیا ہی کہ جب کوئی آدمی بول و براز پاک کرنیکے واسطے ڈھیلا لیا چاہے تو
تین بار اس ڈھیلے کو زمین پر مار کر اسکت اسکت کہے یعنے چپ چپ اسواسطے کہ ڈھیلا بھی ذکر مین ہا کرتا ہی یہین سے معلوم ہوا کہ
ڈھیلا اور کنکرے سب ذکر مین ہین اب تم دیکھو کہ میت پر ہزار کنکرے اور ڈھیلے پڑتے ہین وے سب کے سب ذکر مین مشغول ہین اگر انکے
ذکر کرنے سے قبر پر میت کو فایدہ ہی تو تو نے بہت ڈھیلون اور کنکرونکا ذکر بس ہی پھولونکا اسراف کاہیکو اگر ان سے ہونکا ذکر کچھ فایدہ
نکیا ہو تو پھر پھولونکا ذکر کیا فایدہ کریگا پھر اسمین بھی خرچ کاہیکو بھلا اگر گھاس یا درخت قبر پر لگاوین اور پھول کی چادر کی قیمت
خیرات کرین تو اسمین میت کو ثواب بھی پہنچتا ہی اور محتاج کی حاجت روائی بھی ہوتی اور گھاس وغیرہ کی طرف سے ذکر بھی ہوتا فائدہ
زیارت کرنا قبرونکی مردونکو بالاتفاق اور عورتون بالاختلاف مستحب ہی عبرت لینے اور ان کے واسطے دعا کرنے اور استغفار اور آخرت کو
یاد کرنے اور دنیا کی محبت سے منھہ پھیرنے واسطے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو قبرونکی زیارت سے منع کر کے پھر جایز رکھے سو سبب اسکا
اور یہی مستحب جانا ہی کہ زیارت شرعی وقت سے نزدیک ہی کی قبر کنے گئے پر اسپر سلام کرنا یعنے السلام وعلیکم الخ بولنا اور قبر کنے کھڑے ہو جناب الہی سے
دعا مانگنا مغفرت کی اپنی واسطے اور میت کے واسطے اور استغفار کرنا لیکن وقت سلام کے قبر طرف منہہ کرنا اور وقت دعا کے قبلے طرف
جیسا عبد الحق دہلوی نے آداب الصالحین مین لکھا ہی اگر شرعی روش سے بڑھ جاوے تو وہی زیارت جو مستحب تھی سو بدعت ہو جاتی ہی جیسا
مناوی نے اپنی شرح مین تحت مین حدیث کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا کہا ہی بشرط ان لا یقترن بذلک
تمسح بالقبر وتقبیلہ فانہ کما قال السبکی بدعۃ منکرۃ یعنے زیارت قبر کی جایز تو ہوئی پر اس شرط سے کہ نہ چھووے قبر کو تبرک
کے ارادے سے اور نہ بوسہ دیوے اسکو کیونکہ یہہ کام جیسا کہا امام سبکی نے بری بدعت ہی ای ایمان والو کیا تم نہین جانتے کہ موکدہ
سنت کرنے مین ارتکاب حرام فعل کا لازم آتا ہو تو اس سنت کو چھوڑنا واجب ہوتا ہی جیسا سجدہ مین کہنون کو پہلو سے دور رکھنا
سنت ہی مگر جب جماعت مین ہو تو تب تھہ پہلو سے دور رکھنے مین بازو پر مسلمان کو کہنی لگتی ہی کر اس سنت کو چھوڑ کر ہاتھون
کو پہلو سے لگا لینا ہی کیونکہ کہنی لگنے کی ایذا بھی مسلمان کو پہنچانا منع ہی اور اسیطرح ختنہ کرنا موکدہ سنت ہی لیکن جب مسلمان بالغ
ہو چکا بغیر ختنہ کے تو پھر ختنہ اسکی بعد بالغ ہونے کے کرنا منع ہی کیونکہ سنت ادا کرنے مین کشف عورت کا جو حرام ہی لازم آتا ہی
پھر اسلئے اسکی ختنہ ہی حرام ہو گی اسیطرح ہی مشکاۃ کے ترجمہ مین اور سراجیہ مین ہین جب ایسے سنتان حرام فعلون کے سبب ہونے سے
حرام ہو جاتیون پھر زیارت قبر کی جو مستحب ہی سو سجدہ اور بوسہ اور طواف کے ساتھہ حرام نہو گی تو پھر کیا ہو گی انصاف کرو اور
مجد الدین فیروز آبادی نے اپنی کتاب سفر السعادت مین لکھا ہی عبارت اسکی شرح کی عبارت سمیت جو عبد الحق دہلوی سے ہی یہی ہی
وعادت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آن بود کہ گذشتگان را زیارت میکرد از برای دعا و ترحم و استغفار و اینچنین زیارت
کہ برای ہمین معنی بود دیگر آنکہ بدعتی و مکروہی دران راہ یابد مستحب است و عادت نبود کہ برای میت در غیر وقت نماز جمع شوند و قرآن
خوانند و ختمات خوانند نہ بر سر گور و نہ غیر آن و این مجموع بدعت است و مکروہ نعم تعزیت اہل میت و تسلیہ آنہا سنت و مستحب ست

اما این اجتماع مخصوص در سیوم و ارتکاب تکلیفات دیگر و صرف اموال بے وصیت از حق یتامی بدعت است و حرام یعنے عادت سرور عالم کی یہہ تھی کہ قبرونکی زیارت کرتے تھے انکے واسطے استغفار و دعا کرتے اور اُن پر رحمت بھیجتے اور ایسی زیارت کرنا اُن کام کے واسطے بے دخل بدعت اور کراہت کے اسی زیارت مین مستحب ہی جانئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اُن حضرت کے زمانے مین عادت نہین تھی کہ جنازے کی نماز کے سوائے اور کسی وقت میت واسطے جمع ہو وین اور قرآن کا ختم کرین نہ قبر کنے نہ اور کہین یہہ جمع ہونا اور ختم پڑھنا بدعت ہی اور مکروہ ہان تعزیت کرنا اہل میت کی اور دلاسا دینا انکو اور صبر کرو کہنا سنت اور مستحب ہی لیکن یہہ جمع ہونا لوگ کا ہو سو تیسرے روز اور دوسرے تکلفات کرنا اور مال سے میت کے خرچ کرنا بغیر وصیت کے یتیمون کے حق مین سے بدعت ہی اور حرام فائدہ بعضے جاہل لوگ اپنے مرض الموت مین اپنے مال مین سے کچھ جدا نکال کر وصیت کرتے ہین کہ یہے اپنے پیچھے دسوین بیسوین چالیسوین چھے ماہی نوماہی برسی مین خرچ ہو اور باقی مال وارث لوگ بانٹ لو ایسی وصیت کچھ کام کی نہین وہ وارثون ہی کا حق ہی کیونکہ خلاف شریعت مین وصیت چلتی نہین ہان اگر اس مال کو فقیرون وغیرہ کو دو کر کے وصیت کیا ہو تو مال کی تہائی مین سے اس وصیت کو جاری کیا چاہیئے بشرطیکہ قرض اور مہر عورت کا میت کے ذمّے پر باقی نہو اگر باقی ہو تو پہلے قرض اور مہر کو ادا کرنا ضرور ہی بعدہ دوسرے کام فایدہ اولیا کی قبرونکی زیارت واسطے دور دور سے سفر کرنے مین اختلاف ہی درمیانے عالمون کے بعضے جایز رکھتے ہین اور بعضے حرام جیسا قسطلانی شرح بخاری مین اور عبد الحق دہلوی مشکاۃ کے ترجمے مین لکھے ہین اور عبارت شیخ عبد الحق دہلوی کی جو ترجمہ مشکاۃ مین لکھا ہی سو یہہ ہی اما در مسافرت برای زیارت قبور صالحین و رسیدن بمواضع متبرکہ خلاف است بعضے مباح دارند و بعضے حرام کو یند انتہی اور عبارت قسطلانی کی یہہ ہی اختلاف فی شد الرحال الی غیرھا ای المساجد الثلثۃ کالذھاب الی زیارۃ الصالحین احیاء و امواتا و لمواضع الفاضلۃ للصلوۃ فیھا و التبرک بھا فقال ابو محمد الجوینی یحرم عملا بظاھر الحدیث و اختارہ القاضی حسین و قال بہ القاضی عیاض و طائفۃ و الصحیح عند امام الحرمین و غیرہ من الشافعیۃ الجواز انتہی یعنے اختلاف کئے علما سفر کرنے مین ان تین مسجدون کے سوا دوسری جاگہ طرف جیسا جانا زیارت کو واسطے پرہیزگارون کے جیتے ہون یا موئے ہون اور فضیلت والی جگہون طرف وہان نماز پڑھنے واسطے اور اس سے برکت ڈھونڈھنے سو کہا امام محمد جوینی نے کہ یہہ سفر حرام ہی ظاہر حدیث کے رو سے اور اسی بات کو اختیار کیا قاضی حسین اور اسی بات کا قایل ہوا قاضی عیاض اور ایک گروہ عالمون مین سے قایل ہین اسی بات کے اور صحیح بات امام الحرمین وغیرہ کنے شافعیون مین سے جواز ہی اور ملا علی قاری بھی مشکاۃ کے شرح مین اسیطرح کہا ہی اور ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ کہا اسنے ملاقات کیا مین بصرہ بن ابی بصرہ غفاری سے تو کہا مجھ سے کہ کہان سے تیرا آنا ہوا مین نے کہا کوہ طور سے پھر کہا اگر مین پاتا تجھکو آگے تیرے جانیکے کوہ طور طرف تو تو نہ جاتا کوہ طور طرف یعنے تجھکو منع کرتا مین کیونکہ سنا ہو نمین سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جو فرماتے تھے لا تعمل المطایا الا الی ثلثۃ مساجد الی مسجد الحرام و الی مسجدی ھذا و الی مسجد ایلیا او بیت المقدس یشک رواہ مالک فی الموطا یعنے حاصل یہہ ہی کہ سفر کو نہ جاوین مگر تین مسجدون کی طرف ایک مسجد مکے کی دوسری مسجد مدینے کی تیسری مسجد ایلیا کی یا بیت المقدس کی روایت کیا اس حدیث کو امام مالک نے اپنی موطا مین اور ایک حدیث مین لا تشد الرحال آیا ہی یعنے کجاوے نباندھے جاوین اونٹون پر یعنے سفر نہ کیا جاوے الحدیث جب کوہ طور کی زیارت واسطے سفر کرنا منع ہوا تب بعضے جہال باوا

بدھن کے پہاڑ کی زیارت واسطے مشقت سفر کی اٹھا کر جاتے ہین انکی نادانی کو کچھ انتہا نہین ہی اللہ فضل کرے اور حجۃ البالغہ مین ہی کان اھل
الجاھلیۃ یقصدون مواضع معظمۃ بزعمہم یزورونہا ویتبرکون بہا فسد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الفساد
لئلا یلحق غیر شعایر الاسلام بشعایرہ ولئلا یصیر ذریعۃ لعبادۃ غیر اللہ یعنے اہل جاہلیت قصد کرتے تھے بزرگ
جاگہونکا اور زیارت اسکی کرتے تھے اور اس سے تبرک دھونڈھتے تھے سو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہہ حدیث فرماکر بند کر دئیے
فساد کے دروازے کو تا اسلام کے شعار سے غیر اسلام کے شعایر مل نہ جاوین تاکہ وسیلہ غیر اللہ کی عبادت کا نہووین بعد اسکے کہا
حجۃ البالغہ والے نے کہ مقرر قبر اور ولی کی عبادت کی جاگہہ اور کوہ طور یہہ تینون برابر ہین منع مین یعنے جیسا کوہ طور کو جانے سے صحابی نے
منع کیا ویسا ہی دور دور سے سفر کر کر ولی کی قبر پر جانا بھی منع ہی اور عبد الحق دہلوی سفر السعادت کی شرح مین جامع الاصول کی
شرح سے اور کلام طیبی سے نقل کیا ہی عبارت اسکی یہہ ہی شد رحال کنایت است از سفر یعنے قصد کردہ نشود موضعی را بہ نیت تقرب الی اللہ
الا این ثلثہ مسجد بجہت تعظیم شان اینہا و ماسوای این سہ برابر اند در فضل پس اگر نذر کند کہ نماز گذارد در مسجدی ازین مساجد ثلثہ لازم گردد ک
بیاید بیکی ازینہا و اگر در مسجد دیگر گذارد از عہدہ نذر بر آید و اگر نذر کند کہ بگذارد در مسجدی غیر آن مساجد متعین نمیشود آن مسجد برو
کہ بگذارد در مسجدی از مساجد ہر مسجد کہ باشد واللہ اعلم اگر گویند پس سفر بقصد تجارت و تحصیل علم نیز جایز نبود جوابش آنکہ مقصود
در انجا مواضع و تعظیم اینہا نیست یعنے قصد نکیا چاہیے کسی جگہہ کا قصد سے خدا کی خوشنودی کے مگر ان تینون مسجدان کو جانے کا قصد
کرنا اسی قصد سے روا ہی کیونکہ ان مسجدونکی شان اور بزرگی بڑی ہی اور ان تینون مسجدون کے سوا سب جگہیے اور بستیان برابر
مین فضیلت مین پھر اگر کسی نے نذر کیا نماز پڑھنے کی ایک مسجد مین ان تینون مسجدون مین سے تو اسپر لازم ہوتا ہی کہ کسی ایک مسجد کو
ان تینون مسجدونمین سے جاوے اور نماز ادا کرے اور اگر ان تینون مسجدون کے سوا کسی اور مسجد مین نماز ادا کیا تو عہدہ سے نذر کے
باہر نہ نکلیگا یعنے وجوب اسپر باقی کا باقی رہیگا اور اگر نذر کیا نماز پڑھنے کی کسی ایک مسجد مین جو ان تینون مسجدون کے سوا ہی جیسا
کسی نے بغداد کی مسجد مین نماز پڑھنے کی نذر کیا پھر اسپر نماز تو لازم ہو گئی پر اسی مسجد مین پڑھنا لازم نہو گا کسی اور مسجد مین ادا کیا تو
عہدہ سے نذر کے باہر آتا ہی دیکھو تو اس بات سے صاف کھل پڑا کہ سوا ان تین مسجدون کے سب جگہیے اور بستیان برابر ہین یہہ نہین کہ
کسی بزرگ کی قبر کسی شہر مین واقع ہونے سے اس شہر کو فضیلت ہی اس بستی پر کہ جس بستی مین کسی بزرگ کی قبر نہو پھر اس صورت مین
اجمیر اور دلی اور ناگور اور حیدر آباد اور فنگول اور گلبرگہ اور دوسری بستیان مسلمانون کے سب برابر ہین ایک کو دوسری پر فضیلت نہین
پھر ناگور کو ناگور شریف یا اجمیر کو اجمیر شریف یا نجف کو نجف اشرف یا بغداد کو بغداد شریف یا گلبرگہ کو گلبرگہ شریف بولنا صرف جہل اور
نادانی ہی دیکھیو تو تم جس شہر کو شریف یا اشرف کہتے ہو اس شہر کو جانا کچھ ثواب رکھتا ہی یا وہان کی مسجد مین نماز پڑھنے سے
کچھ ثواب مضاعف ملتا ہی اور حیدر آباد کی مکہ مسجد مین نماز پڑھنے کچھ ثواب کم ہوتا ہی یا حیدر آباد کو جانے سے لایق عذاب کے ہوتا ہی
اس بات پر سوائے تمہارے صرف عقیدہ کے کچھ اور دلیل رکھتے ہو تو بتلا دیجے یا کوئی حدیث رکھتے ہو تو میدان مین لائیے نہین تو ناگور شریف ہونے
کو کیا سبب اور مدار اس شریف نہونیکو کیا وجہ اللہ تعالی ہدایت دیوے ہمین اور تمہین اور ناگور اصل مین ناگہ اور تھا ناگہ ایک دیو کا نام ہی اور
اور اوردو زبان مین گاؤن کی معنے سے ہی یہہ دونو ملکر کثرت استعمال سے ناگور ہوگیا معنے اسکی یہہ ہوی بستی دیو کی جیسا بعلبک کی نسبتی
سابق مین بعل دیو کے نام سے مشہور ہو گئی ہی پھر بستی کو دیو لعین کے ناگور شریف کہنا سخت بد ہی اللہ عقل ہدایت کی دیوے اور یہہ بھی جانا

جاننے کہ ناگور شریف ہوا تو ناگور یہان سکے سب شرف والے ہوے جیسا مکہ مدینہ شریف ہونے سے مکہ اور مدینہ والے شرف والے ہوے یہہ بات تو نہین کیونکہ ناگور کے لبون کو مدار اُس کے چولیون پر کچھہ شرف نہین ہی ناگور کی جہت سے اور مناسب اس مقام کے ہی ذکر کرنا اُس خطبہ کو جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دمشق کے منبر پر پڑھا اور صعصعہ صحابی رضی اللہ عنہ نے انکار کیا سو خطبہ مذکورہ یہہ ہی ایہا الناس علیکم بالشام فانہا الارض المقدسۃ و منازل الانبیاء و ارض الحشر و النشر ایہا الناس واللہ لو ولد ابو سفیان الناس کانوا کلہم حکماء ثم قال ما من احد منکم یجیبنی فقام صعصعہ رضی اللہ عنہ فقال اما قولک علیکم ببلاد الشام فانہا الارض المقدسۃ فان الارض لا تقدس الناس بل الاعمال تقدسہم و اما قولک ارض الحشر و النشر فان الحشر لا یبعد عن المومن و لا یقرب من الکافر و اما قولک منازل الانبیاء فلعمری من نزل منازل الانبیاء و لا یدخل مداخلہم فی الاخرۃ و لکن یدخلہا من عمل باعمالہم و اما قولک لو ولد ابو سفیان الناس کانوا کلہم حکماء فقد ولد من ہو خیر من ابی سفیان و فیہم الحکیم و السفیہ الخ یعنے اے لوگو تم لازم کر لیو رہنے کے واسطے شام کو کیونکہ وہ پاک زمین ہی اور پیغمبران رہنے کی جگہہ اور زمین حشر اور نشر کی اے لوگو قسم ہی خدا کی اگر ابو سفیان سب لوگ کو جنا ہوتا تو سب کے سب حلیمان ہوتے بعد اسکے کہا کوئی ہی جو میرے جواب مین آوے پس کھڑے ہوے صعصعہ رضی اللہ عنہ نے اور کہا تو نے جو کہا کہ شام کو لازم کر لیو رہنے کے واسطے کیونکہ وہ مقدس زمین ہی جواب اسکا یہہ ہی کہ زمین پاک بھی ہو لیکن پاک نہین کرتی لوگون کو بلکہ اعمال اُن کے انکو پاک کرتے ہین اور قول تیرا کہ شام زمین ہی حشر اور نشر کی جواب اسکا یہہ ہی کہ حشر نزدیک ہی مسلمان سے نہ نزدیک ہی کافر سے پھر کہین بھی ہو کیا مضایقہ اور قول تیرا کہ شام جگہہ ہی پیغمبرونکی سو قسم ہی میری حیات کی جو کوئی اترے گا منزلونمین پیغمبرونکے نہ اوے گا انکی جگہونمین آخرت مین ولیکن داخل ہوتا ہی وہ شخص جو عمل کیا ہی اُنکے عملون پر اور قول تیرا جو ابو سفیان تمام لوگون کو جنا ہوتا تو سبکے سب حلیمان ہوتے جواب اسکا یہہ ہی کہ ابو سفیان سے جو بہتر تھے سو جنے حلیمون کو اور احمقونکو پھر ابو سفیان کے جنے ہوے سبکے سب حلیمان کسطور سے ہوتے یہہ خطبہ اسکے رد سمیت نصاب الاحتساب کے بائیسوین باب کے آخری مین مذکور ہی غرض اس سے وہ ہی کہ کوئی ایک زمین سے ایسی فاضل نہین کہ وہان کے نیک عملون پر ثواب بڑھکر ملے دوسری جگہہ کے عملون سے سوا ان زمینون کے جو حدیثونمین فاضل ہی انکی اس معنی سے مذکور ہوے ہین سو وہی ہین مسجدین فقط اور اسی طرح ہی حکم زمانیکا اور دنان برابر ہین مگر جو زمانہ اور جو روز کہ حدیثونمین فضیلت اسکی وارد ہوئی ہی سو حق ہی جیسا روز جمعہ کا اور پیر کا عرفہ کا لیلۃ القدر کا اور مانند اسکے سوا اسکے باقی کے روزان سب برابر ہین پھر عوام الناس جو کہا کرتے ہین کہ غسل صحت لینے اور شادی شروع کرنے اور دوسرا کوئی اعتبار ہی کام کرنے کے واسطے گیارھوین کی راہ دیکھتے یا رجب کی انتظاری کرتے ہین اس اعتقاد سے کہ اس مہینے اور اس روز کرنے مین بہت برکت ہی صاف یہہ بات گمراہی کی ہی کیونکہ جمعہ کا روز جو حدیثون کے رو سے بزرگی والا روز ہی اور پیر کا روز جو رحمت عالمیان کی پیدایش کا روز اور نبوت آنحضرت کو آئی سو روز اور قرآن کا نازل ہونا شروع ہوا سو روز اور فتح مکہ ہوا سو روز وہی ہی وہ روز چھوڑ دیکر گیارھوین کی انتظاری کرنا بے سند بات ہی اللہ کی پناہ حالانکہ گیارھوین کی بزرگی نہ قرآن مین ہی نہ حدیث مین نہ اماموں نہ مجتہدون کے اقوال مین نہ غوث الاعظم کے ملفوظ مین نہ کسی ولی کے وصیت نامے مین جو اپنے مریدون کو اپنے لکھہ دیے ہین پھر دل سے اپنے ٹھہرا کر ایسا عقیدہ اس سے رکھنا سخت گمراہی ہی اللہ کی پناہ اب یہان جاننا چاہیئے کہ کسی بزرگ کی زیارت کے واسطے

اُن کے عرس ہونے کے ایام مین جانا سب کیلئے حرام ہوسکتا ہی کیونکہ ان دنونمین انکی قبر کے گرد و پیش تھات ناچ و راگ کا جمع ہوتا ہی اور اقسام
کے کھیل اور جوے بازی جابجا ظاہر او انواع انواع کے بدعتین ہر کوچہ و بازار مین ہوتا اور دکان سیندہی شراب کے چو طرف لگی ہو شرابیان
اور سیندہی خوار مستی سے راستون مین پڑے ہوے اور کانچوان ایکطرف حلقہ باندھ بیٹھے ہوے گانجا پی رہے ہین اور ایکطرف بھنگیو
کی بھنگ گھوٹ رہی ہی اُن دنونمین وہان جانے سے اُن سب بدعتون کو اور گناہون کو دیکھنا پڑتا ہی نیز زایل کرنیکے یہہ بات تو بد
ہی اسیواسطے منع ہی قبول کرنا دعوت کو اگرچہ دعوت ولیمہ کی ہے اگر معلوم ہوا ہو کہ جانیکی جگہہ مین گناہ کے کام جیسا ناچ اور راگ
آلات و مزامیر کے ساتھہ یا غیبت کسی نیک بخت مسلمان کی یا استعمال حرام چیزونکا جیسا سونے روپیکے باسن ہین یا تصویر جاندار
کی وہان برپا رکھے ہون ان صورتون مین دعوت کو قبول کرنا اور وہان جانا منع ہی جیسا اس بیان کو فقہا تفصیلوار لکھے ہین انمین سے ایک
قول لکھا جاتا ہی جو کہا در المختار مین ان علم اولا باللعب لا یحضر اصلا سواء کان ممن یقتدی بہ او لا یعنی اگر دعوت کی
گیا سو شخص پہلے ہی جان گیا کہ دعوت کی جگہہ مین لہو لعب ہی تو اصلا وہان نہ جاوے خواہ وہ دعوتی یا گیا شخص سو لوگ کا معتقد اسے
یا احاد الناس مین کا ہی اور فتح الباری شرح صحیح بخاری مین دعوت مین بدکام دیکھے تو پلٹ جانیکے بیانمین لکھا ہی رای ابن مسعود
صورۃ فی البیت فرجع یعنی دیکھا ابن مسعود نے کسی کے گھر مین تصویر کو سو پھرا اور ایک شخص نے دعوت کیا ابن مسعود کو سو
پوچھا اسنے تیرے گھر مین تصویر ہی کیا تو کہا ہان ہی پھر انکار کیا جانے سے تصویر کو توڑنے تک سند اسکی صحیح ہی اور ابن بطال
کہا کہ ایسی حدیثون سے معلوم ہوا کہ جس دعوتمین اللہ تعالی اور رسول اسکا منع کیا سو کام ہووے تو اس دعوت کو جانا جایز نہین
ہی اور امام زین العابدین نے تشریف نہ لیگئے اسکی دعوت کو کہ جسکے گھر کی دیوار پر دیوار گیری تھی اور فرمایا نہ آؤنگا مین جبتک نہ پھاڑو گے تم دیوار
گیری کو اور فرمائے کہ کیا تمہارے گھر کو تپ آئی سو اڑھا ہو یا گھر تمہارا کعبہ ہوا اور امام غزالی نے احیاء العلوم مین ضیافت کا منکرات کے
بیانمین فرمائے ہین ومنہا سماع الاوتار وسماع القینات ومنہا اجتماع الناس علی السطح تنظر الی الرجال مہما کان
فی الرجال شاب یخاف الفتنۃ بہم فکل ذلک محظور منکر یجب تغیرہ ومن عجز عن تغیرہ لزمہ الخروج
ولم یجز لہ الجلوس فلا رخصۃ فی الجلوس فی مشاہد المنکرات یعنی اور انہی برے کامونمین سے ہی سننا ستار
او بیاز وغیرہ کا اور سننا گاینون کا راگ اور انہی مین سے ہی جمع ہونا عورتونکا چھاپے پر مردونکو دیکھنے پھر جب ان مردو نمین
کوئی جوان رہے تو آپس مین فساد کا اندیشہ ہی ئے سب برے کام ہین واجب ہی اسکا دفع کرنا اور جو کوئی اسکو دفع نکر سکے تو اسکو
لازم ہی نکل جانا اس مکان سے اور جایز نہین اسکو وہان بیٹھنا پھر رخصت نہین ہی بدکام ہوتے سو جگہونمین بیٹھنے کا انتہی اور کتاب
مین غنیۃ الطالبین کے آداب الاکل والشرب کے فصل مین ہی کہ سنت پنا دعوت قبول کرنیکا تب ہی جب وہان بدکام نہو پھر اگر کوئی منکر کام
وہان اگیا تو نہ بیٹھے وہان اور منکر کے مثال بہت سے ہین انمین سے ہی طبل و مزمار و عود و نائی و رباب و معازف و طنابیر و شین و شبابہ
و جغران کہ جس سے ترک کھیلا کرتے ہین ئے سب حرام ہین جس مجلس مین ہو نہ بیٹھے وہان اور اسیطرح بھی ہی رسالے مین ملا عصمت
اللہ سہارنپوری کی حاصل یہہ ہی کہ جب دعوت کو جانا یہہ حکم ہو پھر زیارت کو قبر کے جانے کیسا ہوگا خود بخود ثابت دلی سے کسی جگہہ پر ہا
سیکڑون بدکام ہین سو جا کر جانا دیکھو تو کیسا بدکام ہوگا جب موکدہ سنت کو جو دعوت ولیمہ کی ہی ایسے سببون سے ترک کرنا لازم
پھر مستحب کا چھوڑنا تو ایسے سببون سے لازم تر ہوگا اسپر علاوہ یہہ ہی کہ عرس کے دھوم دھام سے روح قبر والیکی عرس واسطے جمع ہونے والون

پر سخت ناخوش ہوتی ہوگی جیسا عبدالحق دہلوی نے اخبار الاخیار مین سید ابراہیم کے ترجمے مین لکھا ہی کہ ایک روز ایک شخص عبدالمقتدر نام سید ابراہیم کنے اکر عرض کیا آج حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا عرس ہی اگر حضرت بھی تشریف لاوین تو اچھی بات ہی سید ابراہیم نے عذر کیا عبدالمقتدر بجد ہوے تب سید ابراہیم کہے کہ پہلے تو جاکر خواجہ کے قبر کنے مراقب ہو بعد اسکے آ جب عبدالمقتدر گیا خواجہ کی قبر کے اطراف دیکھا تو قوال ان راگ مین مشغول و صوفیان جوش و خروش مین آگئے ہین یہہ عبدالمقتدر نے قبر کنے جاکر مراقب ہوا پھر اسپر کشف ہوا سو کیا دیکھتا ہی کہ روح خواجہ کی اسکو خطاب کر کر کہی کہ ای فلانے یہہ بدبختان میرے دماغ کو کھا گئے او وقت مرا مشوش کر دئے دیکھو تو فقط راگ سے او صوفیون کے جوش و خروش سے خواجہ کی روح سخت ناخوش ہو کر ان کو بدبخت کہی جس بزرگ کی قبر کنے اقسام کے باجے بجین او ناچ ہوا کرے او لوگ غل مچاوین تو اس بزرگ کی روح کسقدر ناخوش ہو گی اسپر قیاس کر لیجئے سچ کہے ملا دو پیازہ نے کہ الزیارت گاہ بہانہ فسق است یہان یہہ بھی جانا چاہئے کہ قبر کی زیارت کے واسطے جن کنے سفر کرنا روا ہی ان کنے بھی یہہ شرط ہی کہ قبر کنے منع کے کام نکرے نہین تو جب زیارت سبب پڑے بد کامون کا تو وہ زیارت ہی بد ہو جاتی ہی پھر سفر تو کیا پوچھنا اور ایسے سفر کرنے والے کو جاننا اس بات کا بھی ضرور ہی کہ حقدارونکا حق جیسا قرض قرضخواہ کا اور نفقہ قرابتی کا او مہر نوکر کا او مزدوری مزدور کا [illegible] ایسے سفر مین پیسا خرچ کرنا حرام ہی او حقدارونکے حق کے سبب سے زکاۃ اور فطرہ اور قربانی جو اللہ پاک جلشانہ کے حکمون سے ہین ساقط ہو جاتے ہین یہہ سفر کسقدر ہو گا تر ہی جو کتنے بھی حقوق بندونکے گردن پر ہین یہہ سفر سو ساقط نہین ہوتا ہی بی بی تمیزہ کے وضو پر لکھا ہوا جو ہزارون جنابون کے ساتھ بھی تو ٹوٹتا نتھا اور یہہ بھی جانا چاہئے کہ قرض کر کر مشقت سفر کی اٹھا کر عیال و اطفال سے جدا ہو کر جو کسی ولی کی قبر کی زیارت واسطے جاتا ہی سو اگر عبرت لینے واسطے ہی پہلے تو یہہ ہی کہ اس ملک کے ولی کی قبر سے عبرت حاصل ہونا بہت دشوار کیونکہ اسکی قبر پر بنارسی کمخاب کا غلاف پڑا ہی اور اسپر شامیانہ زربفت کا موتیونکی جھالر لگا ہوا سو نیلے استادون پر کھڑا ہوا اور ہزارون چراغان چوطرف روشن او باجے ہر قسم کے قبر کنے بج رہے ہین اور کہین تھا تھہ راگ او ناچ کا مچا ہوا او ایک طرف باروت قسم قسم کی جل رہی ہی اور ہزاران مرد عورت طرح طرح کے خلعتین رنگارنگ کے کپڑے پہنے ہوے رشک چمن بنے ہوے وہان موجود پھر ایسے تماشونکی جگہہ مین عبرت اور غم کہان ہی بلکہ غمگین وہان جاوے تو غم بھولکر شاد و خرم ہو جاوے انا للہ وانا الیہ راجعون عجب تماشا یہہ ہی کہ بعضے بلہوسان مسرف اپنے باپ وغیرہ کی موت کے دن کو نذریون او نظر بازونکا بدروز بناتے ہین نوبتین او باجے بجواتے او چراغان کرتے اتنا نہین سمجھتے کہ اپنی مصیبت کے روز کو فاسقون او کافرون کے جاترہ کا دن وار بنانا کس عقلمند دیندار کا کام ہی دوسری بات یہہ ہی کہ عبرت لینا میسر ہوتا ہی تیری بستی کے قبرستان سے ہی پھر اتنی محنت اٹھانا تہ بار خرچ ہونا کیا ضرور اگر میت کے حق مین دعا کرنا منظور ہو تو یہہ بات بھی یہین سے حاصل ہو سکتی ہی اور اگر اس ولی کی روح سے کچھ فیض اٹھانا منظور ہو تو وہان جانا کیا ضرور کہ تمھارے عقیدے مین تو ارواح اولیا کی حاضر ناظر ہین پھر اتنی دور سے مشقت اٹھا کر جانا نادانی ہی اگر حاضر ناظر نہین ہین تو تمھارے جانیکو البتہ ایک وجہ پائی گئی لیکن پہلے چاہئے کہ تجھ مین انکے ساتھ کچھ مناسبت پیدا ہو تا انکی روح کا پرتو تیرے پر پڑے تو دل تیرا معمور ہو جاوے نہین تو بھی زنگ آلود دل کو لیجاوے تو کیا فایدہ ہوگا سو سب پر ظاہر ہی اسواسطے ہزار وہی لوگ جو بزرگون کی زیارتون کو دور دور سے جایا کرتے ہین جیسے گئے تیسے ہی پھرتے ہین سچ ہی ۞ خر عیسی اگر بمکہ رود ۞ چون بیاید ہنوز خر باشد ۞ سودا کی ایک بیت انکے حسب حال ہی وہ بیت یہہ ہی ۞ ایک خراسان گیا گو کوئی مکے کو جائین ۞ جیسے ہی ادھر جائین ویسے ہی ادھر سے

آئین + اور بھی ایسے سفر واسطے ایک شرط ضروری کہ مسافرت کے سبب سے کوئی فرض نہ چھوٹ جاوے کہ نہیں تو وہی سفر جو جایز تھا سو حرام
ہوجاتا ہے جیسا شیخ ابن حجر مکی نے جواہر المنظم میں کہا عبارت اسکی یہہ ہے وکثیرا یحافظون علی الزیارۃ ویضیعون الواجبات
کثیرۃ ای فی سفر الزیارۃ وھو من حمقھم اذ فعل فرض واحد خیر من الوف مولفۃ من الزیارۃ المکرمۃ لانھا سنۃ
فکیف تضیع فی جنب تحصیلھا فرض وامتثال امرہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم الواجبۃ واجتناب نواھیہ
المحرمۃ اعظم فی صحبتہ وابلغ فی اجلالہ من زیارۃ مہما کانت فاحذر ان تضیع شیاء من دینک فانہ یخشی
علیک غضبہ وسخطہ وان ترجع خائبا ای خایب ومحروم وما ای محروم یعنے بہت لوگ نگاہ رکھتے ہیں زیارت کرنے کو
سرور عالم کی اور ضایع کرتے ہیں بہت واجبوں کو زیارت کے سفر میں اور ایسا کرنا تو انکی احمقی اور جہالت سے ہے کیونکہ ادا کرنا ایک فرض
کا بہتر ہے ہزاروں زیارت سے سرور عالم کی اسواسطے کہ وہ سنت ہے پھر کسطرح ضایع کرتا ہے تو اے مخاطب فرض کو اس سنت کے
حاصل کرنے میں اور بات تو ایسی ہے کہ فرمانبرداری سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہتر ہے محبت میں اور کاملتر ہے تکریم میں آن
حضرت کی زیارت کرنے سے بھی پھر ڈر تو ضایع کرنے سے کوئی ایک چیز کے تیرے دین کے چیزوں میں سے کیونکہ اسمیں سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی غضب اور ناخوشی کا اندیشہ ہے بہت بڑا اور اندیشہ اس بات کا ہے کہ تو زیارت کرکے بھی بے نصیب پھریگا فرض چھوڑنیکے
سبب سے نعوذ باللہ اور یہہ بات بھی جاننا چاہیئے کہ زیارت کرنا قبرونکی سنت کے طریق پر مستحب ہے پھر مستحب ادا کرنے واسطے فرضوں
سے زیادہ اہتمام رکھنا خصوصا اس شخص کو جو ماباپ کی نافرمانی کرتا او صلہ رحمی چھوڑ دیتا اور نماز ادا نہیں کرتا اور قرضخواہ کو ستاتا
اور جھوٹی قسم کھایا کرتا اور نہ دیکھا نہ سنا سو بات کی گواہی دیتا بمقتضای دیدم نہ شنیدم برای خدا گواہی میدہم پھر ایسے شخص کو
بہت نازیبا ہے کہ مستحب ادا کرنے واسطے بے حد اہتمام رکھنا عبد الحق دہلوی نے اپنے بعضے رسالوں میں جو احوال میں شیخ عبد الوہاب متقی کے
اور شیخ علی متقی کے بنائے ہیں سو لکھا ہے کہ چون عرض کردہ شد یعنے بجناب عبد الوہاب متقی در وقتیکہ در مکہ بود کہ فقیر ارادہ بغداد
و زیارت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ است فرمودند شما بعد ازین مجابتش بدا رکہ اینجا یعنے مکہ معظمہ نشستہ اید بجای دیگر روید الا
بوصی اصلی خود حق شرع بر ہمہ مقدم است وحضرت غوث الثقلین با شما اند ہر جا کہ باشید صحبت و اعتقاد و توجہ با ایشان درست
دارید و قصد اتباع ایشان بکنید و بر فرمودہ ایشان بروید و ایشان ہرگز راضی نیستند کہ ایذای والدہ و زوجہ و فرزندان صغیر کنید
انتہی دیکھو تو عبد الحق دہلوی کو انکے پیر نے عبد الحق دہلوی کے والدہ کی خدمتگزاری واسطے زیارت قبر شریف غوث الاعظم سے منع فرماکر
جانے نہ دئیے پھر جن لوگ نے ماباپ کی حق تلفی کے سوا دوسرے حقوق تلف کرکے قبر کی زیارت واسطے جایا کرتے ہیں سو اللہ پاک کو جواب
دینا پڑیگا وہو الموفق فایدہ مقصود اس کتاب کے بنانے سے پیروی کرنا ہے سرور عالم کی اور انکے صحابوں کی کیونکہ فرقہ ناجیہ وہی ہے جو تبعیت
کرے سرور عالم کی اور صحابہ کے عقیدوں میں اور عملوں میں جیسا ترمذی کی حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا سرور عالم نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،،
ستفترق امتی ثلاثا وسبعین فرقۃ کلھا فی النار الا واحدۃ قیل منھم قال الذین ھم علی ما انا علیہ واصحابی
اجابی امت میری یعنے میری دعوت قبول کئے سو امت تہتر فرقے بنینگے او سوا ایک فرقے کے باقی کے سب فرقے دوزخ میں جاینگے
صحابہ پوچھے یا رسول اللہ وے کون ہیں فرمائے وہ فرقہ وے لوگ ہیں ظاہر او باطن ہیں اس طریقے پر جسپر میں اور میرے یاران ہیں
عقیدوں میں اور عملوں میں اور مولوی اسلمی صاحب اس حدیث کے ترجمہ میں اپنے سفینہ کے ستروین صفحہ پر لکھا سو خلاصہ اسکی عبارت

کا ہے یعنے امت اجابت من متفرق شوند بہفتاد و سہ گروہ ہمہ اش داخل دوزخ اند از جہت عقیدۂ بد و ترک اتباع سنت سوائے ایک فرقہ
تا اینکہ بعض صحابہ کہ حاضر بودند عرض کردند کہ آن یک فرقہ کہ ناجی است کدام کسانند و بر چہ حال از عقاید و اعمال خواہند بود فرمود
آن کسانند کہ ایشان ثبات و استقامت ورزند بر طریقہ کہ من و یاران من بر انیم در ظاہر و باطن از عقیدہ و عمل و سلوک بران دارند
بجد و جہد و این فرقہ ناجیہ بمطابقت واقع جز اہل سنت و جماعت ہیچ گروہی نیست الخ یعنے میری امت کو قبول کئے ہوئے امت
تہتر گروہ ہو گی وہ سب دوزخ مین جاینگے بد عقیدون کے سبب سے اور سنت کی پیروی نہ کرنے کے باعث سوا ایک گروہ کے تو صحابہ
جو حاضر تھے سو پوچھے یا رسول اللہ وہ ایک گروہ جو ناجی ہے سو وہ کون لوگ ہین اور انکے اعمال اور عقیدے کیسے رہینگے تو فرمایے
وہ گروہ وہ لوگ ہین کہ ثابت مستقیم رہینگے میرے اور میرے یارونکے طریقہ پر ظاہر مین و باطن مین عقیدہ اور عمل مین اور اس طریقہ پر چلینگے
کوشش سے اور یہ ناجی گروہ حقیقت مین سوائے اہل سنت و جماعت کے کوئی اور گروہ نہین ہے دیکھئے صاحبو سو وقت پر اس ملک مین سرور انبیا
کے اور انکے یارون کے طریقہ پر کون چلتے ہین اور لوگون کو اس طریقہ طرف کون بلاتے ہین اور جا بجا بدعتونکی مذمت کون کرتے ہین اور بدعتون
کو اٹھا دینے واسطے کون کوشش کیا کرتے ہین اور اس کام پر بدعتونکی ہاتھ سے زبان سے ایذا کون پاتے ہین اور طریقہ محمدیہ کو زندہ
کرنیکے واسطے کون ذلتیں اٹھاتے ہین سو انصاف والے دیکھے تو ان پر مخفی نہ رہیگا اور حقیقت مین فرقہ ناجیہ وہی ہے اور جاننے کہ اس
حدیث شریف سے صاف کھلتا ہے کہ ایکے ہندوالے مسلمان گروہ ناجیہ مین داخل نہین ہو سکتے کیونکہ انکے عقیدون اور عملون کو صحابہ کے
عقیدے اور عمل کے ساتھ مناسبت تو کیا ضد پڑی ہے اگر اس بات مین کسی سیادہ لوح کو شک آیا تو صحابہ کے گھرون کی شادی اور ان لوگ
کے یہان کی شادی کو اور صحابہ کی چال کو جو مردون کے ساتھ اور قبرون کی زیارت مین تھے اور ان لوگ کی چال کو دریافت تو کر لو تاکہ تم پر
ظاہر ہو ویگا کہ دونو چال مین کیسی ضد ہے اور خلاف اور اسیطرح انکا عقیدہ نجوم اور نجومی کی بات پر کیسا تھا اور ان لوگ کا عقیدہ کیسا
ہے پھر اسیطور سے ہر ہر کام کو صحابہ کے ان لوگ کے ہر ہر کام اور ہر ہر عقیدے کے ساتھ مقابلہ دیکر دیکھتے چلے جاؤ تاکہ تم پر صاف کھل پڑے
کہ انکے اور انکے عقیدون اور عملون مین کسطرح کی ضد نظر آتی ہے پھر جب بات ایسی ہو تو ناجی فرقہ اہل سنت مین سے وہی فرقہ ٹھہرا
جنکا عقیدہ اور چال صحابہ کے عقیدے اور چال کے برابر ہے جھنڈا اشد ا پوجنے والون کو اور قبر اور نجوم پرستون کو اور برہمنون سے ستارہ دکھانے
کروانے والون کو اور اہل بیت کی اہانت کرنے والون کو اہل سنت جماعت کے گروہ ناجیہ مین داخل کرنا ویسی بات ہے جیسا روافض
خوارج اپنے کو گروہ ناجیہ جانتے ہین یہ بھی غلط وہ بھی غلط غور سے دیکھو تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کا سنت جماعت بنانا بی تمیزہ کے وضو
کے سریکھا ہے کہ ہزاران حدثونکے ساتھ ٹوٹتا نہین اسیطرح انکا سنت جماعت بنا اتنے کفریات اور بدعات کے ساتھ ٹھٹھا نہیں
انا للہ وانا الیہ راجعون اور طرفہ جگ ہنسائی یہ ہے کہ اس منہہ پر سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور صحابہ اور اہلبیت کی محبت
کا دعوا کیا کرتے ہین اس مقام مین مولوی اسلمی صاحب کا قول جو سفینہ کی تین سو انسٹھوین صفحے پر لکھا ہے سو ٹھیک پڑتا ہے اور عبارت
اسکی یہ ہے لاف زدن محبت بزرگی با وجود ترک کردن پیروی او در ہمہ امور از عقاید و اعمال بیحیائیست و موجب رسوائی ہر دو جہان گردد یعنے
لاف کرنا کسی بزرگ کی محبت کا باوجود چھوڑ دینے انکی پیروی کو سب عقیدون اور عملون مین بے حیائی ہے اور سبب دونون جہان کی رسوائی
کا ایک اللہ ہی نیک توفیق دینے والا اور ایک فایدہ اس محل مین لکھتا ہون کان دھر کر سنئے کہ مسلمان کو چاہئے کہ کوشش رکھے سب
اوامر اور نواہی بجا لانے پر کیونکہ اللہ پاک طاقت سے بڑھکر تکلیف نہین دیا اگر کسی نے سلف کے عقیدے کے موافق اپنے عقیدے ٹھیک کئے پر بعضے

حکم انکو بجا لایا اور بعضے منہیات سے باز رہا تو کسی مسلمان کو نہین پہنچتا کہ اُسکا تحقیر کرے یا اُسپر طعن کرے کیونکہ اللہ صاحب نے ذرے سی
نیکی پر بہی وعدہ ثواب کا کیا ہی اور فرمایا فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ یعنے جس کسینے ایک ذرے برابر نیکی کیا تو جزا اسکی دیکھیگا
اور ترمذی کی حدیث مین آیا ہی کہ فرمایا سرور انبیا نے خطاب کر کے اپنے یاروں سے انکم فی زمان من ترک منکم عشر ما امر بہ
ہلک ثم یاتی زمان من عمل منہم بعشر ما امر بہ نجا یعنے تم ایسے زمانے مین ہو کہ دسوان حصہ حکم کئے گئے سو چیزون سے چھوڑ دیگا
تو ہلاک ہو جائنگے بعد اسکے ایک زمانہ آئیگا کہ جو کوئی اس زمانے مین عمل کریگا دسوین حصے پر حکم کئے گئے سو چیزون کی تو نجات پائیگا دیکھو اس
حدیث سے صاف کھل پڑا کہ پاک عقیدے والے نے تہوڑا بہی نیک کام کیا تو اسکو فایدہ بخشیگا پہر اسکا تحقیر کرنا اور اسپر طعن کرنا صاف
جلایا اور بے دینی ہی ہان اگر وہ شخص جو بعضے نیک کام کیا کرتا ہی اور بعضے بد چیزون سے باز رہتا ہی سو اللہ جل شانہ کی خوشنودی اور
حصول ثواب کے سوا اور کچہ غرض رکھتا ہو جیسا خود نمائی تو اللہ تعالی کا عتاب اسکو بس ہی ہم کسی کے دلکے مالک نہین جو ہم یقین کر لیوین
اسکی ریا کو اور ظنی قرینون سے مسلمان پر بدگمانی نکیا چاہیئے اللہ تعالی توفیق دینے والا ہی کسی بزرگ نے کیسے ابیات خوب کہا ہی سو
یہان برمحل لکھے جاتے ہین ابیات یہ ہین ؎ تمہاری ہمنے کی ہی خیر خواہی ٭ اگر سمجھو تمہاری ہی بھلائی ٭ اِدھر دنیا
مین ذلت سے بچوگے ٭ اُدھر عقبی مین دوزخ سے رہائی ٭ نہو جس کام مین حکم پیمبر ٭ مقرر جانو اُس مین ہی
ہی برائی ٭ خدا کے واسطے بدعت کو چھوڑو ٭ اگر کچہ دلمین ہی خوف خدائی ٭ جی اب
رسم و عادت کا اتحاد وہ ٭ کہ تا مضمون حق دیوے سجھائی ٭ اگر اتنیپر نہ چھو
تو ہو بوجہل ٭ خدا نے مہر ہی دل پر لگائی ٭ اللہ پاک جل شانہ ہمیشہ
ہمکو اور دوسرے مسلمانون کو تعصب اور نفسانیت سے بچا کر
رکہے اور جیتے تلک شریعت محمدیہ پر مستقیم رکہے اور آخر کو خاتمہ
ہمارا اور انکا شہادتین پر کرے اور آخرت مین خاصی
شفاعت سید المرسلین کی ہمارا اور انکے نصیب
کرے اور ہیچے لواے محمدی کے زمرے مین اپنے
اولیا کے ہم سب کا حشر کرے آمین یا رب
العالمین بحق رسولہ محمد و آلہ الطاہرین
وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ
واصحابہ اجمعین آخر دعوانا
ان الحمد للہ رب
العالمین
تمت تمام